افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فضائل
اور پاکیزہ زندگی پر مشتمل کم وبیش ۵۰۰ کتب سے ماخوذ جامع کتاب

فیضانِ صدیقِ اکبر

پیش کش





(دعوتِ اسلامی)

مجلس المدینة العلمیة
(دعوتِ اسلامی)
شعبۂ فیضانِ صحابہ و اٰھل بیت

ناشر مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

مکتبة المدینه باب المدینه کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَارَسُولَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصحٰبِکَ یَاحَبِیبَ اللہ

نام کتاب : فیضانِ صدیق اکبر

پیش کش : شعبۂ فیضانِ صحابہ واہل بیت (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

طباعتِ اَوّل : جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ بمطابق اپریل 2012ء

تعداد : 8000 آٹھ ہزار

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ حوالہ نمبر: ۱۷۶

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"فیضانِ صدیق اکبر"

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیشِ کتب و رسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب و مفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔



مجلس تفتیشِ کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

18 - 04 - 2012

E.mail: ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی)

صفحہ	عنوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''صدیق اکبر میرے ہیں'' کے پندرہ حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''15 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: **نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ** مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج٦، ص۱۸۵)

دو مدنی پھول

❁......بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁......جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(1) ہر بار حَمد و **(2)** صلوٰۃ اور **(3)** تعوُّذ و **(4)** تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی عَرَبی عبارت پڑھ لینے سے ان نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) **(5)** رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ **(6)** حتَّی الوَسْع اِس کا باوُضُو اور **(7)** قِبلہ رُو مطالَعہ کروں گا **(8)** قرآنی آیات اور **(9)** احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا **(10)** جہاں جہاں "اللّٰہ" کا نامِ پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ **(11)** اور جہاں جہاں "سرکار" کا اِسْمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا **(12)** اس حدیثِ پاک **تَهَادَوْا تَحَابُّوْا** ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج۲، ص۴۰۷) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا **(13)** سیرتِ صحابہ پر عمل کی کوشش کروں گا **(14)** دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ **(15)** کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ (ناشرین کو کتابوں کی اَغلاط صرف زبانی بتا دینا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

ابواب فیضان صدیق اکبر

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے مُتعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدینۃ العلمیۃ"** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلما ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت (۲) شعبۂ درسی کُتُب (۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تراجمِ کتب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

"المدینۃ العلمیۃ" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق **حتَّی الْوَسْع** سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور **مجلس** کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **"دعوتِ اسلامی"** کی تمام مجالس بَشُمُول **"المدینۃ العلمیۃ"** کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ** یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔''

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الحدیث:۶۰۱۸، ج۲، ص۴۱۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یوں تو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہی مقتدیٰ بہ (یعنی جن کی اقتداء کی جائے) ستاروں کی مانند اور شمع رسالت کے پروانے ہیں لیکن صدیق اکبر وہ ہیں جو انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوق میں افضل ہیں۔ جو محبوب حبیب خدا ہیں جو عتیق بھی ہیں، صدیق بھی ہیں، صادق بھی ہیں، صدیق اکبر بھی ہیں۔ حلیم یعنی بردبار بھی ہیں، بچپن وجوانی دونوں میں بت پرستی سے دور رہنے والے، زمانہ جاہلیت وزمانہ اسلام دونوں میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوست، جب سبھی نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا اس وقت آپ کی تصدیق کرنے والے، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے والے، مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، سب سے پہلے اظہار اسلام کرنے والے، سب سے پہلے دعوتِ اسلام دینے والے، جن کے والدین صحابی، اولاد صحابی، اولاد کی اولاد بھی صحابی، جو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رشتہ دار، جن کی عبادت وریاضت دیکھ کر لوگ اسلام قبول کریں، شراب سے نفرت کرنے والے، عزت وغیرت کی حفاظت کرنے والے، خلیفہ ہونے کے باوجود انکساری کرنے والے، مشرکین سے رسول خدا کا دفاع کرنے والے، غلاموں کو آزاد کرنے والے، سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خرید کر بادشاہ حقیقی یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے بہت بڑے متقی کا خطاب پانے والے، جو قرآن وحدیث کے بہت بڑے عالم، علم تعبیر وعلم انساب کے ماہر، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے براہ راست درس کتاب وحکمت لینے والے، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشیر ووزیر، جن کا خطا کرنا رب کو پسند نہیں، جن کی تائید خود **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کریں، جو خوف خدا سے گریہ وزاری کرنے والے، جو دکھیاری امت کی خیر خواہی کرنے والے، مریضوں کی عیادت کرنے والے، لواحقین سے تعزیت کرنے والے، جو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفر ہجرت کے دوست اور یار غار، ہجرت کی رات معراج کے دولہا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر اٹھانے والے، ایسے یار غار کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر

اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کریں، جن کا صاحب و یارِ غار ہونا خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بیان کرے، جو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کرنے والے، **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔ جن کو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر الحج بنایا۔ جنہیں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امام بنایا۔ جنہوں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں امامت کی۔ جو خلیفہ اول ہیں، جن کی خلافت پر اجماعِ امت ہے، جن کی خلافت اللہ، رسول، مسلمانوں سب کو پسند و محبوب ہے، جنہوں نے منکرین زکوۃ و مرتدین کے خلاف جہاد فرمایا۔ جن کے اوصاف و احسانات کو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود بیان فرمائیں۔ جن کے فضائل کو خود صحابہ کرام و اسلاف کرام بیان کریں۔ جو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات میں بھی ان کے رفیق ہیں اور مزار میں بھی ان کے رفیق ہیں۔ **''صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس''** یہ ان کی کتاب زندگی کا عنوان تھا۔ آپ کی شخصیت **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت میں ہے۔ یقیناً کسی شخصیت کی عظمت اس کی سیرت ذکر کرنے میں ہے، اسی طرح **''عظمت صدیق اکبر''**، **''سیرت صدیق اکبر''** میں ہے۔ **فیضان صدیق اکبر** سے مالا مال ہونے کے لیے تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوت اسلامی''** کی مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** کے شعبے **''فیضان صحابہ و اہل بیت''** نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت پر کام کی تکمیل کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت طیبہ بنام **''فیضان صدیق اکبر''** پر کام کرنے کی سعی کی اور کم و بیش چھ ماہ کے قلیل عرصے میں اس کو مکمل کیا گیا، تفصیل کچھ یوں ہے:

(1)...... آپ کی حیات مبارکہ کو تعارف، اوصاف، ہجرت، غزوات، خلافت، وصالِ پر ملال، منقول تفسیر و مروی احادیث، خصوصیات، اوّلیات، افضلیت، کرامات اور احادیث فضائل کے بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(2)...... پیدائش سے لے کر وفات تک حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے، نیز بعض جگہ مختلف اقوال کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں مطابقت بھی ذکر کر دی گئی ہے۔

(3)...... حیات مبارکہ کے تذکرے کے بعد آپ کے فضائل پر مشتمل احادیث مقدسہ بیان کی گئی ہیں اگرچہ ان میں ضمناً کسی اور کی فضیلت بھی مذکور ہو، نیز صحابہ و سلف صالحین سے منقول آپ کے فضائل بھی درج کیے گئے ہیں۔

(4)...... اس کتاب میں حیات صدیق اکبر مع فضائل وغیرہ کو کم و بیش 450 جلی سرخیوں (*Main Headings*) اور 1100 خفی سرخیوں (*Sub Headings*) کے ذریعے نہایت ہی احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(5)......آیات مبارکہ قرآنی رسم الخط میں لکھی گئی ہیں، نیز آیات کے حوالوں کے اہتمام کے ساتھ ساتھ ترجمۂ کنزالایمان کا بھی التزام کیا گیا ہے۔

(6)......احادیث مبارکہ اور مشکل الفاظ پر ضرورتاً اعراب لگادیے ہیں نیز احادیث واقوال کی کم وبیش ۱۲۰۰ تخاریج بھی کی گئی ہیں۔

(7)......مختلف مقامات پر احادیث وغیرہ میں مخصوص عربی جملے مع مفہوم ذکر کردیے ہیں۔

(8)......اس کتاب کو مرتب کرنے کے لیے عربی، اردو اور فارسی کی کم وبیش ۵۰۰ کتب سے استفادہ کیا گیا ہے البتہ بطور ماخذ اکثر عربی کتب کو ہی معیار بنایا گیا ہے جن کی فہرست کتاب کے آخر میں موجود ہے۔

(9)......حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں میں حتی المقدور احادیث کو ترجیح دی گئی ہے بصورت دیگر تفسیر، تاریخ، سیرت وغیرہ کتب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

(10)......ترغیب وتحریص کے لیے کئی مقامات پر احادیث، واقعات اور اقوال سے حاصل شدہ درس کو مدنی پھولوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز بعض مقامات پر اہم امور کی وضاحت کے لیے مختلف نقشے بھی دیئے گئے ہیں۔

(11)......اس کتاب کو دارالافتاء اہلسنت کے مدنی علماء کرام دَامَتْ فُیُوْضُھُم نے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطا، اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کی عنایت وشیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں اُن میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو مزید برکتیں عطا فرمائے، اور حقیقی معنوں میں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز اس کتاب کو خود بھی پڑھنے اور دوسرے کو اس کی ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبۂ فیضان صحابہ و اھل بیت

المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

پہلا باب

تعارفِ صدیقِ اکبر

نام ونسب، القابات، حلیہ مبارکہ، قبول اسلام، اولاد، رشتہ دار وغیرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دُرُود شریف کی فضیلت

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں موجود تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ اسے دیکھ کر آپ کا رخ انور نکھر گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ جب اس شخص کی حاجت پوری ہوگئی تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! یہ وہ شخص ہے جس کی ایک نیکی روزانہ آسمان کی طرف بلند کی جاتی ہے جو تمام زمین والوں کی نیکی کی مثل ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی کیا وجہ ہے؟'' فرمایا: ''یہ شخص روزانہ مجھ پر ایک ایسا درود پڑھتا ہے جو تمام مخلوق کے برابر ہوجاتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سا درود ہے؟'' فرمایا: وہ یہ کہتا ہے: ''**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِکَ، وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر اس مخلوق کی تعداد کے برابر درود بھیج جو ان پر درود بھیجتی ہے۔ ان پر ایسا درود بھیج جیسا ہمیں بھیجنا چاہیے۔ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایسا درود بھیج جیسا تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم ارشاد فرمایا۔'' (الدر المنثور، پ ۲۱، الاحزاب: ۵۶، ج ۶، ص ۶۴۸)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود پاک پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ کو مٹاتا ہے اور دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے اور حضور نبیِّ

پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔'' یا یہ فرمایا کہ ''راہ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاذکار، باب فی الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۹۷۹، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۲۱۷)

دکھوں نے جو تم کو گھیرا ہے تو درود پڑھو
جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو
ہر درد کی دوا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
تعویذ ہر بلا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قریش کا نیک سیرت جوان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعثت نبوی سے قبل اہل مکہ اگرچہ بت پرستی، کفروشرک، ظلم وستم، زنا کاری وشراب نوشی، وحشت وبربریت اوران جیسے کئی دیگر معاملات فاسدہ میں گھرے ہوئے تھے، مگر اس وقت بھی چند ایک ایسے لوگ تھے جو اِن تمام معاملات کو نہ صرف غلط سمجھتے بلکہ اِن کے خلاف حق کی تلاش میں سرگرداں بھی رہتے، ان ہی لوگوں میں ایک ایسا جوان بھی تھا جس کا شمار قریش کے شرفاء میں ہوتا تھا، اوراس کی نیک نامی کی وجہ سے چھوٹے بڑے سب ہی اس کی عزت کیا کرتے تھے، ایک دن اس کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا اور جس حق کی تلاش میں وہ سرگرداں تھا وہ حق اسے مل گیا اور اس کی زندگی میں انقلاب برپا ہوگیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کو اسی کی زبانی پڑھیے:

میں کسی اہم کام سے یمن گیا، وہاں ایک بوڑھے عالم سے ملاقات ہوگئی اس نے مجھے دیکھ کر کہا: ''میرا گمان ہے کہ تم حرم (مکۂ مکرمہ) کے رہنے والے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں اہل حرم سے ہی ہوں۔'' اس نے کہا: ''تم قریش سے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں قریش سے ہوں۔'' اس نے پھر کہا: ''تم تیمی بھی ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں!

میں تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں۔مگر کیا بات ہے آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟" اس نے کہا: "مجھے تمہاری ایک خاص علامت کا علم ہے۔" میں نے کہا: "وہ کیا؟" اس نے کہا: "تم اپنا پیٹ دکھاؤ۔" میں نے کہا: "نہیں! تم مجھے پہلے ساری بات بتاؤ، پھر میں دکھاؤں گا۔" اس نے کہا: "میں اپنے صحیح اور صادق علم کے ذریعہ جانتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور دو شخص اس نبی کی مدد کریں گے۔ان میں سے ایک شخص مہمات کو سر کرنے اور مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا اور دوسرا شخص سفید رنگ کا نحیف و کمزور ہوگا اور اس کے پیٹ پر تل ہوگا، اس کی الٹی ران پر ایک علامت ہوگی۔" میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اس نے میری ناف کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا تل دیکھا۔اس نے کہا: "رب کعبہ کی قسم! تم وہی ہو میں تمہارے پاس خود آنے والا تھا۔" میں نے کہا: "کس لیے؟" اس نے کہا: "یہ بتانے کے لیے کہ تم راہ ہدایت سے نہ ہٹنا اور **اللہ تعالی** نے تم کو جو نعمت عطا کی ہے اس کے معاملے میں ڈرتے رہنا۔" جب میں اس سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا: "مجھ سے کچھ شعر سنتے جاؤ۔" اس کے اشعار سن کر جب میں واپس مکۂ مکرمہ پہنچا تو میرے واقف کار چند سرداران قریش عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابو جہل، ابو البختری وغیرہ ملے، انہوں نے کہا: "تم یمن گئے ہوئے تھے یہاں ایک عظیم واقعہ ہوگیا ہے؟ ابو طالب کے بھتیجے نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ **اللہ** کا نبی ہے؟ اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملہ میں انتظار نہ کرتے اور خود ہی کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیتے لیکن اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے؟" میں نے ان کی بات سن کر انہیں احسن طریقے سے واپس کیا اور پھر (حضرت) **محمد بن عبد اللہ** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ (حضرت) خدیجہ کے گھر ہیں، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ باہر آئے، میں نے کہا: "اے دوست! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین کیوں ترک کر دیا؟" انہوں نے کہا: "میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف **اللہ** کا رسول ہوں، تم بھی **اللہ** پر ایمان لے آؤ۔" میں نے کہا: "آپ کی ذات اگرچہ ایسی ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اور نہایت ہی امانت دار ہیں، لیکن ظاہر ہے یہ بہت بڑا دعوی ہے اور یقینا غیر معمولی دعوے کے لیے غیر معمولی ثبوت کی حاجت ہوتی ہے، اگرچہ مجھے کسی ثبوت کی حاجت نہیں

لیکن آپ صرف میرے اطمینانِ قلبی کے لیے میری ذات سے متعلقہ کوئی غیر معمولی بات بتائیں؟'' انہوں نے کہا: ''ابھی جب تم یمن گئے تھے وہاں تم ایک بوڑھے شخص سے ملے تھے۔'' میں نے کہا: ''میں تو وہاں پر کئی بوڑھوں سے ملا ہوں۔'' انہوں نے کہا: ''نہیں! میں اس بوڑھے کی بات کر رہا ہوں جس نے تمہیں کچھ اشعار بھی سنائے تھے۔'' میں نے کہا: ''آپ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟'' انہوں نے کہا: ''مجھے اس معظم فرشتے نے خبر دی ہے جو مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کے پاس بھی آیا کرتا تھا۔'' بس یہ سنتے ہی میں حیران وششدر رہ گیا کہ واقعی اس بات کا تو میرے علاوہ کسی کو بھی علم نہیں تھا، یقیناً یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں۔ میں نے فوراً کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں۔'' پھر میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر واپس آ گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں تھا۔ (اسد الغابۃ، باب العین، عبد اللہ بن عثمان ابو بکر الصدیق، اسلامہ، ج۳، ص۳۱۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا قریش کا یہ نیک سیرت جوان کوئی اور نہیں بلکہ خلیفۂ اوّل، صدیقِ اکبر، یارِ غار، امیر المؤمنین حضرت سیدنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔

صدیقِ اکبر کا تعارف

شخصیت کی پہچان کا اصل ذریعہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً کسی بھی شخص کی مزاجی کیفیات اور اس کی ذات میں پائی جانے والی خصوصیات کا اندازہ اس کے نسب کا تذکرہ کرنے سے ہوتا ہے، یوں سمجھئے کہ کسی شخصیت کے ذاتی اور اندرونی کوائف جاننے کے لیے اس کا نسب ایک آئینے کی حیثیت رکھتا ہے جہاں اس کے نسب کا ذکر کیا وہیں اس کی شخصیت اپنے تمام اطوار کے ساتھ نکھر کر سامنے آ گئی۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ آج تک عربوں میں اس بات کا رواج ہے کہ کسی شخص کی

عادات سے آگاہ ہونے کے لیے اس کے قبیلے کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں حتی کہ اگر کتاب میں کسی شخصیت کا تذکرہ بغیر اس کے نسب کے کیا جائے تو اس کتاب کی اہمیت اہل عرب کے نزدیک بہت کم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اَوّلاً نسب کا ذکر کرنا ناگزیر ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب ہے۔'' مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جا کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سلسلہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد عثمان کی کنیت ابو قحافہ ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ ماجدہ کا نام اُمُّ الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب ہے۔ ام الخیر سلمٰی کی والدہ (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نانی) کا نام دلاف ہے اور یہی امیمہ بنت عبید بن ناقد خزاعی ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دادی (یعنی حضرت سیدنا ابوقحافہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ) کا نام امینہ بنت عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عُویج بن عدی بن کعب ہے۔ (المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۵۱، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج ۴، ص ۱۴۴)

سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتویں پشت میں ملنے کا شجرہ نسب ملاحظہ کیجئے:

نقشہ شجرۂ نسب

حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	ابوقحافہ عثمان (والد)	ام الخیر سلمی (والدہ)

حضرت سیدنا عبد المطلب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	عامر	صخر
حضرت سیدنا ہاشم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	عمرو	عامر
حضرت سیدنا عبد مناف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	کعب	
حضرت سیدنا قصی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	سعد	
حضرت سیدنا کلاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	تیم	
حضرت سیدنا مرۃ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا لوی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا غالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا فہر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ۵۸ ویں پشت میں تھے۔		

آپ کے قبیلے کے اوصاف

مکہ مکرمہ میں جتنے قبیلے آباد تھے ان میں سے ہر قبیلہ اس وقت کے مناصب میں سے کسی نہ کسی منصب سے ضرور سرفراز تھا مثلاً بنو عبد مناف کے پاس حجاج کرام کے لیے پانی اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے کی ذمہ داری تھی۔ بنو عبد الدار کے پاس جنگی معاملات اور **کعبۃ اللہ** شریف کے حفاظتی امور کی ذمہ داری تھی۔ بنو مخزوم کے پاس لشکروں کے سپہ سالار ہونے کی ذمہ داری تھی۔ اسی طرح بنو تیم بن مرہ جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قبیلہ تھا ان کا کام خون بہا اور دیتیں جمع کرنا تھا۔ بنو تیم کی خصوصیات عرب کے دوسرے قبائل سے مختلف نہ تھیں ان میں بھی وہی

اوصاف پائے جاتے تھے جو دوسرے عرب قبیلوں میں پائے جاتے تھے، جرأت، شجاعت، سخاوت، مروت وہمدردی، بہادری وجفاکشی، ہمسایہ قبائل کی حمایت وحفاظت، معاہدے کی پابندی وغیرہ تمام اوصاف سے بنوتمیم متصف تھے۔

صدیق اکبر کا اسم گرامی

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام کے بارے میں تین قول ہیں:

پہلا قول، عبد اللہ بن عثمان

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام **عبد اللہ** بن عثمان ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام **عبد اللہ** بن عثمان ہے۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مناقب الصحابۃ، ذکر السبب الذی من اجلہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۶۸۲۵، ج۹، ص۶)

دوسرا قول، عبد الکعبہ

(۱) جمہور اہل نسب کے نزدیک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قدیم نام **عَبْدُ الْکَعْبَہ** تھا مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبدیل فرما کر **عبد اللہ** رکھ دیا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب حرف العین، عبد اللہ بن ابی قحافۃ ابوبکر الصدیق، ج۳، ص۹۱، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۷۷)

(۲) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر والوں نے **عبد الکعبہ** نام تبدیل کر کے **عبد اللہ** رکھ دیا۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ ماجدہ جب دعا کرتیں تو یوں کہتیں: ''**یَارَبَّ عَبْدِ الْکَعْبَۃ** اے **عبد الکعبہ** کے رب۔'' (اسد الغابۃ، باب العین، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق، ج۳، ص۳۱۵، عمدۃ القاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب المہاجرین وفضلہم، ج۱۱، ص۳۸۴)

تیسرا قول، عتیق

اکثر محدثین کے نزدیک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام عتیق ہے۔ امام ابن اسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عتیق

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ہے اور یہ نام ان کے والد نے رکھا۔ جبکہ حضرت سیدنا موسیٰ بن طلحہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ''یہ نام آپ کی والدہ نے رکھا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۷۷)

ان تمام اقوال میں مطابقت

ان تینوں اقوال میں کوئی تضاد نہیں، مطابقت کی صورت یہ ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والدین نے آپ کا نام **عبد الکعبہ** رکھا، بعد میں انہوں نے یا سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبدیل کر کے **عبد اللہ** رکھ دیا، اور عتیق آپ کا لقب تھا، لیکن اسے نام کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

آپ کی کنیت

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ابوبکر ہے، واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں بلکہ کنیت سے مشہور ہیں، نیز آپ کی اس کنیت کی اتنی شہرت ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں حالانکہ آپ کا نام **عبد اللہ** ہے۔

ابوبکر کنیت کی وجوہات

(۱) عربی زبان میں ''اَلْبَکْر'' جوان اونٹ کو کہتے ہیں، اس کی جمع ''اَبْکُر'' اور ''بِکَار'' ہے، جس کے پاس اونٹوں کی کثرت ہوتی یا جس کا قبیلہ بہت بڑا ہوتا یا جو اونٹوں کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات میں بہت ماہر ہوتا عرب لوگ اسے ''ابوبکر'' کہتے تھے، چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قبیلہ بھی بہت بڑا تھا اور بہت مالدار بھی تھے نیز اونٹوں کے تمام معاملات میں بھی آپ مہارت رکھتے تھے اس لیے آپ بھی ''ابوبکر'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

(۲) عربی زبان میں **اَبُو** کا معنی ہے ''والا'' اور ''**بَکْر**'' کے معنی ''اوّلیت'' کے ہیں، تو ابوبکر کے معنی ہوئے ''اوّلیت والا'' چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لانے، مال خرچ کرنے، جان لٹانے، ہجرت کرنے، حضور کی وفات کے بعد وفات، قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ ہر معاملے میں اوّلیت رکھتے ہیں اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ابوبکر (یعنی اوّلیت

والا) کہا گیا۔ (مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۳۴۷)

(۳) ''کُنِیَ بِاَبِی بَکْرٍ لِاِبْتِکَارِہِ الْخِصَالِ الْحَمِیْدَۃِ یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ابوبکر اس لیے ہے کہ آپ شروع ہی سے خصائل حمیدہ رکھتے تھے۔'' (سیرت حلبیۃ، ذکر اول الناس ایمانابہ، ج۱، ص۳۹۰)

صدیق اکبر کے القابات

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دو لقب زیادہ مشہور ہیں عتیق اور صدیق۔ نیز عتیق وہ پہلا لقب ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے اس لقب سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہی ملقب کیا گیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے کسی کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا گیا۔ (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۷۷)

''عتیق'' لقب کی وجوہات

جہنم سے آزادی کے سبب عتیق

(1) حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ''عبد اللہ'' تھا، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں فرمایا: ''**اَنْتَ عَتِیْقٌ مِّنَ النَّارِ** تم جہنم سے آزاد ہو۔'' تب سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام عتیق ہو گیا۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ عن مناقب الصحابۃ، ج۹، ص۶)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں ایک دن اپنے گھر میں تھی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان صحن میں تشریف فرما تھے، میرے اور ان کے مابین چارپائی رکھی تھی، اچانک میرے والد گرامی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے تو حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی طرف دیکھ کر اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ** یعنی جسے دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔'' اس کے بعد سے آپ عتیق مشہور

ہوگئے۔(المعجم الاوسط ، من اسمه الهیثم، الحدیث: ۹۳۸۴، ج۶، ص۴۵۶، معرفة الصحابة لابی نعیم، معرفة نسبة الصدیق۔۔۔الخ، الرقم: ۵۹،ج ۱، ص ۴۸)

حسن و جمال کے سبب عتیق

(2) حضرت سیدنا لیث بن سعد، حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، علامہ ابن معین اور دیگر کئی علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ''**اِنَّمَا سُمِّيَ عَتِيْقاً لِحُسْنِ وَجْهِه** یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چہرے کے حسن و جمال کے سبب عتیق کہا جاتا ہے۔'' امام طبرانی رَحمَۃُ اللّٰہ نے حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چہرے کے حسن و جمال کے سبب عتیق کہا جاتا تھا۔(المعجم الکبیر، نسبة ابی بکر الصدیق واسمه، الحدیث: ۴، ج ۱، ص ۵۲، اسد الغابة، باب العین، عبد اللّٰہ بن عثمان ابوبکر الصدیق، ج ۳، ص ۳۱۶، تاریخ الخلفاء، ص ۲۲)

خیر میں مقدم ہونے کے سبب عتیق

(3) علامہ ابونعیم فضل بن دکین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں:''**سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِاَنَّه قَدِيْمٌ فِي الْخَيْر** یعنی خیر و خوبی میں سب سے پہلے اور دیگر افراد سے مقدم ہونے کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا ہے۔''

(الریاض النضرة، ج ۱، ص ۷۸، تاریخ الخلفاء، ص ۲۲)

نسب کی پاکیزگی کے سبب عتیق

(4) حضرت سیدنا زبیر بن بکار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار اور ان کے ساتھ ایک پوری جماعت نے بیان کیا ہے کہ:''**اِنَّمَا سُمِّيَ عَتِيْقاً لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيْ نَسَبِهٖ شَيْءٌ يُعَابُ بِه** یعنی حسب و نسب کی پاکیزگی کہ وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی کمزوری نہیں تھی جس کی وجہ سے آپ کی عیب جوئی کی جاتی۔''

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۲، اسد الغابة، باب العین، عبد اللّٰہ بن عثمان ابوبکر الصدیق، ج ۳، ص ۳۱۶)

والد کے نام رکھنے کے سبب عتیق

(5) پہلے آپ کا نام عتیق رکھا گیا اور بعد میں آپ کو **عبد اللّٰہ** کہا جانے لگا، حضرت سیدنا عبدالرحمن بن قاسم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا: ''آپ کے والد ابوبکر کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''**عبد اللّٰہ**'' عرض کیا: ''لوگ تو آپ کو عتیق کہتے ہیں؟'' فرمایا: ''میرے دادا ابوقحافہ کے تین بچے تھے۔ آپ نے ان کے نام عتیق، معتیق، اور معتق رکھے۔''

(المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث: ٦، ج ١، ص ٥٣)

ماں کی دعا کے سبب عتیق

(6) حضرت سیدنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا کہ: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''آپ کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا تو آپ کو لے کر **بیت اللّٰہ** شریف گئیں اور گڑگڑا کر یوں دعا مانگی: اے میرے پروردگار! اگر میرا یہ فرزند موت سے آزاد ہے تو یہ مجھے عطا فرمادے۔'' تو اس کے بعد آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۲، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، معرفۃ نسبۃ الصدیق العتیق، ج ١، ص ٤٩)

غلبہ نام کے سبب عتیق

(7) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ: ''**وَإِنَّ اِسْمَهُ الَّذِيْ سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ حَيْثُ وَلَدَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُثْمَانَ، فَغَلَبَ عَلَيْهِ اِسْمُ الْعَتِيْقِ** یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جو نام آپ کے گھر والوں نے رکھا وہ **عبد اللّٰہ** بن عثمان ہے لیکن اس پر عتیق نام غالب آگیا۔''

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، معرفۃ نسبۃ الصدیق، ج ١، ص ٤٨)

آسمان وزمین میں عتیق

(8) سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: "**اَبُوْبَکْر عَتِیْقٌ فِی السَّمَاءِ وَعَتِیْقٌ فِی الْاَرْضِ** یعنی ابوبکرآسمان میں بھی عتیق ہیں اورزمین میں بھی عتیق ہیں۔" (مسندالفردوس، الحدیث: ۱۷۸۸، ج ۱، ص ۲۵۰)

غلام آزاد کرنے کے سبب عتیق

(9) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی شفیق اورمہربان تھے حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کوان کے آقا کے ظلم وستم اور دیگر کئی مسلمانوں کوکفار کے ظلم وستم سے آزادکروایا توعتیق کے نام سے مشہور ہوگئے۔

(مرآۃ المناجیح، ج۸، ص ۳۴۶)

ان تمام اقوال میں مطابقت

آپ کے لقب عتیق کے بارے میں جتنے بھی اقوال ذکر کیے گئے ان تمام میں کوئی تضاد نہیں کہ ہوسکتا ہے آپ کے والدین نے آپ کولقبِ عتیق سے کسی ایک معنی میں پکارا ہو، اور دیگرلوگوں نے اس معنی میں بھی اور کسی دوسرے معنی میں پکارا ہو۔ پھرقریش میں وہی مستعمل ہوگیا، اور پھر یہ اتنا مشہور ہوگیا کہ اسلام سے پہلے بھی اور بعد میں بھی باقی رہا۔ لہٰذا مختلف معانی کے اعتبار سے تمام کا آپ کوعتیق پکارنا درست ہوا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۷۸)

یقینا مَنبعِ خوفِ خدا صِدّیق اکبر ہیں
حقیقی عاشقِ خیرُ الوریٰ صدّیق اکبر ہیں
نہایت مُتّقی و پارسا صِدّیق اکبر ہیں
تقی ہیں بلکہ شاہِ اَتقیا صِدّیق اکبر ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

''صدیق'' لقب کی وجوہات

ربّ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا

(1) حضرت سیدتنا نبعہ حبشیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''**یَا اَبَابَکْرٍ اِنَّ اللہَ قَدْ سَمَّاکَ الصِّدِّیْق** یعنی اے ابوبکر! بے شک **اللہ** ربّ العزت نے تمہارا نام ''صدیق'' رکھا۔'' (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف النون، ج۸، ص۳۳۲)

نبی کریم کے نزدیک صدیق

(2) حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''میں نو افراد کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب جنتی ہیں اور اگر میں دسویں شخص کی بھی گواہی دوں تو میں گنہگار نہیں ہوں گا۔'' پوچھا گیا: ''وہ کیسے؟'' فرمایا: ہم شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جبلِ حراء پر گئے تو اچانک وہ لرزنے لگا۔ محبوب ربِّ داور، شفیع روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اُثْبُتْ حِرَاءُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَ شَہِیْدَانِ** یعنی اے حراء! ٹھہر جا کہ اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔'' حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا کہ اس وقت پہاڑ پر کون تھے؟ فرمایا: ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عبد الرحمن بن عوف۔'' رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔ پھر حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خاموش ہوگئے۔ پوچھا گیا: ''یہ تو نو افراد ہیں، دسویں کون ہیں؟'' فرمایا: ''میں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، مناقب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، الحدیث: ۳۷۷۸، ج۵، ص۴۲۰)

پیغام، نبی یہ دیتے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں
جو حق پر ہیں وہ کہتے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللّٰہ کی

سیدنا جبریل امین کے نزدیک صدیق

(3) حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معراج کی رات سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: ''**یَا جِبْرِیْلُ! إِنَّ قَوْمِيْ يَتَّهِمُوْنِيْ وَلَا يُصَدِّقُوْنِي** یعنی اے جبریل! میری قوم مجھ پر تہمت لگائے گی اور وہ میری تصدیق نہیں کرے گی۔'' سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''**إِنِ اتَّهَمَكَ قَوْمُكَ فَإِنَّ أَبَابَكْرٍ يُصَدِّقُكَ وَهُوَ الصِّدِّيْق** یعنی اگر آپ کی قوم آپ پر تہمت لگائے گی تو کیا ہوا ابوبکر تو آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ تو صدیق ہیں۔''

(المعجم الاوسط للطبرانی، الحدیث: ۷۱۷۳، ۷۴۸، ج۵، ص ۲۲۶ ملخصا)

زبانِ جبریل سے صدیق

حضرت سیدنا نزال بن سبرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور وہ خوش طبعی فرما رہے تھے، ہم نے ان سے عرض کیا: ''اپنے دوستوں کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے؟'' فرمایا: ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام اصحاب میرے دوست ہیں۔'' ہم نے عرض کی: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں بتائیے؟'' فرمایا: ''**ذَاكَ اِمْرُءٌ سَمَّاهُ اللّٰهُ صِدِّيْقاً عَلٰى لِسَانِ جِبْرِيْل وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا** یعنی ان کے تو کیا کہنے! یہ تو وہ شخصیت ہیں جن کا نام **اللّٰہ تعالی** نے جبریل امین اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان سے **صِدِّیق** رکھا ہے۔'' (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، باب الاحادیث المشعرة بتسمیة ابی بکر صدیقا، الحدیث: ۴۴۶۲، ج۴، ص ۴)

زمانہ جاہلیت سے ہی صدیق

(4) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زمانہ جاہلیت میں لقبِ صدیق سے پکارا جاتا تھا کیونکہ آپ ہر وقت سچ بولتے تھے سچ کے سوا آپ کے منہ سے کچھ نہ نکلتا تھا۔ ظہورِ اسلام سے قبل آپ کا شمار قریش کے بڑے سرداروں میں ہوتا تھا، اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کی دیتیں بھی ادا کردیتے تھے، یعنی اگر کوئی غلطی سے کسی کو قتل کردیتا تو اس کی طرف سے خون بہا آپ ادا کردیتے تھے، اگر وہ غریب ہوتا تب بھی قریش آپ کی بات کو اہمیت دیتے اور دیت قبول کر لیتے اور قاتل کو چھوڑ دیتے اور اگر آپ کے علاوہ کوئی دوسرا دیت کی ذمہ داری لیتا تو ہرگز قبول نہ کرتے اور اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی، لوگ آپ کی بات کی تصدیق کرتے تھے، اس لیے آپ زمانہ جاہلیت میں ہی صدیق کے لقب سے مشہور تھے۔

تصدیق معراج کے سبب صدیق

(5) ''اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: جب حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے اس مکمل واقعے کو بیان فرمایا، مشرکین وغیرہ دوڑتے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: ''**هَلْ لَکَ إِلٰی صَاحِبِکَ یَزْعُمُ أَسْرٰی بِهِ اللَّیْلَةَ إِلٰی بَیْتِ الْمَقْدَس؟** یعنی کیا آپ اس بات کی تصدیق کرسکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ انہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کی؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**أَوَ قَالَ ذٰلِکَ؟** کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**لَئِنْ کَانَ قَالَ ذٰلِکَ لَقَدْ صَدَقَ** یعنی اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔ اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔'' انہوں نے کہا: ''**أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّیْلَةَ إِلٰی بَیْتِ الْمَقْدَس وَ جَاءَ قَبْلَ أَنْ یُصْبِحَ؟**

یعنی کیا آپ اس حیران کن بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے، اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**نَعَمْ! اِنِّيْ لَاُصَدِّقُهُ فِيْمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ اُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِيْ غَدْوَةٍ اَوْ رَوْحَةٍ** جی ہاں! میں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آسمانی خبروں کی بھی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں۔ اور یقیناً وہ تو اس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب والی بات ہے۔'' پس اس واقعے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **صدیق** مشہور ہو گئے۔ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر الاختلاف۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۵۱۵، ج۴، ص۲۵)

صدیق لقب آسمان سے اتارا گیا

(6) حضرت سیدنا ابو یحییٰ حکیم بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اللّٰہ** کی قسم اُٹھا کر کہتے ہوئے سُنا کہ ''**اُنْزِلَ اِسْمُ اَبِيْ بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيْق** یعنی سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب **صِدِّیْق** آسمان سے اُتارا گیا۔'' (المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث: ۱۴، ج۱، ص۵۵)

ہر آسمان پر صدیق لکھا تھا

(7) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِيْ مَكْتُوْباً: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ خَلْفِيْ** یعنی شبِ معراج میں نے ہر آسمان پر اپنا نام یوں لکھا ہوا دیکھا: ''محمد **اللّٰہ** کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق میرے خلیفہ ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی، فضل ابی بکر، الحدیث: ۳۲۵۷۷، ج۶، الجزء: ۱۱، ص۲۵۱)

جو آپ کو صدیق نہ کہے۔۔۔؟

حضرت سیدنا عروہ بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا امام باقر ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے استفسار کیا: ''**مَا قَوْلُكَ فِيْ حُلْيَةِ**

السُّیُوْف؟ یعنی تلوار کو آراستہ کرنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''**لَا بَأْسَ قَدْ حَلِیَ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ سَیْفَہ** یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اپنی تلوار کو آراستہ کیا۔'' میں نے کہا: ''آپ نے انہیں صدیق کہا؟'' یہ سنتا تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال فرماتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف منہ کر کے ارشاد فرمایا: ''ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں۔ اور جو انہیں صدیق نہ کہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے قول کی تصدیق نہیں فرماتا نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔''

(فضائل الصحابة، ومن فضائل عمر بن الخطاب من حديث أبي بكر بن مالك، الرقم: ٦٥٥، ج ١، ص ٤١٩)

امیرالمؤمنیں ہیں آپ اِمَامُ المسلمیں ہیں آپ
نبی نے جنّتی جن کو کہا صدیق اکبر ہیں
سبھی اصحاب سے بڑھ کر مقرّب ذات ہے ان کی
رفیقِ سرورِ ارض وسما صدیق اکبر ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صادق، صدیق، صدیقیت اور صدیق اکبر

صادق کسے کہتے ہیں؟

صادق کا لغوی معنی ہے ''سچا''۔ اور صادق اس شخص کو کہتے ہیں جو بات جیسی ہو ویسے ہی زبان سے بیان کردے۔

(التعریفات، ص ۹۵)

صدیق اکبر صادق وحکیم ہیں

شیخ اکبر حضرت سیدنا محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اگر حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوں تو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے۔ وہ اس وقت کے صادق وحکیم ہیں، اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیرِ حکم۔''

(الفتوحات المکیۃ، الباب الثالث والسبعون، ج۳، ص۴۴، فتاوی رضویہ، ج۱۵، ص۶۸۰)

صدیق کسے کہتے ہیں؟

(۱) صدیق اسے کہتے ہیں جو زبان سے کہی ہوئی بات کو دل اور اپنے عمل سے مؤکد کر دے۔ (التعریفات، ص۹۵) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو صدیق اسی لیے کہتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فقط زبان کے نہیں بلکہ قلب وعمل کے بھی صدیق تھے۔

(۲) صدیق اسے بھی کہتے ہیں جو تصدیق کرنے میں مبالغہ کرے، جب اس کے سامنے کوئی چیز بیان کی جائے تو اوّلاً ہی اس کی تصدیق کردے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ایسے ہی تھے کہ اوّلاً ہی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر بات کی تصدیق کر دیا کرتے تھے۔

(۳) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''صدیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے بات ویسی ہی ہوجائے۔ اسی لیے تو حضرت سیدنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ جو دو قیدی تھے ان میں سے شاہی ساقی یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والے نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو صدیق کہا کیونکہ اس نے دیکھا کہ جو آپ نے کہا تھا وہ ہی ہوا، عرض کیا: **یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ**۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیدنا مالک بن سنان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق جو کہا تھا وہ ہی ہوا کہ وہ شہید ہونے کے بعد زندہ ہو کر آئے۔''

(مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۱۶۲)

صدیقیت کسے کہتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ

الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق و اخفی کہ نصیبہ حضرت صدیق اکبر اکرم و اتقی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ ہے تو اجناس و انواع و اصناف فضائل و کمالات و بلندی درجات میں خصائص و ملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیہ بہیہ کے لائق و اہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت و تفاضل کثیر و وافر ہو۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۱۵، ص ۶۷۸)

صدیق اکبر کسے کہتے ہیں؟

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہر معاملے میں صداقت کا عملی مظاہرہ فرمایا حتی کہ واقعہ معراج اور آسمانی خبروں وغیرہ جیسے معاملات کہ جن کو اس وقت کسی کی عقل نے تسلیم نہیں کیا ان میں بھی آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً تصدیق فرمائی۔ سرکار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام معاملات میں جیسی تصدیق آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے کی ویسی کسی نے نہ کی اس لیے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''صدیق اکبر'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوی رضویہ، جلد ۱۵، ص ۶۸۰ پر ارشاد فرماتے ہیں: ''سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ **صدیق اکبر** ہیں اور سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ **صدیق اصغر**، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔'' نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں ہے: ''سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کی تخصیص اس لئے کہ وہ **صدیق اکبر** ہیں جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیونکہ انہوں نے جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تصدیق کی وہ کسی کو حاصل نہیں اور یونہی سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام **صدیق اصغر** ہے جو ہرگز کفر سے ملتبس نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر **اللہ** کو سجدہ کیا باوجودیکہ وہ نابالغ تھے۔''

(نسیم الریاض فی شرح الشفاء، القسم الاول، فی ثناء اللہ۔۔۔الخ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۳۴)

سبھی علمائے اُمت کے، امام و پیشوا ہیں آپ
بلا شک پیشوائے اَصفیا صدیق اکبر ہیں

خدا ئے پاک کی رحمت سے انسانوں میں ہر اک سے
فُزوں تر بعد از گل انبیا صدیق اکبر ہیں

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

لقب ''حَلِیْم'' (بُرْدبَار)

صدیق اکبر آسمانوں میں حلیم

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا جبریل امین اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایک کونے میں بیٹھ گئے، کافی دیر تک وہیں بیٹھے رہے اچانک وہاں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گزرے تو جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبریل! کیا آپ لوگ بھی انہیں پہچانتے ہو؟'' عرض کیا: ''اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! ابوبکر زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں، اور آسمانوں میں ان کا نام ''حلیم'' ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۸۲)

لقب ''اَوَّاہ'' (کثیر الدعا، عاجزی کرنے والے)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی عاجزی کرنے والے اور کثیر الدعا تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کئی مخصوص دعائیں بھی منقول ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی انہیں صفات کی بنا پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب ''اَوَّاہ'' کثیر الدعا، عاجزی کرنے والا پڑ گیا۔''

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج ۳، ص ۸۵)

صدیق اکبر کی پیدائش و جائے پرورش

دنیا میں تشریف آوری

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عام الفیل کے اڑھائی سال بعد اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے دو سال اور چند ماہ بعد پیدا ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ۶ ماہ شکم مادر میں رہے اور دو سال تک اپنی والدہ کا دودھ پیا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج ۴، ص ۱۴۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۴، نور العرفان، پ ۲۶، الاحقاف: ۱۵)

جائے پرورش اور دیگر معاملات

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جائے پرورش مکۂ مکرمہ ہے، آپ صرف تجارت کی غرض سے باہر تشریف لے جاتے تھے، اپنی قوم میں بڑے مالدار با مروت، حسن اخلاق کے مالک اور نہایت ہی عزت وشرف والے تھے۔

(اسد الغابۃ، باب العین، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق، ج ۳، ص ۳۱۶، تاریخ الخلفاء، ص ۲۴)

صدیق اکبر کے تین مبارک گھر

(1) مکۂ مکرمہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک گھر محلہ مسفلہ میں واقع ہے جس میں وہ دو مبارک پتھر لگے ہوئے ہیں جنہوں نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قبل از اعلانِ نبوت سلام کیا۔ واضح رہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مکی زندگی اسی مبارک مکان میں بسر کی۔

(2) مدینۂ منورہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دو گھر تھے، ایک گھر مسجد نبوی سے متصل تھا جس کی کھڑکی مسجد نبوی کے اندر کھلتی تھی اور اسی کھڑکی کے متعلق سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آخری عمر میں ارشاد فرمایا کہ ''ابوبکر کی کھڑکی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کر دو۔''

(3) دوسرا گھر مقام ''سُنْح'' میں واقع تھا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی گھر سے کاشانہ نبوت حاضر ہوئے تھے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۸، ص ۳۴۷، فتح الباری، الحدیث: ۳۶۵۴، ج ۸، ص ۱۲ ملخصا)

صدیق اکبر کا حلیۂ مبارکہ

جسمانی خدوخال

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا گیا: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسمانی خدوخال کیسے تھے؟'' فرمایا: ''آپ کا رنگ سفید، جسم کمزور اور رخسار کم گوشت والے تھے، کمر کی جانب سے تہبند کو مضبوطی سے باندھا کرتے تھے تاکہ لٹکنے سے محفوظ رہے، آپ کے چہرہ اقدس کی رگیں واضح نظر آتی تھیں، اسی طرح ہتھیلیوں کی پچھلی رگیں بھی صاف نظر آتی تھیں۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۸۲، تاریخ الخلفاء، ص ۲۵)

گندمی رنگ اور کم گوشت والے

حضرت سیدنا قیس بن ابی حازم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں اپنے والد کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مرضِ موت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا، میں نے دیکھا آپ گندمی رنگ اور کم گوشت والے ہیں۔'' (الآحاد والمثانی، ذکر الصدیق ومن صفتہ، ج ۱، ص ۱۶)

داڑھی میں خضاب کا استعمال

اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ''میرے والد محترم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مہندی اور کتم کا خضاب استعمال فرماتے تھے۔''

(مصنف عبد الرزاق، صباغ ونتف الشعر، الحدیث: ۲۰۳۴۷، ج ۱۰، ص ۱۷۳)

ریش مبارک میں سفید بال

خادم دربار رسالت حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''جب خَاتَمُ

اَلْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب میں صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے تھے جن کی ریش مبارک میں سفید بال بھی تھے اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مہندی اور کتم استعمال فرماتے تھے۔'' (الطبقات الکبری، ذکر صفۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۲)

''کَتَم'' کسے کہتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوی رضویہ شریف میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں: ''صحیح طور پر یہ بات ہم تک پہنچی کہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہندی اور کتم سے خضاب استعمال کیا، کتم ایک گھاس کا نام ہے جس کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۵۰۲)

صدیق اکبر کا بچپن

بچپن کی حیرت انگیز حکایت

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۵۶۱ صفحات پر مشتمل کتاب ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل ۴ حصے)''، صفحہ ۶۰ تا ۶۱ پر ہے: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی بُت کو سجدہ نہ کیا۔ چند برس کی عمر میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد بُت خانے میں لے گئے اور کہا: ''یہ ہیں تمہارے بلند وبالا خدا، انہیں سجدہ کرو۔'' پھر انہیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بُت کے سامنے تشریف لے گئے تو فرمایا: ''میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں اگر تُو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔'' وہ بُت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لاتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصّہ آیا، اور وہاں سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ماں کے پاس

لائے، سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ: ’’اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سچی بندی! تجھے خوشخبری ہو یہ بچہ عتیق ہے، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صاحب اور رفیق ہے۔‘‘ یہ روایت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود مجلس اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے، حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی: ’’**صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ وَّھُوَ الصِّدِّیْقُ** یعنی ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔‘‘ اور تین بار یہی الفاظ دہرائے۔ (ارشاد الساری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام ابی بکر، ج۸، ص ۱۷۳، ملفوظات اعلی حضرت، ص۴۰۹ تا ۴۱۰ بتصرف)

صدیق اکبر کی جوانی، زمانہ جاہلیت کی زندگی

عظمت و شرافت

علامہ ابوزکریا یحی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ’’آپ کا شمار زمانہ جاہلیت میں رؤساء قریش میں ہوتا تھا اور دیگر سردار آپ سے مختلف امور میں مشورے کیا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے اچھے برے تمام معاملات کو اچھی طرح جانتے تھے جب اسلام کا پیغام ملا تو اسلام کو دنیا پر ترجیح دی اور صرف اسلام کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔‘‘

(اسد الغابۃ، باب العین، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق، ج۳، ص۴۱۶، تاریخ الخلفاء، ص ۲۴، تہذیب الاسماء واللغات للنووی، ابوبکر الصدیق، الرقم: ۷۲۷، ج۲، ص ۴۷۳)

زمانہ جاہلیت و اسلام دونوں کی مسلمہ شخصیت

حضرت سیدنا معروف بن خربوذ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار قریش کے ان دس مایہ ناز لوگوں میں ہوتا ہے جن کی شرافت زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس لوگ فیصلہ کروانے کے لیے اپنے مقدمات لایا کرتے تھے کیونکہ

اس وقت کوئی انصاف پسند بادشاہ تو تھا نہیں جس کے پاس وہ اپنے تمام معاملات کو پیش کرتے، اس لیے ہر قبیلہ میں اس کے رئیس اور شریف شخص کو اس کی ولایت حاصل ہوتی تھی لہٰذا لوگ اپنے فیصلے کروانے کے لیے آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۰، ص ۳۳۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۴)

صدیق اکبر کا کاروبار

کپڑے کی تجارت

مکہ کے چھوٹے بڑے تمام قبیلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تجارت کرتے تھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب جوان ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی کپڑے کی تجارت شروع کی اور اپنے اعلیٰ اخلاق، صاف گفتگو، زبان کی سچائی اور ایمان داری سے آپ نے بے حد نفع حاصل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شمار مکہ کے معروف تاجروں میں ہونے لگا۔

صدیق اکبر کا شام تک تجارتی سفر

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تجارت کے لیے شام کے شہر بصری کا سفر اختیار فرمایا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گہری وابستگی کی شدید تڑپ کے باوجود آپ نے اس تجارتی سفر کو اہمیت دی اور خود **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شدید محبت کے باوجود آپ کو یہ سفر کرنے سے منع نہ فرمایا۔ (فتح الباری، ج ۱۰، ص ۱۰۱)

رزق حلال کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سفر تجارت سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کے لیے حلال

ذریعے سے اتنا رزق کمانا ضروری ہے جس کی بنا پر اسے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہ آئے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۱۹۵ صفحات پر مشتمل کتاب **بہارِ شریعت جلد دوم** ص ۶۰۹ پر ہے: ''اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لیے اور ادائے دَین (قرض) کے لیے کفایت کرسکے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل وعیال کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنے کی بھی سعی وکوشش کرے۔ ماں باپ محتاج وتنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انھیں بقدرِ کفایت دے۔''

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ج۵، ص۳۴۸، ۳۴۹)

کسبِ حلال کے متعلق تین احادیثِ مبارکہ

(1) ''اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کرکے حاصل کیا ہے اور بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت داود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۰۷۲، ج۲، ص۱۱)

(2) ''حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۷۴۱، ج۶، ص۴۲۰)

(3) ''تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں اُس کا خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مذمت (برائی) نہ کریں اور جب اپنی چیزیں بیچیں تو اُن کی تعریف میں مبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔''

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴، ص۲۲۱)

تاجر ہو تو صدیق اکبر جیسا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک تاجر پیشہ اور کاروباری آدمی تھے،

کاروباری لوگ عموماً گفتگو میں بہت محتاط ہوتے ہیں وہ کوئی بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالتے جوان کے تعلقات پر منفی اثرات مرتب کرے۔ نہ تو وہ کسی کے مذہب وعقیدے میں دخل دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کے عمل وحرکت کے بارے میں کوئی بات کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ لوگ مصلحت اور عافیت کو پسند کرتے ہیں تمام معاملات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر اپنی کاروباری مجبوریوں کی وجہ سے چپ سادھ لیتے ہیں، کسی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتے اور ان کی رائے کو صحیح قرار دیتے ہیں لیکن جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فطرت عام کاروباری لوگوں کی فطرت کے بالکل برعکس تھی، انہوں نے اسلام قبول کرتے ہی اسلام کا فوراً اظہار کردیا بلکہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنا اولین فریضہ سمجھ کر اپنے دیگر تاجر بھائیوں کو اسلام کے فوائد سے مطلع کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ جس دن اسلام لائے اسی دن حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا طلحہ، حضرت سیدنا زبیر اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کے بعد انہیں داخل اسلام کرلیا اور دوسرے دن حضرت سیدنا عثمان بن مظعون، حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف، حضرت سیدنا ابوسلمہ اور حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو بھی داخل اسلام کرلیا۔

(الاصابة في تمييز الصحابة، حرف العين المهملة، ج ۴، ص ۳۷۷، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیسے ہی اسلام قبول کیا آپ کو دنیوی تجارت سے زیادہ اس دینی تجارت میں نفع نظر آیا لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دنیوی تجارت کی طرح اس دینی تجارت میں بھی اپنے قریبی دوستوں کو شریک کرنا شروع کردیا تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ نفع کمائیں۔ واقعی **"تاجر ہو تو آپ جیسا ہو"**۔

رہیں گے چومتے دہلیز بادشاہ تری
بہت بلند ہے صدیق بارگاہ تری
ادا شناسِ رسالت رہی نگاہ تری
ہے زلف یار سے دیرینہ رسم وراہ تری

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی نبی کریم سے دوستی

اسلام سے قبل بھی دوست

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ظہورِ اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے۔

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۸۴)

صدیق اکبر کے گھر رسول اللہ کی روزانہ آمد

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مابین ایسی گہری دوستی تھی کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر روزانہ تشریف لاتے تھے، چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس کی صبح وشام **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، الحدیث: ۴۷۶، ج ۱، ص ۱۸۰)

دوستی کے وقت آپ کی عمر

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دوستی کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر سولہ یا اٹھارہ سال تھی اور جب آپ اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر اڑتیس سال تھی۔ اور یقیناً دوستی کے وقت سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک کم وبیش بیس سال تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دو یا ڈھائی سال عمر میں بڑے تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ ۲۶، الاحقاف: ۱۵ ملخصا، فتاوی رضویۃ، ج ۲۸، ص ۴۵۷)

دوستی کی وجوہات

حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی باہم دوستی کی کئی

وجوہات ہیں، ایک وجہ تو وہی ہے جو مذکورہ بالا حدیث پاک میں گزری کہ آپ دونوں تقریباً ہم عمر تھے اور دو ہم عمر افراد میں انسیت ومحبت ایک فطری عمل ہے۔ نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکۂ مکرمہ کے اس محلے میں رہتے تھے جس میں شہر کے بڑے اور مشہور تاجر رہائش پذیر تھے اور ان کا کاروبار مکۂ مکرمہ سے لے کر یمن اور شام کے مختلف علاقوں تک پھیلا ہوا تھا، سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے شادی کرنے کے بعد ان کے ساتھ ہی تشریف لے آئے تھے تو ایک ہی محلے میں رہنے کی وجہ سے دونوں میں ملاقاتوں کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا اور پھر دونوں کے درمیان اچھے خاصے مراسم پیدا ہوگئے اور یہ مراسم آہستہ آہستہ گہری دوستی میں تبدیل ہوگئے۔ نیز کاروبار ایک ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں ہستیوں کی طبیعتیں نہایت ہی نفیس تھیں، کفار قریش کی بت پرستی اور مشرکانہ عقائد و نظریات سے دونوں ہی کو سخت نفرت تھی اور یہ اُن تمام غلط رسوم وعادات واطوار سے محفوظ تھے جن میں مکۂ مکرمہ کے دیگر لوگ مبتلا تھے۔ الغرض یہی مشترکہ صفات گہری دوستی اور قربت کا ذریعہ بن گئیں نیز اسلام کے بعد اس میں مزید ایسا استحکام پیدا ہوا کہ قیامت تک اس کی مثال نہیں ملتی۔

غیبی آواز کی پکار

حضرت سیدنا ابومیسرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ظہور اسلام سے قبل بعض اوقات باہر نکلتے تو کوئی غیبی شخص پیچھے سے آپ کا نام لے کر یوں آواز دیتا: ''**یا مُحَمَّد!**'' آپ جب پیچھے دیکھتے تو کوئی نہ ہوتا۔ بڑے حیران ہوتے اور دوبارہ گھر تشریف لے جاتے۔ (تاریخ الاسلام للذھبی، الجزء الاول، ج ۱، ص ۱۳۷، دلائل النبوۃ للبیھقی، جماع ابواب المبعث، باب من تقدم اسلامہ من الصحابۃ، ج ۲، ص ۱۶۴، تاریخ الخلفاء، ص ۲۷)

سیدنا ورقہ بن نوفل کے ہاں تشریف آوری

حضرت سیدنا ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُم المومنین حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ''جب میں تنہا ہوتا ہوں تو مجھے ایک عجیب آواز

سنائی دیتی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ضرور کوئی معاملہ ہے۔'' حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا: ''خدا کی پناہ! آپ کے ساتھ ایسا کیوں ہوگا، اللہ کی قسم! آپ تو امانت دار، صلہ رحمی کرنے والے اور نہایت ہی سچے انسان ہیں۔'' بعد میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غیر موجودگی میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے تو حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ کو سارا ماجرا سنایا کیونکہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یہی گہرے دوست تھے اور کہا: ''اے عتیق! ایسا کرو انہیں ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاؤ۔'' اتنے میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لے آئے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کو ساتھ لے کر حضرت سیدنا ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس چل دیئے، راستے میں گفتگو ہوئی تو نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''ابوبکر! تمہیں میرے بارے میں یہ باتیں کس نے بتائیں؟'' عرض کیا: ''حضرت خدیجہ نے۔'' چنانچہ دونوں سیدنا ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچے، اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ''اب اگر آپ کو آواز آئے تو آپ وہیں ٹھہرے رہیں اور مکمل بات سنیں پھر مجھے آکر بتائیں۔'' چنانچہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ویسا ہی کیا اور جب دوبارہ ان کے پاس آئے تو انہیں وہ ساری غیبی بات بیان کردی۔ انہوں نے سب کچھ سننے کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبی مرسل ہونے کی خوش خبری دی۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج ۲، ص ۳۴۲، دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب المبعث، باب اول سورۃ نزلت من القرآن، ج ۲، ص ۱۵۸ ملخصا)

صدیق اکبر اور رسول اللہ کی غمخواری

ماہ رمضان المبارک میں دس بعثت نبوی کو اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا وصال ہوگیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت غمگین رہنے لگے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے آپ کا حزن وملال دیکھا نہ گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی لخت جگر حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ میری لختِ جگر ہے، آپ کا کچھ غم یہ دفع کردے گی کہ ان میں حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ کی خصلتیں موجود ہیں۔'' (سیرت سید الانبیاء، ص ۱۱۹، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص ۴۲)

تین چیزیں پسند ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور **حضرت سیدنا ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مابین جو دوستی اور محبت کا رشتہ قائم تھا یقیناً وہ کسی غرض کے سبب نہیں تھا بلکہ صرف اور صرف **لِلّٰھِیَّت** والا رشتہ تھا، خود جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اس عظیم رشتے کو نہایت ہی محبت سے بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل رسالے ''**عاشق اکبر**'' صفحہ ۱۴ پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں:

مُشیرِ رسولِ انور، عاشقِ شہنشاہ بحر و بر حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، **مجھے تین چیزیں پسند ہیں: ''اَلنَّظْرُ اِلَیْکَ وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْکَ وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ** یعنی (۱) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ پُر انوار کا دیدار کرتے رہنا (۲) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اپنا مال خرچ کرنا اور (۳) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔ (تفسیر روح البیان، پ ۱۹، النمل: ۲۲، ج۶، ص ۳۶۲)

مرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمتِ عالَم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے
تمہاری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں
یہی تو ایک سہارا ہے زندگی کے لئے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تینوں آرزوئیں بر آئیں

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ تینوں خواہشیں حُب رسولِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے پوری فرما دیں **(۱)** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفر وحضر میں رفاقت حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نصیب رہی، یہاں تک کہ غارِ ثور کی تنہائی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا کوئی اور زِیارت سے مشرف ہونے والا نہ تھا **(۲)** اسی طرح مالی قربانی کی سعادت اِس کثرت سے نصیب ہوئی کہ اپنا سارا مال وسامان سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں پر قربان کر دیا اور **(۳)** مزار پر انوار میں بھی اپنی دائمی رفاقت وقُربت عنایت فرمائی۔

محمد ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر سے مال و جان سے اولاد سے پیارا

کاش! ہمارے اندر بھی جذبہ پیدا ہو جائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشق ومحبت بھرے واقعات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔راہ عشق میں عاشق اپنی ذات کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس کی دلی تمنّا یہی ہوتی ہے کہ رضائے محبوب کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دے۔کاش! ہمارے اندر بھی ایسا جذبۂ صادقہ پیدا ہو جائے کہ خدا و مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

محبت کے کھوکھلے دعوے

افسوس! صد کروڑ افسوس! اب مسلمانوں کی اکثریت کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ عشق ومحبت کے کھوکھلے دعوے اور

جان و مال لٹانے کے محض نعرے لگاتے ہیں، ظاہری حالت دیکھ کر ایسا لگتا ہے گویا اِن کے نزدیک دُنیا کی قدر (عزّت) اس قدر بڑھ گئی ہے کہ مَعَاذَ الله اسلامی اَقدار کی کوئی پرواہ نہیں رہی، نبی رحمت، غمگسارِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی نماز) کی پابندی کا کچھ لحاظ نہیں، غیروں کی نقالی میں اِس قدر محویت کہ اتباعِ سنّت کا بالکل خیال نہیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں عاشقِ اکبر حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صدقے ولولۂ عشق ومحبت اور جذبۂ اتباعِ سنّت عنایت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تو انگریزی فیشن سے ہر دم بچا کر
مجھے سنّتوں پر چلا یا الٰہی!
غم مصطفٰی دے غم مصطفٰی دے
ہو دردِ مدینہ عطا یا الٰہی!
محبت میں اپنی گما یا الٰہی!
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کا قبول اسلام

حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبول اسلام کے مختلف واقعات مختلف کتب میں مذکور ہیں۔ چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

(1) بحیرا راہب سے ملاقات

حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اسلام آسمانی وحی کی مانند تھا، وہ اس طرح کہ آپ ملکِ شام تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے، وہاں آپ نے ایک خواب

دیکھا، جو ''بحیرا'' نامی راہب کو سنایا۔اس نے آپ سے پوچھا: ''تم کہاں سے آئے ہو؟'' فرمایا: ''مکہ سے۔'' اس نے پھر پوچھا: ''کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟'' فرمایا: ''قریش سے۔'' پوچھا: ''کیا کرتے ہو؟'' فرمایا: تاجر ہوں۔'' وہ راہب کہنے لگا: ''اگر **اللہ تعالیٰ** نے تمہارے خواب کو سچا فرمادیا تو وہ تمہاری قوم میں ہی ایک نبی مبعوث فرمائے گا، اس کی حیات میں تم اس کے وزیر ہوگے اور وصال کے بعد اس کے جانشین۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس واقعے کو پوشیدہ رکھا، کسی کو نہ بتایا۔اور جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نبوت کا اعلان فرمایا، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہی واقعہ بطورِ دلیل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے پیش کیا۔ یہ سنتے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گلے لگالیا اور پیشانی چومتے ہوئے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ **اللہ** کے سچے رسول ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''اس دن میرے اسلام لانے پر مکہ مکرمہ میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ کوئی خوش نہ تھا۔'' (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۸۳)

(2) آپ کا خواب

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خواب دیکھا کہ ایک چاند مکۂ مکرمہ پر نازل ہو کر مختلف اجزاء میں تقسیم ہوگیا اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں داخل ہوگیا اور پھر وہ تمام اجزاء مل کر پورا چاند بن کر ان کی گود میں آگیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک راہب سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظہور اور ان کے اتباع کی خوشخبری دی۔ (الروض الانف، اسلام ابی بکر، ج ۱، ص ۴۳۱ مختصرا)

(3) صدیق اکبر اور درخت کی پراسرار آواز

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ارشاد فرماتے ہیں: ''ایام جاہلیت میں ایک دن میں ایک درخت

کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ اچانک اُس درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکنے لگی یہاں تک کہ وہ اتنا قریب آ گئی کہ میرے سر سے آ لگی۔ میں اسے دیکھ رہا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اسی درخت سے یہ آواز میرے کانوں میں پہنچی کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک سچا نبی فلاں وقت ظاہر ہوگا تمہیں چاہیے کہ (اس پر ایمان لاؤ اور اس کے دوست بن کر) سب سے زیادہ سعادت مند بنو۔'' میں نے اس سے کہا: ''مجھے واضح کر کے بتاؤ کہ وہ نبی کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''محمد بن **عبد اللہ** بن عبدالمطلب بن ہاشم۔'' میں نے کہا: ''وہ میرے دوست اور میرے حبیب ہیں۔'' میں نے اس درخت سے عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہو جائیں تو مجھے خوشخبری دے دینا۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مبعوث ہو گئے تو اس درخت میں سے آواز آئی کہ ''اے ابوقحافہ کے بیٹے! وہ نبی مبعوث ہو گیا ہے اب کوشش کرو اور قسم ہے رب موسیٰ کی! اسلام میں کوئی تم پر سبقت نہ کرے گا۔'' جب صبح ہوئی تو میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچا۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو حق دے کر روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے، میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لایا۔'' (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص۳۱)

قبولِ اسلام کے وقت آپ کی عمر

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''(قبول اسلام کے وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر تھی) ۳۸ (اڑتیس) سال اور سوائے عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کہ حضور (یعنی سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی عمر شریف ۸۲ سال ہوئی ہر سہ (یعنی تینوں) خلفائے راشدین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن (میں سے ہر ایک) کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال۔ اگرچہ اس میں کچھ روز

وماہ کم وبیش ضرور تھی لیکن سال وفات یہی تھا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۶۰)

صدیق اکبر اور وحدانیت الٰہی

صدیق اکبر ہمیشہ سے مسلمان تھے

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت امیر المومنین، مولی المسلمین، امام الواصلین، سیدنا علی المرتضی مشکل کشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اور حضرت امیر المومنین، امام المشاہدین، افضل الاولیاء المحمدیین، سیدنا ومولانا صدیق اکبر، عتیق اطہر عَلَیْہِ الرِّضْوَانُ الْاَجَلُّ الْاَطْہَر دونوں حضرات عالمِ ذُریت سے روزِ ولادت، روزِ ولادت سے سنِ تمیز، سنِ تمیز سے ہنگام ظہور پرنور آفتاب بعثت، ظہور بعثت سے وقت وفات، وقت وفات سے **اَبَدُ الْاٰبَاد** تک **بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی** موحد موقن ومسلم ومومن وطیب وزکی وطاہر ونقی تھے اور ہیں اور رہیں گے، کبھی کسی وقت کسی حال میں ایک لحظہ ایک آن کولوثِ (گندگی) کفر وشرک وانکار اُن کے پاک، مبارک، ستھرے دامنوں تک اصلاً نہ پہنچا، نہ پہنچے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ (سب تعریفیں **اللہ تعالیٰ** کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا) عالم ذریت سے روزِ ولادت تک اسلام میثاقی تھا کہا: ''**اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ، قَالُوْا بَلٰی** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ روز ولادت سے سن تمیز تک اسلام فطری کہ **کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ** ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماقیل فی اولاد المشرکین، الحدیث: ۱۳۸۵، ج ۱، ص ۴۶۶)

کبھی بت کو سجدہ نہ کیا

(سیدنا صدیق اکبر) نے سن تمیز سے روز بعثت تک اسلام توحیدی کہ ان حضرات والا صفات نے زمانہ فترت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا، کبھی غیر خدا کو خدا نہ قرار دیا ہمیشہ ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ایک ہی کہا، ایک ہی سے کام

رہا۔ **ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ** یہ **اللہ** کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور **اللہ** عظیم فضل والا ہے۔ پھر ظہور بعثت سے ابدالآباد تک حال تو ظاہر و قطعی و متواتر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۸، ص ۴۵۸)

کبھی ذات باری تعالیٰ میں شک نہ ہوا

امام ابن عساکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیدنا امام زُہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے جو حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شاگرد رشید ہیں روایت کرتے ہیں کہ "**مِنْ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّہٗ لَمْ یَشُکَّ فِی اللّٰہِ سَاعَۃً** یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل سے ایک یہ بھی ہے کہ انہیں کبھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میں شک نہ ہوا۔"

(معرفۃ الصحابۃ، ج ۱، ص ۵۲)

ہمیشہ ہمیشہ تک سردارِ مسلمین

امام عبدالوہاب شعرانی "**الیواقیت والجواہر**" میں فرماتے ہیں: "حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: "**اَتَذْکُرُ یَوْمَ یَوْمٍ** کیا تمہیں اُس دن والا دن یاد ہے۔" عرض کی: "ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے **بَلٰی** فرمایا تھا۔" بالجملہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روزِ **اَلَسْتُ** سے روزِ ولادت اور روزِ ولادت سے روزِ وفات اور روزِ وفات سے ہمیشہ ہمیشہ تک سردارِ مسلمین ہیں۔"

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۶۲)

روزِ "اَلَسْتُ" کیا ہے؟

"روز **اَلَسْتُ**" سے مراد وہ دن ہے جس میں **اللہ تعالیٰ** نے تمام روحوں سے سوال کیا تھا کہ "**اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ**" ترجمۂ کنزالایمان: کیا میں تمہارا رب نہیں؟" اور روحوں نے جواب میں کہا تھا: "**بَلٰی**" ترجمۂ کنزالایمان: کیوں نہیں۔" (پ ۹، الاعراف: ۱۷۲)

توحید میں سب سے بلند کلام، فرمانِ صدیق اکبر

امام الصوفیاء حضرت سیدنا شیخ جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ''توحید میں سب سے بلند کلام امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فرمان ہے: ''**سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلْ لِّخَلْقِہٖ سَبِیْلًا اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ** یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لیے اپنی معرفت کی سوائے عاجز ہونے کے کوئی راہ نہیں بنائی۔'' (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص ۷۹)

صدیق اکبر اور وحدانیت الٰہی بزبان اعلیٰ حضرت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وحدانیت الٰہی سے معمور حیات طیبہ پر مشتمل ''فتاوی رضویہ'' جلد ۲۸، صفحہ ۴۵۶ سے ایک جامع فتوی بتصرف پیش خدمت ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''**بحمد اللہ تعالی** یہی فضل اجل واجمل، بلکہ اس سے بھی اعلی واکمل، نصیب حضرت امیر المومنین، امام المشاہدین، افضل الاولیاء المحمدیین، سیدنا ومولانا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہے۔ چند برس کی عمر شریف ہوئی کہ پرتَوِ شانِ **خلیل اللہ** بت خانہ میں بت شکنی فرمائی۔ (یعنی حضرت سیدنا ابراہیم **خلیل اللہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جس طرح بت شکنی فرمائی تھی ویسے ہی انہوں نے بھی بت شکنی فرمائی) ان کے والد ماجد حضرت سیدنا ابوقحافہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہ وہ بھی صحابی ہوئے اس زمانۂ جاہلیت میں انہیں بت خانے لے گئے اور بتوں کو دکھا کر کہا: ''**ھٰذِہٖ اٰلِھَتُکَ الشُّمُّ الْعُلٰی فَاسْجُدْ لَھَا** یعنی یہ تمہارے بلند وبالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر گئے، سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور براہ اظہار عجز صنم وجہل صنم پرست (یعنی بتوں کی لاچاری اور بت پرستوں کی جہالت کو ظاہر کرنے کے لیے) ارشاد فرمایا: ''**اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ** میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔'' وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا:

''اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسِنِیْ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔'' وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا: ''میں تجھ پر پتھر ڈالتا (مارتا) ہوں۔ **فَاِنْ کُنْتَ اِلٰھاً فَامْنَعْ نَفْسَکَ** اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔'' وہ اب بھی نرا بت بنا رہا۔ آخر بقوت صدیقی پتھر پھینکا کہ وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گرا۔ والد ماجد واپس آتے تھے یہ ماجرا دیکھا تو کہا: ''اے میرے بچے! یہ کیا کیا؟'' فرمایا: ''وہی جو آپ دیکھ رہے ہیں؟'' وہ انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا اُمّ الخیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس کہ وہ صحابیہ ہوئیں لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا انہوں نے فرمایا: ''اس بچے سے کچھ نہ کہو، جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا، میں نے سنا کہ ہاتف (یعنی غیب سے کوئی) کہہ رہا ہے: ''**یَا اَمَةَ اللّٰہِ عَلَی التَّحْقِیْقِ! اِبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ الصِّدِّیْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَرَفِیْقٌ** یعنی اے اللہ کی سچی باندی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی، اس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یار و رفیق ہے۔ (ارشاد الساری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام ابی بکر، ج۸، ص ۳۷۰ تا ۳۷۱، مرقاۃ المفاتیح، مناقب ابی بکر، تحت الحدیث: ۶۰۳۴، ج۱۰، ص ۳۸۵)

صدیق اکبر ہمیشہ رسول اللہ کی خوشنودی میں رہے

سولہ برس کی عمر میں حضور پُر نور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدم پکڑے کہ عمر بھر نہ چھوڑے، اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں، روزِ قیامت دست بدست حضور (ہاتھ میں ہاتھ ڈالے) اٹھیں گے، سایہ کی طرح ساتھ ساتھ داخل خلد بریں ہوں گے۔ جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مبعوث ہوئے فوراً بے تامل (بغیر غور و فکر کے) ایمان لائے، ولہذا سیدنا امام ابو الحسن اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**لَمْ یَزَلْ اَبُوْبَکْرٍ بِعَیْنِ الرِّضَا مِنْهُ** یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیشہ سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی میں رہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص ۴۵۷)

قبل بعثت بھی مومن، بعد بعثت بھی مومن

امام قسطلانی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: ''**اِخۡتَلَفَ النَّاسُ فِیۡ مُرَادِہٖ بِھٰذَا الۡکَلَامِ فَقِیۡلَ لَمۡ یَزَلۡ مُؤۡمِناً قَبۡلَ الۡبِعۡثَۃِ وَبَعۡدَھَا وَھُوَ الصَّحِیۡحُ الۡمُرۡتَضٰی** یعنی اس کلام سے اِمام اشعری کی مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بیان مراد میں ایک قول یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مومن رہے، قبل بعثت بھی، بعد بعثت بھی۔ یہی قول صحیح وپسندیدہ ہے۔ (ارشاد الساری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ، ج۸، ص ۳۷۰)

آپ سے کوئی حالت کفر ثابت نہیں

اِمام اجل سید ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَلصَّوَابُ اَنۡ یُّقَالَ اَنَّ الصِّدِّیۡقَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ لَمۡ یَثۡبُتۡ عَنۡہُ حَالَۃُ کُفۡرٍ بِاللّٰہِ کَمَا ثَبَتَتۡ عَنۡ غَیۡرِہٖ مِمَّنۡ اٰمَنَ وَ ھُوَ الَّذِیۡ سَمِعۡنَاہُ مِنۡ اَشۡیَاخِنَا وَمَنۡ یُّقۡتَدٰی بِہٖ وَھُوَ الصَّوَابُ اِنۡ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی** یعنی صحیح یہ کہنا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے متعلق کوئی حالت کفر ثابت نہ ہوئی جیسا کہ دوسرے ایمان والوں سے متعلق ثابت ہوئی۔ یہی ہم نے اپنے شیوخ اور پیشواؤں سے سنا ہے اور یہی حق ہے اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

(ارشاد الساری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ، ج۸، ص ۳۷۰)

محبت الٰہی اور فرمان صدیق اکبر

سیدنا امام غزالی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡوَالِی سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ارشاد فرمایا: ''**مَنۡ ذَاقَ خَالِصَ مَحَبَّۃِ اللّٰہِ یُشۡغِلُہٗ ذٰلِکَ مِنۡ طَلَبِ الدُّنۡیَا وَ اَوۡحَشَہٗ عَنۡ جَمِیۡعِ الۡبَشَرِ** یعنی جس نے خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفر کردے گی اور اس میں رہنے والے تمام انسانوں سے متوحش (یعنی متنفر) کردے گی۔'' (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص ۸۰)

اسلام لانے میں کوئی تردد نہ کیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دل پہلے ہی ایمان قبول کرنے کی صلاحیت سے پوری طرح معمور تھا۔ صرف دعوت ملنے کی دیر تھی اور جو شمع جلنے کے لیے بیتاب تھی فوراً جل اٹھی۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا محمد بن عبدالرحمن بن **عبد اللہ** بن حصین تمیمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے تردد اور تھوڑا بہت غور و فکر ضرور کیا، مگر ابوبکر صدیق ایسے ہیں کہ جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر کسی تردد اور غور و فکر کے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔“ (اسد الغابہ، عبد اللہ بن عثمان اسلامہ، ج ۳، ص ۳۱۷، تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۴)

قبول اسلام میں عدم تردد کی وجہ

واقعی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بہت ہی عظیم خوبی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی دعوت سنتے ہی نہ تو کوئی سوال کیا اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کوئی بات سمجھنے کی کوشش کی حالانکہ اس وقت جن لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جاتی تھی تو اولاً اس میں تردد یا سکوت کرتے اور ثانیاً اسلام کے فوائد جاننے کی لازماً کوشش کرتے تھے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی قسم کا کوئی تردد، سکوت یا سوال نہ کیا بلکہ اِدھر اسلام کی دعوت کانوں میں پڑی اور اُدھر کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، آپ کے اس بلا تردد اسلام قبول کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ بیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ”آپ کے بلا تردد قبول اسلام کی وجہ یہ ہے کہ آپ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسلام کی دعوت دینے سے قبل ہی تمام دلائل اور شواہد ملاحظہ کر چکے تھے، اس لیے جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اسلام کی دعوت دی گئی فوراً ہی اسلام قبول فرما لیا۔“

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من تقدم اسلامہ، ج ۲، ص ۱۶۴، تاریخ الخلفاء، ص ۲۷)

ایک اور حیرت انگیز بات

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بلا چون وچراں اسلام قبول کرنا اگرچہ عجیب بات ہے لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے سے قبل نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ پیش آنے والے کئی واقعات جیسے غارِ حرا میں سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کا وحی لے کر حاضر ہونا، غیبی آوازوں کا سننا، حیوانات و جمادات کا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کرنا وغیرہ پیش آئے کہ جن کو سن کر ایک عام آدمی اپنی سوچ کے مطابق انہیں کبھی تسلیم نہ کرے، لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے واقعات سن کر بھی ذرہ بھر شک کا اظہار نہ کیا بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام باتوں پر بغیر کسی تامل کے صحیح ہونے کا یقین کرلیا۔

عظمت ایمان صدیق اکبر

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **اللہ تعالٰی** پر ایمان نہایت محکم اور عظیم تھا، آپ کو ایمان کی حقیقت کا گہرا ادراک تھا۔ کلمۂ توحید آپ کے رگ و پے میں سرایت کرگیا تھا، آپ کے دل و دماغ پر ایمان و یقین ہی کی حکمرانی تھی، کلمۂ توحید کے آثار ونتائج آپ کے اعضاء وجوارح پر بھی مرتب ہوئے اور انہی آثار کی روشنی میں آپ نے اپنی حیات مستعار کی۔ آپ اعلی اخلاق سے آراستہ اور گھٹیا اخلاق سے پاک وصاف تھے۔ آپ شریعت الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہدایت ورہنمائی کی اقتدا کی بڑی شدید تڑپ رکھتے تھے۔ آپ کا ایمان **باللہ** سرگرمی ونشاط، عزم وہمت، جہد مسلسل، عمل پیہم، مجاہدے، جہاد وتربیت، عزت، ترقی اور عالی مرتبے کا باعث تھا، آپ کے دل میں **اللہ تعالٰی** اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت کے بارے میں ایسا ناقابل تسخیر ایمان و یقین تھا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم بلکہ تمام زمین والوں میں سے کسی کا ایمان آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان کے ہم پلہ نہیں۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِھِمْ** یعنی اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایمان

تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایمان ان سب کے ایمان سے زیادہ وزنی ہو۔''

(شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان، الحدیث: ۳۶، ج ۱، ص ۶۹)

اور اس روایت کی ایک نظیر یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکرہ ثقفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے استفسار فرمایا: ''**مَنْ رَأی مِنْکُمْ رُؤْیَا؟** یعنی تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' ایک صحابی نے عرض کیا: ''جی ہاں **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک میزان نازل ہوا اور اس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے وزن میں بھاری رہے۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پلڑا وزنی رہا۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھاری ثابت ہوئے۔ پھر وہ میزان اٹھالی گئی۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس خواب سے کبیدہ خاطر ہوئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَاءُ** یعنی یہ نبوت کی خلافت ہے، پھر **اللہ تعالٰی** جسے چاہے گا بادشاہی عطا فرمائے گا۔''

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، الحدیث: ۴۶۳۵، ج ۴، ص ۲۷۵، کشف الخفاء، حرف اللام، الحدیث: ۲۱۲۷، ج ۲، ص ۱۴۹)

صدیق اکبر اور اولیت قبولِ اسلام

سیدنا ابوبکر صدیق پہلے ایمان لائے

حضرت سیدنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ** یعنی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۷۵۶، ج ۵، ص ۴۱۱)

سیدنا علی المرتضیٰ پہلے ایمان لائے

حضرت سیدنا زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ”إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ یعنی جو شخص سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہیں۔“

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، اولکم وارداعلی۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۷۱۸، ج۴، ص۱۱۰)

سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ پہلے ایمان لائیں

حضرت سیدنا مالک بن حویرث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ”کَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ عَلِيًّا وَمِنَ النِّسَاءِ خَدِيْجَةَ یعنی مردوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اور عورتوں میں حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سب سے پہلے ایمان لائیں۔“

(المعجم الکبیر، مالک بن حویرث، الحدیث: ۶۴۸، ج۱۹، ص۲۹۱ ملتقطا)

زید بن حارثہ پہلے ایمان لائے

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ”أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ یعنی حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے پہلے اسلام لائے۔“ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، اول من اسلم زید۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۰۰۳، ج۴، ص۲۲۶)

تمام اقوال میں مطابقت

اِمَامُ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْن امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اِن تمام اقوال میں مطابقت یوں منقول ہے کہ ”مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

ہیں، اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ہیں اورعورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہیں۔'' امام ترمذی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بھی یہی منقول ہے، اورغلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۶، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ج ۵، ص ۴۱۱)

صدیق اکبر کا اِظہار و اِعلان اسلام

سب سے پہلے اظہار اسلام

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ (۱) سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (۲) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (۳) حضرت سیدنا عمار بن یاسر (۴) ان کی والدہ حضرت سیدتنا سُمیہ (۵) حضرت سیدنا مقداد (۶) حضرت سیدنا صہیب (۷) اور حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔'' (سنن ابن ماجۃ، فضل سلمان وابی ذر والمقداد، الحدیث: ۱۵۰، ج ۱، ص ۹۹)

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''سب سے پہلے جن لوگوں نے اپنا عقیدہ اسلام ظاہر کیا ان میں سے ایک حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے اور دوسرے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۸۸)

صدیق اکبر اور دعوت اسلامی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قبول اسلام کے لمحہ اول ہی سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل میں تبلیغ دین اور ترویج حق کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا تھا اور اس اہم کام میں وہ پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نہایت ہی مخلص اور انتہائی سچے معاون تھے، زبان سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہی انہوں نے اپنے

آپ کو اسلام کی نشر واشاعت اور توحید الٰہی کی ترویج کے لیے وقف کردیا تھا، کسی وقت بھی ان کے دل سے اشاعت اسلام کا جذبہ اوجھل نہ ہوتا تھا، وہ چوں کہ ہر طبقے کے لوگوں میں لائق احترام گردانے جاتے تھے اور مکۂ مکرمہ کے تقریبا ہر خاص وعام سے ان کا تعلق تھا اس لیے بلا جھجک ایمان لاتے ہی نیکی کی دعوت کی دھومیں مچانی شروع کردیں، اوّلاً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایسے قریبی تاجر دوستوں کو اسلام کی دعوت دی جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر مکمل اعتماد کرتے تھے اور آپ کی شخصیت ان کی نظر میں بالکل بے داغ سفید چادر کی مانند تھی۔ چنانچہ،

آٹھ افراد کا قبول اسلام

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جس دن اسلام لائے اسی دن وہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا طلحہ، حضرت سیدنا زبیر اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے پاس پہنچے اور ان پر انفرادی کوشش فرما کر اسلام کی دعوت پیش کی اور انہیں بھی داخل اسلام کرلیا، پھر دوسرے دن حضرت سیدنا عثمان بن مظعون، حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف، حضرت سیدنا ابوسلمہ اور حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف العین المھملۃ، عثمان بن عثمان الثقفی، ج ۴، ص ۳۷۷، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

ایک اہم وضاحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا وہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر اسلام لائے ان تمام کی سیرت میں ان کے قبولیت اسلام کے مخصوص واقعات بھی ملتے ہیں، جنہیں پڑھ کر یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ شاید یہ حضرات بذات خود سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے، دراصل مذکورہ بالا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تجارت ومراسم کے حوالے سے دوست تھے اسی وجہ سے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان پر انفرادی کوشش فرمائی اور انہیں اسلام کی دعوت پیش کی، اور جب وہ قلبی طور پر مطمئن ہو گئے تو انہیں بارگاہ رسالت میں بھیج دیا یا انہیں خود لے کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا
بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

سب سے پہلے مبلغ اسلام

دو عالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ فرمانے کا اعزاز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو حاصل ہے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا اور جس دن اسلام قبول فرمایا اسی دن سے تبلیغ اسلام بھی شروع فرما دی۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

کاش! ہم بھی نیکی کی دعوت دینے والے بنیں

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نیکی کی دعوت کا کس قدر جذبہ تھا کہ دامنِ مصطفٰے میں پناہ ملتے ہی فوراً دوسروں کو بھی دو عالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامنِ کرم سے وابستہ کرنے کی دُھن لگ گئی۔ انہیں کتنا زبردست احساس تھا، کتنی قدر تھی اسلام کی، اے کاش! ہمارے دل میں بھی نیکی کی دعوت کی اہمیت جاگزیں ہو جائے۔ کاش! ہم بھی اپنے اُن بھولے بھالے اسلامی بھائیوں کو راہِ جنت کی طرف لے کر چلنے کی کوششیں تیز تر کر دیں جو گناہوں کی اندھیری وادیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ اے کاش! ہمیں بھی فِرنگی فیشن کی یلغار میں گھرے ہوئے مسلمانوں کو دو عالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی میٹھی سنّتوں کی

طرف بلانے کا جذبہ نصیب ہوجائے۔ اس مدنی کام یعنی نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت بھی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں ہفتے میں ایک دن مخصوص کر کے دکانوں، گھروں وغیرہ پر نیکی کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔ بعض اسلامی بھائی ہفتے میں دو بار، تین بار بھی بلکہ روزانہ بھی اس کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعض عُشّاق تو جب دیکھا تنہا ہی نیکی کی دعوت کی دھومیں مچاتے رہتے ہیں! آیئے تنہا نیکی کی دعوت دینے یعنی ''انفرادی کوشش'' کرنے کے متعلق ایک ایمان افروز مدنی بہار سنتے چلیں۔ چُنانچِہ،

ایک ناکام عاشق کی توبہ

باب المدینہ (کراچی) کے علاقے ملیر کے ایک اسلامی بھائی اپنی زندگی میں آنے والے انقلاب کے بارے میں کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: ''میں اس فانی دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر عشق مجازی میں گرفتار ہوگیا تھا، پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی یاد بھلائے شام وسحر عشقِ مجازی کی گمراہیوں میں بسر کر رہا تھا بظاہر ایامِ زندگی بڑے ہی حسین اور رنگین گزر رہے تھے۔ ایک روز مجھے یہ قیامت خیز خبر ملی کہ اس کے گھر والوں نے اس کی شادی کہیں اور کردی ہے۔ اس کے بعد میری زندگی تو گویا ماتم کدہ بن کر رہ گئی، اس کی یادیں بدن کو درد اور آنکھوں کو رت جگا دے گئیں، ساری ساری رات اسی کی یاد میں جاگ کر گزار دیتا، عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر آخرت کے ساتھ ساتھ، اپنی دنیا بھی داؤ پر لگانے میں مصروف ہوگیا اور بالآخر **میرا بھی انجام وہی ہوا جو عشقِ مجازی میں شیطان کے ہاتھوں کھلونا بننے والے سینکڑوں ناکام ونامراد عاشقوں کا ہوا کرتا ہے** عشق کی آگ بجھانے اور ماضی کی تلخ یادوں کو دل سے بھلانے کی خاطر میں نے نشے کا سہارا لینا شروع کردیا۔ عشق میں ناکامی کی وجہ سے میرے ہوش وحواس کھو چکے تھے، **نشے کی ایسی لت پڑ چکی تھی کہ میں چرس، افیون، شراب، ہیروئن، صمد بونڈ، پیٹرول اور نشہ آور انجکشن جیسی مہلک منشیات کا عادی بن گیا۔** اپنے فاسد گمان میں قلبی سکون پانے کی خاطر شاید ہی کوئی نشہ ہو جو میں نے نہ کیا ہو۔ زندگی سے اس قدر مایوس اور بیزار ہو چکا تھا کہ

مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ **میں نے کئی بار خودکشی کرنے کی بھی کوشش کی اور اس کی تکمیل کی خاطر ڈیٹول، پیٹرول اور تیزاب تک پیا** لیکن سانسوں کی گنتی ابھی پوری نہ ہوئی تھی اور یقیناً زندگی ابھی میرا مقدر تھی یہی وجہ ہے کہ ہر مرتبہ اپنے ارادے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ خیر! وقت کا مرہم آہستہ آہستہ میرے زخموں کو بھرتا رہا، ایک روز یوں ہی اپنے دوست کی دکان پر بیٹھا دل ہی دل میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نئی زندگی کی دعا مانگ رہا تھا، رب عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی پر قربان جایئے کہ اتنی نافرمانیوں کے باوجود اس نے مجھے رُسوا نہ کیا اور میری جھولی گوہرِ مراد سے بھر دی، ہوا کچھ یوں کہ میری ملاقات دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی سے ہوگئی۔ ان کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر میرے دل میں از سرِ نو جینے کی امنگ جاگ اٹھی اور یوں ان کی **انفرادی کوشش** کی برکت سے **۲۹ شعبان المعظم** کو مجھے دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز **فیضانِ مدینہ** آنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ یہاں ہر سو سبز سبز عمامے والے عاشقانِ رسول کو دیکھ کر میرے سارے غم غلط ہوگئے میں خود کو ہلکا محسوس کرنے لگا اور ہاتھوں ہاتھ **۳۰** روزہ اجتماعی اعتکاف میں شریک ہوگیا۔ ان اسلامی بھائی کی **انفرادی کوشش** اور دورانِ اعتکاف امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی محبت کی بدولت مجھ گناہگار کو بھی رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، **مدنی ماحول کی برکت سے میرے سر سے عشقِ مجازی کا بھوت اُتر گیا، دل سے برے خیالات کا خاتمہ ہوگیا، سر پر سبز عمامہ شریف، بدن پر سنّت کے مطابق مدنی لباس سجالیا** اور اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ پنج وقتہ نماز کا پابند بن گیا اور تادمِ تحریر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے"** کے جذبے کے تحت مدنی کاموں میں مصروف ہوں۔

چھوڑیں بدمستیاں، اور نشے بازیاں
جام الفت پئیں، قافلے میں چلو

اے شرابی تو آ، آ جواری تو آ
سب سُدھرنے چلیں، قافلے میں چلو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کا اسلام کی دعوت دینے کا انداز

حضرت سیدنا ابن اسحاق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام لاتے ہی اس کا اظہار بھی فرمادیا نیز اس کی دعوت دینا بھی شروع کردی۔ چونکہ آپ اپنی قوم میں نہایت ہی نرم دل، لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے والے اور سب کی پسندیدہ شخصیت تھے اور آپ قریش کے حسب ونسب اور ان کی ہر اچھائی برائی سے اچھی طرح واقف تھے، آپ ایک مشہور اور خوش اخلاق تاجر بھی تھے، قریش کے تمام چھوٹے بڑے لوگ علمی وتجارتی خوبیوں نیز پاکیزہ صحبت کے سبب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تو آپ ان پر انفرادی کوشش کرتے، اسلام کی خوبیاں بیان فرماتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔'' اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے پاس آنے والوں میں سے کئی معتمد حضرات پر انفرادی کوشش کرکے انہیں بھی اسلام میں داخل کرلیا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۹۱)

عبادت وریاضت دیکھ کر قبول اسلام

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ابتدائے اسلام میں اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی تھی، جہاں وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے، لوگ آپ کے اس روح پرور منظر کو دیکھ کر آپ کے آس پاس اکٹھے ہوجاتے، آپ کی تلاوت قرآن، عبادت وریاضت اور خوف خدا میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رونا لوگوں کو بہت متاثر کرتا تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس عمل کے سبب کئی لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۹۲)

اسلام کی طاقت بے مثال طاقت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور حمایت کا جذبہ سب سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل میں پیدا فرمایا اور اسلام کی سچی محبت سے پوری دنیا کے انسانوں سے قبل انہی کا قلب صافی آشنا ہوا تھا، انہوں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دین اسلام اور مسلمانوں کی طاقت بڑھانے کے لیے جو کوششیں کی وہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اگر خلوص قلب سے ایمان کے ساتھ تعلق قائم کرلیا جائے تو اس صفت کے حامل شخص کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے سامنے جھکا نہیں سکتی، **اسلام کی طاقت بے مثال طاقت** ہے اسے قبول کرنے والا اگر دل میں جذبۂ صادق رکھتا ہو تو وہ بھی بے پناہ طاقت کا حامل ہوسکتا ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بے مثال سیرت ہمارے سامنے موجود ہے جس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اقوال وافعال دونوں کے ذریعے تبلیغ اسلام کا پرچم بلند فرمایا اور یہ قیامت تک ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

صدیق اکبر کے والدین کریمین

آپ کے والد کا تعارف

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد محترم کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر قرشی تیمی اور کنیت ابوقحافہ ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور ان کے وارث ہوئے، اسلام میں کسی خلیفہ کے بطور والد وارث بننے کا سب سے پہلے انہیں اعزاز حاصل ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافتِ فاروقی میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء واللغات للنووی، باب العین والثاء المثلثۃ، ج ۱، ص ۲۹۶ تا ۲۹۷)

آپ کے والد کا قبولِ اسلام

حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فتح مکہ سے قبل شہر کے باہر وادی ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا: ''اے بیٹی! مجھے جبل ابوقبیس پر لے چلو۔'' چھوٹی بچی سے اس لیے کہا کہ اس وقت آپ کی نظر تقریبا زائل ہو چکی تھی، دونوں پہاڑ پر چڑھے تو آپ نے پوچھا: ''بیٹی! تمہیں کیا نظر آرہا ہے؟'' بچی نے کہا: ''بابا! شہر کے باہر ایک قافلہ ہے۔'' بولے: ''کیا یہ کوئی لشکر ہے؟'' بچی بولی: ''ایک آدمی نظر آرہا ہے جو قافلہ کے آگے پیچھے آجا رہا ہے۔'' کہنے لگے: ''بیٹی یہ لشکر کا سپہ سالار ہے۔'' بچی کہنے لگی: ''بابا! اب قافلہ منتشر ہو گیا ہے۔'' بولے: ''بیٹی مجھے جلدی سے گھر لے چلو۔'' بچی آپ کو لے کر گھر کی طرف چل دی۔ نبیٔ کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے اور مسجد حرام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''**هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِيْ بَيْتِهِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا آتِيْهِ فِيْهِ** یعنی ابوبکر! ان کو گھر ہی میں رہنے دیتے ہم خود ان کے پاس جاتے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا:

''**يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ أَحَقُّ اَنْ يَمْشِيَ إِلَيْکَ مِنْ اَنْ تَمْشِيَ أَنْتَ إِلَيْهِ** یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں نہ کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔'' چنانچہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اسلام قبول کرو۔'' اتنا فرمانا تھا کہ وہ بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(مسند امام احمد، حدیث اسماء بنت ابی بکر، الحدیث: ۲۷۰۲۳، ج۱۰، ص ۲۷۴)

آپ کی والدہ کا تعارف

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ محترمہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ اور کنیت ''اُمُّ الْخَیْر'' ہے۔ یہ لفظاً اور معنیً دونوں طرح اُمّ الخیر یعنی بھلائی کی اصل ہی ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔ ابتدائے اسلام میں ہی خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوگئیں تھیں، پھر مدینہ منورہ میں ہی اسلام پر دنیا فانی سے تشریف لے گئیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا انتقال حضرت سیدنا ابوقحافہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے جمادی الثانی سن ۱۳ ہجری میں ہوا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۱۴، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، وفصل فیمن عرف بالکنیۃ، حرف الخاء المعجمۃ، ج ۸، ص ۳۸۲، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۷۳)

آپ کی والدہ کا قبول اسلام

آغاز اسلام میں جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کی تعداد اڑتیس ہوگئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اعلان و اظہارِ اسلام کے لئے اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو خطبہ اسلام دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور وہاں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف فرما تھے۔ مشرکین مکہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوتِ اسلام دیتے دیکھا تو ان کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مسلمانوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی نہایت ہی بری طرح تکالیف پہنچائیں کہ آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا، نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بے ہوش ہوگئے۔ آپ کی والدہ اور اُمّ جمیل بنت خطاب یہ دونوں آپ کو سہارا دے کر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے گئیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری والدہ آپ

کی خدمت میں آئی ہیں ان کا اپنے والدین کے ساتھ رویہ بہت اچھا ہے۔آپ عظیم ہستی ہیں میں چاہتا ہوں آج یہ یہاں سے محروم نہ جائیں لہٰذا آپ ان کے لئے دعا فرمائیں **اللہ تعالٰی** انہیں دولت ایمان سے سرفراز فرمائے، مجھے یقین ہے کہ **اللہ تعالٰی** آپ کے وسیلہ سے انہیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمائے گا۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے لیے دعا فرمائی اورانہیں اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص ٤٩، البدایۃ والنہایۃ، تسمیۃ ابی بکر وطلحۃ، ج ٢، ص ٣٦٩)

تصدیق کے سبب بخش دیا گیا

حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدۂ ماجدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ایمان لانے کا تفصیلی واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کے ابتدائی حصہ میں اپنی والدۂ محترمہ کے ساتھ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کچھ گفتگو فرمائی، رات طویل ہوگئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدۂ ماجدہ سو گئیں۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں تو خیریت سے ہوں مگر یہ میری ماں ہے، اس کے بغیر میرا چارہ نہیں، اے تمام لوگوں کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ ان کے لئے دعا فرمایئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو اسلام کی توفیق عطا فرمادے۔'' پس آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھوں کو کشادہ کیا، ہونٹوں سے دھیمی دھیمی آواز نکالی اور ان کے لئے دعا کی تو وہاں موجود ایک صحابی رسول کا کہنا ہے کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدۂ ماجدہ کو حالت نیند میں کلمۂ شہادت پڑھتے سنا۔'' اور جب وہ بیدار ہوئیں تو بلند آواز سے پڑھا: ''**اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت سیدنا) محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے

اور رسول ہیں۔'' حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدۂ ماجدہ کو کلام رسول اللہ کی تصدیق کی وجہ سے بیداری سے پہلے ہی بخش دیا گیا۔ (الروض الفائق، ص۷)

صدیق اکبر کی ازواج (بیویاں) اور اولاد

ازواج کی تعداد

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ازواج کی تعداد چار ہے آپ نے دو ۲ نکاح مکۂ مکرمہ میں کیے اور دو ۲ مدینۂ منورہ میں۔

پہلا نکاح اور اس سے اولاد

پہلا نکاح قریش کے مشہور شخص عبد العزی کی بیٹی اُمِ قتیلہ سے ہوا بعض کے نزدیک اس کا نام اُمّ قتلہ ہے، یہ قریش کے قبیلہ بنو عامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس سے آپ کے ایک بڑے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ایک بیٹی حضرت سیدتنا اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیدا ہوئیں۔

دوسرا نکاح اور اس سے اولاد

دوسرا نکاح اُمّ رومان (زینب) بنت عامر بن عویمر سے ہوا یہ قبیلہ فراش بن غنم بن کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں، ان سے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبد الرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ایک بیٹی اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیدا ہوئیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو عمرہ کے لیے لے کر جانے والے یہی حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔

جو حور عین کو دیکھنا چاہے۔۔۔!

حضرت سیدتنا اُمّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا وصال ٦ سن ہجری میں ہوا۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا انتقال ہوا تو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تدفین میں شریک تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی قبر انور میں داخل ہوئے اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''جو حورعین میں سے کسی عورت کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔'' بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں انتقال فرمایا، تذکرۃ القاری میں ہے کہ پہلا قول اصح ہے یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک دور میں ہی انتقال فرمایا۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۳۹۳)

تیسرا نکاح اور اس سے اولاد

تیسرا نکاح حبیبہ بنت خارجہ بن زید سے ہوا، ان سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت سیدتنا اُمّ کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیدا ہوئیں۔

چوتھا نکاح اور اس سے اولاد

چوتھا نکاح سیدتنا اسماء بنت عمیس سے ہوا یہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ تھیں، جنگ موتہ میں شام کے اندر حضرت سیدنا جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت ہوگئی تو ان سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح کرلیا۔ جب یہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حج کا سفر کرتے ہوئے ۲۵ ذوالقعدہ کو ذوالحلیفہ میں پہنچیں تو آپ کے بیٹے محمد کی ولادت ہوگئی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ساتھ ہی تھے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: ''غسل کرکے حج کے ارکان ادا کرتی رہو، ہاں کعبے کا طواف نہ کرنا (کیونکہ طواف کے لیے یقیناً مسجد حرام میں داخل ہونا پڑے گا اور نفاس والی عورت کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے) آپ وہ پہلی خاتون ہیں جنہیں اسلام میں یہ شرعی مسئلہ درپیش آیا یوں قیامت تک یہ مسئلہ آپ کے سبب سے نافذ ہوگیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی پاک دامنی کی شہادت خود حُسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دی۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دنیا سے

پردہ فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے آپ سے نکاح کرلیا، اس طرح آپ کے بیٹے **محمد** کی پرورش حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمائی۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ٢٦٦)

اولاد کا تذکرہ فضیلت سے خالی نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَولاد کا تذکرہ اگرچہ سیرت کے لوازمات میں سے نہیں، مگر جب کسی کا نسب بیان کیا جائے تو اولاد کی طرف ذہن مائل ہو ہی جاتا ہے کہ **اُولاد کا تذکرہ بھی فضیلت سے خالی نہیں**، کیونکہ اولاد کا نیک ہونا بھی والدین کی سرفرازی، عزت وعظمت اور فخر کا باعث ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد اور خود آپ کے خصائص میں یہ بھی ہے کہ آپ کی چار پشتیں متواتر دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے، تین بیٹیاں اور تین بیٹے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

پہلے بیٹے، سیدنا عبد اللہ بن ابی بکر

یہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، قدیم الاسلام اور صحابیٔ رسول بھی ہیں۔ مکہ، حنین اور طائف کی فتوحات میں سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ ہجرت نبوی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قریش کی دن بھر کی خبریں رات کو غار ثور میں پہنچاتے رات غار میں گزار کر صبح ہی صبح اندھیرے میں مکہ آجاتے۔ سفر ہجرت کا رہبر **عبد اللہ** بن اریقط جب نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ پہنچا کر واپس لوٹا اور آپ کو ان دونوں کے منزل مقصود پر پہنچنے کی اطلاع دی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عیال صدیقی کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اور اپنے والد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے دور خلافت میں دنیائے فانی سے دار آخرت تشریف لے گئے۔ غزوہ طائف میں ایک تیر لگنے سے زخمی ہوئے جسے **اَبُو مِحْجَنْ ثَقْفِی** نے چلایا تھا، وہ زخم ٹھیک ہوگیا لیکن بعد میں پھر ہرا ہوگیا اسی سبب سے آپ

کی شہادت ہوئی۔آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا انتقال شوال المکرم سن ۱۱ ہجری میں ہوا اور ترکے میں صرف سات دینار چھوڑے۔آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب عبد اللہ بن ابی بکر، ج ۳، ص ۱۱، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، عبد اللہ بن ابی بکر، ج ۴، ص ۲۴)

دوسرے بیٹے، سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر

ان کی کنیت **ابو عبد اللہ** ہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے، ہجرت مدینہ کی سعادت بھی حاصل کی، کاتب وحی مقرر ہوئے، بہت ہی بہادر تھے دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام دونوں میں ان کی بہادری کے واقعات بہت مشہور ہیں اور خصوصاً فتوحات شام میں ان کی جنگی مہارت اور جذبۂ جہاد قابلِ ستائش ہے، عراق کا مشہور شہر بصرہ آپ ہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔جنگ بدر میں کفار کے ساتھ تھے، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر اور ان کی والدہ سیدتنا اُمِ رومان بنتِ عامر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرمایا کہ دونوں اسلام کی سعادت سے مشرف ہوئے آپ کی والدہ نے بھی ہجرت کی۔آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی وفات ۵۳ سن ہجری میں مکۂ مکرمہ کے ایک پہاڑ کے قریب ہوئی، آپ کی ہمشیرہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا آپ کے جسدِ خاکی کو حرمِ کعبہ میں لائیں اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے بیٹے محمد بن عبد الرحمن نے بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی زیارت کی اور ایمان سے مشرف ہوئے۔

سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر کی سعادت مندی

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنی علالت کے آخری ایام میں تر مسواک استعمال فرمائی۔آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی یہ سعادت مندی ہے کہ جو مسواک سرکار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے استعمال فرمائی وہ آپ ہی کے پاس تھی۔آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے وہ مسواک حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا نے اشارہ نبوی کے مطابق لی اسے اپنے دانتوں سے نرم کیا اور آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت

میں پیش کی آپ نے خوب مسواک فرمائی اور اس سے زائد فرمائی جتنی عادت شریفہ تھی۔ اس کے بعد وہ دوبارہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دے دی، حضرت سیدتنا اُمّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ دنیا کے اس آخری دن میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے لعاب دہن کو حضورِ اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لعاب دہن سے ملا دیا جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آخرت کا پہلا دن تھا۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۶۰۲، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۲۶)

تیسرے بیٹے، سیدنا محمد بن ابی بکر

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ابو القاسم ہے، اور قریش کے بڑے پارسا لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت حجۃ الوداع کے موقع پر ہوئی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پرورش امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمائی۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو مصر کا گورنر بنایا تھا مگر وہاں کا چارج سنبھالنے سے قبل حضرت سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوگیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی انہیں عاملِ مصر بنایا تھا۔

پہلی بیٹی، سیدتنا عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سگی بہن ہیں، آپ کی ولادت بعثت نبوی کے چوتھے سال ہوئی نیز نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ سے دس بعثت نبوی میں نکاح فرمایا یعنی نکاح کے وقت آپ کی عمر چھ سال تھی۔ آپ اُمّ المؤمنین یعنی تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے یہ بھی ایک عظیم شرف ہے کہ آپ کی یہ بیٹی اُمّ المؤمنین ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دیگر تمام ازواج کے مقابلے میں بہت لاڈلی تھیں اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۱۲۰، ۹۴)

حق مہر صدیق اکبر نے پیش کیا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور اسی سال سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی کاشانۂ نبوت میں رخصتی ہوئی اور بارگاہ رسالت میں آپ کے والد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بطور حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی کم وبیش پانچ سو درہم نذر کیے۔ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک پیالہ دودھ سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی دعوت ولیمہ فرمائی۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر اداء الصداق، الحدیث: ۶۷۷۳، ج۵، ص۶، مدارج النبوۃ، ج۲، ص ۶۹ - ۷۰ملخصاً)

علم وفضل میں سب سے بڑھ کر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ ہونے کے باعث آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے علمی حوالے سے بھی بارگاہ رسالت سے کثیر فیض حاصل کیا، صحابیات میں سب سے بڑھ کر علم وفضل والی تھیں اور بڑے بڑے جید صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی کئی مسائل میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ خصوصا اسلامی بہنوں کے مسائل کو بیان کرنے کے حوالے سے تمام عالم اسلام پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا بہت بڑا احسان ہے۔

آپ سے مروی احادیث مبارکہ

آپ سے مروی احادیث کی تعداد کم وبیش ۲۲۱۰ ہے ان میں سے تقریباً ۱۷۴ احادیث بخاری ومسلم کے درمیان متفق علیہ (یعنی امام بخاری وامام مسلم رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی دونوں نے بیان کی) ہیں۔ جبکہ فقط صحیح بخاری میں ۵۴ اور صحیح مسلم میں ۶۹ احادیث ان کے علاوہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ۶۳ سال اور چند ماہ کی عمر میں سن ۵۷ ہجری میں انتقال فرماگئیں۔

اعتماد اور رازداری کی اعلیٰ مثال

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی لاڈلی زوجہ ہونے کے ساتھ

ساتھ رازدار بھی تھیں اور آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے راز وہ اپنے والدین سے بھی پوشیدہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ،

ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ فتح مکہ کے لیے روانگی کی غرض سے گیہوں چھان رہیں تھیں اور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو یہ معاملہ مخفی رکھنے کا حکم دیا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے دریافت کیا: ''**یَا بُنَیَّةُ! لِمَ تَصْنَعِیْنَ هٰذَا الطَّعَام**؟ یعنی اے بیٹی! تم یہ کھانے کا سامان کیوں تیار کر رہی ہو؟'' آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے پوچھا: ''**اَیُرِیْدُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّغْزُو**؟ یعنی کیا رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوے کا ارادہ رکھتے ہیں؟'' اس سوال پر بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا خاموش بیٹھی رہیں۔ اسی طرح صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے کئی سوالات پوچھے لیکن آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا بالکل خاموش بیٹھی رہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی بیٹی کی مسلسل خاموشی دیکھی تو سمجھ گئے کہ یہ تربیت یافتہ بیٹی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راز کبھی افشا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور سرکار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے مطلوبہ معلومات حاصل کر لیں۔ (البدایة والنهایة، ج۳، ص۴۷۵)

سیدتنا عائشہ صدیقہ کی برکت

ایک سفر میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہار مدینہ طیبہ کے قریب کسی منزل میں گم ہو گیا، سرکار مدینہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس منزل پر پڑاؤ ڈالا تا کہ ہار مل جائے، نہ منزل میں پانی تھا نہ ہی لوگوں کے پاس، لوگ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شکایت لائے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ راحت العاشقین، امام المتقین صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا پر سختی کا اظہار کیا لیکن

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنے آپ کو جنبش سے باز رکھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ مبارکہ خواب سے بیدار ہو جائیں چنانچہ صبح ہوگئی اور نماز کے لئے پانی عدم دستیاب، اس وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے لطف وکرم سے آیت تیمم نازل فرمائی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم کے ساتھ ادا کی حضرت سیدنا اسید بن حضیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''**مَاهِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِیْ بَكْرٍ** یعنی اے اولادِ ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (مطلب یہ کہ مسلمانوں کو تمہاری بہت سی برکتیں پہنچی ہیں) سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد جب اونٹ اٹھایا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے سے مل گیا۔ (گویا حکمت الٰہی یہی تھی کہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہار گم ہو جانے کے سبب مسلمان ایسی جگہ ٹھہر جائیں جہاں پانی نہ ہو اور پھر رب کی طرف سے حکم تیمم نازل ہو اور تاقیامت مسلمانوں کے لئے آسانی اور سہولت مہیا کی جائے۔)

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، الحدیث: ۳۳۴، ج ۱، ص ۱۳۳ ملخصا)

دوسری بیٹی، سیدتنا اسماء بنت ابی بکر

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت سیدنا عبد **اللہ** بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سگی بہن ہیں اور آپ ہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سب سے بڑی بیٹی ہیں، ہجرت کے موقع پر زادِ سفر باندھنے کے لیے کوئی کپڑا نہ تھا آپ نے ہی اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کرکے باندھا تھا اس وقت سے آپ **ذَاتُ النِّطَاقَيْن** کے لقب سے مشہور ہوگئیں۔ حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے مکہ مکرمہ میں نکاح کیا جس سے متعدد اولاد ہوئی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سو سال عمر پائی آخری عمر میں بینائی جاتی رہی اور مکہ مکرمہ میں وصال ہوا۔ آپ کے بیٹے حضرت سیدنا عبد **اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی اور مقامِ صحابیت پر فائز ہوئے۔

تیسری بیٹی: سیدتنا اُمِّ کلثوم

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، آپ اپنی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید کے پیٹ میں تھیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوگیا اور بوقت وصال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہی کی پیدائش کی بشارت اور وراثت کی وصیت فرمائی تھی[1] اور یوں صدیق اکبر کی وفات کے بعد اُمِّ کلثوم پیدا ہوئیں۔ حضرت سیدتنا ام کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے حضرت سیدنا طلحہ بن **عبید اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح کیا۔ (الرياض النضرة، ج ۱، ص ۲۶۷)

نسل در نسل صحابی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھرانے کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جو اس گھرانے کے علاوہ کسی اور مسلمان گھرانے کو حاصل نہیں ہوا۔ ان کا شرف یہ تھا کہ وہ خود بھی صحابی، ان کے والد بھی صحابی، ان کے بیٹے بھی صحابی اور پھر ان کے پوتے بھی صحابی، ان کی بیٹیاں بھی صحابیات، ان کے نواسے بھی صحابی۔

والد اور اولاد دونوں صحابی

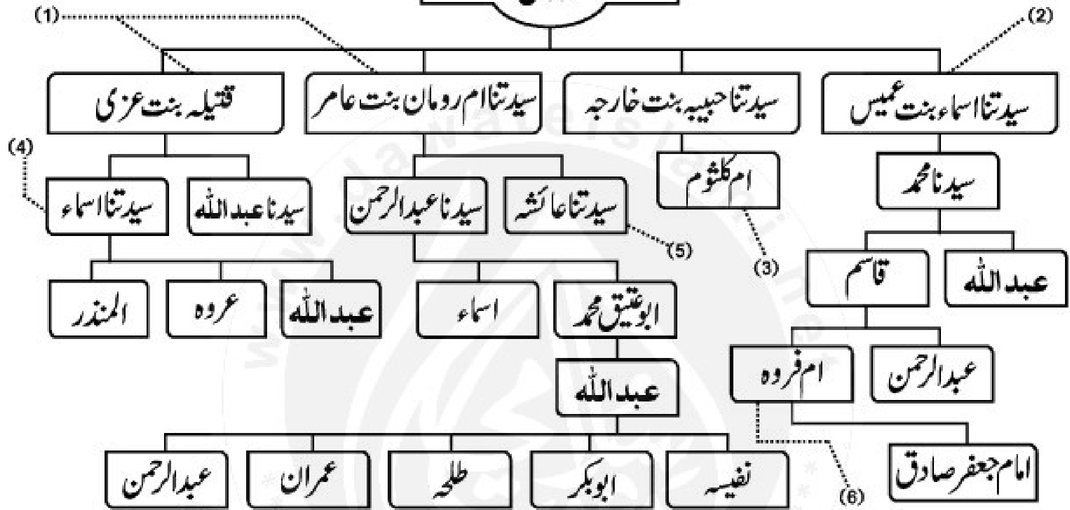
حضرت سیدنا موسیٰ بن عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم صرف چار ایسے افراد کو جانتے ہیں جو خود بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور شرف صحابیت پایا اور ان کے بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر کے شرف صحابیت حاصل کیا۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں: (۱) ابوقحافہ عثمان بن عمر (۲) ابوبکر **عبد اللّٰہ** بن عثمان (۳) عبدالرحمٰن بن ابی بکر (۴) اور محمد بن عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔ (المعجم الكبير، نسبة ابي بكر الصديق واسمه، الحديث: ۱۱، ج ۱، ص ۵۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

---

(1)...... تفصیلی واقعہ اسی کتاب کے موضوع ''کراماتِ صدیق اکبر'' کرامت نمبر ۲ صفحہ ۵۳۶ پر ملاحظہ کیجئے۔

شجرۂ خاندان صدیق اکبر



(1)......ان دونوں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زمانہ جاہلیت میں جبکہ بقیہ دو ازواج سے زمانہ اسلام میں نکاح فرمایا تھا، قتیلہ بنت عزی نے قبول اسلام نہیں کیا تھا اس لیے آپ نے اسے طلاق دے دی تھی۔

(2)......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پہلے حضرت سیدنا جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں تھیں اُن کی شہادت کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے نکاح فرمایا اور اُن کے انتقال کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے نکاح فرمایا۔

(3)......اِن سے عشرہ مبشرہ کے صحابی حضرت سیدنا طلحہ بن **عبید اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا تھا۔

(4)......اِن سے عشرہ مبشرہ کے صحابی حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا تھا۔

(5)......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا زوجہ **رسول اللہ** اور تمام مسلمانوں کی ماں ہیں۔

(6)......اِن سے حضرت سیدنا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا۔

صدیقِ اکبر کی اہلِ بیت سے رشتہ داری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پیارے صحابی ہیں جو نبیِّ پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ سفر و حضر میں ہر وقت ساتھ ہوتے تھے، اور ہر وقت جلوۂ محبوب ان کے پیشِ نظر ہوتا تھا، اسی طرح دیگر تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے اپنے قلوب کو تروتازہ رکھا کرتے تھے۔

صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی اسی عشق و محبت سے معمور حیاتِ طیبہ کو آج ساری دنیا کے مسلمان اپنی حیات کے لیے معیار سمجھتے ہیں اور اسی منور شاہراہ پر چلتے ہوئے جنت کی طرف گامزن ہیں۔ اور عشاق تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نعلین مبارک کے بارے میں بھی یہ والہانہ جذبات رکھتے ہیں:

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نورانی تلووں کو چومنے والی نعلین شریفین کا یہ ادب واحترام ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت اطہار جو کہ سرورِ کون ومکاں، وارثِ زمین وآسمان، محبوبِ ربِّ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خون مبارک ہیں ان کا ادب واحترام اور ان سے عقیدت ومحبت کا کیا عالم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اہل بیت اطہار کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی

زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات طیبہ سے لے کر اپنی وفات تک کبھی بھی اہل بیت کی خدمت میں کمی نہ آنے دی، بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہل بیت سے یہ خصوصی محبت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد میں بھی منتقل ہوتی رہی اور یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہل بیت سے مضبوط رشتہ داری قائم ہوگئی۔ اس رشتہ داری کی ابتداء آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود ہی فرمائی تھی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) سیدتنا عائشہ صدیقہ کا رسول اللّٰہ سے عقد مبارک

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی لاڈلی شہزادی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا نکاح ۱۰ بعثت نبوی، شوال المکرم کے مہینے میں اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا۔ اس وقت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی عمر چھ سال تھی۔ نکاح کے تین سال بعد شوال المکرم ہی کے مہینے میں ۹ سال کی عمر میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کاشانہ اقدس میں رخصتی ہوئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو ۹ سال اور پانچ ماہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت حاصل رہی، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

(تھذیب التھذیب، من اسمه عبد الله، ج ۴، ص ۲۹۸، سیرت سید الانبیاء، ص ۱۲۰)

(2) رسول اللّٰہ اور صدیق اکبر ہم زُلف

سرکار والاتبار، ہم بیکسوں کے غم خوار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ بنت حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا یہ دونوں والدہ کی طرف سے بہنیں تھیں، ان کی والدہ محترمہ کا نام "ہند بنت عوف" ہے اور انہیں "خولہ بنت عوف" بھی کہا جاتا ہے۔ یوں اس مبارک رشتے سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم زلف ہوئے۔

۞......سیدتنا میمونہ بنت ہند بنت عوف۔زوجہ رسول اللّٰہ

۞......سیدتنا اسماء بنت ہند بنت عوف۔زوجہ صدیق اکبر (الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۱۰۴، ۲۲۳)

(3) صدیق اکبر کے نواسے رسول اللّٰہ کے بھتیجے

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نواسے حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بھتیجے ہیں، کیوں کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی اور حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دادی حضرت سیدتنا صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں۔

۞......**عبد اللّٰہ** بن عبد المطلب۔۔۔صفیہ بنت عبد المطلب۔

۞......**عبد اللّٰہ** بن اسماء بنت ابی بکر الصدیق۔

۞......**عبد اللّٰہ** بن زبیر بن صفیہ بنت عبد المطلب۔

(4) سیدتنا خدیجۃ الکبری صدیق اکبر کے نواسے کی پھوپھی دادی

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نواسے حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پھوپھی دادی ہیں اور یوں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دو رشتے ہوئے: حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے زوج ہونے کی وجہ سے پھوپھا دادا ہوئے اور حضرت سیدتنا صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بھتیجے ہونے کی وجہ سے چچا ہوئے۔

۞......**عبد اللّٰہ** بن زبیر بن صفیہ بنت عبد المطلب۔

۞......**عبد اللہ** بن زبیر بن عوام بن خویلد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

۞......اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبری بنت خویلد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ (سیر اعلام النبلاء، عبد اللہ بن زبیر، ج ۴، ص ۴۶۲)

(5) سیدنا صدیق اکبر کے نواسے سیدنا امام حسن کے داماد

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نواسے یعنی حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جن کی والدہ حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں یہ حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے داماد محترم ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی حضرت سیدتنا اُمّ الحسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ ہیں۔ لہٰذا ان سے ہونے والی اولاد اپنے والد کی طرف سے ''صدیقی'' اور والدہ کی طرف سے ''علوی وفاطمی وحسنی'' ہے۔

(6) سیدنا علی المرتضی وسیدنا صدیق اکبر کے بیٹے میں رشتہ داری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جن کی والدہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا۔ چنانچہ،

۞......حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوتیلے بیٹے ہوئے۔ البتہ ان سے ہونے والی تمام اولاد صدیقی ہی کہلائے گی۔

۞......حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وہ اولاد جو حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہے جیسے حضرت سیدنا امام حسن وحسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا وغیرہ، یہ تمام حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوتیلے بہن بھائی ہوئے۔

﷽......حضرت سیدتنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دو بیٹے حضرت سیدنا عون اور حضرت سیدنا یحییٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں، یہ دونوں حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اخیافی یعنی ماں شریک بھائی ہوئے اور والد کی طرف سے علوی کہلائیں گے۔

......حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دیگر ازواج سے ہونے والی اولاد اور حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہونے والی اولاد علاتی یعنی باپ شریک بہن بھائی ہوئے اور والد کی طرف سے علوی کہلائیں گے۔

(7) سیدنا علی المرتضی وسیدنا صدیق اکبر دونوں کی رشتہ داری

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدتنا شہر بانو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تھی۔یعنی سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کی بہوئیں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں حضرت سیدنا حریث بن جابر جعفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شاہ ایران یزدجرد بن شہریار کی دو بیٹیاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں بھیجی تو آپ نے ان میں سے بڑی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمادیا اور چھوٹی بیٹی کا نکاح حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمادیا۔ان سے حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے اور حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا قاسم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔یوں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بیٹے حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم زلف ہوئے۔

(لباب الانساب والالقاب والاعقاب، ابناء علی، العلویة الجعفریة والعقیلیة، ج ۱، ص ۲۲)

سیدتنا شہر بانو کے نام کی وجہ تسمیہ

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے جب اپنے بیٹے امام حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا نکاح فرمادیا تو ان کو مبارک باد دینے کے لیے ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور استفسار فرمایا کہ ان کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: ''کَیْهَان بَانُو'' فرمایا: ''اس کا کیا مطلب ہے؟'' عرض کیا: ''سَیِّدَةُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَة یعنی دنیا وآخرت کی سردار۔'' آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''سَیِّدَةُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ فَاطِمَةُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم'' یعنی دنیا وآخرت کی سردار تو رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بیٹی فاطمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا ہیں۔ پھر ان کا نام تبدیل کرکے سَیِّدَةُ الْبَلَدَةِ یعنی ''شہر بانو'' رکھ دیا اور آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا اسی نام سے مشہور ہوگئیں۔ (لباب الانساب والالقاب والاعقاب، ابناء علی، العلویة الجعفریة والعقیلیة، ج ۱، ص ۲۲)

(8) حضرت سیدنا امام جعفر صادق کا نسب

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت سیدتنا اُمّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم ہے۔ جبکہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے والد گرامی کا اسم مبارک حضرت سیدنا امام محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم ہے۔ یوں آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه والدہ کی طرف سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه اور والد کی طرف سے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے جاملتے ہیں۔ یعنی آپ والدہ کی طرف سے ''صدیقی'' اور والد کی طرف سے ''علوی و فاطمی'' ہیں۔

- ۞......سیدنا جعفر بن ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق۔
- ۞......سیدنا جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضی۔

(اللباب فی تھذیب الأنساب، باب الصاد المھملة والالف، ج ۲، ص ۲۱۳، شرح العقائد، ص ۳۲۸)

(9) سیدنا امام حسین سیدنا صدیق اکبر کے داماد

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی پوتی یعنی حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کی بیٹی حضرت سیدتنا حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی زوجہ ہیں۔ یوں حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے داماد محترم ہوئے۔ لہٰذا ان سے ہونے والی اولاد اپنے والد کی طرف سے ''علوی وفاطمی'' اور والدہ کی طرف سے ''صدیقی'' ہے۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، تسمیۃ نساء اللواتی۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۳۴۲ ملخصا)

خاندان صدیق اکبر اور خاندان اہل بیت میں محبت کا انوکھا انداز

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے خاندان اور اہل بیت میں محبت کا ایک ایسا انوکھا انداز بھی دیکھنے میں آیا جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ان دونوں مبارک خاندانوں میں ظاہری رشتہ داری کے علاوہ بہت ہی گہری الفت ومحبت کا باطنی رشتہ بھی قائم تھا وہ یوں کہ ان دونوں خاندانوں کے کئی افراد کے نام مشترک یعنی ایک ہی جیسے تھے اور اس بات کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جب کوئی اپنے بچوں کے نام رکھتا ہے تو عموماً ان لوگوں کے نام پر رکھتا ہے جو اسے بہت ہی زیادہ پسند ہوں اور ان لوگوں کے نام پر نام رکھنے سے بچتا ہے جو اسے ناپسند ہوں۔ خاندان صدیق اکبر اور خاندان اہل بیت میں محبت کے اس انوکھے انداز کو ملاحظہ کیجئے:

(1) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا اپنا نام ''**عبد اللّٰہ**'' اور آپ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام بھی ''**عبد اللّٰہ**'' ہے۔ اسی طرح حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کے ایک بیٹے کا نام بھی ''**عبد اللّٰہ**'' ہے اور حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه وامام حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے بھی ایک ایک بیٹے کا نام ''**عبد اللّٰہ**'' ہے۔

(2) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے کا نام ''محمد'' ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ایک بیٹے کا نام ''محمد'' ہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے کا نام بھی ''محمد'' ہے۔

(3) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے کا نام ''عبدالرحمن'' ہے۔ اسی طرح حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے کا نام بھی ''عبدالرحمن'' ہے۔

(4) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نواسے کا نام ''قاسم'' ہے اور حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے کا نام ''قاسم'' ہے۔

(5) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سب سے چھوٹی بیٹی کا نام ''اُمّ کلثوم'' ہے۔ جبکہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی دو بیٹیوں کا نام ''اُمّ کلثوم'' ہے۔

(6) حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک بیٹے کا نام ''ابوبکر'' ہے اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ایک بیٹے محمد اصغر کی کنیت ''ابوبکر'' ہے۔ (ملخص از سوانح کربلا، ص ۱۲۶)

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شجرہ طیبہ سیدنا امام الانبیاء صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ

خاندانِ قریش

فہر (قریش)

- محارب
- غالب
- حارث ← ضبہ ← اہیب ← بلال ← جراح ← عبداللہ ← ابوعبیدہ

لؤی — تیم الادرم — عامر ← زمعہ ← سودہ

کعب — حارث — خزیمہ

مرہ — عدی ← رزاح ← قرط ← عبداللہ ← ریاح ← عبدالعزیٰ ← نفیل

- نفیل ← خطاب ← عمر
- نفیل ← عمرو ← زید ← سعید

مرہ — ہصیص ← عمرو

- عمرو ← جمح
- عمرو ← سہم ← سعید ← ہاشم ← وائل ← عاص ← عمرو ← عبداللہ

مرہ — یقظہ ← مخزوم

- مخزوم ← عمرو ← ابوامیہ ← ام سلمہ
- مخزوم ← عمر ← عبداللہ
  - عبداللہ ← مغیرہ ← ولید ← خالد
  - عبداللہ ← اسد ← عبدمناف ← ارقم

مرہ — تیم ← سعد ← کعب ← عمرو ← عامر ← ابوقحافہ ← ابوبکر صدیق

- عمرو ← صخر ← سلمیٰ (والدہ صدیق اکبر)
- ابوبکر صدیق ← عائشہ، ام کلثوم، اسماء، عبداللہ، محمد، عبدالرحمٰن

کلاب — زہرہ

- زہرہ ← حارث ← عبد ← عبدعوف ← عوف ← عبدالرحمٰن
- زہرہ ← عبدمناف
  - عبدمناف ← وہیب ← ابی وقاص ← سعد
  - عبدمناف ← وہب ← آمنہ

قصی — عبدالعزیٰ ← اسد ← خویلد

- خویلد ← خدیجہ
- خویلد ← عوام ← زبیر ← عبداللہ

عبدمناف — عبدشمس ← امیہ

- امیہ ← حرب ← ابوسفیان ← ام حبیبہ
- امیہ ← ابوالعاص ← عفان ← عثمان
- ابوالعاص ← حکم ← مروان

عبدمناف — مطلب ← حارث ← عبیدہ

ہاشم ← عبدالمطلب

عبدالمطلب کی اولاد:

- حارث ← ابوسفیان
- قثم
- ضرار
- غیداق
- ابولہب
- مقوم
- ام الحکیم بیضاء ← اروی (والدہ عثمان غنی)
- عاتکہ
- زبیر ← عبداللہ
- عبدالکعبہ
- حجل
- عباس ← قثم، فضل، عبداللہ
  - قثم ← عبدالرحمٰن، عبیداللہ
- حمزہ
- صفیہ (والدہ زبیر بن عوام)
- عبداللہ
- امیمہ
- ابوطالب ← طالب، عقیل، ام ہانی، جعفر ← عبداللہ، علی
- برہ
- اروی

علی ← حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، زینب (سیدہ فاطمہ کی اولاد)

محمد رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

- قاسم، عبیداللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ (سیدہ خدیجہ کی اولاد)
- ابراہیم (سیدہ ماریہ قبطیہ کی اولاد)

جنت کی خوشخبری پانے والے

صدیق اکبر کے بھائی

کتب سیر واحادیث میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صرف دو بھائیوں کا اجمالا تعارف ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا گیا: ''آپ کے والد ابوبکر کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''عبد اللہ'' عرض کیا: ''لوگ تو آپ کو عتیق کہتے ہیں؟'' فرمایا: ''میرے دادا ابوقحافہ کے تین بیٹے تھے۔ آپ نے ان کے نام عتیق، معتیق، اور معتق رکھے۔'' (المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث: ٦، ج ١، ص ٥٣)

صدیق اکبر کی بہنیں

پہلی بہن، سیدتنا اُمِّ فروہ بنت ابی قحافہ

یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پہلی سوتیلی بہن ہیں اوران کی والدہ کا نام ھند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قُصَی ہے۔ ان سے تین بیٹے محمد، اسحاق اوراسماعیل اوردو بیٹیاں حبابہ اور قریبہ پیدا ہوئیں۔

دوسری بہن، سیدتنا قریبہ بنت ابی قحافہ

یہ بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سوتیلی بہن تھیں اوران کی والدہ بھی ھند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قُصَی ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کا نکاح حضرت سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ بن دلیم الساعدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیا لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

تیسری بہن، سیدتنا اُمِّ عامر بنت ابی قحافہ

یہ بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سوتیلی بہن تھیں اوران کی والدہ بھی ھند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قُصَی ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کا نکاح حضرت سیدنا عامر بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیا جن سے صرف ایک بیٹی ضعیفہ پیدا ہوئی۔

(الطبقات الکبری، تسمیۃ النساء المسلمات المبایعات من قریش، ج٨، ص ١٩٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دوسرا باب

اوصافِ صدیقِ اکبر

بہادری، سخاوت، مختلف علوم، تقویٰ، فرامین، دعائیں وصیتیں وغیرہ

صدیق اکبر کے اوصاف حمیدہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ عقل مندی جہاں انسان کی روشن ضمیری کا باعث بنتی ہے وہاں بعض دفعہ اسے غلط راہوں پر بھی گامزن کر دیتی ہے، لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ خاص فضل وکرم اور احسان تھا کہ وہ اپنے گرد پھیلی ہوئی گمراہیوں، غلط رسوم ورواج، اخلاقی ومعاشرتی برائیوں اور اپنی قوم کے ناروا سلوک سے ہمیشہ دامن کشاں رہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اخلاق رذیلہ سے پاک صاف ہونے کے ساتھ ساتھ اَوصاف حمیدہ سے بھی متصف تھے، بلند اخلاق، عالی کردار، سلامت رو، ملنسار، وعدے کے سچے، عہد کے پکے اور نہایت ہی ایماندار تاجر تھے، آپ کے تمام دوست، احباب، رشتہ دار آپ کے محاسن وکمالات کا برملا اعتراف کرتے تھے اور اِنہی خوبیوں کی بنا پر مکہ مکرمہ اور اس کے قرب وجوار میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو محبت وعزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام خصائل کے جامع تھے۔ چنانچہ،

تین سو ساٹھ خصائل

حضرت سیدنا سلیمان بن یسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں ایک خصلت پیدا فرما دیتا ہے اور اسی کے سبب اسے جنت میں بھی داخل فرما دیتا ہے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میرے اندر بھی ان میں سے کوئی خصلت موجود ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہارے اندر تو ساری خصلتیں موجود ہیں۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۱۰۳)

پیر کامل اور مرید کامل

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ''**فتاوی رضویہ شریف**'' میں

فرماتے ہیں: ''اولیاءِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ پوری کائنات میں مصطفےٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جیسا نہ کوئی پیر ہے اور نہ ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه جیسا کوئی مرید۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۱۱، ص ۳۲۶)

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
میرے دَرویش! خِلافت ہے جہانگیر تری
مَا سِوَا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری
تُو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی عفت وپاکدامنی

شراب کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه زمانہ جاہلیت میں بھی عربوں میں رائج متعدد عیوب اور اَخلاقی بے راہ رویوں سے مکمل طور پر بچے ہوئے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کی نفیس فطرت میں ہی ایسی غلیظ چیزوں کی نفرت بسی ہوئی تھی، خصوصاً شراب جیسی اُمّ الخبائث شے کو آپ نے کبھی ہاتھ نہ لگایا۔ چنانچہ،

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا اور آپ نے نہ تو زمانہ جاہلیت میں شراب پی اور نہ ہی زمانہ اسلام میں۔ (معرفة الصحابة لابی نعیم، معرفة نسبة الصدیق، ج ۱، ص ۵۸)

شراب سے سخت نفرت ہوگئی

ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو شراب کے نشے میں مدہوش تھا، وہ گندگی میں اپنا ہاتھ ڈالتا اور اسے اپنے منہ کے قریب کرتا جب اس کی بدبو محسوس ہوتی تو دور کر دیتا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اسے معلوم ہی نہیں کہ یہ کیا کر رہا ہے؟'' بس اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شراب سے سخت نفرت ہوگئی اور اسے اپنے اوپر حرام کرلیا۔

(جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۸۸، ج ۱۱، ص ۲۶، حلیۃ الاولیاء، الرقم: ۱۰۱۴۰، ج ۷، ص ۱۸۳)

عزت وغیرت کی حفاظت

حضرت سیدنا ابو العالیہ ریاحی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''کیا آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے؟'' فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' جب وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ''میں اپنی عزت اور غیرت کی حفاظت کے لیے شراب نہیں پیا کرتا تھا کیونکہ جو شراب پیتا ہے اس کی عزت وغیرت دونوں ضائع ہوجاتی ہیں۔'' جب سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو دفعہ ارشاد فرمایا: ''ابوبکر نے سچ کہا۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۵۹۳، ج ٦، الجزء: ۱۲، ص ۲۲۰)

کبھی کوئی بے ہودہ شعر نہ کہا

اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں کبھی کوئی (بے ہودہ) شعر نہیں کہا۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۳۳۴)

نہایت مُتقی و پارسا صِدّیق اکبر ہیں
تقی ہیں بلکہ شاہِ اَتقیا صِدّیق اکبر ہیں

صدیق اکبر کی عاجزی وانکساری

خلیفہ ہونے کے باوجود انکساری

حضرت سیدتنا انیسہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ بننے کے تین سال پہلے اور خلیفہ بننے کے ایک سال بعد بھی ہمارے پڑوس میں رہے، محلے کی بچیاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اپنی بکریاں لے کرآتیں، آپ ان کی دلجوئی کے لیے دودھ دوھ دیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا محمد بن سعد وغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم بیان کرتے ہیں کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنایا گیا تو محلے کی ایک بچی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں، آپ ہمیں دودھ دوھ کرنہیں دیں گے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں! اب بھی میں تمہیں دودھ دوھ کر دیا کروں گا اور مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کرم سے یقین ہے کہ تمہارے ساتھ میرے رویے میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔'' چنانچہ خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان بچیوں کو دودھ دوھ کر دیا کرتے تھے۔ (تھذیب الاسماء واللغات، باب ابی بکر، فصل فی علمه وزهده وتواضعه، ج ۲، ص ۴۸۰)

سلام کی خصوصیت پر اظہار تعجب

حضرت سیدنا میمون بن مہران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر یوں سلام عرض کیا: ''اے رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ! آپ پر سلام ہو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی تعجب کے ساتھ ارشاد فرمایا: ''اتنے لوگوں میں تم نے صرف مجھے خاص کرکے سلام کیا۔'' (آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی تواضع فرماتے تھے اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مجلس میں انہیں کوئی خاص کرکے سلام کرے۔)

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الادب، باب من کان یکرہ اذا اسلم۔۔۔الخ، الحدیث: ۲، ج ۶، ص ۱۳۵)

لشکر کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے

حضرت سیدنا امام مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا یحیٰی بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ملک شام کی طرف چند لشکر بھیجے۔ ان میں حضرت سیدنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لشکر بھی تھا انہیں ملک شام کے چوتھائی حصے کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔ ان کی روانگی کے وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انہیں چھوڑنے کے لیے ان کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے اور یہ گھوڑے پر سوار تھے۔ حضرت سیدنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئے: ''**إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ** یعنی اے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ! یا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سوار ہوجائیں یا میں اپنے گھوڑے سے اتر جاتا ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ وَلَا أَنَا بِرَاكِبٍ إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَايَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ** یعنی نہ تو تم اپنے گھوڑے سے اترو گے اور نہ ہی میں سوار ہوں گا بلکہ میں تو اپنے ان قدموں کو راہ خدا میں شمار کرتا ہوں۔''

(موطا امام مالک، کتاب الجهاد، باب النهي عن قتل النساء، الحديث: ۱۰۰۴، ج ۲، ص ۸)

عوامی امور کی ادائیگی

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کے وقت مدینہ منورہ کے کسی محلے میں رہنے والی ایک نابینا بوڑھی عورت کے گھریلو کام کاج کردیا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے لیے پانی بھر لاتے اور اس کے تمام کام سرانجام دیتے، حسب معمول ایک مرتبہ بڑھیا کے گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سارے کام ان سے پہلے ہی کوئی کر گیا تھا۔ بہرحال دوسرے دن تھوڑا جلدی آئے تو بھی وہی صورت حال تھی کہ سب کام پہلے ہی ہوچکے تھے، جب دو تین دن ایسا ہوا تو آپ کو بہت تشویش ہوئی کہ ایسا کون ہے جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے؟ ایک دن آپ دن میں ہی آکر کہیں چھپ گئے جب رات ہوئی تو دیکھا کہ خلیفۂ وقت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے اوراس نابینا بڑھیا کے سارے کام کردیے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بڑے حیران ہوئے کہ خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود ایسی انکساری! ارشاد فرمایا: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تو ہیں جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۰۲، ج ۱۲، ص ۲۲۱)

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا
بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

صدیق اکبر کی خودداری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عاجزی وانکساری کرنے والا اپنی بے احتیاطی کے سبب لوگوں کی نظر میں خودداری کھو بیٹھتا ہے لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت وہ ہے جو نہایت ہی منکسر المزاج ہونے کے ساتھ ساتھ خودداری میں بھی اپنی مثال آپ تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی بھی موقع پر اپنی خودداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ چنانچہ،

اونٹنی کی نکیل بھی خود اٹھاتے

حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ سے اونٹنی کی نکیل گر پڑتی تو اسے اٹھانے کے لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا ہاتھ اونٹنی پر مارتے اور اسے بٹھا دیتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رفقاء عرض کرتے کہ ''حضور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمیں حکم دیا ہوتا ہم یہ اٹھا کر پیش خدمت کر دیتے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے: ''**إِنَّ حَبِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا** یعنی میرے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی سے سوال نہ کروں۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۶۵، ج ۱، ص ۳۴)

خلیفہ ہونے کے باوجود خود داری

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سب سے بڑی خودداری یہ ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منصب خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو بیت المال سے اپنے لیے کوئی وظیفہ مقرر کرنے کے بجائے تجارت کو ترجیح دی اور بازار کی طرف چل پڑے لیکن حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زبردستی اس بات پر راضی کیا کہ آپ کی تجارت امورِ خلافت میں مخل ہوگی لہٰذا ہم آپ کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کردیتے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۹)

صدیق اکبر کا حلم و بردباری و رحم دلی

آسمانوں میں حلیم

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ بارگاہ رسالت میں حاضر سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا: ''اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں اور آسمانوں میں ان کا نام **حلیم** ہے۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۸۲ ملخصا)

صدیق اکبر کی اہل بیت پر شفقت

حضرت سیدنا عقبہ بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نماز عصر پڑھ کر باہر نکلے اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی آپ کے ساتھ تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے گزرے جو اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی شفقت سے انہیں اٹھا کر اپنی گردن پر بٹھا لیا اور فرمایا: ''مجھے میرے والد کی قسم! تو

میرے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشابہ ہے۔ اپنے والد حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشابہ نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسکرانے لگ گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، الحدیث: ۳۵۴۲، ج ۲، ص ۴۸۶)

زاروقطار رو پڑے

حضرت سیدنا عبد الرحمن اصبہانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا حسن بن علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب چھوٹے سے مدنی منے تھے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے، آپ اس وقت خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر پر رونق افروز تھے، حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چونکہ ہمیشہ منبر پر اپنے نانا جان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کو بیٹھے دیکھا تھا اس لیے ایک نئے شخص کو دیکھ کر اپنی ننھی سوچ کے مطابق کہنے لگے: ''آپ میرے بابا جان کی جگہ سے نیچے اترو۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ شہزادۂ اہل بیت کی دل شکنی ہو، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً نیچے تشریف لے آئے اور فرمایا: اے حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! تو نے سچ کہا یہ تیرے بابا جان ہی کی جگہ ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فرط محبت سے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا اور گویا اس مدنی منے نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کر کے ایک عاشق صادق کے دل کے تار چھیڑ دیے، محبوب کے ساتھ بیتے ہوئے وہ اَنمول اَیام یاد آ گئے، محبوب کی میٹھی اور دل ربا ادائیں یاد آ گئیں، ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور جدائی کے وہ جذبات جو بڑی مشکل سے دل میں رُکے ہوئے تھے آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں سے بہہ نکلے اور فراق یار میں زاروقطار رو پڑے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے جب امیر المؤمنین کو زاروقطار روتے دیکھا تو وہ بھی پریشان ہو گئے، اور دل میں یہ خیال آیا کہ شاید امیر المؤمنین اس لیے روئے ہیں کہ میں نے اسے سکھایا ہے تو فرمانے لگے: ''خدا کی قسم! یہ میرے حکم سے نہیں ہوا۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کی طرف پیار بھرے انداز میں دیکھ

کرفرمایا: ''تم نے سچ کہا و**اللہ** میں تمہیں متہم نہیں کرتا کہ تمہارے کہنے پر اس نے یہ کہا۔'' (یعنی مدنی منا ہے اگر کہہ بھی دیا تو کوئی بات نہیں آپ پریشان نہ ہوں۔)

(کنز العمال، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، الباب الاول فی خلافۃ الخلفاء، الحدیث: ۱۴۰۸۱، ج۳، الجزء: ۵، ص۲۴۶)

کیوں آنکھ لڑائی تھی، کیوں بات بنائی تھی
اب رخ کو چھپا بیٹھے کر کے مجھے دیوانہ
بے خود کیے دیتے ہیں انداز حجابانہ
آ دل میں تجھے رکھ لوں اے جلوۂ جاناناں
سرکار کے جلوؤں سے روشن ہے دل نوری
تا حشر رہے روشن نوری کا یہ کاشانہ

منبر منور کے زینے کا احترام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ مذکورہ بالا حکایت میں جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے منبر پر بیٹھنے کا ذکر ہے یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حیات طیبہ میں تشریف رکھتے تھے کیونکہ حضرتِ سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان فرماتے ہیں کہ زندگی بھر حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر منور پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہوتے تھے، اِسی طرح حضرتِ سیدنا عُمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جگہ اور حضرتِ سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرتِ سیدنا عُمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، کی جگہ پر جب تک زندہ رہے کبھی نہیں بیٹھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۵۵)

یقیناً منبعِ خوفِ خدا صدیق اکبر ہیں
حقیقی عاشقِ خیر الوریٰ صدیق اکبر ہیں

خلفائے راشدین اور منبر رسول

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوی رضویہ** جلد ۸، صفحہ ۳۴۳ پر منبر رسول کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدس منبر کے تین زینے اس تخت کے علاوہ تھے جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے، صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوسرے پر پڑھا، فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تیسرے پر، جب زمانہ ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا آیا پھر اوّل پر خطبہ فرمایا، سبب پوچھا گیا، فرمایا: ''اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں۔ لہٰذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں۔'' اصل سنت اوّل درجہ پر قیام ہے۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ادب کی بنا پر ایسا کیا اور حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ادب کی خاطر۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر رسول اللہ کے رازدار

رسول اللہ کے راز کا پاس

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی لخت جگر حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا خنیس بن حذافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں تھیں۔ جب غزوہ بدر میں حضرت سیدنا خنیس بن حذافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہوگئے تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے نکاح کے سلسلے میں حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے گفتگو کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر

فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنی بیٹی حفصہ کے معاملے میں حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات کی اور ان سے اپنی بیٹی کے نکاح کے معاملے کی بات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں غور کروں گا، پھر جب دوبارہ میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے نکاح کا ارادہ نہ ہونا ظاہر فرمایا۔ میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس سلسلے میں ملاقات کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا مجھے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقابلے میں آپ کا رویہ پسند نہ آیا۔ (کیونکہ آپ دونوں میں محبت کا گہرا رشتہ تھا) چند دنوں کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اپنی بیٹی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں دے دی۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! شاید میرے سکوت پر آپ ناراض ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''اے عمر! مجھے کوئی عذر تو نہیں تھا۔ مگر میرے سکوت کی اصل وجہ میرے دل میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک راز تھا اور وہ یہ کہ نبیِّ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بار حفصہ (سے نکاح کرنے) کا ذکر کیا تھا اور میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ آپ کو اصل وجہ ضرور بتا دیتا اور اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نکاح نہ فرماتے تو یقیناً میں اُن سے عقد کر لیتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب المغازی، شھود الملائکۃ بدر، الحدیث: ۴۰۰۵، ج۳، ص۲۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی غیرت ایمانی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عام حالات میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی نرم مزاج تھے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ سختی، خفگی اور غصے سے تو آشنا ہی نہیں ہیں، دھیمے انداز میں آہستہ آہستہ بات کرتے مگر اسلام کے معاملے میں انتہائی غیرت مند اور بہت سخت تھے۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں اور منافقوں کو اسلام کے متعلق تمسخرانہ

اور طنزیہ باتیں کرنے کی عادت تھی۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے اس طرح کی باتیں سنتے تو آپ کے غصے کی انتہا نہ رہتی۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت کرکے جب مدینہ تشریف لائے تو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا کہ یہودی اور مسلمان اپنے اپنے دین کی نشر واشاعت میں آزاد ہوں گے اور اپنے اپنے اطوار پر عمل کرنے میں کوئی فریق کسی فریق کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔ یہودیوں کا ابتدا میں یہ خیال تھا کہ وہ مہاجرین پر اثر انداز ہوکر انہیں مدینۂ منورہ کے دو مشہور اور بڑے قبیلوں اوس اور خزرج کے خلاف استعمال کریں گے، لیکن کچھ ہی دنوں بعد انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے کیوں کہ مہاجرین اور اہل مدینہ کے درمیان ایسا مضبوط تعلق قائم ہوگیا تھا جو ہرگز منقطع نہیں ہوسکتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین وانصار میں رشتہ اخوت قائم فرمادیا تھا۔ لہٰذا یہودیوں نے یہ خیال تو دل سے نکال دیا البتہ مسلمانوں کے خلاف اس طرح کمربستہ ہوگئے کہ اسلام کا مذاق اڑانے لگے اور یہ ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ اسی پس منظر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی کی ایک ایمان افروز حکایت ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ،

غیرت صدیق اکبر اور یہودی عالم

ایک دن چند یہودی اپنے ایک عالم کے مکان میں بیٹھے تھے جس کا نام فنحاص تھا، اتفاق سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی وہاں تشریف لے آئے، یہودیوں کے اس گروپ کو غنیمت جان کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں اسلام کی تبلیغ شروع کردی اور فنحاص سے فرمایا:

''اِتَّقِ اللّٰہَ وَاَسْلِمْ فَوَاللّٰہِ اِنَّکَ لَتَعْلَمُ اَنَّ مُحَمَّدًا لَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ جَاءَ کُمْ بِالْحَقِّ من عِنْدِہٖ تَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَ کُمْ فِي التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ''

یعنی اے فنحاص! اللہ سے ڈر اور اس پر ایمان لے آ، اللہ کی قسم! تمہیں معلوم ہے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، اور اسی کی طرف سے تمہارے پاس وہ حق لے کر آئے ہیں جیسا کہ تمہاری کتاب تورات میں لکھا ہوا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہ الفاظ سن کر فنحاص نے تمسخر آمیز مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا: ''اے ابوبکر! کان کھول کے سن! ہمیں تمہارے خدا سے کسی چیز کی ضرورت نہیں، ہاں! تمہارے خدا کو ضرور ہماری ضرورت ہے، ہم اس کی طرف نہیں جھکتے بلکہ وہ ہماری طرف جھکنے پر مجبور ہے، ہمیں اس کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہاں اسے ہماری مدد کی ضرور حاجت ہے اگر وہ ہماری مدد سے بے نیاز ہوتا تو کبھی ہمارے مال بطور قرض ہم سے نہ مانگتا اور تمہارا خدا ہمیں سود لینے سے منع کرتا ہے لیکن خود ہمیں سود دیتا ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا۔'' فنحاص کی یہ گفتگو نہایت ہی گھٹیا اور کفر وضلالت سے غلیظ وانتہائی احمقانہ بکواسات پر مشتمل تھی، اس کا مقصد قرآن پاک کی آیات کا مذاق اڑانا تھا، جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی یہ بکواس سنی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی جوش مارنے لگی اور اتنا شدید غصہ آیا کہ برداشت سے باہر ہو گیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قطعاً اس بات کی پرواہ نہ کی کہ میرے سامنے یہودیوں کا کوئی عالم کھڑا ہے یا جاہل، گھما کر اس زور سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا کہ **اسے دن میں بھی تارے نظر آ گئے**، ارشاد فرمایا:

''**لَوْلَا الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْعَهْدِ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ** یعنی اے خدا کے دشمن! اگر مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔'' (تفسیر کبیر، پ۳، آل عمران: ۱۸۲، ج۳، ص۴۴۶، مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۹۴۸، ج۱، الجزء: ۲، ص۲۳۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی کتنی حیران کن بات ہے کہ ایک طرف تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی نرم دل اور متحمل مزاج ہیں اور دوسری طرف یہ حالت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور کلام الٰہی کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں اگرچہ بات کرنے والا کتنا ہی بڑا آدمی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی غیرت ایمانی اور اس بات کی دلیل ہے کہ آیات قرآنیہ کے خلاف تمسخر اور رسول خدا پر استہزا سننا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔

رُحَمَاءُ بَیْنَهُم کی اک تفسیر جمیل
ہیں اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار یارِ مصطفےٰ
مظہر شان رسالت پیکر صدق ووفا
واہ کیا ہیں صاحب کردار یارِ مصطفےٰ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غیرت صدیق اکبر اور آپ کے والد

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد ابوقحافہ نے (قبول اسلام سے پہلے) ایک بار سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جا گرے، بعد میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سارا ماجرا سنایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے ابوبکر! کیا واقعی تم نے ایسا کیا؟'' عرض کیا: ''جی ہاں!'' فرمایا: ''آئندہ ایسا نہ کرنا۔'' عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں ان کا سر قلم کر دیتا۔'' اس وقت سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ آپ کے حق میں نازل ہوئی: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۠﴾ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں

میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں **اللہ** ان سے راضی اور وہ **اللہ** سے راضی یہ **اللہ** کی جماعت ہے سنتا ہے **اللہ** ہی کی جماعت کامیاب ہے۔'' (تفسیر روح المعانی، پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲، الجزء: ۲۸، ص۳۲۳)

غیرت صدیق اکبر اور آپ کے بیٹے

غزوۂ بدر میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما اسلام قبول کرنے سے پہلے مشرکین کے ساتھ اسلام کے خلاف برسر پیکار تھے، جب وہ اسلام لے آئے تو ایک روز حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یوں ہمکلام ہوئے: ''ابا جان! میدان بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے قطع نظر کی اور آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **غیرت ایمانی** سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لٰکِنَّکَ لَوْ اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ** لیکن تو میرا ہدف بنتا تو میں تجھ سے اعراض نہ کرتا۔'' یعنی اے بیٹے! اس دن تم نے تو مجھے اس لیے چھوڑ دیا کہ میں تمہارا باپ ہوں، لیکن اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں کبھی نہ دیکھتا کہ تم میرے بیٹے ہو بلکہ اس وقت تمہیں دشمن رسول سمجھ کر تمہاری گردن اڑا دیتا۔

(نوادر الاصول، الاصل الخامس والعشرون والمائۃ، الحدیث: ۷۰۱، ج۱، ص۴۹۶-۴۹۷، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۱۲۸)

غیرت صدیق اکبر اور آپ کی بیٹی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہر معاملہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی خاطر ہوتا تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس معاملے میں اپنے والدین اور اولاد وغیرہ کا بھی لحاظ نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی بیٹی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بلند آواز سنائی دی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کہتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھا کر آگے بڑھے: ''**اَلَا اَرَاکِ تَرْفَعِیْنَ صَوْتَکِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم رسول **اللہ** صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اپنی آواز بلند کررہی ہو۔'' یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کوتھپڑ مارنے سے روکا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی طرح غصے کی حالت میں واپس تشریف لے گئے۔ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فوراسیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے فرمایا: ''**كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ**'' دیکھا! میں نے تمھیں ان سے کس طرح بچایا۔'' چنددنوں کے بعد سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کاشانۂ نبوی میں حاضر ہوئے توآپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو باہم راضی اور خوش دیکھا تو بارگاہ رسالت میں یوں عرض گزار ہوئے: ''**أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا**یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جس طرح آپ نے مجھے اپنی شکررنجی میں شریک کیا تھا اسی طرح مجھے اپنی صلح (خوشی) میں بھی شریک فرمالیجئے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا** یعنی ہم نے آپ کو شریک کرلیا،شریک کرلیا۔'' (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، الحدیث: ۴۹۹۹،ج۴،ص ۳۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی جرأت وبہادری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیسے ہی اسلام قبول فرمایا اور اس کی تبلیغ کھلے عام شروع کی تو مشرکین مکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سرکار دوعالم نورمجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانی دشمن بن گئے، آپ دونوں کواذیت میں مبتلا کرنا ان کے نزدیک ایک ضروری امر تھا، لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت اور ان کی حمایت ومدد کو اساس ایمان قرار دے رکھا تھا اور یہ اساس ہی حقیقی ایمان ہے، یقیناً سچا اور حقیقی مسلمان وہی ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کے مقابل اپنی جان، مال اولاد وغیرہ کسی چیز کی قطعا پرواہ نہ کرے اور نہ ہی دنیا کی ظاہری عزت ووجاہت اس کی راہ میں حائل ہو، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ بے مثال

کردار آپ کی بے نظیر **جراَت و بہادری** ہے جس کا انہوں نے ہر موقع پر شاندار مظاہرہ فرمایا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ کی جراَت و بہادری کے تذکرے کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ،

سب سے زیادہ بہادر

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''غزوہ بدر کے روز ہم نے دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اور نگہداشت کے لیے ایک سائبان بنایا تا کہ کوئی کافر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کر کے تکلیف نہ پہنچا سکے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا، صرف حضرت سیدنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے آگے تشریف لائے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر کسی کافر کو یہ جراَت نہ ہو سکی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی پھٹکے۔ اس لیے ہم میں سب سے زیادہ بہادر حضرت سیدنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۸۵، ج ۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۳۵)

مشرکین سے رسولِ خدا کا دفاع

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کا اعلان کرنے کے بعد جب مشرکین نے آپ کو اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اذیتیں پہنچانا شروع کیں اس وقت حضرت سیدنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشرکین کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکالیف کو بڑے صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نہایت ہی جراَت و بہادری کے ساتھ مشرکین کے شر سے دفاع بھی کیا۔ چنانچہ،

بدبختو! ہلاک ہو جاؤ

حضرت سیدتنا اسماء بنت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشرکین کے ہاتھوں سب سے زیادہ تکلیف کب پہنچی؟ فرمایا: ''ایک بار مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دین اسلام کے متعلق تبصرہ کررہے تھے کہ اچانک خود حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی وہاں تشریف لے آئے، جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو سب نے آپ کو گھیر لیا۔ وہ آپ سے جو بھی پوچھتے آپ سچ بیان فرما دیتے۔ کہنے لگے: ''تم ہمارے خداؤں کے متعلق فلاں فلاں بات نہیں کرتے؟'' فرمایا: ''ہاں! کہتا ہوں۔'' بس یہ سننا تھا کہ وہ آپ پر پل پڑے اور آپ کو تکلیفیں دینا شروع کردیں۔ ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچا اور کہا: ''تمہارے دوست کو مشرکین تکالیف پہنچا رہے ہیں ان کی مدد کو پہنچو۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے، دیکھا کہ مشرکین حضور نبی کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے آتے ہی ارشاد فرمایا: **''ارے بدبختو! ہلاک ہوجاؤ، کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔''** مشرکین نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چھوڑ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پکڑ کر مارنا شروع کردیا۔ حضرت سیدتنا اسماء بنت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتی ہیں: ''جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ واپس آئے تو آپ کی تکالیف اور زخموں کا یہ حال تھا کہ آپ کے سر مبارک پر کہیں ہاتھ لگایا جاتا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زلفوں کے بال اکھڑ کر ہاتھ کے ساتھ ہی آجاتے تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے جاتے تھے: ''اے رب **ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام**! تو بڑی برکتوں والا ہے۔''

(نوادر الاصول، الاصل الثانی عشر والمائتان، الحدیث: ۱۰۷۵، ج۲، ص۷۷۸)

ایک پاگل سے سامنا

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کعبۃ اللہ** شریف جارہے تھے کہ قریش کے ایک پاگل نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی۔ اتنے میں وہاں سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل گزرا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا: ''اس بے وقوف کی گندی حرکت تم

نے دیکھ لی؟'' تو وہ کہنے لگا: ''اس کے ذمہ دار تم خود ہو (یعنی تمہیں کس نے کہا تھا کہ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر مسلمان ہوجاؤ، یہ تمہارے مسلمان ہونے کی سزا ہے) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سنا تو تین بار بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ تو سب سے بڑا حلیم ہے۔'' (البدایۃ والنھایۃ، ج ۲، ص ۳۵۲، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۹۴)

گردن میں کپڑے کا پھندا

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ ''مشرکین نے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے بڑی تکلیف کب دی؟'' فرمایا: ''ایک بار میں نے دیکھا کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کعبۃ اللہ** شریف میں نماز ادا فرما رہے ہیں، اتنے میں عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ کی گردن میں کپڑے کا پھندا ڈال دیا اور اسے زور سے کھینچنے ہی والا تھا کہ اچانک وہاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگئے اور عقبہ کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر دور پھینکا اور آپ کو چھڑا لیا۔ فرمایا: ''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب صرف **اللہ** ہے اور اس پر تمہارے سامنے اپنے رب کی طرف سے قوی دلائل بھی پیش کر چکا ہے۔''

(صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۶۷۸، ج ۲، ص ۵۲۴، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۹۴)

مرے محبوب کا کیا حال ہے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آغاز اسلام میں جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کی تعداد اڑتیس ہوگئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اعلان و اظہارِ اسلام کے لئے اجازت طلب کی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ہم ابھی تعداد میں کم ہیں۔'' مگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اظہارِ اسلام کی اجازت مرحمت فرما دی۔ مسلمان مسجد

حرام کے آس پاس کے علاقے میں پھیل گئے، ہر شخص اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت پیش کرنے لگا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو خطبہ اسلام دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور وہاں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف فرما تھے۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اعلانیہ لوگوں کو **اللہ** اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بلانے والے پہلے خطیب کا شرف حاصل ہوا۔ مشرکین مکہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوتِ اسلام دیتے دیکھا تو اُن کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مسلمانوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی نہایت ہی بری طرح مارا اور نہیں پاؤں سے روندا حتی کہ عتبہ بن ربیعہ خبیث آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب آیا اور اپنے ناپاک جوتے آپ کے مبارک چہرے پر مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ کر اچھل کود کرنے لگا اور آپ کو مار مار کے اتنا زخمی کر دیا کہ آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا، نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کے قبیلے بنو تیم کے لوگوں کو پتا چلا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور مشرکین کو آپ سے دور کیا، اور ایک کپڑے میں ڈال کر آپ کے گھر لے گئے، آپ کی تشویشناک حالت دیکھ کر انہیں ایسا لگا کہ آپ زندہ نہ رہ پائیں گے اس لئے انہوں نے **بیت اللہ** میں آکر اعلان کیا کہ ''**اگر ابوبکر زندہ نہ رہے تو ہم ان کے بدلے میں عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کریں گے۔**'' یہ اعلان کر کے وہ دوبارہ آپ کے پاس آگئے، آپ کے والد ابو قحافہ اور بنو تیم کے لوگ بہت پریشان تھے، مسلسل آپ سے گفتگو کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بالآخر دن کے آخری حصے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوش آ گیا۔ جب انہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے خیریت دریافت کی تو آپ کی زبان سے سب سے پہلا جملہ یہ نکلا کہ ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس حال میں ہیں؟'' آپ کی یہ بات سن کر قبیلے کے کئی لوگ ناراض ہو کر چلے گئے کہ جس کی خاطر یہ نوبت آئی ابھی تک اسی کا نام لے رہے ہیں۔ لوگوں نے آپ کی والدہ **اُمُّ الْخَیْر** کو کہا کہ ''انہیں کچھ کھلائیں پلائیں۔'' آپ کی والدہ جب کچھ کھانے پینے کے لئے کہتیں تو آپ صرف ایک ہی جملہ کہتے: ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس حال میں ہیں؟ مجھے

صرف ان کی خبر دو۔'' یہ حالت دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگیں: ''**اللہ** کی قسم! مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟'' آپ نے کہا: ''آپ اُمّ جمیل بنت خطاب (یعنی حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن اور حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ) کے پاس چلی جائیں اور ان سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں دریافت کریں۔'' آپ کی والدہ دوڑی دوڑی اُمّ جمیل بنت خطاب کے پاس آئیں اور کہا کہ ''میرا بیٹا ابوبکر آپ سے اپنے دوست **محمد بن عبد اللہ** کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ وہ کیسے ہیں؟'' (اُمّ جمیل بھی اسلام لا چکی تھیں چونکہ انہیں ابھی اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لئے) انہوں نے کہا: ''میں ابوبکر اور ان کے دوست **محمد بن عبد اللہ** کو نہیں جانتی، ہاں! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے کے پاس چلتی ہوں۔'' دونوں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچیں تو اُمّ جمیل بنت خطاب آپ کو زخمی اور نڈھال دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھیں: ''خدا کی قسم! ان لوگوں نے فاسقوں اور کافروں کی خاطر آپ کو یہ اذیت دی ہے مجھے امید ہے کہ **اللہ تعالٰی** ان سے ضرور بدلہ لے گا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے یہی پوچھا کہ: ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس حال میں ہیں؟'' انہوں نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کی فکر نہ کرو تم بیان کرو۔'' انہوں نے کہا: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم محفوظ ہیں اور بالکل خیریت سے ہیں۔'' آپ نے پوچھا: ''حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت کہاں ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''دارِ ارقم میں تشریف فرما ہیں۔'' فرمایا: ''خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بذاتِ خود نہ دیکھ لوں۔'' بہرحال جب سب لوگ چلے گئے تو آپ کی والدہ اور اُمّ جمیل بنت خطاب یہ دونوں آپ کو سہارا دے کر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے گئیں۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس عاشقِ زار کو دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر تھام لیا، ان کے بوسے لینے لگے۔ یہ پُر بہار معاملہ دیکھ کر تمام مسلمان بھی فرطِ جذبات میں آپ کی طرف لپکے۔ آپ کو زخمی دیکھ کر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بڑی رقت طاری ہوئی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں ٹھیک ہوں بس چہرہ تھوڑا زخمی ہوگیا ہے۔'' جس دن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تکالیف دی گئیں اسی روز آپ کی والدہ حضرت سیدتنا ام سلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا اور حضرت سیدنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اسلام لے آئے تھے۔

(تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹، البدایۃ والنھایۃ، ج ۲، ص ۳۶۹)

مُحَمَّد کی محبت میں ہزاروں ظلم سہتے تھے
خدا پر تھی نظر ان کی زباں سے کچھ نہ کہتے تھے

نہیں سرکار! ذاتی دشمنی میری کسی سے بھی
مری ہے آپ کی خاطر لڑائی یارسولَ اللّٰہ!

یہی ہے جرم میرا آپ کا میں ادنیٰ خادم ہوں
ہے میں نے آپ سے ہی لو لگائی یارسولَ اللّٰہ!

کسی صورت بھٹک سکتا نہیں میں تیری اُلفت سے
مجھے حاصل ہے تیری رہنمائی یارسولَ اللّٰہ!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طواف کعبہ سے روک دیا

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اس دن سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشرکین مکہ سے سب سے زیادہ اذیت پہنچی تھی جب آپ چاشت کے وقت طوافِ کعبہ فرمارہے تھے کہ مشرکین آپ کے راستے میں حائل ہوگئے اور طواف سے روک دیا اور آپ کے دونوں کندھے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے بولے: ''کیا تم ہی ہو جو ہمیں اپنے آباء و اجداد کے خداؤں کی پرستش سے منع کرتے ہو؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پیچھے پیچھے تھے، جب یہ معاملہ دیکھا تو فوراً سامنے آگئے اور روتے

ہوئے ارشاد فرمانے لگے: ''کیا تم ایسے شخص کو مارنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا معبود صرف ایک **اللہ** ہے اور وہ اپنی نبوت پر واضح دلائل بھی پیش کر چکا ہے، اگر وہ غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لیتا ہے تو یہ خود اس کے لیے وبال ہے اور اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے تو اس کی بات مان لینے میں تمہاری عاقبت کی خیر ہے۔'' (السنن الکبری للنسائی، سورۃ غافر، الحدیث: ۱۱۴۶۲، ج ۶، ص ۴۴۹، نوادر الاصول، الاصل الثانی عشر والمائتان الحدیث: ۱۰۷۵، ج ۲، ص ۷۷۷، الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۹۴)

دشمن کی نظروں سے اوجھل

حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''**تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّؕ(۱)**'' (پ ۳۰، اللھب: ۱) **ترجمۂ کنز الایمان:** تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔'' تو ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل عورا بنت حرب چیختی چنگاڑتی ہاتھ میں پتھر لیے آئی اور کہنے لگی: ''ہم اپنی مذمت کرنے والے کی مخالفت کرتے ہیں، اس کے دین کے دشمن ہیں اور جس بات کی وہ دعوت دے رہا ہے اسے کبھی تسلیم نہ کریں گے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد حرام میں جلوہ گر تھے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی آپ کے ساتھ ہی تھے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا: ''**یا رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ عورت آپ کی طرف آرہی ہے کہیں آپ کو دیکھ نہ لے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''یہ ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گی، پھر آپ نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۴۵ میں ارشاد فرماتا ہے: ''**وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا**'' **ترجمۂ کنز الایمان:** اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔'' جب وہ عورت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آکر کھڑی ہوئی تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ دیکھ پائی، بولی: ''ابوبکر! تیرے دوست نے میری مذمت کی ہے۔'' فرمایا: ''ربِ کعبہ کی قسم! انہوں نے

ہرگز تیری مذمت نہیں کی۔'' تو وہ یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ ''سارے قریش کو پتا ہے کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔''

(تاریخ الاسلام للذھبی، ج ۱، ص ۲۴۶، المطالب العالیۃ للعسقلانی، کتاب التفسیر، سورۃ تبت، الحدیث: ۳۷۹۷، ج ۸، ص ۳۰۶، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۹۵)

آلِ فرعون کے مومن سے بہتر

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ کفار قریش نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو گھیر رکھا ہے اور آپ کو مختلف قسم کی تکلیفیں دے رہے ہیں، ایک شخص آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر دست درازی کر رہا ہے تو دوسرا نہایت ہی سختی سے زدوکوب کر رہا ہے اور وہ ساتھ ہی ساتھ یہ بکواس بھی کرتا جا رہا ہے کہ ''تو ہی ہے جس نے تمام خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا بنالیا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''خدا کی قسم! اس وقت پیارے آقا، دو عالم کے مالک ومختار صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے کوئی بھی قریب نہ گیا سوائے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے، آپ ایک قریشی کو پیٹتے اور دوسرے کو دھکا دیتے تیسرے پر دباؤ ڈالتے ہوئے سب کو پیچھے ہٹانے لگے اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے: ''افسوس ہے تم پر! ایسی شخصیت کو شہید کرنا چاہتے ہو جس کا کہنا ہے کہ میرا رب **اللہ** ہے۔''

یہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے اپنے اوپر سے چادر اٹھائی اور زار و قطار رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ کہ ''آل فرعون کا مومن برتر تھا یا حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه ؟'' تمام لوگ خاموش رہے۔ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ خدا کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی حیات طیبہ کا ایک لمحہ آل فرعون کے مومن جیسے شخص کے ہزاروں لمحات سے بہتر ہے، ارے وہ شخص تو اپنے ایمان کو چھپایا کرتا تھا اور یہ پاکیزہ ہستی اپنے ایمان کا اعلانیہ اظہار کرتی تھی۔''

(مسند البزار، وممار وی محمد بن عقیل عن علی، الحدیث: ۷۶۱، ج ۳، ص ۱۴، تاریخ الخلفاء، ص ۲۸)

آلِ فرعون کا مومن کون تھا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا حدیث میں حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے آلِ فرعون کے جس مومن کا ذکر فرمایا ہے وہ قبطی قوم کا ایک فرد تھا جو حضرت سیدنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لا چکا تھا لیکن اس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا، اپنی قوم کو اپنے ایمان سے آگاہ نہیں کیا تھا اس نے جب سنا کہ فرعون اپنے رفقاء کے ساتھ حضرت سیدنا موسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے تو اس نے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کی تلقین شروع کی، پہلے تو اس نے انہیں جھڑکا کہ ”تم موسٰی (عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے درپے کیوں ہو، اس نے تمہارا کیا جرم کیا ہے؟ اس نے کون سی قانون شکنی کی ہے؟ محض اس لیے تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے: میرا پروردگار **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ہے اور اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل و معجزات سے ثابت کر دی ہے تمہارا معاشرہ تو بڑا ترقی یافتہ ہے تم ان کے ذاتی عقیدے میں کیوں دخل دیتے ہو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اگر بالفرض وہ غلط ہے تو خود ہی اپنے انجام تک پہنچ جائے گا ہمیں اپنے ہاتھ اس کے خون سے رنگنے کی کیا ضرورت ہے۔“ اس مومن کا ذکر پارہ ۲۴، سورۃ المؤمن، آیت نمبر ۲۸ میں یوں کیا گیا ہے: ﴿وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾ **ترجمہ کنزالایمان:** ”اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب **اللّٰه** ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں بے شک **اللّٰه** راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو۔“

سب سے پہلے پلٹنے والے محافظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی وفاؤں کے مہکتے پھول جو سرور دوعالم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں نچھاور کیے اس کا ایک عظیم مظاہرہ جنگ اُحد کے دن دیکھا گیا جب خارا شگاف تلواریں میدان کارزار میں چل رہی تھیں، ہر طرف جنگی نعروں کا شور برپا تھا ان ہوش ربا مناظر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک کوہ بے ستون نظر آرہے تھے اور حضور نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنی جان کو طشت اخلاص میں رکھ کر پیش کر رہے تھے، وہ اُحد کی جنگ جس میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی جانی قربانیاں دیکھ کر شیروں کا پتا بھی پانی ہو رہا تھا حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ طیبہ کے پہلے معلم علمبردار اسلام، نیز حضرت سیدنا حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی جام شہادت نوش کر چکے تھے، یقیناً ان جان کاہ وجگر فرسا مناظر کو دیکھ کر جگر کو تھامنا مشکل ہو جاتا ہے ایسے میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جنگ میں اس طرح مصروف ہوئے کہ لڑتے لڑتے بہت دور نکل گئے اگر کوئی محبوب خدا کے قریب تھا تو وہ صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''اُحد کے دن جب تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جدا ہو گئے تھے تو سب سے پہلے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آپ کی حفاظت کے لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ واپس پلٹے۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۲۵، ص ۷۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی سخاوت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ صرف اسلام کی تبلیغ کی بلکہ دین

اسلام کی مدد و نصرت کے لیے کھلے دل سے اپنا ذاتی مال بھی خرچ کیا، مظلوم و مساکین مسلمانوں کی جو مالی امداد آپ نے کی اس دور میں کسی نے نہ کی، اعلیٰ درجے کے سخی اور نہایت ہی وسیع ظرف تھے۔ مشرکین مکہ ان لوگوں کو خاص طور پر بے دردی کے ساتھ ظلم و ستم کا ہدف بناتے تھے جن کا تعلق کمزور گھرانوں سے ہوتا یا جو غلامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا، ایسے مظلوم و مقہور اور ستم زدہ لوگوں کو ظلم و ستم اور قہر و جبر سے آزاد کروانا آپ کی اعلیٰ صفات میں شامل تھا بلکہ آپ مظلومین و مستحقین کی تلاش میں رہا کرتے تھے جہاں کوئی ایسا شخص ملتا اس کی مدد کرنا اپنے اوپر لازم کر لیتے، جس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی گفتار میں حلیم تھے اسی طرح اپنی عادات و اطوار میں بھی مسلمانوں کے سچے معین تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سخاوت کے چند گوشے پیش خدمت ہیں:

آیت مبارکہ اور سخاوت صدیق اکبر

﴿الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی﴾ (پ۳۰، اللیل: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔'' یہ آیت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مالی سخاوت پر دلیل ہے اور مفسرین کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت مبارکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے حق میں نازل ہوئی۔

اسلام کی مالی خدمت

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ ایک کاروباری آدمی تھے اور کپڑے کا وسیع کاروبار کرتے تھے، لہٰذا جس دن اسلام لائے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم یا دینار تھے، سارے کے سارے راہ خدا میں خرچ کر دیے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، عبد اللہ بن ابی قحافۃ، الرقم: ۱۶۵۱، ج۳، ص۹۴، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۶۶)

عاقبت اللہ کے ذمہ کرم پر

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے اور چھپا کر

اسے پیش کیا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہی میری عاقبت موقوف ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، ابوبکر الصدیق، الحدیث: ۶۹، ج ۱، ص ۶۶)

رسول اللہ کی مالی خدمت

اسلام قبول کرنے کے بعد سے ہجرت مدینہ تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام کی مالی خدمت کرتے رہے لہٰذا ہجرت کے وقت آپ کے پاس کل مال پانچ یا چھ ہزار درہم تھا جو آپ نے اپنے ساتھ لے لیے۔ (اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر صرف کر دیے۔) (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ھجرۃ الرسول، ابوقحافۃ واسماء بعد ھجرۃ ابی بکر، ج ۱، ص ۴۴۱)

رسول خدا کی گواہی

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتنی مالی خدمت کی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ارشاد فرمایا: ''مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہ دیا جتنا ابوبکر صدیق کے مال نے دیا۔''

(سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، الحدیث: ۹۴، ج ۱، ص ۷۲)

اپنے ہی مال جیسا تصرف

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مال میں اپنے مال جیسا ہی تصرف فرماتے تھے۔ (المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب اصحاب النبی، الحدیث: ۲۰۴۸۳، ج ۱۰، ص ۲۲۲)

مسلمانوں کی مالی خدمت

غزوۂ تبوک کے موقعہ پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مالی خدمت کا ایسا عظیم مظاہرہ فرمایا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا سارا مال اسلام اور مسلمانوں پر نچھاور کر دیا حتی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ببول کے کانٹوں والا چوغہ پہنے ہوئے تھے۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۷۱)

صدیق اکبر کا غلاموں کو آزاد کرنا

خیر خواہی کا بے مثال جذبہ

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے سات غلام خرید کر آزاد کیے جنہیں راہ خدا میں بہت تکالیف دی جاتی تھیں۔ ان میں حضرت سیدنا بلال حبشی اور سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب جامع من فضلہ، الحدیث: ۱۴۳۴۰، ج ۹، ص ۳۵)

سات غلاموں کے نام

حضرت ہشام بن عروہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے راہِ خدا میں ستائے جانے والے جن غلاموں کو خرید کر آزاد کیا ان کے نام یہ ہیں: (۱) سیدنا بلال (۲) سیدنا عامر بن فہیرہ (۳) سیدنا زبیرہ (۴) سیدتنا اُمّ عبیس (۵) سیدتنا نہدیہ (۶) ان کی بیٹی (۷) اور ابن عمرو بن مؤمل کی لونڈی۔ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم) (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۳)

100 اوقیہ سونا

حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اسلام لانے کے بعد بہت اذیتیں دی جاتی تھیں، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پانچ اوقیہ (تقریباً ۳۲ تولے) سونا ادا کر کے خریدا تو فروخت کرنے والوں نے کہا: ''ابوبکر! اگر تم صرف ایک اوقیہ سونے پر اڑ جاتے تو ہم اتنی قیمت میں ہی اسے فروخت کر دیتے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر تم سو اوقیہ سونا مانگتے تو میں وہ بھی دے دیتا اور بلال کو ضرور خریدتا۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱ ص ۱۳۳)

سخت آزمائش

حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جن کی والدہ کا نام حمامہ ہے، یہ سچے مومن اور پاکیزہ دل غلام تھے، ان کا مالک **اُمَیَّہ بِنْ خَلَف** انہیں سخت کڑکتی دھوپ میں لے جا کر مکہ سے باہر دہکتی ہوئی ریت پر چت لٹا کر سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا اور کہتا: ''**محمّد** کا انکار کرو ہمارے خداؤں کی پرستش کرو، نہیں تو یونہی بلکتے مرجاؤ گے۔'' حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صرف یہی جواب دیتے: ''**اَحَد اَحَد** (یعنی **اللہ** صرف ایک ہے، وہ لاشریک ہے) بسا اوقات سیدنا ورقہ بن نوفل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وہاں سے گزر ہوتا تو سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز سن کر وہ بھی **اَحَد اَحَد** پکار اٹھتے، پھر وہ اُمیہ سے مخاطب ہوتے: ''اگر تم نے اسے اسی طرح جان سے مار دیا تو مجھے انتہائی صدمہ ہوگا۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۳ تا ۱۳۴)

حضرت سیدنا بلال کی آزادی

ایک دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس جگہ سے گزرے جہاں حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ظلم کا نشانہ بنایا جارہا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکی گھر **بَنِی جُمَح** میں تھا آپ نے اُمیہ بن خلف کو ڈانتے ہوئے کہا: ''اس مسکین کو ستاتے ہوئے تجھے **اللہ** سے ڈر نہیں لگتا؟ کب تک ایسا کرتا رہے گا؟'' وہ کہنے لگا: ''ابوبکر! تم نے ہی اسے خراب (یعنی مسلمان) کیا ہے تم ہی اسے چھڑا لو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میرے پاس بلال سے زیادہ تندرست وتوانا غلام ہے، بلال مجھے دے کر وہ تم لے لو۔'' کہنے لگا: ''منظور ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ رقم اور غلام کے عوض انہیں خرید کر آزاد کردیا۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مزید چھ ایسے ہی غلام آزاد کیے۔ سیدنا عامر بن فہیرہ، سیدتنا اُمّ عبیس، سیدتنا زبیرہ۔ سیدتنا زبیرہ کو جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آزاد کیا تو ان کی بینائی زائل ہوگئی۔ قریش نے یہ دیکھ کر کہا: ''لات وعزیٰ نے اس کی بینائی سلب کرلی ہے۔'' سیدتنا زبیرہ کہنے لگیں: یہ جھوٹ کہتے ہیں، بیت **اللہ** کی قسم! لات وعزیٰ نہ تو کسی کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان، یہ کہنا تھا کہ ان کی بینائی لوٹ آئی۔

اسی طرح سیدتنا نہدیہ اور ان کی بیٹی دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں ایک روز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں سے گزرے تو دیکھا کہ ان کی مالکن نے ان دونوں کو چکی پر کام کرنے کے لیے بھیجا ہوا ہے اور وہ غصے میں کہہ رہی تھی: ''خدا کی قسم! میں اِن دونوں کو کبھی آزاد نہیں کروں گی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے فلاں عورت! قسم نہ اٹھا۔'' اس نے کہا: ''اے ابوبکر! تو نے ہی انہیں خراب کیا ہے (یعنی مسلمان بنادیا ہے) تو ہی انہیں آزاد کروالے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ان کی کتنی قیمت ہے؟'' جیسے ہی اس نے قیمت بتائی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی ادائیگی کردی اور ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں آزاد ہیں۔'' پھر ان دونوں سے فرمایا: ''اس کی چکی اسے واپس کردو۔'' وہ دونوں کہنے لگیں: ''کام سے فارغ ہو کر یا ابھی؟'' فرمایا: ''جیسے تمہاری مرضی۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک اور لونڈی کے پاس سے گزرے، جو بَنِی عَدِی کے ایک خاندان بَنِی مؤمل کے ہاں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تھی وہ اسے بہت سخت تکلیفیں دیا کرتے تھے تا کہ وہ اسلام چھوڑ دے کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے، جب اسے مار مار کر تھک جاتے تو کہتے: ''میں نے تجھ پر رحم کر کے نہیں چھوڑا، میں تھک گیا ہوں ابھی پھر سزا دوں گا۔'' وہ بھی انہیں برا بھلا کہتی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس لونڈی کو بھی خرید کر آزاد کردیا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۴)

شان صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی شفیق ومہربان تھے، کسی مومن کو تکلیف میں مبتلا نہ دیکھ سکتے تھے، بلکہ اپنے مال ومتاع کو اس کی جان پر فوقیت دیتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سات غلاموں کو خرید کر آزاد فرمادیا۔ دوسرا یہ کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شروع سے ہی نیک خصلت تھے اور کفار بھی جانتے تھے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں۔

اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے

ایک بار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا کہ ''اپنا مال راہ خدا میں جہاد کے لیے صدقہ کرو۔'' اس فرمان عالیشان کی تعمیل میں مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسب توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لیے تصدق کیا۔ عاشقِ اکبر، یارِ غار مصطفےٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا سارا مال لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور استفسار فرمایا: ''اے ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟'' آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا: ''**یَارَسُوْلَ اللّٰہ! اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ یعنی** اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں اور گھر والوں کے لیے **اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔**'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ ''میں کبھی بھی ابوبکر صدیق سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص ۳۸۰، سنن دارمی، کتاب الزکوۃ، باب الرجل یتصدق ماعندہ، الحدیث: ۱۶۶۰، ج ۱، ص ۴۸۰، تاریخ الخلفاء، ص ۳۰)

گھر بار لٹا کر کہتے ہیں اللہ نبی ہی کافی ہے
کیا بات اجاگر کہتے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

میرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لیے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر اور مختلف علوم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر صفات کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ کئی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ مختلف علوم کا فیض پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بحالت رؤیت خود عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ،

دودھ سے بھرا پیالہ

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ سے بھرا ایک پیالہ پیش کیا گیا میں نے اس سے اتنا پیا کہ پیٹ بھر گیا اور میرے جسم کی تمام رگوں میں دودھ گردش کرنے لگا۔ جو بچ گیا وہ میں نے ابوبکر کو دے دیا۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان فوراً خواب کی تعبیر سمجھ گئے اور عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! دودھ سے مراد وہ علم ہوگا جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو عطا فرمایا اور آپ نے اپنا بچا ہوا وہی علم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فردیا۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے درست کہا۔''

(صحیح ابن حبان، اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مناقب الصحابۃ، ذکر ابی بکر بن ابی قحافۃ، الحدیث: ۶۸۱۵، ج۶، الجزء: ۹، ص۳)

علم قرآن اور صدیق اکبر

قرآن کے سب سے بڑے عالم

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں قرآن کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، اسی لیے حضور اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا امام مقرر فرمایا، کیونکہ خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، ہم گناہگاروں کے طبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی قوم کی

امامت کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جو کتاب اللہ کا سب سے بڑا عالم ہے۔'' اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس قوم میں ابوبکر ہوں اس قوم کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے علاوہ کسی اور کو امام بنائے۔'' اور امامت کا وہی حق دار ہے جو قرآن کا سب سے بڑا عالم ہو، لہٰذا ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قرآن کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب من احق بالامامۃ، الحدیث: ۶۸۹، ص ۳۳۷، سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر کلیھما، الحدیث: ۳۶۹۳، ج ۵، ص ۳۷۹، تاریخ الخلفاء، ص ۳۱ تا ۳۲)

علم حدیث اور صدیق اکبر

زمانہ نبوی میں مسلمانوں کو جب بھی کوئی شرعی مسئلہ درپیش آتا تو وہ فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی رہنمائی فرماتے لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مسائل شرعیہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف رجوع فرماتے تھے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ چنانچہ،

حدیث کے بہت بڑے عالم

جلیل القدر محدث ومفسر قرآن حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے، جب کبھی کسی موقع پر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو سب ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف رجوع کرتے تو آپ انہیں دو عالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث طیبہ سناتے جو آپ کے قلب وباطن میں نقش ہوتی تھیں۔ عموماً ضرورت کے وقت وہ حدیث پاک پیش کرتے جس کے متعلق صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو علم نہیں ہوتا تھا اور کیوں نہ ہو کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو بعثت نبوی سے لے کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری تک سفر وحضر ہر جگہ

آپ کی صحبت میں ہی رہے۔

احادیث کے معاملے میں سب سے پہلے احتیاط کرنے والے

حضرت علامہ شمس الدین ذھبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث مبارکہ لینے میں سب سے پہلے احتیاط فرمائی۔'' (تذکرۃ الحفاظ للذھبی، ج ۱، ص ۹)

بہت کم احادیث مروی ہونے کی وجہ

اگرچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے لیکن آپ سے بہت کم احادیث مروی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہے اگر آپ کی مدت خلافت مزید طول پکڑتی تو یقیناً آپ سے بے شمار احادیث مروی ہوتیں، آپ سے حدیث نقل کرنے والوں نے ہر حدیث نقل کر لی لیکن آپ کی مدت خلافت میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کوئی بھی اس بات کا محتاج نہ تھا کہ وہ آپ سے وہی روایت آگے نقل کرے جس میں وہ بذات خود آپ کے ساتھ شریک ہے اس لیے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے صرف وہی احادیث نقل کرتے تھے جو ان کے پاس نہیں ہوتی تھیں۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۳۲)

علم تعبیر اور صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احادیث مبارکہ میں ہے کہ علم تعبیر یعنی خوابوں کی تعبیر کا علم حضرت سیدنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ایک علمی معجزہ تھا اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جو چیز نبی **اللہ** کا معجزہ ہوتی ہے وہ یقیناً افضل واعلیٰ ہوا کرتی ہے۔ علم تعبیر ایک ایسا علم ہے جس کو جاننے کے لیے کئی علوم کی معرفت ضروری ہے حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم تعبیر میں بھی ماہر تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اُمت محمدیہ کے سب سے بڑے مُعَبِّر یعنی خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والے کا اعزاز حاصل تھا۔ چنانچہ،

علم تعبیر میں مہارت

حضرت سیدنا محمد بن سیرین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اُمت میں سب سے بڑے مُعَبِّر یعنی خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب المعیشۃ، باب التعبیر، الحدیث: ۴۲۲۰۴، ج۸، الجزء: ۱۵، ص ۲۱۹)

علم تعبیر میں مہارت کا راز

علم تعبیر میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مہارت کا راز یہ ہے کہ آپ نے یہ علم خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سیکھا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیدنا سمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے خوابوں کی تعبیر بتانے کا حکم دیا گیا ہے نیز یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ یہ علم میں ابوبکر کو سکھاؤں۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۳۳)

تعبیر بتانے کے لیے آپ کی تقرری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ صرف علم تعبیر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سیکھا بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خود انہیں اس کام کے لیے مقرر فرمانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا سمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ خوابوں کی تعبیر بتانے کے لیے ابوبکر صدیق کو مقرر کروں۔''

(الروض الانیق فی فضل الصدیق، الحدیث التاسع والعشرون، ص ۸۷)

صدیق اکبر اور خوابوں کی تعبیر

آنگن میں تین چاند

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے خواب دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے آنگن میں تین چاند آگرے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے اپنا یہ خواب بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے گھر میں روئے زمین کی تین بہترین شخصیات کی تدفین ہوگی۔'' جب حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ تیرے خواب والے تین چاندوں میں سب سے بہتر چاند ہیں۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۶۱، جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۹۴۵، ج ۱۱، ص ۹۰)

سیاہ وسفید بکریاں

حضرت سیدنا عمرو بن شرحبیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن اپنا خواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ میں ایک کنویں سے پانی نکال رہا ہوں، تو کچھ سیاہ بکریاں میرے پیچھے پیچھے آگئیں، پھر چند سفید بکریاں ان کالی بکریوں کے پیچھے آگئیں اور سفید بکریاں بڑھتے بڑھتے اتنی تعداد میں ہوگئیں کہ سیاہ بکریاں ان میں دکھائی نہ دیتی تھیں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس خواب کی میں تعبیر بیان کرتا ہوں، سیاہ بکریاں عرب کے لوگ ہیں جو آپ پر ایمان لائیں گے، جبکہ سفید بکریوں سے مراد آپ پر ایمان لانے والے عجمی لوگ ہیں جن کی اتنی کثیر تعداد آپ پر ایمان لائے گی کہ ان کی کثرت کی وجہ سے عرب دکھائی نہیں دیں گے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر

صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ تعبیر سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسی طرح کی تعبیر سحری کے وقت فرشتے نے بھی بتائی ہے۔'' (تاریخ الخلفاء، ص۸۳، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۶۰)

بارگاہِ الٰہی میں پہلے حاضری

حضرت سیدنا ابن شہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک خواب دیکھا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یوں ارشاد فرمایا: ''اے صدیق! میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم دونوں ایک ساتھ دوڑے پھر میں تم سے اڑھائی زینے آگے نکل گیا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللّٰہ تعالٰی** آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں پہلے طلب کرے گا (یعنی آپ مجھ سے پہلے دنیا سے تشریف لے جائیں گے) اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۲۱۸، الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر الغار والھجرۃ الی المدینۃ، ج۳، ص۱۳۲)

حالتِ حیض میں زوجہ سے صحبت

حضرت سیدنا ابوقلابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: ''حضور! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں خونی پیشاب کر رہا ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تو اپنی بیوی کے پاس حالتِ حیض میں جاتا ہے **اللّٰہ تعالٰی** سے معافی مانگ اور دوبارہ ایسا نہ کر۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الایمان والنذور والکفارات، یقع علی المراۃ وھی حائض ما علیہ، الحدیث:۴، ج۳، ص۴۸۸)

آپ کی تعبیر، زبانِ نبوت سے تصدیق

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے خواب میں دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے سے شہد

اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اپنے ہاتھوں کے چلو بنا کر اس شہد اور گھی کو لینے کی تگ ودو کررہے ہیں، کوئی زیادہ لے رہا ہے اور کوئی بہت کم۔ پھر میں نے آسمان سے ایک رسی لٹکی دیکھی، جسے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پکڑ کر اوپر چڑھ گئے، آپ کے بعد ایک شخص آیا اور رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص آیا اور وہ بھی رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، اس کے بعد تیسرا شخص آیا اور اس نے اوپر چڑھنا چاہا تو رسی ٹوٹ گئی، پھر وہ رسی جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خواب سننے کے بعد عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں؟'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں ابوبکر بیان کرو۔'' عرض کرنے لگے: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بادل سے مراد اسلام ہے، گھی اور شہد سے مراد قرآن، اس کی مٹھاس اور نرمی ہے اور جو لوگ اسے لے رہے ہیں وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ کوئی قرآن پاک کی تلاوت زیادہ کرے گا اور کوئی بہت کم۔ آسمان سے لٹکی ہوئی رسی سے مراد وہ راہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں، اور آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رفعت وبلندی عطا فرمائی۔ آپ کے بعد ایک شخص آئے گا جو اسی راستے پر چلتا رہے گا اور وہ بھی کامیاب ہوجائے گا، اس کے بعد بھی ایک شخص بغیر کسی پریشانی کے کامیابی حاصل کرلے گا، البتہ اس کے بعد جو تیسرا شخص آئے گا اسے اس راہ میں تکالیف اور پریشانیاں لاحق ہوں گی لیکن بالآخر وہ بھی کامیابی کا زینہ طے کرلے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الرویا، باب فی تاویل الرویا، الحدیث: ۲۲۶۹، ص ۱۲۴۶، صحیح البخاری، من لم یر الرؤیا لاول عابر۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۰۴۶، ج ۴، ص ۴۲۴)

آئندہ کا فر ہوجانے کی پیشین گوئی

علمائے حق کے رہبر، علم وعمل کے عظیم پیکر، باذنِ رب داورغیب کی باتوں سے باخبر حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت سراپا علم وحکمت میں حاضر ہوکر ربیعہ بن اُمیہ بن خلف نے عرض کی: ''میں نے کل رات خواب دیکھا ہے کہ میں سرسبز جگہ پر تھا پھر بنجر زمین میں پہنچ گیا جہاں کوئی پیداوار نہیں ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ دونوں ہاتھ مل گئے

اور طوق کی طرح گردن میں لٹک گئے ہیں۔'' حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر تو نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تو اسلام کو چھوڑ کر کُفر اختِیار کریگا (یعنی مُرتد ہو جائے گا) البتہ میرے مُعاملات درست رہیں گے اور میرے دونوں ہاتھ دنیا کی آلائشوں سے پاک رہیں گے۔'' راوی کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عُمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ربیعہ مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے روم پہنچا اور قیصرِ روم کے یہاں جا کر نصرانی یعنی کرسچین ہو گیا۔ (تعبیرُ الرؤیا، ص ۵۴)

علم انساب اور صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام کے ابتدائی دور میں کوئی شعبہ ریکارڈ نہیں تھا حالانکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اور خاندانی وراثت کی تقسیم کے لیے ایسے ریکارڈ کا ہونا ناگزیر ہے، اسی طرح نکاح کی حلت وحرمت، ثبوت رضاعت وغیرہ امور کے لیے انساب کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے اور اس وقت کاغذ بھی ایجاد نہیں ہوا تھا کہ اس میں ایسے تمام ریکارڈ محفوظ کر لیے جاتے۔ ان حالات میں پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے ایک ایسے شخص کی سخت ضرورت تھی جو کاغذی ریکارڈ کے متبادل اپنے ذاتی حافظے کی مدد سے جملہ قبائل عرب کے انساب کو اچھی طرح جانے اور پوری معلومات کو ایک پورے شعبے کی طرح صحیح اور بروقت استعمال بھی کرے، اس تمام قبائل عرب میں صرف ایک شخصیت کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ وہ ان تمام خصوصیات کی جامع تھی اور وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ انساب عرب یعنی عربوں کے نسب کے بہت بڑے عالم تھے بالخصوص قبائل قریش کے ماہر انساب تھے۔ چنانچہ،

علم انساب کے استاد

حضرت ابن اسحاق حضرت یعقوب بن عتبہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا جبیر بن

مطعم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پورے عرب خصوصاً قبیلۂ قریش کے نسب بیان کرنے میں مہارت رکھتے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے علم نسب حاصل کیا ہے اس علم میں میرے وہی استاد ہیں کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پورے عرب کے ماہر انساب تھے۔''

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب جبیر، ج ۱، ص ۳۰۴)

انساب قریش میں آپ سے مشاورت

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کفار قریش کی ہجو کرو، کیونکہ ان پر اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کفار قریش کی ہجو کرو۔ انہوں نے کفار قریش کی ہجو کی لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پسند نہ آئی۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف پیغام بھیجا اور پھر حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف پیغام بھیجا، جب حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے تو آتے ہی عرض کیا: ''یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب وقت آگیا ہے آپ نے شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دُم سے مارتا ہے۔'' پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی عرض کرنے لگے: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے حسان! جلدی نہ کرو کیونکہ تم قریش کی کیسے ہجو کرو گے جبکہ میں بھی قریش سے ہوں، میرے چچا کا بیٹا ابوسفیان بھی قریش سے ہے، لہٰذا تم ابوبکر صدیق سے مشورہ کرلو کیونکہ وہ قریش کے ماہر انساب ہیں۔'' حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس گئے اور ان سے اس معاملہ میں مشاورت کی، انہوں نے فرمایا: ''ہجو سے فلاں فلاں کو نکال دو اور فلاں فلاں کو شامل کرلو۔'' حضرت سیدنا حسان بن

ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر لوٹ آئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کا نسب الگ کردیا گیا ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قریش کی ہجو کی تو قریش نے سن کر کہا: ''حسان کے ان اشعار کو سن کر لگتا ہے ان کی ابوبکر نے معاونت کی ہے۔'' جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ اشعار سنے تو ارشاد فرمایا: ''حسان نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی یعنی ان کا دل ٹھنڈا کردیا اور کفار کے دلوں کو بیمار کردیا یعنی انہیں بہت سخت تکلیف دی۔'' (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل حسان بن ثابت، الحدیث: ۲۴۹۰، ص ۱۳۵۲، اسد الغابہ، باب الحاء والسین، حسان بن ثابت، ج ۲، ص ۸، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حسان بن ثابت الانصاری، ج ۱، ص ۴۰۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ صرف انسابِ قریش کے ماہر تھے بلکہ قبائل قریش کے مختلف افراد کی انفرادی صفات پر بھی اچھی طرح مطلع تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم انساب میں مہارت پر دال ایک منفرد واقعہ پیش خدمت ہے۔ چنانچہ،

علم انساب میں مہارت کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیان فرماتے ہیں کہ جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قبائل عرب کے پاس پہنچ کر انہیں اپنا تعارف کروانے اور اسلام کی دعوت پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے ساتھ لے لیا اور مختلف مجالس عرب کا دورہ کیا۔ (غالباً یہ وہ مجالس تھیں جہاں عربی لوگ ایام حج میں اپنے اپنے خیموں کے اندر بیٹھ کر سیاسی اُمور پر تبادلہ خیال کیا کرتے تھے) حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک عام لوگوں کی مجلس

میں پہنچے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھے کیونکہ وہ ہمیشہ نیکی میں آگے آگے ہی رہتے تھے اور علم انساب میں بھی ماہر تھے، آپ نے اہل مجلس کو سلام کیا اور ان سے پوچھا کہ:

۞......''تمہارا تعلق کس قوم سے ہے؟'' وہ بولے: ''**بنو ربیعہ** سے۔''

۞......آپ نے فرمایا: ''**بنو ربیعہ** کے کسی بڑے قبیلے سے ہو یا چھوٹے قبیلے سے؟'' وہ کہنے لگے: ''بڑے قبیلے سے۔''

۞......آپ نے فرمایا: ''کون سے بڑے قبیلے سے؟'' کہنے لگے: ''ہم **ذھل اکبر** سے ہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''**عوف** تم ہی میں سے ہے جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ **عوف** کے صحراؤں میں گرمی نہیں۔'' کہنے لگے: ''ایسا **عوف** ہم میں سے نہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''**جساس بن مرہ** تم میں سے ہے جو لڑنے بھڑنے میں بڑا تیز اور خصوصاً پڑوسیوں کا بڑا دشمن ہے؟'' وہ بولے: ''نہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''**بسطام بن قیس** جھنڈے والا اور زندوں کو ختم کرنے والا تم میں سے ہے؟'' کہنے لگے: ''نہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''بادشاہوں کی جانیں لینے اور انہیں قتل کرنے والا **حوفزان** تم میں سے ہے؟'' بولے: ''نہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''منفرد عمامہ باندھنے والا **مزدلف** تم میں سے ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''**بنی کندہ** کے بادشاہوں کے ننھیال تم میں سے ہیں؟'' کہنے لگے: ''نہیں۔''

۞......آپ نے پوچھا: ''تم شاہانِ **بنی لخم** کے سسرال ہو؟'' بولے: ''نہیں۔''

۞......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''پھر تم **ذھل اکبر** کی اولاد ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ تم لوگ

ذھل اصغر سے ہو۔" (کہ **ذھل اکبر** کی تو میں نے کئی نشانیاں تم سے پوچھیں اور تم نے سب کے جواب نفی میں دیے، اگر تم **ذھل اکبر** میں سے ہوتے تو ان میں موجود کوئی ایک بات تو تمہیں معلوم ہوتی، لہٰذا تمہارا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔)

یہ سن کر **بنو شیبان** قبیلے کا **دغفل** نامی ایک نوجوان جس کی داڑھی نئی نئی نکل رہی تھی اس نے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا:

اِنَّ عَلٰی مَسَائِلِنَا اَنْ نَسْئَلَهٗ ۔۔۔ وَالْعَبْءُ لَاتَعْرِفُهٗ اَوْ تَحْمِلُهٗ

"یعنی آپ نے جو پوچھنا تھا پوچھ لیا اب ہمیں بھی اپنے سوال پوچھنے کا پورا حق ہے کیونکہ کہا جاتا ہے گٹھری کو یا تو پہچانو ہی نہیں اگر پہچان لیا ہے تو پھر اسے اٹھا لو اور اس کے مالک تک پہنچاؤ۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه چونکہ ماہر انساب تھے اور خصوصاً قبائل قریش کے انساب کی معرفت میں تو آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، آپ نے ان سے مختلف قسم کے سوالات کر کے ان کے جھوٹ کو ظاہر فرما دیا تھا اپنی اسی رسوائی کی وجہ سے اس نوجوان نے بدلہ لینے کے لیے یہ شعر پڑھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ تم نے تو ہم سے بہت سے سوالات کیے اور ہم نے ان کے جوابات بھی دیے اب تمہارا یہ حق بنتا ہے کہ ہمارے بھی سوالوں کے جواب دو یا یہ کہ تم ہم سے کوئی سوال ہی نہ کرتے، پھر اس نے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو پریشان کرنے کے لیے مختلف اقسام کے الٹے سیدھے سوالات کرنا شروع کیے اور کہنے لگا:

۞......"اے محترم! تم اپنا تعارف تو کراؤ کہ تم کون ہو؟" حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: "میں قریش سے ہوں اور مجھے ابوبکر کہتے ہیں۔"

۞......نوجوان: "واہ کیا بات ہے! تم تو شرافت و امارت والے ٹھہرے، مگر قریش کے کس قبیلہ سے ہو؟" آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: "تیم بن مرہ کی اولاد سے۔"

۞......نوجوان: ''قسم بخدا! آپ گڑھا بھرنے پر قادر ہیں یعنی آپ کا نسب بہت اچھا ہے۔ کیا **قصی** تم ہی میں سے ہے جس نے **فھری** قبائل اکٹھے کیے اور وہ قریش میں سردار ہونے کا دعویدار بھی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''**ھاشم** تم ہی میں سے ہے جس نے اپنی قوم کے لیے ثرید تیار کی جبکہ اس کے لوگ دبلے پتلے ہو چکے تھے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''آسمانی پرندوں کو دانہ ڈالنے والا، اندھیری راتوں میں چمکتے چہرے والا **عبد المطلب** بھی تم ہی میں سے ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''کیا لوگوں کو مصیبتوں میں دھکیلنے والے تم ہی ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''کیا چوکیداری کرنے والے بھی تم ہی لوگ ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''کیا آب رسانی یعنی گھروں میں پانی پہنچانے کا کام بھی تم ہی لوگ کرتے ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''کیا بحث مباحثہ اور مشورے کرنے والے تم ہی لوگ ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

۞......نوجوان: ''کیا آپ ہی لوگ **اَھْلِ رِفَادَہ** یعنی غریب حجاج کی ضیافت کرنے والے ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔''

یہ کہہ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه بیزاری سے اپنی اونٹنی کی لگام کھینچ کر چل دیے تو بنی شیبان کے

اس نوجوان نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تنگ کرنے کے لیے ایک اور شعر پڑھا:

صَادَفَ دَرْءُ السَّیْلِ دَرْءً ایَدْفَعُهُ ۔۔۔ یَهِیْضَهٗ حِیْنًا وَ حِیْنًا یَصْدَعُهُ

''یعنی شر اپنے سے بڑے شر سے ٹکرا کر اس طرح مغلوب ہوگیا کہ جب اس پر بوجھ پڑا تو بوجھ پڑنے سے اسی وقت پھٹ گیا۔'' اور ساتھ ہی کہنے لگا: ''اگر تم کچھ دیر مزید ٹھہرتے تو میں ضرور تمہیں قریش کے بارے میں بتاتا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سارا ماجرا دیکھ کر مسکرا دیئے۔ حضرتِ سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ: ''میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اس دیہاتی نوجوان سے آپ کو بڑی قبیح گفتگو کرنا پڑی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''اے ابوالحسن! ہر مصیبت کے اوپر ایک مصیبت ہے اور مصیبت بولنے کے ساتھ موکل ہے۔'' (یعنی جہاں بولے وہیں مصیبت آگئی) حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''پھر ہم ایک اور مجلس میں گئے جو پڑھے لکھے اور باوقار لوگوں کی مجلس تھی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھے اور انہیں سلام کیا اور پوچھا کہ: ''آپ لوگوں کا کس قوم سے تعلق ہے؟'' وہ بولے: ''شیبان بن ثعلبہ کی اولاد سے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف دیکھ کر عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ لوگوں کے سردار ہیں۔'' وہاں مجلس میں مفروق بن عمرو، ھانی بن قبیصہ، مثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک بھی موجود تھے ان سرداروں میں **مفروق** حسن و جمال میں اور گفتگو کرنے میں بہت تیز تھا اس کے بالوں کی دو چٹیا پشت پر لٹک رہی تھیں۔ چونکہ وہ سامنے ہی بیٹھا تھا اس لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی سے گفتگو شروع کر دی اور پوچھا: ''تمہاری تعداد کتنی ہے؟'' وہ بولا: ''ہم ہزار سے زائد ہیں۔ اور اتنی تعداد کبھی کم لوگوں سے مغلوب نہیں ہوتی۔'' (بلکہ اسے مغلوب کرنے کے لیے اتنی ہی تعداد کی ضرورت ہے) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''تم لوگ اپنا دفاع کیسے کرتے ہو؟'' تو وہ بولا: ''ہم اس کی تیاری اور کوشش کرتے رہتے ہیں اور یقیناً ہر

قوم تیاری کرتی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''دشمنوں سے تمہاری لڑائی کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہوتا ہے تو میدان جنگ میں ہم سے بڑھ کر کوئی غضب ناک نہیں ہوتا۔ ہم اپنے جنگی گھوڑوں کو اپنی اولاد پر اور اسلحہ جمع کرنے کو عیش وعشرت پر ترجیح دیتے ہیں اور مدد تو **اللہ** کی طرف سے ہوتی ہے جو کبھی ہمیں فتح دلاتی ہے اور کبھی ہمارے دشمنوں کو۔'' پھر اس نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''آپ لوگ شاید قریش سے ہیں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تمہارے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول کی خبر تو پہنچی ہوگی۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ وہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول ہیں۔'' مفروق کہنے لگا: ''ہاں ہمیں اس بارے میں کچھ اطلاعات تو مل رہی ہیں۔ بہر حال اے قرشی بھائی! یہ بتاؤ آپ لوگ کس بات کی دعوت دے رہے ہو؟'' جیسے ہی اس نے یہ پوچھا تو پیارے آقا مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لیے آگے تشریف لے آئے اور ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہو کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اپنے کپڑوں سے سایہ کرنے لگے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور **محمد اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں تمہیں اس بات کی بھی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ میری مدد کرو کیونکہ قریش نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے رسول کو جھٹلایا اور حق کی بجائے باطل اختیار کیا حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ غنی یعنی بے پرواہ ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے۔'' مفروق بولا: ''اس کے علاوہ اور آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ ویسے آپ کا کلام بہت ہی عمدہ ہے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پارہ ۸، سورۃ الانعام، ۱۵۱ تا ۱۵۳ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں: ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (پ۸، الانعام: ۱۵۱ تا ۱۵۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو، اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔“

یہ آیات سن کر مفروق بولا: ”آپ لوگ اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ اور ابھی جو آپ نے کلام پڑھا یہ کسی زمین والے کا کلام نہیں ہے۔“ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔“

مفروق بولا: ”خدا کی قسم! آپ نے تو بہترین اخلاق اور نہایت ہی عمدہ اعمال کی دعوت دی ہے، یقیناً آپ کو

جھٹلانے اور مخالفت کرنے والی قوم نے آپ پر صریح بہتان باندھا ہے۔'' ساتھ ہی مفروق نے ہانی بن قبیصہ کی تائید حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''یہ ہانی بن قبیصہ ہمارے شیخ اور ہمارے دین کے عالم ہیں۔'' (یعنی یہ بھی میری تائید کریں گے) ہانی بن قبیصہ کہنے لگا: ''اے قرشی بھائی! ہم لوگوں نے آپ کی ساری گفتگو سنی ہے، ہمیں کرنا تو یہی چاہیے کہ سابقہ دین کو چھوڑ کر آپ کی اتباع کریں اور آپ کے ساتھ ایسی مجلس میں بیٹھ کر گفتگو کریں جس کی ابتدا و انتہا نہ ہو (یعنی بس آپ کی پیاری پیاری گفتگو ہی سنتے رہیں)، تاہم ایسا کرنے میں انجام پر غور کیے بغیر کسی کی رائے ماننے میں جلدی کرنا ہوگا اور یقیناً جلد بازی میں کیے جانے والے فیصلے عموماً غلط ہوتے ہیں۔ (ہم یہ فیصلہ فی الحال اس لیے نہیں کر سکتے کہ) ہمارے پیچھے ایک قوم ہے جس کی مرضی کے خلاف ہم کوئی عہد نہیں کر سکتے لہٰذا ایسا کرتے ہیں کہ ابھی ہم بھی چلتے ہیں اور آپ بھی تشریف لے جائیں، آپ بھی سوچیں اور ہم بھی مزید اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔'' پھر اس نے مثنی بن حارثہ کی تائید حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''یہ مثنی بن حارثہ ہیں ہمارے بزرگ اور جنگی سپہ سالار ہیں۔'' (یعنی یہ بھی میری تائید کریں گے) مثنی کہنے لگا: اے قرشی بھائی! ''تمہاری دعوت سن کر ہمارا بھی وہی جواب ہے جو ہانی بن قبیصہ نے دیا کیونکہ ہم دو سوکنوں یمامہ اور سمامہ کے درمیان پھنسے ہوئے ہیں۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ دو سوکنیں کونسی ہیں؟'' کہنے لگا: ''ایک طرف کسریٰ کی نہریں ہیں اور دوسری طرف عرب کا پانی۔ کسریٰ کی مخالفت معاف نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہاں کوئی عذر قبول ہوگا کیونکہ ہمارا ان سے مخالفت نہ کرنے پر معاہدہ ہے، جبکہ عرب کی مخالفت معاف ہو سکتی ہے اور یہاں عذر بھی قبول ہو سکتا ہے۔ آپ نے جن باتوں کی ہمیں دعوت دی ہے یہ تو وہ باتیں ہیں جنہیں عرب اور کسریٰ دونوں کے بادشاہ پسند نہیں کرتے، اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کی عرب کے خلاف معاونت کریں تو ایسا ہم کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا ان سے کوئی معاہدہ نہیں ہے۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''تم نے بڑا اچھا جواب دیا ہے کیونکہ صاف اور سچی بات کہی ہے، مگر اللہ کے دین کا صرف وہی مددگار ہو سکتا ہے جو مکمل طور پر اس دین

میں داخل ہوجائے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کچھ عرصہ بعد (غلبہ اسلام کے سبب) ان کی زمیں، گھر بار، مال ومتاع، ان کی عورتیں وغیرہ سب کچھ تمہارے قبضے میں آجائے تو کیا تم اسلام قبول کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح وتقدیس کرو گے؟'' نعمان بن شریک نے کہا: ''خدا کی قسم! پھر ہم مسلمان ہوکر آپ کی غلامی میں آجائیں گے۔'' اس پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۴۵) وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۵، ۴۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور **اللہ** کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔''

یہ کہہ کر نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''جاہلیت میں بھی بعض لوگوں کا اخلاق کتنا اچھا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان ہی کفار میں سے بعض کے ہاتھوں بعض کے شر کو دفع فرمائے گا اور بعض کو بعض سے دور رکھے گا۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''پھر ہم قبیلۂ **اوس و خزرج** کی مجلس میں پہنچے اور انہیں بھی اسلام کی دعوت پیش کی اور اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک انہوں نے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت نہ کرلی۔ اور اس سفر میں میں نے دیکھا کہ پیارے آقا مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مختلف مجالس سے ہونے والے مکالمات اور علم الانساب میں مہارت والی بھرپور گفتگو سے بہت زیادہ خوش ہوئے۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، فضل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۵۹۷۹، ج۶، ص ۲۳۲ تا ۲۳۴)

نیکی کی دعوت کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے نیکی کی دعوت کے کئی مدنی پھول حاصل ہوئے: (۱) چند اسلامی بھائیوں کا اکٹھے ہوکر نیکی کی دعوت کے لیے اپنے علاقے میں مختلف لوگوں کے پاس جانا اور انہیں نیکی کی دعوت

پیش کرنا پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت مبارکہ ہے۔ **(۲)** جب بھی کسی کے پاس جائیں تو سب سے پہلے سلام کریں، ہو سکے تو جب بس میں سوار ہوں، کسی اسپتال میں جانا پڑ جائے، کسی ہوٹل میں داخل ہوں، جہاں لوگ فارغ بیٹھے ہوں، جہاں جہاں مسلمان اکٹھے ہوں سلام کر دیا کریں کہ سلام میں پہل کرنے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مقرب ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''لوگوں میں **اللہ تعالٰی** کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جو انہیں پہلے سلام کرے۔'' (سنن ابوداود، کتاب الادب، باب فی فصل من۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۱۹۷، ج۴، ص ۴۴۹)

آج کل اگر کوئی کسی کے پاس آکر سلام کر بھی دیتا ہے تو جاتے ہوئے ''میں چلتا ہوں، خدا حافظ، اچھا، بائے بائے'' وغیرہ کلمات کہتا ہے لہٰذا مجلس کے اختتام پر ان سب الفاظ کے بجائے سلام کیا کریں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں: ''جس وقت تم میں سے کوئی کسی مجلس کی طرف پہنچے، سلام کہے۔ اگر ضرورت محسوس کرے، وہاں بیٹھ جائے۔ پھر جب کھڑا ہو سلام کہے اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔'' (سنن الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۷۱۵، ج۴، ص ۳۲۴)

(۳) جب بھی کسی کو نیکی کی دعوت پیش کی جائے تو اوّلاً رہنما اسلامی بھائی تعارف وغیرہ کی ترکیب بنائے اور بعد میں **داعی** دعوت دے کہ اس طرح گفتگو کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور جسے نیکی کی دعوت پیش کی جارہی ہے وہ بھی توجہ کے ساتھ دعوت کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ **(۴)** تعارف کروانے اور نیکی کی دعوت دینے والے دو افراد ہوں یعنی ایک اسلامی بھائی رہنما ہو جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ اپنا تعارف پیش کرے اور سامنے والوں سے تعارف لے اور پھر دوسرا اسلامی بھائی نیکی کی دعوت پیش کرے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تعارف وغیرہ کی ترکیب بنائی اور خود **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نیکی کی دعوت پیش کی۔ **(۵)** جسے نیکی کی دعوت دینی ہے اگر وہ کوئی بات کہے تو اسے بھی سنا جائے کہ آپ اس کی بات سنیں گے تو وہ آپ کی دعوت کو

سنے گا۔ جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس نوجوان کی گفتگو سنی۔(۶) البتہ اگر سامنے والا فضول گفتگو کرنا شروع کردے اور وقت کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو اِعراض کیا جائے۔(۷) نیکی کی دعوت دینے کے بعد اس کو قبول کروانے میں جلدی نہ کی جائے بلکہ ترغیب سے کام لیا جائے اور مخاطب کے اَعذار کو بھی سنا جائے جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مخاطب کے اعذار کو سن کر حکمت عملی کے ساتھ اُن کا حل ارشاد فرمایا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بھی نیکی کی دعوت کے عظیم جذبے کے تحت اپنے متعلقین کو ہفتہ میں ایک دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت والا مدنی انعام عطا فرمایا ہے اور سیکڑوں اسلامی بھائی اس سعادت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اسی ضمن میں ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے۔ چنانچہ،

غیر مسلموں کا قبول اسلام

ضلع غازی پور (یوپی، ہند) کے شہر گرام چوکیاں کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ بمطابق اپریل 2005ء میں ہند کے مشہور شہر بمبئی میں ہونے والے مدنی قافلہ کورس کے دوران ایک مدنی قافلہ ۳ دن کے لیے کرلا کھانی کی ایک مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ تیسرے دن مدنی قافلے کے عاشقانِ رسول عصر کی نماز کے بعد "**علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت**" کے سلسلے میں ایک حجام کی دوکان پر پہنچے جہاں چند ماڈرن نوجوان خوش گپیوں میں مصروف تھے، رہنما اسلامی بھائی نے آگے بڑھ کر جوں ہی مدنی قافلے کا تعارف کروایا تو **دَاعِی** یعنی نیکی کی دعوت دینے والے اسلامی بھائی نے فوراً درد بھرے انداز میں نیکی کی دعوت دینا شروع کر دی۔ نیکی کی دعوت کے بعد انہیں مسجد چلنے کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا مگر **عاشقانِ رسول** کے محبت بھرے اصرار پر بالآخر وہ نماز کے بعد ہونے والے بیان میں شرکت کرنے پر راضی ہو گئے۔ نماز کے بعد جونہی بیان کا آغاز ہوا وہ سبھی آ موجود ہوئے۔ ایک اسلامی بھائی نے امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ "**قبر کا امتحان**" پڑھ کر سنایا، بیان کے اختتام پر دولتِ ایمان کی اہمیت

اجاگر کرتے ہوئے ایمان کی حفاظت کی فکر کرتے رہنے کا ذہن دیا اور ساتھ ہی ساتھ مدنی قافلے میں سفر کی ترغیب بھی دلائی جس پر ان نوجوانوں نے مدنی قافلے میں سفر کی نیت کا اظہار کیا، اس کے بعد وہ مسجد سے باہر چلے گئے۔ ابھی چند ساعتیں ہی گزری ہوں گی کہ وہ دوبارہ پلٹ آئے ان کے چہروں کے تاثرات کسی بڑے انقلاب کا پتا دے رہے تھے، وہ لوگ کہنے لگے: ہم غیر مسلم ہیں آپ ہمیں کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کر دیجیے! ہم دائرۂ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ **امیر قافلہ نے فوراً کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا کر ان سب کو مسلمان کر دیا۔** پھر امیر قافلہ نے حلقہ بگوش اسلام ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مبارک باد دی اور پوچھا کہ کس بات سے متاثر ہو کر آپ نے دینِ اسلام قبول کیا تو کہنے لگے بیان میں قبر کے حالات سنے کہ اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ وہ کیا معاملہ کرتی ہے اور بُرے کام کرنے والوں کے ساتھ کیسا بھیانک سلوک کرتی ہے جبکہ ہمارے مذہب میں اس کا کوئی تصور نہیں نیز اسلامی تعلیمات کے مطابق آپ کا سنّت کا آئینہ دار لباس اور بے مثال کردار بالخصوص نگاہیں جھکا کر چلنا، محبت اور نرمی سے گفتگو کرنا، دوسروں کو حقیر نہ جاننا، اپنے دین سے محبت کرنا اور دین وایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنا دیکھ کر دل و دماغ نے گواہی دی کہ **اہلِ اسلام ہی حق و سچ کے داعی اور راہِ نجات کے راہی ہیں**، یوں ہم دینِ اسلام سے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ پھر اِن نَومسلم اسلامی بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلے میں سفر اختیار کر لیا اور دو دن بعد جب ذاتی ضروریات کا سامان لینے اپنے اپنے گھر گئے تو واپسی پر ان کے ہمراہ دو نوجوان اور بھی تھے۔ وہ دونوں بھی دینِ اسلام قبول کر کے دارین کی سرفرازیاں حاصل کرنے کے خواہش مند تھے چنانچہ مدنی قافلے کے عاشقانِ رسول نے موقع غنیمت جانتے ہوئے انھیں بھی ہاتھوں ہاتھ کلمہ طیبہ پڑھا کر کفر و شرک کے تپتے ریگستان سے نکال کر شجرِ اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں کے نیچے لا کھڑا کیا اور یوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **مدنی قافلے میں ہونے والے علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کی برکت** سے کئی غیر مسلموں کو اسلام کی سرمدی نعمت نصیب ہوگئی۔

کافروں کو چلیں، مشرکوں کو چلیں

دعوتِ دین دیں ، قافلے میں چلو
دین پھیلایئے سب چلے آیئے
مل کے سارے چلیں قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

علم توحید اور صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم تعبیر اور علم انساب میں ماہر ہونے کے ساتھ علم توحید کی معرفت بھی رکھتے تھے بلکہ بارہا پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے علم توحید کے متعلق گفتگو بھی فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ،

علمِ توحید کے متعلق مکالمہ

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں کئی بار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کو علم توحید کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے دیکھا۔ کافی دیر تک دونوں کے درمیان ایک عجمی شخص کی طرح بیٹھا رہا لیکن ان کی گفتگو کو نہ سمجھ سکا۔''
(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۵۱)

صدیق اکبر اور فتوی نویسی

زمانہ نبوی کے مفتیان کرام

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا کہ'' **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں کون فتوے دیا کرتا تھا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں صرف دو شخصیات کو جانتا ہوں اور وہ

شیخین کریمین یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں، ان دو کے علاوہ میرے علم میں کوئی نہیں جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں فتوی دیا کرتا ہو۔''

(اسد الغابة، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر، علمه، ج۳، ص ۳۳۰)

صدیق اکبر اور کتابت وحی

علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کئی اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ایسے ہیں جو کاتب وحی تھے بعض کے اسماء یہ ہیں: (۱) حضرت سیدنا ابوبکر (۲) حضرت سیدنا عمر (۳) حضرت سیدنا عثمان (۴) حضرت سیدنا علی المرتضی (۵) حضرت سیدنا ابی بن کعب (۶) حضرت سیدنا زید (۷) حضرت سیدنا امیر معاویہ (۸) حضرت سیدنا حنظلہ بن ربیع (۹) حضرت سیدنا خالد بن سعید بن عاص (۱۰) حضرت سیدنا ابان بن سعید (۱۱) حضرت سیدنا علاء بن حضرمی۔ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔ (كشف المشكل من حديث الصحيحين، ج ۱، ص ۳۷۲)

صدیق اکبر کی فراست

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی مایہ ناز مشہور زمانہ تصنیف ''**فیضان سنت**'' جلد دوم کے باب ''**نیکی کی دعوت**'' حصہ اول صفحہ ۳۰۷ پر فراست کی تعریف کچھ یوں بیان فرمائی ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیاء کے دلوں میں وہ چیز ڈالتا ہے جس سے انہیں بعض لوگوں کے حالات کا علم ہوجاتا ہے۔'' واقعی مومن کے لیے یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ نور ہے۔

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ **اللہ** کے نور سے دیکھتا ہے۔''

(سنن الترمذي، كتاب التفسير، باب ومن سورة الحجر، الحديث: ۳۱۳۸، ج۵، ص۸۸)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس نور سے بدرجہ اتم معمور تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فراست کا

ایک انوکھا واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ،

صدیق اکبر کی بے مثال فراست

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ) نے یوں خطبہ ارشاد فرمایا: ''ایک بندہ ہے جسے **اللّٰہ** نے اختیار دیا کہ چاہے تو ہمیشہ دنیا میں رہے اور اس کی بہاریں لوٹتا رہے اور چاہے تو اس کے ہاں تیار کردہ نعمتوں کو اختیار کرلے۔ تو اس بندے نے جو اس کے رب کے پاس نعمتیں ہیں انہیں اختیار کرلیا۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس بات کو کوئی نہ سمجھ سکا کہ کیا معاملہ ہے؟ لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ فہم وفراست سے فوراً سمجھ گئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور عرض کرنے لگے: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔'' تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ کے یہ کلمات سن کر بہت متعجب ہوئے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو صرف ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا ہے جسے یہ اختیار دیا گیا۔ لیکن حقیقت وہی تھی جسے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فراست سے پالیا کہ جس بندے کو اختیار ملا وہ خود نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے، مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے واضح طور پر نہ بتایا تاکہ لوگ غمزدہ نہ ہوں، لیکن یہ راز سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سمجھ پائے کیونکہ وہ فہم وفراست کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں کامل تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی سدوا۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۶۵۴، ج ۲، ص ۵۱۷)

صدیق اکبر کی معاملہ فہمی

معاملہ فہمی کی اعلیٰ مثال

جب کفار قریش کے ظلم وستم اور ان کی طرف سے دی جانے والی تکالیف کی وجہ سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے

محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کے لیے تشریف لے جارہے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سواری پر آگے تشریف فرما تھے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ چونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تجارتی حوالے سے کافی مشہور تھے اور لوگوں میں آپ کی جان پہچان بھی بہت تھی اس لیے راستے سے گزرنے والے لوگ تعجب سے پوچھتے کہ ''اے ابوبکر! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حکمت سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے: ''**هَادٍ يَهْدِيْنِي** یعنی یہ میرے رہنما ہیں اور راستہ بتانے میں میری رہنمائی کررہے ہیں۔''

(مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۲۳۶، ج۴، ص۲۴۶)

اور حقیقت میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم راہ جنت کے ہادی ہیں، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پیارا جواب آپ کی معاملہ فہمی کی بھرپور عکاسی کرتا ہے کہ اس وقت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسم گرامی بتانا یا ان کا کوئی بھی تعارف کرانا سراسر نقصان دہ تھا اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے توریہ (یعنی ذومعنی بات) سے کام لیا۔

جنگی امور میں معاملہ فہمی

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا، اس لشکر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی موجود تھے، جب وہ مقام جنگ پر پہنچے تو حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم دیا کہ لشکر میں آگ روشن نہ کریں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بات پسند نہ آئی اور حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو روک دیا اور فرمایا: ''حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

حضرت عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنگی امور میں مہارت کی وجہ سے ہم پر امیر مقرر فرمایا ہے۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رک گئے۔ (السنن الکبری للبیھقی، کتاب السیر، باب ماعلی الوالی من امر الجیش، الحدیث: ۱۷۹۰۰، ج ۹، ص ۷۰)

صدیق اکبر بحیثیت مشیر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فراست اور معاملہ کے سبب حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے امور مسلمین میں اکثر مشاورت فرمایا کرتے تھے بلکہ خود رب تعالی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشاورت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

آپ سے مشاورت کے لیے حکم الٰہی

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں میں نے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام میرے پاس آئے اور کہا کہ **اللہ تعالٰی** آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشورہ کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔''

(جامع الاحادیث، الھمزۃ مع التاء، الحدیث: ۳۲۷، ج ۱، ص ۲۰۵)

مسلمانوں کے معاملات میں مشاورت

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر رات گئے تک مسلمانوں کے معاملات پر مشاورت اور گفتگو کرتے رہتے تھے، ایک دن حسب معمول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ سے مصروف کلام رہے، میں بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا، نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے۔ ہم بھی باہر آگئے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی تلاوت قرآن سننے لگے اور ارشاد فرمایا:

''اگر کوئی قرآن کی تلاوت اسی طریقے اور ہیئت پر کرنا چاہے جیسا وہ نازل ہوا تو اسے چاہیے کہ وہ **ابن اُمِّ عَبد** (یعنی حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی طرح قرآن پڑھے۔'' (المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، الحدیث: ۲۸۹۳، ج ۲، ص ۲۴۶، مسند احمد بن حنبل، مسند عمر بن خطاب، الحدیث: ۱۷۵، ج ۱، ص ۲۵)

آپ کا خاطی ہونا رب کو پسند نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشاورت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مصیب الرائے تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ خود رب عَزَّوَجَلَّ کو بھی آپ کا خاطی ہونا یعنی غلطی کرنا پسند نہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے یمن بھیجنے سے قبل صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ فرمایا، اس مشورے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی المرتضی، حضرت سیدنا طلحہ وحضرت سیدنا زبیر اور حضرت سیدنا سعید بن حضیر رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن حاضر تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر آپ نے مشورہ طلب نہ کیا ہوتا تو ہم کبھی لب کشائی نہ کرتے۔'' چنانچہ ہر شخص نے اپنی سمجھ کے مطابق مشورہ دیا۔ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے معاذ! ان مشوروں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''مجھے ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے پسند آئی ہے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ تعالٰی** کو ابوبکر صدیق کا خاطی ہونا (یعنی غلطی کرنا) پسند نہیں ہے۔'' (المعجم الکبیر، معاذ بن جبل الانصاری۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۲۴، ج ۲۰، ص ۶۷)

آپ کا مشورہ اور رسول اللہ کی تائید

جب اہل ثقیف نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے لیے امان

تحریر فرمادی ۔ اور ان پر کسی کو امیر مقرر کرنا چاہا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشورہ دیا کہ ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر مقرر فرمائیں۔'' حالانکہ وہ عمر میں ابھی چھوٹے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: ''**یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّيْ رَأَيْتُ هٰذَا الْغُلَامَ مِنْ أَحْرَصِهِمْ عَلَى التَّفَقُّهِ فِي الْإِسْلَامِ، وَتَعَلُّمِ الْقُرْآنِ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے دیکھا ہے یہ نوجوان اسلام کا گہرا فہم حاصل کرنے اور قرآن کریم سیکھنے کا سب سے بڑھ کر خواہش مند ہے۔'' حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا معمول تھا کہ جب ان کے وفد کے لوگ دوپہر کو چلے جاتے تو یہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کے متعلق سوالات کرتے اور قرآن کریم سیکھتے اور اس طرح انہوں نے دین کا تفقہ (یعنی سمجھ بوجھ) اور پختہ علم حاصل کر لیا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام فرما رہے ہیں تو یہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس چلے جاتے۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سفارش کو قبول فرمایا اور انہیں بنی ثقیف کا امیر مقرر فرمادیا۔ (اسد الغابۃ، عثمان بن ابی العاص، ج۳، ص۶۰۰)

صدیق اکبر کا خوفِ خدا

کاش! ابوبکر بھی تیری طرح ہوتا

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک باغ میں داخل ہوئے، درخت کے سائے میں ایک چڑیا کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ نے ایک آہِ سرد دلِ پردرد سے کھینچ کر ارشاد فرمایا: ''اے پرندے! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ ایک درخت سے کھاتا ہے اور دوسرے کے نیچے بیٹھ جاتا ہے

پھر تو بغیر حساب کتاب کے اپنی منزل پہ پہنچ جائے گا۔اے کاش! ابو بکر بھی تیری طرح ہوتا۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، فصل فی تفضیلھم، فصل الصدیق، خوفہ، الحدیث: ۳۵۶۹۲، ج ۲، الجزء: ۱۲، ص ۲۳۷، شعب الایمان، باب فی خوف من اللہ، الحدیث: ۷۸۸، ج ۱، ص ۴۸۵)

تعریف پر بارگاہ خداوندی میں التجا

حضرت سیدنا ابو حاتم اصمعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف کی جاتی تو بارگاہ خداوندی میں التجا کرتے ہوئے ارشاد فرماتے: ''اے اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن! تو میری ذات کو مجھ سے بہتر جاننے والا ہے اور میں اپنی ذات کو اِن لوگوں سے بہتر جانتا ہوں۔اے رَبَّ الْعٰلَمِیْن! مجھے اِن لوگوں سے اچھا بنا دے اور میرے اُن تمام گناہوں کو معاف فرما دے جن کا انہیں علم نہیں اور میرے متعلق جو کچھ وہ کہتے ہیں اُن پر میرا مواخذہ نہ فرما۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابہ، فضل الصدیق، شمائلہ واخلاقہ، الحدیث: ۳۵۶۹۹، ج ۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۳۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۳۳۲)

مومن صالح کا کوئی بال ہوتا

حضرت سیدنا ابو عمران جونی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''کاش! میں ایک مومن صالح کے پہلو کا کوئی بال ہوتا۔''

(الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۶۰، ص ۱۳۸)

کاش! میں ایک درخت ہوتا

حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں یہ درخت ہوتا جسے کھایا اور کاٹا جاتا۔''

(الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۸۱، ص ۱۴۱)

کاش! میں سبزہ ہوتا

حضرت سیدنا قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یوں فرمایا: ''اے کاش! میں سبزہ ہوتا جسے جانور کھا جاتے۔''

(جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۷۴، ج ۱۱، ص ۴۱، الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۸)

شعر بطور نصیحت

حضرت سیدنا ثابت بنانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ شعر بطور نصیحت پڑھا کرتے تھے:

لَا تَزَالُ تَنْعِي حَبِيْباً حَتّٰى تَكُوْنَهُ

وَقَدْ يَرْجُو الْفَتٰى الرِّجَا يَمُوْتُ دُوْنَهُ

یعنی اے غافل نوجوان! تو اپنے دوستوں کے مرنے کی خبر تو دیتا رہتا ہے کیا کبھی سوچا کہ ایک دن تو بھی ان کی طرح بے جان ہو جائے گا کیونکہ بسا اوقات کوئی نوجوان امیدیں پوری ہونے سے پہلے ہی سفر آخرت پر روانہ ہو جاتا ہے۔

(الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۹۱، ص ۱۴۲، تاریخ الخلفاء، ص ۸۲)

سب سے زیادہ ڈرنے والے

حضرت سیدنا محمد بن سیرین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ واحد شخص تھے جو ایسی بات کہنے سے سب سے زیادہ ڈرتے جو ان کے علم میں نہ ہوتی۔'' (الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البدریین، ابوبکر الصدیق، ذکر الغار والھجرۃ الی المدینۃ، ج ۳، ص ۱۳۲)

فرمانِ رسول کے سبب گریہ وزاری

حضرت سیدنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی

بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ پانی اور شہد لایا گیا اور جیسے ہی آپ کے قریب کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زاروقطار رونا شروع کردیا اور روتے رہے یہاں تک کہ تمام صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان بھی رونے لگ گئے۔ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان رورو کے چپ ہوگئے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے رہے، صحابہ آپ کو دیکھ کر پھر رونے لگ گئے، یہاں تک کہ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو یہ گمان ہوا کہ ہمیں معلوم نہ ہوسکے گا کہ کیا بات ہے؟ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی آنکھیں صاف کی تو صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''اے رسول اللہ کے خلیفہ! آپ کو کس چیز نے رلایا؟'' فرمایا: ''ایک بار میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اچانک میں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے کوئی شے ہٹا رہے ہیں حالانکہ اس وقت مجھے کوئی شے نظر نہیں آرہی تھی، میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کس شے کو ہٹا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''دنیا نے میرا ارادہ کیا تھا میں نے اس سے کہا کہ ''دور ہوجا'' تو اس نے مجھے کہا: ''آپ نے اپنے آپ کو تو مجھ سے بچا لیا لیکن آپ کے بعد والے مجھ سے نہیں بچ پائیں گے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۵۱۸، ج۷، ص۳۴۳)

اُمید وخوف کی اعلی مثال

حضرت سیدنا مُطَرِّف بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر آسمان سے کوئی با آواز بلند صدا دے کہ جنت میں صرف ایک آدمی داخل ہوگا تو مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا اور اگر آسمان سے یہ آواز آئے کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ بھی میں ہی نہ ہوں۔''

(اللمع، مترجم، ص۲۳۳)

خوف خدا کے سبب شدید تکلیف

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں موجود تھا قرآن پاک کی جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ لَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا﴾ (پ۵، النساء: ۱۲۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور **اللہ** کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔'' تو نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! کیا میں تمہیں وہ آیت نہ سناؤں جو مجھ پر ابھی نازل ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا: ''جی ہاں کیوں نہیں **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ جیسے ہی میں نے یہ آیت مبارکہ سنی تو (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف کے سبب) مجھے ایسا لگا کہ میری کمر کی ہڈی ٹوٹ جائے گی میں نے درد کی وجہ سے انگڑائی لی تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! (گھبراؤ نہیں) تم اور تمہارے مؤمنین دوستوں کو اس کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جائے گا یہاں تک کہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ایسی حالت میں ملاقات کرو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ لیکن دیگر لوگوں کے گناہ جمع ہوتے رہے گے یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر عن رسول اللہ، ومن سورۃ النساء، الحدیث: ۳۰۵۰، ج۵، ص ۳۱)

صدیق اکبر کا تقویٰ وپرہیزگاری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر تقویٰ ومجاہدہ رضائے الٰہی کے لیے ہو تو یہی تقویٰ باعث نجات ہے اور جب کسی انسان کا دل تقویٰ سے خالی ہو جائے تو اس کا ساری عمر رونا بھی اسے کام نہ دے گا کہ سب سے **افضل چیز تقویٰ** وپرہیزگاری ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں غور وفکر کرنا اور دین کی سب سے **افضل چیز تقویٰ** یعنی پرہیزگاری ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: ۴۷۹، ج۱، ص ۳۲۵)

اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے بچانے والا تقویٰ

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین خصلتیں ایسی

ہیں کہ جس میں ان میں سے ایک بھی نہ ہو گُنّا اس سے بہتر ہے: (۱) ایسا تقویٰ جو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ اشیاء سے بچائے (۲) ایسا حلم یعنی بردباری جس سے وہ جاہل کی جہالت کا جواب دے اور (۳) ایسا حسنِ اخلاق جس سے وہ لوگوں کے ساتھ پیش آئے۔'' (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی الحلم۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۴۲۳، ج۶، ص ۳۳۹)

صدیق اکبر کے زھدوتقویٰ پر قرآن کی گواہی

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو وہ متقی ہیں جن کے تقوے کو خود قرآن عظیم بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ پارہ ۳۰، سورۃ اللیل، آیت نمبر ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ''اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔'' اس آیت مبارکہ میں سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ ۳۰، اللیل: ۱۷)

زہدوتقویٰ میں عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ عَلَى مِثْلِ عِيسَى فِي الزُّهْدِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ** یعنی جو زُھد و تقویٰ میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۸۲)

آپ کے پاس صرف ایک فدکی کپڑا تھا

حضرت سیدنا ابورافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رفیق رہا ہوں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا سواری کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے اور جب سواری نہ فرماتے تو پھر ہم دونوں اسے استعمال کیا کرتے تھے۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب اللباس والزینۃ، فی لبس الصوف، الحدیث: ۱، ج ۶، ص ۳۹)

کھاتے ہی قے کردی

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۵۴۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان سنت'' جلد اول، باب پیٹ کا قفل مدینہ، ص ۴۷۷ پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تقویٰ و پرہیز گاری کا ایک انوکھا واقعہ کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: ایک بار حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں دودھ لایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پی لیا۔ غلام نے عرض کی: میں پہلے جب بھی کوئی چیز پیش کرتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے متعلق دریافت فرماتے تھے لیکن اِس دودھ کے متعلق کوئی استفسار نہیں فرمایا؟ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''یہ دودھ کیسا ہے؟'' غلام نے جواب دیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بیمار پر منتر پھونکا تھا جس کے مُعاوضے میں آج اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں اُنگلی ڈالی اور دودھ اُگل دیا۔ اِس کے بعد نہایت عاجزی سے دربارِ الٰہی میں عرض کیا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جس پر میں قادِر تھا وہ میں نے کر دیا۔ اس کا تھوڑا بہت حصّہ جو رگوں میں رہ گیا ہے وہ مُعاف فرمادے۔''

(صحیح البخاری، مناقب الانصار، ایام الجاھلیۃ، الحدیث: ۳۸۴۲، ج ۲، ص ۵۷۱، منہاج العابدین، الفصل الخامس، البطن وحفظہ، ص ۹۷)

منبع خوف خدا صدیق اکبر ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کتنے زبردست مُتقی تھے۔ کُفّار اکثر کُفریہ کلمات پڑھ کر مریضوں پر جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ دورِ جاہلیت میں بھی اِسی طرح ہوتا تھا، اُس غلام نے چونکہ زمانہ جاہلیت میں دم کیا تھا، لہٰذا اس خوف کے سبب کہ اس نے کفریہ منتر پڑھ کر دم کیا ہوگا، اُس کی اُجرت کا دودھ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قے کر کے نکال دیا۔

گناہ سے باز رہنے سے بڑھ کر کوئی تقویٰ نہیں

یقیناً فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے بچانے ہی کا نام تقویٰ ہے۔ چنانچہ حضرتِ سیدنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جودوسخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''اے ابوذر! تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل نہیں اور گناہ سے باز رہنے سے بڑھ کر کوئی تقوی نہیں اور حسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الخلق الحسن، الحدیث: ۴۰۵۹، ج۳، ص۳۲۷)

یقیناً منبعِ خوفِ خُدا صِدّیق اکبر ہیں
حقیقی عاشقِ خیرالوریٰ صدیق اکبر ہیں
نہایت متقی و پارسا صدیق اکبر ہیں
تَقی ہیں بلکہ شاہِ اَتقیا صدیق اکبر ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر اور قفل مدینہ

زبان کی سختی کی شکایت

حضرت سیدنا زید بن اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''اے خلیفۂ **رسول اللہ**! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''یہی وہ شے ہے جس نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا ہے۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جو زبان کی سختی کی شکایت نہ کرتا ہو۔''

(شعب الایمان، باب حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۹۴۷، ج ۴، ص ۲۴۴)

قفل مدینہ کے لیے منہ میں پتھر

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۴۱۵ صفحات پر مشتمل کتاب ''اِحیاء العلوم کا خلاصہ'' ص ۲۳۴ پر ہے: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے منہ میں چھوٹے پتھر رکھتے تھے، جن کے ذریعے (فضول) گفتگو سے پرہیز کرتے۔''

زبان کا قفل مدینہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضول بات سے بچنے کے مدنی نسخے کی کیا بات ہے۔ واقعی اگر زبان کا قفل مدینہ لگانا نصیب ہو جائے تو ہم بہت سارے گناہوں سے بچ سکتے ہیں، زبان کے قفل مدینہ کے بارے میں دو احادیث پیش خدمت ہیں:

(1) حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ صَمَتَ نَجَا** یعنی جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔''

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، الحدیث: ۲۵۰۹، ج ۴، ص ۲۲۵)

(2) حضرت سیدنا عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیوں کے تاجدار، رسولوں کے سالار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

(شعب الایمان، باب حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۹۵۳، ج ۴، ص ۲۴۵)

جوابی کاروائی پر شیطان کی آمد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر وقت زبان کا قفل مدینہ لگانے کی کوشش کیجئے خصوصاً جب کوئی ہم سے اُلجھے یا بُرا

بھلا کہے اُس وقت خاموشی میں ہی عافیت ہے اگر چہ شیطان لاکھ وسوسے ڈالے کہ'' تو بھی اس کو جواب دے ورنہ لوگ تجھے بُزدل کہیں گے، میاں! شرافت کا زمانہ نہیں ہے اِس طرح تو لوگ تجھے جینے بھی نہیں دیں گے وغیرہ وغیرہ۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس واقعے پر غور فرمایئے، آپ کو اندازہ ہوگا کہ دوسرے کے بُرا بھلا کہتے وقت خاموش رہنے والا رحمت الٰہی کے کس قدر نزدیک تر ہوتا ہے۔ چُنانچہ،

کسی شخص نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بُرا کہا، جب اُس نے بہت زیادتی کی تو انہوں نے اُس کی بعض باتوں کا جواب دیا (حالانکہ آپ کی جوابی کاروائی معصیت سے پاک تھی مگر) سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں سے اُٹھ گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے پہنچے، عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ مجھے بُرا کہتا رہا آپ تشریف فرما رہے، جب میں نے اُس کی بات کا جواب دیا تو آپ اُٹھ گئے۔'' فرمایا: ''تیرے ساتھ فرشتہ تھا، جو اُس کا جواب دے رہا تھا پھر جب تو نے خود اسے جواب دینا شروع کیا، تو شیطان درمیان میں آکودا۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۶۳۰، ج ۳، ص ۴۳۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر اور تلاوت قرآن

تلاوت کرتے ہوئے گریہ وزاری

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ رہتا یعنی زاروقطار رونے لگ جاتے۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالی، الحدیث: ۸۰۲، ج ۱، ص ۴۹۳)

تلاوت میں رونا کارِثواب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے رونا مستحب ہے۔فرمان مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے روؤاور رونہ سکوتو رونے کی سی شکل بناؤ۔''

(سنن ابن ماجه، باب فی حسن الصوت بالقرآن، الحدیث: ۱۳۳۷، ج ۲، ص ۱۲۹)

عطا کر مجھے ایسی رقت خدایا
کروں روتے روتے تلاوت خدایا

گرمیوں میں روزے

حضرت سیدنا ابوبکر بن حفص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گرمیوں میں (نفلی) روزے رکھتے اور سردیوں میں چھوڑ دیتے تھے۔

(الزهد للامام احمد، زهد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۸۵، ص ۱۴۱ تا ۱۴۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حد درجہ تقویٰ واخلاص تھا کہ فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی گرمیوں میں رکھتے ،اگر آج ہم اپنی حالت پر غور کریں تو سردیوں میں فرض روزے بھی بہت مشقت کے ساتھ رکھتے ہیں حالانکہ سردیوں میں عموماً دن بہت چھوٹے اور راتیں بہت طویل ہوتی ہیں،اوردن میں پیاس غیرہ بھی بہت کم لگتی ہے جبکہ گرمیوں میں عموماً دن بہت طویل اور راتیں بہت چھوٹیں ہوتی ہیں اور دن میں پیاس کی شدت بھی زیادہ ہوتی ہے۔یقیناً یہ دنیا کی گرمی آخرت کی گرمی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور سورج سوا میل پر رہ کر آگ برسا رہا ہوگا،شدت پیاس سے زبانیں باہر نکل پڑی ہوں گی،لوگ اپنے ہی پسینے میں ڈبکیاں لگا رہے ہوں گے۔اس وقت کی گرمی برداشت کرنا یقیناً ہمارے بس میں نہیں،لہٰذا دنیا میں ہی اچھے اعمال کرلیجئے،رب کی رضا کو حاصل کرلیجئے،**اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منا لیجئے اور بروز

قیامت اللہ کی رحمت سے سایہ عرش پانے کے لیے آج دنیا میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچائیے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں سایہ عرش کی بھیک بھی مانگتے رہیے:

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **اعلیٰ حضرت**، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے اس مبارک کلام (مناجات) کے تینوں اَشعار کی بالترتیب شرح بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''(۱) اے میرے معبود! جب محشر بپا ہوگا اور وہاں کی ہوش ربا گرمی سے لوگوں کے بدن تپ اور جل رہے ہوں گے اُس وقت ہم غلامانِ مصطفےٰ کو اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامن کرم کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نصیب کرنا (۲) اے میرے پاک پروردگار! قیامت کی خوفناک تپش اور جان لیوا پیاس کی شدت سے جب زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں اور باہر نکل پڑیں! ایسے دل ہلا دینے والے ماحول میں صاحبِ جود وسخاوت، مالکِ کوثر وجنّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ نصیب کرنا، کاش! کاش! کاش! ہم پیاس کے ماروں کو صاحبِ کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے ہاتھوں سے کوثر کے چھلکتے جام نصیب ہوجائیں (۳) اے ربِ کریم! قیامت کے تپتے ہوئے میدان میں کہ جب سورج خوب بپھرا ہوا آگ برسا رہا ہو، آہ! ایسی جان گھلانے والی سخت کڑی دھوپ میں جبکہ بھیجے کھول رہے ہوں، ہمارے اُس سید وسردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جن کا دھوپ میں سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا کے عظیم الشان

جھنڈے کا ہمیں سایہ عطا کرنا۔ (آمین) (نیکی کی دعوت، حصہ اول، ص ۲۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عبادت کی مٹھاس

حجۃ الاسلام حضرتِ سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''پیٹ بھر کر کھانے سے عبادت کی حَلاوت مفقود (یعنی مٹھاس غائب) ہوجاتی ہے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا، تا کہ عبادت کی حلاوت (مٹھاس) نصیب ہو اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں دیدارِ الٰہی کے جام پینے کے شوق میں کبھی سیر ہو کر نہیں پیا۔'' (منہاج العابدین، الفصل الخامس، البطن وحفظہ، ص ۹۳)

بھوک کی اور پیاس کی مولیٰ مجھے سوغات دے
یاالٰہی! حشر میں دیدار کی خیرات دے

حضرتِ سیدنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا ارشاد ہے: ''عبادت ایک فن ہے جس کے سیکھنے کی جگہ خلوت (یعنی تنہائی) ہے اور اس کا آلہ بھوک ہے۔'' (منہاج العابدین، الفصل الخامس، البطن وحفظہ، ص ۹۳)

کئی کئی روز تک فاقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے بعض کئی کئی روز تک نہیں کھاتے تھے۔ چُنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چھ دن تک کچھ تناول نہ فرماتے، حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سات دن تک نہ کھاتے، حضرتِ سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شاگردِ رشید حضرت سیدنا ابوالجوزاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سات دن بھوکے رہتے، حضرتِ سیدنا ابراہیم بن ادہم اور حضرتِ سیدنا سفیان ثوری رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا ہر تین دن کے بعد کھانا

تناول فرماتے۔ یہ تمام حضرات بھوک کے ذریعے آخرت کے راستے پر چلنے میں مدد حاصل کرتے تھے۔

(احیاء العلوم، کتاب کسر الشھوتین، ج ۳، ص ۱۱۲)

فاقہ مستوں کا واسطہ مولیٰ
بخش دے میری ہر خطا مولیٰ

پورے سال بھر کا فاقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کئی کئی روز تک بھوکا رہنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں، یہ انہیں حضرات کا حصّہ اور ان کی کرامت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں روحانی غذا حاصل تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے بعض اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام چالیس چالیس دن تک نہیں کھاتے تھے بلکہ ہمارے غوث اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے بعض اوقات ایک ایک سال بغیر کھائے پیے گزارا ہے۔ شہنشاہ بغداد ہمارے غوث پاک عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ خود کھلاتا پلاتا تھا۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کا ایک مبارک شعر ہے:

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کا یومیہ وظیفہ

حضرت سیدنا ابن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عطا بن سائب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیعت خلافت کے دوسرے روز کچھ چادریں لے کر بازار جا رہے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت کیا کہ ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''بغرضِ تجارت بازار جا رہا ہوں۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اب آپ رَضِیَ

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کام چھوڑ دیجئے، اب آپ لوگوں کے خلیفہ (امیر) ہوگئے ہیں۔'' یہ سُن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر میں یہ کام چھوڑ دُوں تو پھر میرے اہل وعِیال کہاں سے کھائیں گے؟'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ واپس چلئے، اب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہ اخراجات حضرت سیدنا ابوعبیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ طے کریں گے۔ پھر یہ دونوں حضرات حضرت سیدنا ابوعُبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لائے اوران سے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''آپ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اوران کے اہل وعیال کے واسطے ایک اوسط درجے کے مُہاجِر کی خُوراک کا اندازہ کر کے روزانہ کی خُوراک اور موسم گرما وسرما کا لباس مقرر کیجئے لیکن اس طرح کہ جب پھٹ جائے تو واپس لے کراس کے عوض نیا دے دیا جائے۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے آدھی بکری کا گوشت، لباس اور روٹی مقرر کردی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۹)

ترکِ کسب کس کے لیے افضل ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی اِحیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں: ''ترکِ کسب (نہ کمانا) چار قسم کے آدمیوں کے لئے افضل ہے: (۱) جو عبادات بدنیہ میں مصروف رہتا ہے (۲) وہ شخص جو احوال ومکاشفات کے علوم میں باطنی سیر اور قلبی عمل میں مشغول ہوتا ہے (۳) وہ عالم جو علم ظاہر کی تربیت کرتا ہے، جس کے ذریعے لوگوں کو اِن کے دین کے بارے میں نفع حاصل ہوتا ہے، جیسے مفتی، مفسر، محدث وغیرہ (۴) وہ شخص جو مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہوتا ہے اوراس نے ان کے کاموں کی ذمہ داری اٹھائی ہے، جیسے بادشاہ، قاضی، اور گواہ۔'' یہ لوگ جب ان اموال سے کفایت کیے جائیں جو (مسلمانوں کے) مصالح یعنی بھلائیوں کے لئے مقرر ہیں یا اوقاف کے مال سے فقراء وعلماء کو دیا جائے تو ان کے لئے مال کمانے میں مشغولیت کی نسبت یہ اُمور افضل ہیں، اسی لئے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی بھیجی گئی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجائیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

طرف یہ وحی نہیں بھیجی گئی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تاجروں میں سے ہو جائیں، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں یہ چاروں باتیں جمع تھیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اُمور کہ جو بیان سے باہر ہیں، اسی لئے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تجارت چھوڑ دیں، جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کے اُمور کے ولی بنے تھے کیونکہ یہ عمل اُمّت کے مسائل کے راستے میں رکاوٹ بن سکتا تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیت المال سے ضرورت کے مطابق لیتے تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی کو بہتر سمجھا پھر جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ مال بیت المال کی طرف لوٹانے کی وصیت فرمائی لیکن ابتداء میں اسے لینا بہتر سمجھا۔ (احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الاول فی فضل الکسب والحث علیہ، جلد ٢، ص ٨٢)

حصولِ علمِ دین کے لیے سفر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دورِ حاضر میں دین اسلام کا نظام یعنی مسجد، مدرسہ، جامعہ اور نیکی کی دعوت وغیرہ کے حالات انتہائی ناگفتہ بہ (نا قابل بیان) ہیں۔ یقیناً فرائض علوم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد اپنا گھر بار چھوڑ کر دین اسلام کی تعلیمات و احکامات کی نشر و اشاعت کے لئے سفر کرے، کیونکہ اس طرح تو تجارت، زراعت اور صنعت وغیرہ میں خلل واقع ہو جائے گا، لیکن بِلاشُبہ یہ تو ممکن ہے کہ ہر علاقہ و شہر سے کچھ نہ کچھ افراد حصول علم دین اور اِس کی ترویج کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں چنانچہ، پارہ ١١ سورۃ التوبہ آیت ١٢٢ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ اِن کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

حضرتِ صدر الافاضل مولانا مُفتی سید حافظ **محمد نعیم الدین** مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیت کے تحت ''تفسیرِ خزائن العرفان'' میں لکھتے ہیں: حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ قبائلِ عرب میں سے ہر ہر قبیلے سے جماعتیں سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور حاضر ہوتیں اور وہ (لوگ) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دِین کے مسائل سیکھتے اور **تَفَقُّہ** یعنی (علم دین کی سمجھ بوجھ) حاصل کرتے اور اپنی قوم کے لیے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم پر پہنچتے تو اعلان کردیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف دِلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں دین کے تمام ضروری عُلوم تعلیم فرمادیتے (خازن) یہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی بنادیتے تھے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اخراجات سے زائد رقم کم کروادی

حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَہلیہ محترمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حلوا کھانے کی خواہش ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے پاس اتنی رقم نہیں کہ ہم حلوا خرید سکیں۔'' عَرض کی: ''میں اپنے گھریلو اخراجات میں سے چند دنوں میں تھوڑے تھوڑے پیسے بچا کر کچھ رقم جمع کرلوں گی اُسی سے حلوا خرید لیں گے۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے ایسا کرلینا۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ نے رقم جمع کرنا شروع کی۔ کافی دنوں بعد تھوڑی سی رقم جمع ہوگئی، جب انہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بتایا تاکہ آپ حلوا خرید لیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ رقم لی اور بیت المال میں لوٹا دی اور فرمایا کہ ''یہ ہمارے اخراجات سے زائد ہے۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آئندہ کیلئے بیت

المال سے ملنے والے اخراجات سے اتنی رقم کم کروادی۔'' (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۷۱)

اس کا مشاہرہ تو اتنا زیادہ اور میرا اتنا کم۔۔۔؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت کو سُن کر فقط نعرہ دادو تحسین بلند کر کے دل کو خوش کر لینے کے بجائے ہمیں بھی تقویٰ اور قناعت کا درس حاصل کرنا چاہئے۔ بالخصوص اربابِ اقتدار و حکومتی افسران، نیز آئمہ مساجد، دینی مدارِس کے مدرِّسین اور مختلف اسلامی شعبہ جات سے وابستہ اسلامی بھائیوں کیلئے اس حکایت میں قناعت وخُودداری اپنانے، حرص وطمع سے خود کو بچانے اور اپنی آخرت کو بہتر بنانے کیلئے خوب خوب سامان عبرت ہے۔ کاش! ہم سب محض نفس کی تحریک پر مشاہرے کی کمی بیشی یعنی ''**اُس کا مشاہرہ تو اتنا زیادہ اور میرا اِتنا کم**'' کہہ کہہ کر اس طرح کے مُعاملات میں الجھنے کے بجائے قلیل آمدنی پر قناعت کرتے ہوئے نیکیوں میں کثرت کے تمنائی بن جائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تقویٰ و پرہیزگاری اور دنیوی دولت سے بے رغبتی کے متعلق ایک اور حکایت ملاحظہ کیجئے۔ چُنانچہ،

وقف کی چیزوں کے بارے میں احتیاط

امامِ عالی مقام، امامِ عرش مقام، امام الھمام حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی وفات کے وقت اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ''دیکھو! یہ اُونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے ہیں اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے پیتے ہیں اور یہ چادر جو میں اوڑھے ہوئے ہوں یہ سب بیت المال سے لیا گیا ہے۔ ہم ان سے اسی وقت تک نفع اٹھا سکتے ہیں جب تک میں مسلمانوں کے امورِ خلافت انجام دیتا رہوں گا۔ جس وقت میں وفات پا جاؤں تو یہ تمام سامان حضرتِ سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دے دینا۔ چُنانچہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہو گیا تو اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ تمام چیزیں حسبِ وصیت واپس کر دیں۔ حضرتِ سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چیزیں واپس پا کر فرمایا:

''اے ابوبکر! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے کہ آپ نے تو اپنے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا ہے۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۶۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی خشوع وخضوع والی نماز

نماز میں خشوع وخضوع

حضرت سیدنا مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب نماز میں قیام فرماتے تو خشوع وخضوع کی وجہ سے ایک سیدھی لکڑی کی مانند ہوتے۔ (جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۶۴، ج ۱۱، ص ۴۰، السنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب ابواب الخشوع فی الصلاۃ، الحدیث: ۳۵۲۲، ج ۲، ص ۳۹۸)

یکسوئی کے ساتھ نماز کی ادائیگی

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی خشوع وخضوع سے نماز ادا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، اور عبادت نہایت احسن انداز میں ادا کرنے کے شائق تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلَاتِہٖ یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نماز کے دوران ادھر ادھر بالکل متوجہ نہیں ہوتے تھے۔'' (فضائل الصحابۃ للامام احمد، بقیۃ قولہ: مروا أبابکر یصلي بالناس، ج ۱، ص ۲۰۲)

آپ نے نماز کس سے سیکھی؟

اہل مکہ کہا کرتے تھے کہ حضرت سیدنا ابن جریج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نماز حضرت سیدنا عطاء بن ابی رباح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے سیکھی ہے اور امام عطاء نے حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سیکھی ہے۔ سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے نانا محترم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سیکھی۔ اور حضرت سیدنا ابوبکر

صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَ نی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سیکھی تھی۔

(فضائل الصحابة للامام احمد، بقية قوله : مروا أبا بكر يصلي بالناس، ج ۱، ص ۲۰۸)

صدیق اکبر اور نمازِ تہجد

حضرت سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار فرمایا: ''**مَتٰی تُوتِرُ** یعنی اے ابوبکر! تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**اُوتِرُ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ** یعنی یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں رات کے اول حصے میں پڑھ لیتا ہوں۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار فرمایا: ''**مَتٰی تُوتِرُ** یعنی اے عمر! تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ''**آخِرَ اللَّیْلِ** یعنی یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں رات کے آخری حصے میں پڑھ لیتا ہوں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ارشاد فرمایا: ''**أَخَذَ هٰذَا بِالْحَزْمِ** ابوبکر نے یہ طریقہ احتیاط کی وجہ سے اختیار کیا۔'' اور حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ارشاد فرمایا: ''**اَخَذَ هٰذَا بِالْقُوَّةِ** یعنی عمر نے یہ طریقہ قوت کی بناء پر اختیار کیا۔''

(سنن ابی داود، کتاب الصلوة، باب الوتر قبل النوم، الحديث: ۱۴۳۴، ج ۲، ص ۹۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر اور مریضوں کی عیادت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی غم خوار تھے، اور قلبی طور پر اس قدر رحم دل اور حساس تھے کہ کسی مسلمان کو بڑی مصیبت تو کجا چھوٹی سی تکلیف میں دیکھنا بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گوارا نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کئی ایسے مسلمان غلاموں کو اپنی ذاتی رقم ادا کر کے آزاد کروایا جو اپنے آقا کے ہاتھوں ظلم وستم کا نشانہ بنتے تھے۔ اسی طرح بیمار اصحاب کی غم خواری کرتے ہوئے ان کی عیادت کرنا بھی

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادت میں شامل تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی عیادت کرنے اور اس دوران ہونے والے ایک علمی مکالمے پر مشتمل نفیس ولطیف اور نہایت ہی دلچسپ حکایت پیش خدمت ہے۔ چنانچہ،

خلفاءِ راشدین کا مدنی مکالمہ

ایک بار حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیمار ہوگئے، جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں سے ارشاد فرمایا: ''حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہوگئے ہیں، ہمیں ان کی عیادت کے لیے ضرور جانا چاہیے۔'' یہ سن کر وہ بھی تیار ہوگئے۔ لہٰذا تینوں حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے گھر پہنچے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے مرض میں کمی آچکی تھی اور آپ کی طبیعت بھی کافی بہتر ہو چکی تھی۔ دروازہ کھول کر جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان تینوں بزرگ ہستیوں کو دیکھا تو خوشی سے دل باغ باغ ہوگیا اور انہیں اندر بلالیا۔ تینوں مدنی مہمانوں کو دیکھ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دریائے سخاوت جوش میں آگیا۔ اور ان مبارک مہمانوں کی ضیافت کے لیے اندر تشریف لے گئے تاکہ کچھ کھانے کے لیے لائیں لیکن ان مدنی مہمانوں کی ضیافت کے لیے اس وقت گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ البتہ صرف ایک صاف اور شفاف برتن میں فقط ایک فرد کے لیے تھوڑا سا شہد موجود تھا اور اس میں بھی ایک کالا بال پڑا تھا۔ بہر حال آپ وہی لے کر ان تینوں مبارک مدنی مہمانوں کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور اس شہد والے برتن کو سامنے رکھ دیا۔ جس برتن میں شہد تھا وہ سفید رنگ کا تھا اور اس وقت بہت چمک رہا تھا۔ سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس پرخلوص میزبانی کو دیکھ کر ان تینوں مبارک مدنی مہمانوں کے دل بھی خوشی ومسرت سے جھوم اٹھے۔ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چاروں دوستوں کی اس پیاری محفل کو مزید خوشگوار بنانے کے لیے ارشاد فرمایا:

''لَا یَلِیْقُ الْاَکْلُ قَبْلَ الْمَقَالَۃِ کچھ کہنے سے قبل کھانا لائق نہیں ہے یعنی ہمارے سامنے ایک سفید چمکدار برتن میں تھوڑا سا شہد ہے اور اس میں بھی سیاہ بال ہے، لہٰذا کھانے سے قبل اس تینوں چیزوں یعنی اس برتن، شہد اور سیاہ بال کے بارے میں سب کچھ نہ کچھ گفتگو کریں گے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ مدنی مشورہ سب کو بہت پسند آیا اور سب نے رضامندی کا اظہار کیا۔ البتہ یہ مطالبہ کیا گیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ ہم میں سب سے زیادہ عزیز و مکرم اور ہمارے سردار ہیں لہٰذا گفتگو کی ابتداء آپ ہی سے ہوگی۔ آپ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا:

''اَلدِّیْنُ اَنْوَرُ مِنَ الطَّسْتِ وَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَالشَّرِیْعَۃُ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دین اس برتن سے بھی زیادہ نورانی ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اس شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے، اور شریعت اس بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یوں لب کشائی کی:

''اَلْجَنَّۃُ اَنْوَرُ مِنَ الطَّسْتِ وَنَعِیْمُھَا اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَ الصِّرَاطُ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ یعنی جنت اس برتن سے بھی زیادہ نورانی ہے، اور اس کی نعمتیں اس شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہیں، اور پل صراط اس بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یوں گویا ہوئے:

''اَلْقُرْآنُ اَنْوَرُ مِنَ الطَّسْتِ وَقِرَاءَتُہٗ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَ تَفْسِیْرُہٗ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ یعنی قرآن پاک اس برتن سے بھی زیادہ نورانی ہے، اور اس کی تلاوت اس شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہے، اور اس کی تفسیر اس بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔'' حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے یوں فرمایا:

''اَلضَّیْفُ اَنْوَرُ مِنَ الطَّسْتِ وَ کَلَامُ الضَّیْفِ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَ قَلْبُہٗ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ یعنی میرے

گھر میں تشریف لانے والے مہمان اس برتن سے بھی زیادہ شفاف ونورانی ہیں اور ان کا کلام اس شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے اور ان کا دل اس بال سے بھی زیادہ باریک یعنی نازک ہے۔'' (تفسیر روح البیان، تحت سورۃ الرعد، ج ۴، ص ۳۷۷)

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اللہ میرا حشر ہو بوبکر اور عمر
عثمان غنی وحضرت مولیٰ علی کے ساتھ

پہنچوں مدینے کاش! اس بے خودی کے ساتھ
روتا پھروں گلی گلی دیوانگی کے ساتھ

سیدنا صدیق اکبر کی اپنی بیٹی پر شفقت

حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی غزوہ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ تشریف لائے میں ان کے ساتھ ان کے گھر گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا بخار میں مبتلا ہیں اور لیٹی ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کی عیادت کرتے ہوئے پوچھا ''میری بیٹی! طبیعت کیسی ہے؟'' اور پھر (از راہِ شفقت) ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔ (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الخد، الحدیث: ۵۲۲۲، ج ۴، ص ۴۵۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر اور لواحقین سے تعزیت

تعزیت کا مدنی انداز

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوجاتا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے اولیاء سے تعزیت کرتے تو یوں فرماتے: ''تسکین میں کوئی مصیبت نہیں، رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں، موت اپنے مابعد کے لیے آسان اور ماقبل کے لیے سخت ہے، تم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کو یاد کرو تمہاری مصیبت کم ہوجائے گی اور تمہارا اجر بڑھ جائے گا۔''

(التمہید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید، عبد الرحمن بن قاسم بن محمد، ج۸، ص۹۷)

تعزیت کرنا باعث ثواب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مصیبت زدہ مسلمان سے تعزیت کرنا بھی باعث ثواب ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں تین احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں:

(1) ''جو بندۂ مومن اپنے کسی مصیبت زدہ بھائی کی تعزیت کرے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔'' (سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا، الحدیث: ۱۶۰۱، ج۲، ص۲۶۸)

(2) حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! وہ کون ہے جو تیرے عرش کے سائے میں ہوگا جس دن اُس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا؟'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام)! وہ لوگ جو مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں اور کسی کا بچہ فوت ہوجائے اس سے تعزیت کرتے ہیں۔''

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۴۷۰۶، ج۴، ص۴۸)

(3) ''جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت کرے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت (ساری) دنیا بھی نہیں ہوسکتی۔'' (المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ ہاشم، الحدیث: ۹۲۹۲، ج۶، ص۴۲۹)

تعزیت کرنے کے آداب

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۳۶۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''**بہارِ شریعت**'' جلد اول، حصہ چہارم صفحہ ۸۵۲ پر ہے:

(1) تعزیت مسنون (یعنی سنت) ہے۔ **(2)** تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔ **(3)** دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو یہ اُس وقت ہے کہ اولیائے میّت جزع وفزع نہ کرتے ہوں، ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر ہی کرے۔ **(4)** مستحب یہ ہے کہ میّت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے بڑے مرد وعورت سب کو مگر عورت کو اُس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ تعزیت میں یہ کہے، **اللہ تعالی** میّت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی (یعنی عطا) کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ (مزید تفصیل کے لیے بہارِ شریعت جلد اول، ص ۸۵۲ ملاحظہ کیجئے۔)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

فرامینِ صدیق اکبر

(1) خوش قسمت شخص

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جو ابتدائے اسلام میں (یعنی فتنوں کے سر اٹھانے سے پہلے) دنیا سے چلا گیا۔'' (مسند الفردوس، باب الطاء، الحدیث: ۳۷۴۷، ج ۲، ص ۴۶)

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر و حشر کا ہر غم ختم ہو گیا ہوتا

جاں کنی کی تکلیفیں ذَبح سے ہیں بڑھ کر کاش!
مُرغ بن کے طیبہ میں ذَبح ہو گیا ہوتا
آہ! کثرتِ عصیاں ہائے! خوف دوزخ کا
کاش! اِس جہاں کا میں نہ بَشَر بنا ہوتا

دنیا تو نِری آزمائش ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان میں عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں، واقعی دنیا تو نِری آزمائش ہے، بلکہ جو اس دنیا میں آ گیا یقیناً وہ پھنس گیا۔ اور جو جتنا جلدی ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس سے چلا گیا وہ اتنا ہی فائدے میں رہا۔

چار چیزوں کے سوا دنیا ملعون ہے

سلطان مدینہ قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے، سوائے **اللہ تعالٰی** کے ذکر اور اس چیز کے جو رب تعالٰی کے قریب کردے اور عالم اور طالب علم کے۔'' (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ، الحدیث: ۲۳۲۹، ج۴، ص۱۴۴)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت **مفتی احمد یار خان نعیمی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''جو چیز **اللہ** ورسول سے غافل کردے وہ دنیا ہے یا جو **اللہ** ورسول کی ناراضی کا سبب ہو وہ دنیا ہے۔ بال بچوں کی پرورش، غذا، لباس، گھر وغیرہ۔ (شریعت کی نافرمانی سے بچتے ہوئے) حاصل کرنا سنت انبیاء کرام ہے یہ دنیا نہیں۔''

(مراٰۃ المناجیح، ج۷، ص۱۷)

دولت دنیا سے بے رغبت مجھے کر دیجئے
میری حاجت سے مجھے زائد نہ کرنا مالدار

حسن گلشن میں سراسر ہے فریب اے دوستو
دیکھنا ہے حسن تو دیکھو عرب کے گلزار

کینسر کا مرض ختم ہوگیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فانی لذّتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا جذبہ بڑھانے اور دُنیوی نعمتوں کے سبب ہونے والے حسابِ آخرت سے خود کو ڈرانے، نیکی کی دعوت کا جذبہ پانے، سنتوں پر عمل کرنے، نیکیوں کا ثواب کمانے، دل میں عشقِ رسول کی شمع جلانے کیلئے تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے، اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے کڑھتے رہئے، نمازوں کی پابندی جاری رکھئے، سنتوں پر عمل کرتے رہیے، مدنی انعامات کے مطابق زندگی گزاریئے اور اس پر استقامت پانے کیلئے ہر روز **''فکر مدینہ''** کر کے **مدنی انعامات** کا رسالہ پر کرتے رہیے اور ہر مدنی ماہ کی ابتدائی دس تاریخ کے اندر اندر اپنے یہاں کے دعوت اسلامی کے ذمے دار کو جمع کروا دیجئے اور اپنے اس مدنی مقصد **''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے''** کے حصول کی خاطر پابندی سے ہر ماہ کم از کم تین دن کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے میں عاشقان رسول کے ہمراہ سنتوں بھرا سفر کیجئے۔ ترغیب وتحریص کیلئے ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے۔ چنانچہ **مرکز الاولیاء** (لاہور) کے ایک اسلامی بھائی کا بیان کچھ یوں ہے کہ تقریباً تین سال سے میری امی جان کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں، ہر دو ۲ ماہ بعد ان کے ٹیسٹ ہوتے تھے۔ امی جان کے بڑھتے ہوئے مرض اور روز روز ڈاکٹروں کے پاس چکر لگانے کی پریشانی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ ایسے میں رمضان المبارک ۱۴۳۰ سن ہجری کی تشریف آوری ہوئی اور میں نے عاشقان رسول کے ساتھ اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل کی، وہاں اپنی امی جان کے لیے خوب دعا کی اور مدنی ماحول کی برکت سے عاشقانِ رسول کے ساتھ ۱۲ ماہ مدنی قافلے میں سفر کی نیت کرلی۔ ۱۲ رمضان المبارک کو والدہ کے ٹیسٹ ہوئے اور دو دن بعد جب رپورٹس ملیں تو پڑھ کر میری خوشی کی انتہاء نہ رہی کیونکہ رپورٹس بالکل نارمل تھیں اور تین سال سے کینسر کا جو مرض امّی جان

کی جان نہیں چھوڑ رہا تھا وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرا حسن ظن ہے کہ مدنی قافلے میں ١٢ ماہ سفر کی نیت کرنے کی برکت سے ختم ہو چکا تھا۔

السر وکینسر یا ہو درد کمر
دیگا مولیٰ شفاء قافلے میں چلو
دور بیماریاں، اور پریشانیاں
ہوں بفضلِ خدا، قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) پڑوسی سے جھگڑا مت کرو

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن قاسم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے پڑوسی کو ڈانٹ رہے تھے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا: ''اپنے پڑوسی کے ساتھ جھگڑا مت کرو کیونکہ یہ تو یہیں رہے گا لیکن جو لوگ تمہاری لڑائی کو دیکھیں گے وہ یہاں سے چلے جائیں گے اور مختلف قسم کی باتیں بنائیں گے۔''

(کنز العمال، کتاب الصحبة، باب في حقوق تتعلق بصحبة الجار، الحدیث: ٢٥٥٩٩، ج٥، الجزء: ٩، ص٧٩)

پڑوسی کے حقوق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام میں پڑوسی کے حقوق کی بہت اہمیت ہے۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پڑوسیوں کے اس قدر حقوق بیان فرمائے کہ ایسے لگا جیسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔ (المعجم الکبیر، محمد زیاد الالھانی عن ابی امامة، الحدیث: ٧٥٢٣، ج٨، ص١١١)

تین احادیث مبارکہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی پڑوسی کے ساتھ جھگڑنے والے شخص کو کس طرح احسن انداز میں نیکی کی دعوت پیش کی، اور واقعی عموماً ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ جب پڑوسی آپس میں کسی بات پر جھگڑتے ہیں تو سراسران ہی کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ لڑائی کے بعد بھی انہیں ایک ساتھ ہی رہنا ہے، اور ان کا آپس میں جھگڑا کرنا دیگر لوگوں کے لیے تماشا بن جاتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں پڑوسی کے کئی حقوق بیان کیے گئے ہیں چنانچہ تین احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں:

(1) ''بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی کو اپنی شرارتوں سے محفوظ نہ رکھے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی الشیخ المجھول۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۳۰۲۷، ج۸، ص۱۴۵)

(2) ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۷، ص۴۴)

(3) ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بہترین رفیق وہ ہے جو اپنے دوستوں کے لئے زیادہ بہتر ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لئے زیادہ بہتر ہو۔''

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حق الجوار، الحدیث: ۱۹۵۱، ج۳، ص۳۷۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3) رونے جیسی صورت ہی بنالو

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جو رونے کی طاقت رکھتا ہو اسے رونا چاہیے ورنہ رونے جیسی صورت ہی بنالے۔''

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ، الحدیث: ۸۰۶، ج۱، ص۴۹۳)

اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۶۱۶ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان سنت'' جلد دوم، باب ''نیکی کی دعوت'' صفحہ ۲۸۰ پر شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مذکورہ بالا فرمان ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! یقیناً اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے، دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۱۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''فضائل دعا'' صفحہ ۸۱ پر دعا کی قبولیت کے آداب میں ادب نمبر ۳۳ ہے: (دعا کے دوران) ''آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ دلیل اجابت (یعنی قبولیت کی دلیل) ہے۔ رونا نہ آئے تو رونے کا سامنہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک (یعنی اچھی) ہے۔'' دعا کے بیان کردہ ادب کی شرح میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ (رونے جیسی) صورت بنانا بہ نیت **تَشَبُّہ** (یعنی رونے والوں کی نقالی) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور (یعنی بارگاہِ الٰہی میں) ہے نہ کہ اوروں کے دکھانے کو کہ وہ (یعنی لوگوں کو دکھانے کیلئے کرنا) ریا ہے اور حرام، یہ نکتہ یاد رہے۔

ندامت سے گناہوں کا اِزالہ کچھ تو ہو جاتا
مجھے رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4) سحری کا وقت

حضرت سیدنا سالم بن عبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھ سے

فرمایا کرتے تھے: ''میرے اور فجر (یعنی طلوع صبح صادق) کے مابین کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں سحری کر لوں۔'' یعنی سحری کا وقت ختم ہو تو بتانا۔ حضرت سیدنا ابوقلابہ اور حضرت سیدنا ابوسفر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''میرے سحری کرنے تک دروازہ بند کر دو۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۷۵)

(5) چھوٹی سی تکلیف پر بھی اجر

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ بھی منقول ہے کہ ''بلا شبہ مسلمانوں کو ہر چیز پر اجر دیا جاتا ہے حتی کہ چھوٹی سی مصیبت اور تسمے کے ٹوٹنے پر بھی نیز اس مال پر بھی جو اس کی آستین میں پڑا ہوا ہو پھر وہ مسلمان اسے ڈھونڈتا پھرے اور اسے اس مال کے گم ہونے کا اندیشہ ہو پھر اسے ذہن پر زور دے کر حاصل کرے۔''

(الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۶۵، ص ۱۳۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی ہر طرح کی دُنیوی تکلیف ومصیبت پر صبر کر کے اجر حاصل کرنا چاہیے کیوں کہ آفات وبلیات یعنی بلائیں اور آفتیں، گناہوں کے کفّارے اور باعثِ ترقیِ درجات ہوتی ہیں۔ چنانچہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہ نبوت، پیکر جود وسخاوت، سراپا رحمت ورافت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا فوری طور پر اسے دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔''

(مسند امام احمد، مسند المدینین، حدیث عبد اللہ بن مغفل المزنی، الحدیث: ۱۶۸۰۶، ج ۵، ص ۶۳۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6) پہلے ہماری بھی یہی حالت تھی

حضرت سیدنا ابو صالح رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں اہل یمن کا ایک وفد حاضر ہوا جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگے۔ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''پہلے ہماری بھی یہی حالت تھی لیکن اب دل سخت ہو گئے ہیں۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب ما قالوا فی... الخ، الحدیث: ۳، ج ۸، ص ۲۹۶)

سیدنا امام غزالی کی تشریح

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''تمہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دل عربی بدوؤں کے دلوں سے زیادہ سخت تھا یا آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے کلام سے اس قدر محبت نہ تھی جس قدر اُن کو تھی۔ بلکہ دل پر بار بار گزرنے سے آپ اس کے عادی ہوگئے تھے اور اس کا اثر کم معلوم ہوتا تھا۔ کیوں کہ کثرت سماع (بار بار سننے) کی وجہ سے اس سے اُنس حاصل ہوگیا تھا کیونکہ عادتاً یہ بات محال ہے کہ کوئی سننے والا قرآن پاک کی آیت سنے جو پہلے نہ سنی اور اس پر روئے اور بیس ۲۰ سال تک اسے بار بار پڑھ کر روتا رہے اور پہلی اور آخری حالت میں کوئی فرق نہ ہو۔ ہاں کوئی نئی بات ہو تو متاثر ہوگا کیونکہ کہ ہر نئی چیز میں لذت ہوتی ہے اور ہر نئی بات کا ایک صدمہ ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جس سے الفت ہو اس کے ساتھ انس ہوتا ہے جو صدمہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو زیادہ طواف سے منع کر دیں اور ارشاد فرمایا: ''مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ اس گھر (خانۂ کعبہ) سے مانوس نہ ہو جائیں اور یوں اس کی وقعت کم ہو جائے۔'' جو شخص حج کرنے آتا ہے اور پہلی مرتبہ خانۂ کعبہ کو دیکھتا ہے وہ روتا ہے اور چلاتا ہے اور بعض اوقات بے ہوش بھی ہو جاتا ہے جب اس کی نگاہ بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے اور بعض اوقات وہ مہینہ بھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرتا ہے تو وہ بات اپنے دل میں نہیں پاتا۔

(احیاء العلوم، کتاب آداب السماع والوجد، ج ۲، ص ۳۶۹)

صاحب حلیۃ الاولیاء کی وضاحت

حضرت سیدنا امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرمان ''دل سخت ہوگئے'' سے مراد یہ ہے کہ دل مضبوط اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت سے مطمئن ہوگئے۔''

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۷۵، ج ۱، ص ۶۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(7) ذکر اللہ سے غفلت کا انجام

حضرت سیدنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک بڑے پروں والا کوا پیش کیا گیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے پروں کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا: ”کوئی شکار اس وقت تک شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کوئی درخت اس وقت تک کاٹا جاتا ہے جب تک کہ **ذکر اللہ** سے غافل نہ ہو جائے۔“ (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۱، ج۸، ص۱۴۶، الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۶۷، ص۱۳۹)

دلوں کا اطمینان اللہ کی یاد میں ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ساری دنیا میں ایک عالمگیر بے چینی پائی جا رہی ہے کوئی ملک، کوئی شہر، اور کوئی گاؤں بلکہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بدامنی اور بے چینی نہ پائی جاتی ہو، آج ہر شخص بے چینی کا شکار نظر آ رہا ہے۔ آہ! نادان انسان شراب و کباب کی محفلوں، سینما گھروں کی گیلریوں، ڈرامہ گاہوں اور نجانے کون کونسے جنسی و رومانی ناولوں کے مطالعہ میں سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ آخر سکون کہاں ملے گا؟ آیئے قرآن سے سوال کرتے ہیں، اے **اللہ تعالٰی** کے سچے اور پاکیزہ کلام تو ہی ہماری رہنمائی فرما اور ہمیں ارشاد فرما کہ سکون کہاں ملتا ہے؟ جب ہم نے قرآن مجید کی خدمت میں استفسار کیا تو جواب ملا: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴾ (پ۱۳، الرعد: ۲۸) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”سن لو **اللہ** کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔“ گویا یہ بے چینی اور بے اطمینانی **ذکر اللہ** سے غفلت کی وجہ سے ہے **اللہ تعالٰی** کا ذکر دل کی غذا ہے اور دل اگر اپنی غذا نہ پائے تو بے چین نہ ہو تو کیا ہو؟ معلوم ہوا کہ یہ پریشانیاں اور حیرانیاں محض **اللہ تعالٰی** کے ذکر سے غفلت کے باعث ہیں۔

محبت میں اپنی گما یا الٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی

رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں
پلا جام ایسا پلا یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8) رضائے الٰہی کے سبب دعا قبول

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر کی جائے قبول ہوجاتی ہے۔'' (الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم: ۵۷۴، ص ۱۴۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل عموماً لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، رو رو کے دعائیں کرتے ہیں تو بھی قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن یاد رکھیے کہ دعا مانگنے کے بھی کچھ آداب ہیں، دعا کی قبولیت کے بھی اسباب ہیں۔ دعا کے تفصیلی آداب جاننے کے لیے **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۲۶ صفحات پر مشتمل، اعلی حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا نقی علی خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی کتاب ''فضائل دعا'' کا مطالعہ فرمائیے۔

صدیق اکبر سے منقول دعائیں

(1) صبح وشام مانگی جانے والی دعا

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صبح وشام ایک دعا مانگا کرتے تھے اور وہ دعا یہ ہے: ''**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي آخِرَهُ وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ وَخَيْرَ اَيَّامِي يَوْمَ اَلْقَاکَ** یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری عمر، عمل اور میرے ایام زندگی کی بھلائیوں کو میری عمر کے خاتمے والے دن تک باقی رکھ جب میں تجھ سے ملاقات کروں گا۔'' عرض کی گئی: ''اے ابوبکر! آپ کو یہ دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو صحابی رسول ہیں، ثانی اثنین فی الغار ہیں۔'' فرمایا:

''بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی پوری زندگی جنتیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے لیکن اس کا خاتمہ جہنمیوں والے عمل پر ہوجاتا ہے، اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی پوری زندگی جہنمیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے لیکن اس کا خاتمہ جنتیوں والے عمل پر ہوجاتا ہے۔'' (یعنی ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو)

(کنزالعمال، کتاب الایمان، الباب الاول، الفصل السابع، الحدیث: ۱۵۳۷، ج ۱، الجزء: ۱، ص ۱۷۶)

(2) جنازہ پڑھانے کے بعد دعا

حضرت سیدنا ابو مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کسی میت کا جنازہ پڑھا لیتے تو یوں دعا فرماتے: ''**اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ اَسْلَمَهُ الْأَھْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِیْرَۃُ وَالذَّنْبُ عَظِیْمٌ وَأَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیرے اس بندے کو اس کے اہل وعیال، مال ومتاع اور دیگر رشتہ داروں نے بے یار ومددگار چھوڑ دیا ہے اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں لیکن تو غفور رحیم ہے۔'' (اس کے تمام گناہوں کو بخش دے)

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی الصلاۃ علی الجنازۃ، الحدیث: ۵، ج ۳، ص ۱۷۷)

(3) جنات النعیم کے اعلیٰ درجات

حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی دعا میں یہ فرمایا کرتے تھے: ''**اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ فِیْ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَا تُعْطِیْنِیْ الْخَیْرَ رِضْوَانَکَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اسی شے کا سوال کرتا ہوں جو میری عاقبت کے لیے اچھی ہو۔ اے **اللہ**! تو جو بھی مجھے بھلائی عطا فرما اس کا انجام اپنی خوشنودی اور جنات النعیم کے اعلیٰ درجات بنادے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، الحدیث: ۵۰۲۶، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۲۸۴)

(4) اشیاء میں تمام نعمت کا سوال

حضرت سیدنا عبد العزیز بن ابو سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عنہ یوں دعا کیا کرتے تھے: ''اَسْاَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فِي الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا، وَالشُّكْرُ لَكَ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرْضٰى وَبَعْدَ الرِّضَا وَالْخِيَرَةُ فِي جَمِيْعِ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ الْخِيَرَةُ بِجَمِيْعِ مَيْسُوْرِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا لَا بِمَعْسُوْرِهَا يَا كَرِيْمُ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تمام اشیاء میں تمامِ نعمت (یعنی جنت میں داخلے اور جہنم سے آزادی) کا سوالی ہوں، اور اس پر مجھے اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما حتی کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے، اور اے رب کریم! مجھے جتنے بھی بھلائی والے کام ہیں ان تمام کی خیر بغیر کسی مشکل کے آسانی کے ساتھ عطا فرما۔''

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، الحدیث: ۵۰۳۱، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۲۸۵)

(5) ایمان کامل، یقین صادق کی دعا

حضرت سیدنا ابو یزید مدائنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعا میں یہ کلمات بھی ہوتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ إِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَمُعَافَاةً وَنِيَّةً یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے ایمان کامل، یقین صادق، تمام آفات وبلیات سے حفاظت اور سچی نیت عطا فرما۔''

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، الحدیث: ۵۰۲۸، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۲۸۵)

(6) حرام سے حفاظت کی دعا

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنَا مِنْ فَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنے حلال کے سبب حرام سے غنی فرما اور اپنے فضل کے سبب اپنے ماسوا سے غنی فرما۔''

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، الحدیث: ۵۰۲۹، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۲۸۵)

(7) رحمت الٰہی کا سوال

حضرت سیدنا عبد العزیز بن ابو سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

اس طرح دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ لَا تَنَالُ مِنْکَ اِلَّا بِالْخُرُوْجِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا سوال کرتا ہوں جو تو اپنی راہ میں نکلنے والوں کو عطا فرماتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، الحدیث: ۵۰۳۰، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۲۸۵)

(8) مجھ پر حق کو واضح فرما

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے: ''اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنِی اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنِی الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنِی اجْتِنَابَہٗ وَ لاَ تَجْعَلْہُ مُتَشَابِھًا عَلَیَّ فَاَتَّبِعَ الْھَوٰی یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر حق کو واضح فرما اور مجھے اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل کو میرے سامنے واضح فرما اور مجھے اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما اور اسے میرے لئے مشتبہ نہ بنا کہ میں خواہشوں کی پیروی کرنے لگوں۔''

(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، بیان حقیقۃ المراقبۃ ودرجاتھا، ج ۵، ص ۱۳۴)

صدیق اکبر کی مختلف وصیتیں

(1) دس باتوں کی وصیت

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ملک شام کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس پر سیدنا یزید بن ابو سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر مقرر کیا اور ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں: (۱) کسی عورت کو قتل نہ کرنا (۲) کسی بچے کو قتل نہ کرنا (۳) بوڑھے کو بھی قتل نہ کرنا (۴) پھل دار درخت نہ کاٹنا (۵) آبادی کو خراب نہ کرنا (۶) کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں (یعنی ایڑیوں کے اوپر موٹے پٹھے) نہ کاٹنا صرف کھانے کے لیے کاٹنی ہوں تو اجازت ہے (۷) کھجور کے درخت نہ اکھاڑنا (۸) نہ ہی انہیں جلانا (۹) خیانت نہ کرنا (۱۰) کہیں بھی بزدلی نہ دکھانا۔''

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الجهاد، باب عقر الشجر بارض العدو، الحدیث: ۹۴۳۷، ج ۵، ص ۱۳۶، تاریخ الخلفاء، ص ۷۶)

(2) دنیا سے بقدرِ ضرورت ہی لینا

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۸۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''اَلزُّھْدُ وَ قَصْرُ الْاَمَل'' صفحہ ۲۷ پر ہے: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے دنیا کو پھیلا دیا ہے تو تم اس میں سے بقدرِ ضرورت ہی حصہ لینا۔''

(3) صبح وشام اللہ کے ذمہ کرم پر

حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: حضور! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان! اللہ سے ڈرو اور جان لو عنقریب تمہیں فتوحات حاصل ہونگیں، البتہ میں یہ نہیں جانتا کہ اس سے جو تمہیں حصہ ملے گا تم اسے اپنے کام میں لاؤ گے یا ضائع کردو گے؟ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ جس نے پنجگانہ نمازیں ادا کیں وہ صبح وشام اللہ کے ذمہ کرم پر ہوتا ہے اور جو اللہ کے ذمہ کرم پر ہیں ان میں سے کسی کو قتل نہ کرنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کو نوچ ڈالو پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نام محمد پر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام نامی اسم گرامی سن

کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ومستحب اور باعث رحمت وبرکت ہے، نیز ایسا کرنا حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ،

صدیق اکبر نے انگوٹھے آنکھوں پر لگائے

حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی حضرت سیدنا ابن عیینہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار دس محرم الحرام کو **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مسجد نبوی میں ایک ستون کے قریب تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے برابر بیٹھے تھے۔ مؤذن رسول حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اذان دینا شروع کی اور جب انہوں نے ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ**'' کہا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا: ''**قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ!**'' جب حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اذان دے چکے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوبکر! جو شخص ایسا کرے جیسا تم نے کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔''

(روح البیان، الاحزاب: ۵۷، ج۷، ص ۲۲۹)

سیدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے انگوٹھے چومے

جب حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جنت میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ وہ آپ کی صلب میں ہیں اور آخری زمانے میں ظہور فرمائیں گے۔ پھر حضرت سیدنا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی چمکایا، تو اس نور نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح پڑھی، اسی لیے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جمالِ محمدی کو حضرت سیدنا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرا، پس یہ سنت آپ کی اولاد میں جاری ہوئی۔ سیدنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جب یہ واقعہ ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اذان میں میرا نام سنے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو ایسا شخص کبھی اندھا نہ ہوگا۔'' (تفسیر روح البیان، الاحزاب: ۵۶، ج۷، ص۲۲۹)

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کے فضائل وبرکات

(1) شفاعت رسول کا حق دار

علامہ دیلمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آنکھوں پر انگوٹھے لگانے کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْہِ شَفَاعَتِي** یعنی جو شخص میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لیے حلال ہوگئی۔'' (المقاصد الحسنہ للسخاوی، حرف المیم، الحدیث: ۱۰۲۱، ص۳۹۰، کشف الخفاء، حرف المیم، الحدیث: ۲۲۹۴، ج۲، ص۱۸۴)

(2) آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی

امام سخاوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مؤذن سے ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ**'' سن کر کہے: ''**مَرْحَبًا بِحَبِیْبِي وَقُرَّۃُ عَیْنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہ**'' پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔''

(المقاصد الحسنہ للسخاوی، حرف المیم، الحدیث: ۱۰۲۱، ص۳۹۱)

(3) نام نامی مصیبت میں کام آگیا

حضرت فقیہ محمد بن نسیابا رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بار آندھی چلی تو ان کی آنکھ میں چھوٹا سا پتھر چلا گیا، اسے نکالنے کی کوشش کرتے تو شدید درد ہوتا، جب مؤذن نے ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ**'' کہا تو یہ کلمات سن کر آپ نے ''**مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللہ**'' کہا، پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے تو اس کی برکت سے فوراً وہ پتھر آنکھ سے نکل گیا اور آپ کو اس آزمائش سے نجات مل گئی۔

(المقاصد الحسنہ للسخاوی، حرف المیم، الحدیث: ۱۰۲۱، ص ۳۹۱)

تمہارا	نام	مصیبت	میں	جب	لیا	ہوگا
ہمارا	بگڑا	ہوا	کام	بن	گیا	ہوگا

(4) انگوٹھے چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا

حضرت سیدنا زاہد بلالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے کہ سیدنا امام حسن رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''جو شخص مؤذن سے ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ**'' سن کر کہے: ''**مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللہ**'' پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔''

(المقاصد الحسنہ للسخاوی، حرف المیم، الحدیث: ۱۰۲۱، ص ۳۹۱)

(5) جنت میں سرکار کے پیچھے پیچھے

حضرت علامہ ابن عابدین شامی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''اذان میں پہلی مرتبہ ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ**'' سننے پر ''**صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ!**'' کہنا اور دوسری مرتبہ ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ**'' سننے

پر ''**قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللہِ**'' کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے: ''**اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِی بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ**'' تو ایسا کرنے والے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔'' (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، فی کراھۃ تکرار۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۸۴)

(6) جنت کی صفوں میں داخلہ

علامہ ابن عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جو شخص اذان میں ''**اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ**'' سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے تو ایسے شخص کے لیے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ میں اس کا قائد بنوں گا اور اسے جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔''

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج ۲، ص ۸۴)

(7) انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کی برکت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عشاق تو آج بھی نام نامی اسم گرامی کو چوم کر آنکھوں پر لگانے کی برکتیں لوٹ رہے ہیں، اسی ضمن میں ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے۔ چنانچہ بابُ المدینہ (کراچی) کے علاقے ملیر ہالٹ کے ایک ذمہ دار اسلامی بھائی کا بیان کچھ یوں ہے: ''۲۹ رمضان المبارک ۱۴۲۸ سن ہجری کی بات ہے، عالمی مَدَنی مرکز **فیضان مدینہ** باب المدینہ کراچی میں اجتماعی اعتکاف کے پر کیف مناظر تھے اور نمازِ فجر کے بعد معتکفین اسلامی بھائی شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دیدار کی برکتیں لُوٹ رہے تھے۔ اعتکاف کے جدول کے مطابق شجرہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ پڑھا جانے لگا تو میں پہلی صف میں آکر بیٹھ گیا۔ سب اسلامی بھائی مل کر بلند آواز سے شجرہ عالیہ قادریہ رضویہ کے منظوم دعائیہ اشعار پڑھ رہے تھے جب سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر مبارک آیا تو میں نے اپنے **انگوٹھے** چوم کر آنکھوں سے

لگائے۔ یکایک مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی، سر کی آنکھیں کیا بند ہوئیں میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ میں نے دیکھا کہ امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ہمراہ شجرہ شریف پڑھنے والے تمام اسلامی بھائی سنہری جالیوں کے روبرو حاضر ہیں۔ ہمارے مَدَنی آقا، دوعالم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں اپنے عشاق کو شربتِ دیدار پلا رہے ہیں۔ حاضرین شجرہ عالیہ کے دُعائیہ اشعار پڑھ رہے تھے اور ہمارے میٹھے میٹھے آقا مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دست پرانوار بلند کئے ان دعائیہ اشعار پر آمین فرمار ہے تھے۔'' سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

آنکھوں کا تارا نام محمد
دل کا اُجالا نام محمد

دولت جو چاہو دونوں جہاں کی
کرلو وظیفہ نام محمد

رکھو لحد میں جس دم عزیزو
مجھ کو سنانا نام محمد

پوچھے گا مولا ہے لایا کیا کیا
میں یہ کہوں گا نام محمد

اپنے جمیل رضوی کے دل میں
آجا سما جا نام محمد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تیسرا باب

ہجرتِ صدیق اکبر

ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ اور اس سے متعلقہ واقعات

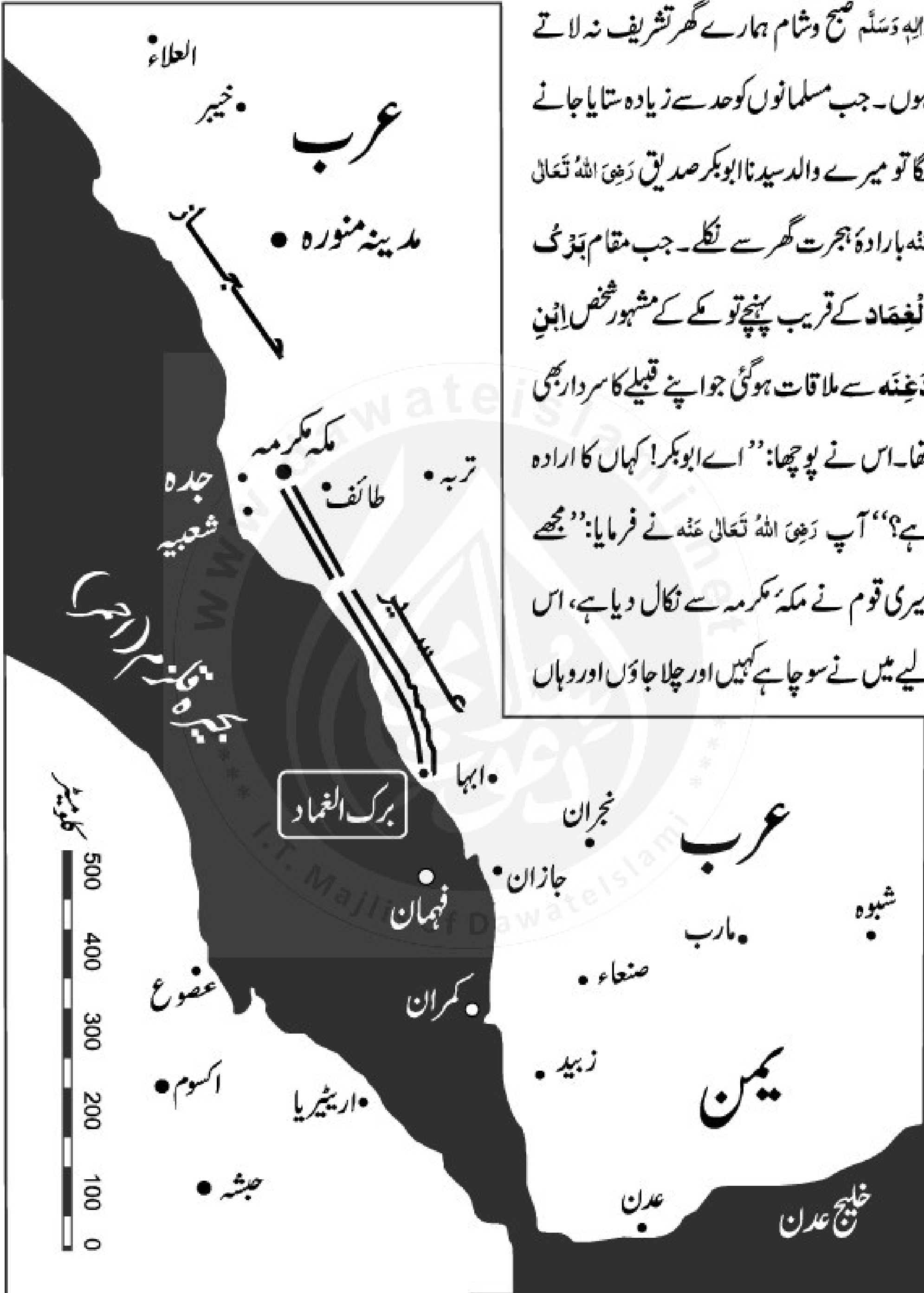
صدیق اکبر اور ہجرتِ حبشہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کفارِ مکہ اور اہلِ قریش حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانی دشمن ہو چکے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے رہنا ان کا وطیرہ بن چکا تھا۔ مسلمان چونکہ تعداد کے لحاظ سے بہت ہی تھوڑے تھے اور ان تکلیفوں کا سامنا کرنا ان کے بس میں نہیں تھا، اس لیے حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ان جاں نثاروں اور اسلام کے فدائیوں کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے قریبی ملک حبشہ ہجرت کر جائیں کیونکہ حبشہ عربوں کے لیے کوئی نیا ملک نہیں تھا بلکہ قریش کی وہ ایک قدیم تجارت گاہ تھی۔ اس کے علاوہ حبشہ کے تاجروں نے قریش کے تاجروں کو کئی طرح کی تجارتی سہولتیں اور مراعات بھی دے رکھی تھیں، اپنے انہی پرانے مراسم اور تجارتی تعلقات کے حوالے سے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس ہجرت حبشہ کا ایک فائدہ تو یہ تھا کہ مسلمان وہاں کے انصاف پسند اور عادل حکمران کے پاس جا کر کفارِ مکہ کے مظالم سے ممکنہ حد تک محفوظ ہو جائیں گے اور ساتھ ہی مسلمان اس ملک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی ادا کرتے رہیں گے جس سے مسلمانوں کی اَفرادی قوت میں اضافہ ہوگا۔ بہرحال مسلمان آہستہ آہستہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے لگے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی ۵ بعثت نبوی بمطابق ۶۱۴ء ہجرت حبشہ کا ارادہ فرمایا اور گھر سے ہجرت کے لیے نکل پڑے۔ اگرچہ ہجرت مکمل نہ کی لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہجرتِ حبشہ کا واقعہ نہایت ہی دلچسپ ہے۔ چنانچہ،

میرے رب کی امان ہی کافی ہے

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دینِ اسلام سے مشرف پایا، اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صبح وشام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔ جب مسلمانوں کو حد سے زیادہ ستایا جانے لگا تو میرے والد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارادۂ ہجرت گھر سے نکلے۔ جب مقام **بَرْکُ الْغِمَاد** کے قریب پہنچے تو مکے کے مشہور شخص **اِبْنِ دَغِنَہ** سے ملاقات ہوگئی جو اپنے قبیلے کا سردار بھی تھا۔ اس نے پوچھا: ''اے ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے میری قوم نے مکۂ مکرمہ سے نکال دیا ہے، اس لیے میں نے سوچا ہے کہیں اور چلا جاؤں اور وہاں



جا کے سکون سے اپنے رب کی عبادت کروں۔'' اِبْنِ دَغِنَہ چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت وشرافت سے اچھی طرح واقف تھا، فوراً سمجھ گیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ کفار مکہ نے زیادتی کی ہے لہٰذا اس نے فرط محبت سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''اے ابوبکر! تم کہیں نہیں جاؤ گے، تمہارے جیسا آدمی نہ تو کسی کو گھر سے نکال سکتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے گھر سے نکالا جاسکتا ہے کیونکہ تم فقراء کی مدد، رشتہ داروں سے حسن سلوک، بیکسوں کی کفالت، مہمانوں کی میزبانی اور راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی بہت مدد کرتے ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہیں اپنی امان میں رکھوں گا۔ واپس چلو اور اپنے ہی علاقے میں اپنے رب کی عبادت کرو۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اِبْنِ دَغِنَہ کی درخواست پر اس کے ساتھ ہی مکۂ مکرمہ واپس آگئے۔ جب شام ہوئی تو اِبْنِ دَغِنَہ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے پاس گیا اور ان کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: ''بڑے افسوس کی بات ہے! ابوبکر جیسے شریف شخص کو تم نے شہر چھوڑنے پر مجبور کردیا، ایسے عظیم لوگوں سے شہروں کو بسایا جاتا ہے نہ کہ انہیں شہر بدر کیا جاتا ہے۔ یاد رکھو! میرے ہوتے ہوئے ایسا شخص نہ تو خود شہر چھوڑ کر جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی میں ہمت ہے کہ اسے شہر سے باہر نکلنے پر مجبور کرے۔ ارے کم بختو! سوچو، تم ایک ایسے عظیم شخص کو شہر سے نکالنا چاہتے ہو جو فقیروں کی مدد، رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور مصائب وآلام میں لوگوں کی مدد کرتا ہے۔'' اِبْنِ دَغِنَہ کی اس سرزنش پر قریش کے سرداروں میں سے کسی کو انکار کی جرأت نہ ہوئی البتہ انہوں نے یہ کہنے کی جسارت ضرور کی کہ ''اے اِبْنِ دَغِنَہ! ٹھیک ہے ہم تمہارے کہنے پر ابوبکر کو شہر بدر ہونے پر مجبور نہیں کریں گے لیکن ہماری بھی ایک شرط ہے وہ یہ کہ تم ابوبکر سے کہہ دو اپنے رب کی عبادت، نماز وغیرہ جو کچھ بھی کرنا ہے صرف اپنے گھر میں ہی کرے اور ہاں! اسے جو کرنا ہے آہستہ آواز میں کرے تاکہ ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ اس کی عبادت وغیرہ کو دیکھ کر کہیں ہمارے بیوی بچے فتنے میں مبتلا نہ ہوجائیں۔'' اِبْنِ دَغِنَہ نے ان کی یہ شرط قبول کرلی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی اس معاہدے سے آگاہ کردیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چند دنوں تک ویسا ہی کیا لیکن اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی نے

گوارا نہ کیا کہ چھپ کر عبادت و ریاضت کروں لہٰذا آپ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی اور اس میں نماز کی ادائیگی و قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ شروع کردی۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے گرد جمع ہوجاتے اور خوش ہوکر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عبادت و ریاضت کو بڑے انہماک سے دیکھتے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی رقیق القلب تھے، جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو بے اختیار رونے لگ جاتے۔ سردارانِ قریش نے جب اپنی عورتوں اور بچوں کی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عبادت و ریاضت میں دلچسپی دیکھی تو غصے سے تلملا اٹھے اور فوراً **اِبْنِ دَغِنَہ** کو بلایا۔ جب وہ ان کے پاس گیا تو کہنے لگے: ''اے **اِبْنِ دَغِنَہ** دیکھو! ہم نے تمہاری وجہ سے ابوبکر کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر عبادت وغیرہ کرتا رہے مگر وہ تو حد سے بڑھ گیا ہے، اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بھی بنالی ہے اور ہمارے معاہدے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وہ جو کرے گا آہستہ آواز سے کرے گا لیکن اب تو اس نے بلند آواز سے قرآن کی تلاوت بھی شروع کردی ہے اور اس سے ہمارے بچوں اور عورتوں کے گمراہ ہوجانے کا خطرہ ہے۔ اب ہم صرف تمہاری وجہ سے اسے آخری وارننگ دے رہے ہیں کہ اگر وہ اپنی عبادت وغیرہ اپنے گھر ہی میں کرسکتا ہے تو ٹھیک! ورنہ وہ تمہاری امان سے نکل جائے گا۔'' **اِبْنِ دَغِنَہ** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اے ابوبکر! میں نے تم سے کفار قریش کی طرف سے جو معاہدہ کیا تھا وہ یقیناً تمہیں یاد ہوگا، اب تمہارے پاس صرف دو آپشن ہیں: ایک تو یہ کہ تم اس معاہدے کی پاسداری کرو اور جیسا قریش کہتے ہیں ویسا ہی کرو۔ دوسرا یہ کہ اگر تم ایسا نہیں کرسکتے تو پھر میری طرف سے معذرت قبول کرو، میں تمہارے معاملے میں کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ میں بھی ایک سردار ہوں مجھے یہ گوارا نہیں کہ میرے متعلق اہل عرب یہ کہیں کہ **اِبْنِ دَغِنَہ** نے کسی شخص کے معاملے میں معاہدہ کیا تھا لیکن اس کی بات کی کوئی اہمیت نہ رہی۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ٹھیک ہے! مجھے تمہاری امان کی کوئی ضرورت نہیں، میرے لیے میرے رب کی امان ہی کافی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۱)

حبشہ کی دو ہجرتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حبشہ کی جانب دو ہجرتیں کی گئیں، پہلی ہجرت پانچ بعث نبوی کو ہوئی، اس میں بارہ صحابہ کرام اور پانچ صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم شامل تھیں۔ جبکہ دوسری ہجرت حبشہ بعثت نبوی کے پانچویں سال کے آخر میں یا چھٹے سال کے شروع میں کی گئی، اس ہجرت میں تراسی صحابہ کرام اور گیارہ قرشی اور سات غیر قرشی صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے شرکت کی، بعض علماء کرام نے فرمایا کہ اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد مذکورہ بالا تعداد سے زائد تھی۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۹۷ تا ۹۸)

تاریخ اسلام کا ایک منفرد اور عجیب واقعہ

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ کے بعد قریش نے حبشہ کے بادشاہ سیدنا نجاشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دربار میں ان اہل ایمان کو واپس لانے کے لیے سفارتی رابطہ کیا، دونوں طرف سے رابطے میں حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شامل تھے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر خصوصی کرم فرمایا اور انہوں نے نجاشی بادشاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اور دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوکر درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ اس طرح یہ تاریخ اسلام کا ایک منفرد اور عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ صحابی حضرت سیدنا عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تابعی یعنی حضرت سیدنا نجاشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ، ج ۱، ص ۵۰۲ ملخصا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حبشہ کی ان دونوں ہجرتوں کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ارشاد فرمایا تو جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینۂ منورہ ہجرت کر گئے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوگئے۔

صدیق اکبر اور ہجرتِ مدینہ

ہجرتِ رسول اللہ میں حکمت

حضرت سیدنا احمد بن محمد قسطلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ہجرت مدینہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم اس لیے ارشاد فرمایا کہ اشیاء آپ کے ذریعے مشرف ہوں نہ یہ کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے ذریعے شرف حاصل کریں، اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ مکرمہ ہی میں رہتے اور وہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوتا تو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ مکہ مکرمہ کی وجہ سے آپ کو شرف حاصل ہوا کیونکہ مکہ مکرمہ کو حضرت سیدنا ابراہیم و اسماعیل عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ذریعے شرف حاصل ہو چکا تھا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارادہ فرمایا کہ آپ کا شرف ظاہر ہو تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا، جب آپ نے اس کی طرف ہجرت فرمائی تو وہ مدینہ طیبہ آپ کے ذریعے مشرف ہو گیا حتی کہ اس بات پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اعضاء مبارکہ سے مس ہے وہ تمام مقامات حتی کہ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔''

(المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، ھجرتہ، ج ۱، ص ۱۴۵، فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۱۱)

ہجرت مدینہ کس تاریخ کو ہوئی؟

امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''بیعت عقبہ کے تین مہینے بعد یا اس کے قریب قریب نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرت فرمائی۔'' اور امام ابن اسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یکم ربیع الاول (۶۲۲ء) جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ سے نکل کر غار ثور میں تشریف لے گئے۔ غار ثور میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہ کے ساتھ تین راتیں یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی راتیں قیام فرمایا۔ وہاں سے پیر کی رات ۵ ربیع الاول کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، ھجرتہ، ج ۱، ص ۱۴۵، سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۱)

مقامِ ہجرت کا تعین

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! مجھے تمہاری ہجرت کا علاقہ دکھایا گیا ہے، مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے جہاں تم نے بسیرا کرنا ہے وہاں دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ایک نخلستان ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۲)

ہجرت کے لیے مدینہ ہی کا تعین کیوں؟

نبوت کے تیرہویں سال ہجرت اور اس کے ابتدائی واقعات رونما ہوئے، کفار قریش کے ظلم وستم کے سبب حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس انتظار میں رہے کہ **اللہ تعالٰی** کوئی ایسا سبب پیدا فرما دے اور کوئی ایسی قوم مل جائے جو دین اسلام کی ناصر ومؤید ہو اور دین اسلام کے دشمنوں کے معارض ومتصادم رہے۔ اسی لیے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مختلف قبائل عرب کے مجمعوں میں تشریف لے جاتے اور انہیں دین اسلام کی دعوت دیتے، لیکن وہ صاف جواب دیتے کہ اگر آپ کے قبیلے کے لوگ آپ کو تسلیم کر لیں تو ہم بھی تسلیم کر لیں گے۔ بہر حال مختلف وفود آتے اور مختلف تبصرے کرتے اور چلے جاتے، ایک بار حج کے موسم میں خزرج قبیلے کا ایک مدنی قافلہ مکہ مکرمہ آیا، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِنہیں اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت کا عہد قبول کر کے مدینۂ منورہ کی طرف لوٹ گئے اس کو '**بیعت عقبہ اولیٰ**' کہتے ہیں، کیونکہ یہ بیعت مِنٰی کی پہاڑی میں عقبہ کے قریب ہوئی جسے جمرۃ العقبہ بھی کہتے ہیں۔ جب یہ مبارک جماعت مدینہ منورہ پہنچی تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذکر مبارک کا مدینہ منورہ کی مجالس اور گھروں میں بہت چرچا ہوا اور خوب

اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اگلے سال حج پر پھر ایک مدنی قافلہ آیا، اس بار دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے ساتھ احکام شرعیہ سکھانے کے لیے حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینۂ منورہ روانہ کیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں خوب احکام اسلام کی تبلیغ فرمائی اور پھر تقریبا قبیلہ اوس وخزرج کے پانچ سو، ایک روایت کے مطابق تین سو افراد کا مدنی قافلہ لے کر حاضر ہوئے اور ان سب نے اسلام قبول کیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت کا عہد کیا اسے ''عقبہ ثانیہ'' کہتے ہیں۔ قافلے کے اعتبار سے یہ ''عقبہ ثالثہ'' ہے یہ تیسرا قافلہ تھا، بہر حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوت کو فی الفور قبول کرنے، ان کی نصرت وحمایت کا عہد کرنے والی قوم کا تعلق مدینۂ منورہ سے تھا، اور وہاں اسلام کو بہت پذیرائی ملی اور ان سے مسلمانوں کو کوئی خدشہ نہیں تھا اس لیے ہجرت کے لیے مدینہ شریف معین کیا گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۵۲)

مسلمانوں کو ہجرت کا حکم

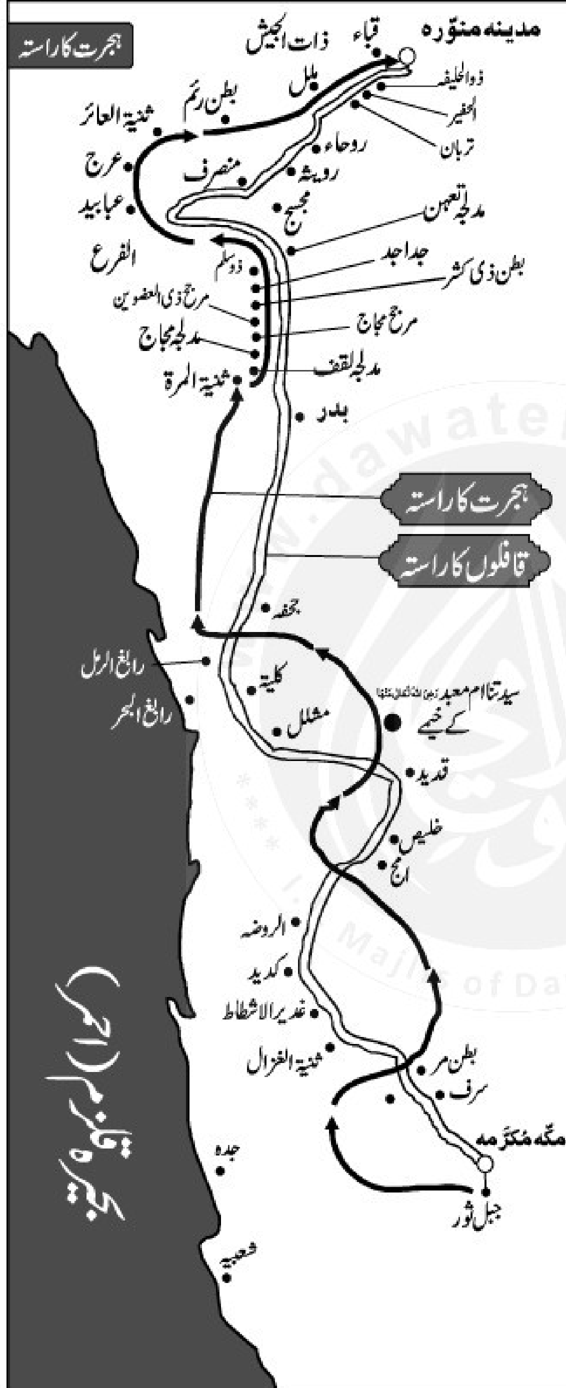
سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کے بعد سب لوگ مدینہ منورہ (جو اس وقت یثرب کے نام سے مشہور تھا) کی طرف ہجرت کرتے رہے، کیونکہ وہی ایسا نخلستان ہے جو دو ۲ ریگستانوں کے مابین واقع ہے اور ہجرت اول کے مسلمان یعنی مکہ سے حبشہ ہجرت کر کے جانے والے بھی مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۲)

ادھر مکے میں دنیا تنگ تھی ایمان داروں پر
کہ روندے جارہے تھے پھول کے سے جسم خاروں پر
نبوت نے اجازت دی تھی کہ یثرب چلے جاؤ
وطن والوں کے اس ظلم وتعدی سے اماں پاؤ
صحابہ پہ اگرچہ قہر کے بادل برستے تھے
بچارے سانس آزادی کو لینے کو ترستے تھے

ہجرت کا راستہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب کفارِ مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ہجرت فرمائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ راستہ اختیار نہ فرمایا جسے عموماً لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے کیونکہ اس راستے میں آبادی بہت زیادہ تھی اور کفارِ مکہ نے آپ دونوں کو پکڑنے یا مخبری کرنے والے کے لیے سو اونٹ بطورِ انعام دینے کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ اس لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے وہ راستہ اختیار فرمایا جس میں آبادی بہت کم تھی۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے راستے کا تفصیلی نقشہ ملاحظہ کیجئے۔



نہ تھا آسان منہ اپنے وطن سے موڑ کر جانا
رسول پاک کو مکے میں تنہا چھوڑ کر جانا
مگر فرمانِ محبوبِ خدا، فرمانِ باری تھا
مسلمانوں کا شیوہ، شیوۂ طاعت گزاری تھا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کا اِرادۂ ہجرت

نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے چونکہ مسلمانوں کو ہجرت کا حکم مل چکا تھا اس لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی مدینہ طیبہ ہجرت کا ارادہ کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: ''ابھی ٹھہر جاؤ! کیونکہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرطِ مسرت سے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے باپ آپ پر قربان! کیا آپ کو ایسی امید ہے؟'' فرمایا: ''ہاں'' تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہجرت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رک گئے، اور جو دو اونٹنیاں آپ کے پاس تھیں انہیں چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلا کر فربہ کرتے رہے تاکہ وہ سفرِ ہجرت میں کام آئیں۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۲)

گھر میں رسول اللہ کی آمد

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ہم ایک روز اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا: ''اے ابوبکر! وہ دیکھو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چہرے پر چادر ڈالے تشریف لا رہے ہیں۔'' یہ ایسا وقت تھا جس میں آپ ہمارے ہاں تشریف نہ لاتے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے باپ آپ پر قربان! ضرور کوئی خاص بات ہے جب ہی تو آپ اس وقت کڑکتی دھوپ میں تشریف لائے ہیں۔'' حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور پھر اندر تشریف لے آئے، ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! اپنے پاس سے دیگر لوگوں کو ہٹادو۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے باپ آپ پر قربان! یہاں صرف آپ کی شریک حیات عائشہ ہی ہیں۔'' فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے باپ آپ پر قربان! کیا مجھے بھی آپ کی ہمراہی کا شرف ملے گا؟'' فرمایا: ''ہاں! تم ہی میرے رفیق سفر ہوگے۔''

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۲)

ہجرت مدینہ اور کفار کا ناپاک منصوبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کفار قریش مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کے باوجود اسلام کے تیزی سے پھیلنے پر تشویش میں مبتلا تھے، پھر مسلمانوں کی مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت ان کے لیے مزید تشویش کا باعث بن گئی کہ مسلمان مدینۂ منورہ جاکر کہیں ان کے خلاف جنگی تیاریاں نہ شروع کردیں لہٰذا انہوں نے حضور سید المرسلین، خاتم النبیین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَعَاذَ اللہ شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا اور اس کی تکمیل کے لیے مختلف قبائل کے چند نوجوانوں کو تیار کرکے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرلیا لیکن وہ اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بخیر و عافیت اُن کے سامنے سے تشریف لے گئے اور اپنے کاشانۂ اقدس سے نکل کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر تشریف لے گئے اور پورا دن ٹھہرنے کے بعد اگلی رات مکۂ مکرمہ سے ہجرت کرکے غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب عرض رسول اللہ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۶، تفسیر روح البیان، تحت سورۃ التوبۃ، آیت ۴۰، ج ۳، ص ۴۳۱، سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع فی ھجرۃ رسول اللہ، ج ۳، ص ۲۳۹)

۱۰۰ سو اونٹ بطور انعام

سارے مشرکین مکہ آپ کی تلاش میں نکلے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر پہنچے، اس وقت حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کھانا تیار کر رہی تھیں، مشرکین مکہ کو دیکھ کر انہوں نے ''دِیا'' روشن کر دیا تاکہ اس کے دھوئیں کی بو سالن کی خوشبو پر غالب ہوجائے اور کفار کو شک نہ گزرے۔ کفار نے ان دونوں مبارک ہستیوں کے متعلق آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا۔ کہا: ''میں تو کام کر رہی ہوں۔'' یہ سن کر وہ مشرکین چلے گئے اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے والے کے لیے ۱۰۰ اونٹ دینے کا اعلان کر دیا۔

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۰۲)

کفار قریش نے بڑے بڑے شہہ سواروں سے بھی ان سو اونٹوں والے انعام کا معاہدہ کر لیا تھا۔ اور مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ کے مابین ان علاقوں میں بھی اس کی اطلاع دے دے تھی جن سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گزرنا تھا۔

صدیق اکبر کی اونٹنی کی پیش کش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس چونکہ دو اونٹنیاں تھیں، لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دونوں میں جو سب سے بہتر تھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کر دی اور عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ اس پر سواری فرمائیے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنی سواری کے سوا کسی پر نہ بیٹھوں گا۔'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آپ ہی کی ہے۔'' فرمایا: ''نہیں! بلکہ میں اسے خریدوں گا اور وہ قیمت دوں گا جس پر تم نے اسے خریدا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۳، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۰۰)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اونٹنی آٹھ سو درہم میں خریدی

حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے وہ اونٹنی آٹھ سو درہم میں خریدی مگر قرض، مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ قرض صدیق اکبر نے وصول کیا یا نہیں؟ اگر کیا ہوگا تو آپ ہی پر خرچ کیا ہوگا۔'' (مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۴۴۸)

اونٹنی خریدنے میں حکمت

(1) حضرت علامہ محب طبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اونٹنی اس لیے خریدی تا کہ آپ کی ہجرت کا ثواب خاص آپ کے لیے ہو اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ ورنہ اونٹنی کو قیمتاً لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مال کو اپنا مال سمجھتے تھے اور اس میں اپنے مال جیسا ہی تصرف فرماتے تھے۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۰۰)

(2) حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اونٹنی اس لیے خریدی تا کہ آپ کی ہجرت خاص آپ ہی کے مال سے ہو۔''

(فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، ج۸، ص۲۰۰)

ہجرت کے رفیق سفر

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ''میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے ساتھ ابوبکر ہجرت کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب الھجرتین، الحدیث: ۴۶۲۸۴، ج۸، الجزء: ۱۶، ص۲۸۵، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۰۴)

صدیق اکبر کے خوشی کے آنسو

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم روزانہ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے کبھی تو صبح تشریف لاتے اور کبھی شام۔ پھر جب وہ دن آیا جس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو ہجرت کی اجازت عطا فرمائی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ہجرت میں رفاقت کے لیے عرض کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''ہاں تم میرے ساتھ رہو گے۔'' حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں: ''مجھے اس سے پہلے اس بات کا شعور بھی نہ تھا کہ کوئی خوشی کے مارے بھی روتا ہے۔ لیکن اس دن فرطِ جذبات سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔'' (الریاض النضرۃ،ج ۱، ص ۱۰۱)

سفر کے لیے زادِ راہ

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں: ''ہم نے دونوں کے زادِ سفر کے لئے جلدی جلدی جو ہو سکا تیار کر دیا اور چمڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا۔'' (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۳)

بیٹی کی خدمت گزاری

حضرت سیدتنا اسماء بنت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا فرماتی ہیں: ''سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور میرے والد ماجد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ جب ہمارے گھر سے ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے والے تھے تو میں نے ان کا کھانا تیار کیا، روٹی اور پانی کا برتن باندھنے کے لیے کوئی کپڑا گھر میں نہ تھا، میں نے اپنے والد سے کہا: ''میرے کمربند کے سوا اور کوئی کپڑا گھر میں نہیں ہے۔'' انہوں نے فرمایا: ''اسے درمیان سے پھاڑ دو، ایک میں پانی کا برتن اور دوسرے میں کھانا باندھ دو۔'' میں نے ایسے ہی کیا۔ اس دن سے مجھے ذَاتُ النِّطَاقَیْن یعنی دو کمر بند والی کہا جانے لگا۔'' (چستی حاصل کرنے کے لیے جو کپڑا کمر میں باندھا جاتا ہے اسے کمر بند کہتے ہیں۔)

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب حمل الزاد فی الغزو، الحدیث: ۲۹۷۹، ج ۲، ص ۳۰۴)

ایک اہم مدنی پھول

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مسافر اپنے لیے زادِ سفر کا بھی خاص اہتمام کرتا ہے، لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشق پر قربان! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر سے پانی کا ایک مشکیزہ، ایک کھال اور کچھ پیسے بھی اپنے ہمراہ لائے تھے، لیکن وہ اپنے لیے نہیں بلکہ اپنے محبوب اور پیارے دوست جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے، اور اپنے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو لائے تھے۔

(مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۲۶۴ ا بتصرف)

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

مر ہی جاؤں میں اگر اس سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

سرزمین مکہ سے خطاب

حضرت سیدنا حمراء زہری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَزْوَرَہ ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور سرزمین مکہ سے یوں خطاب فرمایا: ''اے مکہ کی زمین! خدا کی قسم! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ساری زمینوں سے زیادہ پیاری اور محبوب جگہ ہے اور اگر مجھے کفار یہاں سے تکالیف دے کر نہ نکالتے تو میں ہرگز تجھ سے نہ نکلتا۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فضل فی مکۃ، الحدیث: ۳۹۵۱، ج۵، ۴۸۶)

نبی نے خانۂ کعبہ کو دیکھا اور فرمایا
اے پیارے تیری میری فرقت کا وقت ہے آیا
تیرے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے

تیری پاکیزگی کا وعظ تک کہنے نہیں دیتے
جدائی عارضی ہے پھر بھی مجھ کو بے قراری ہے
کہ تو اور تیری رفاقت مجھ کو دنیا سے پیاری ہے

صدیق اکبر کی انوکھی آرزو

جب محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ سے ہجرت کر کے رات کے وقت نکل پڑے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ کے ساتھ تھے، جو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے، کبھی دائیں، کبھی بائیں، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ''**یَا اَبَابَکْر! مَالَکَ تَمْشِی سَاعَۃً بَیْنَ یَدَیَّ وَسَاعَۃً خَلْفِی** یعنی اے ابوبکر! یہ کیا ہے، کبھی تم میرے آگے چلتے ہو اور کبھی پیچھے، تم پہلے تو کبھی اس طرح نہیں چلے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے جب خوف آتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات لگائے نہ بیٹھا ہو تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں اور جب یہ خیال آتا ہے کوئی پیچھا کرنے والا پیچھے سے حملہ آور نہ ہو تو آپ کے پیچھے چلنے لگ جاتا ہوں۔'' دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**یَا اَبَابَکْر! لَوْ کَانَ شَیْءٌ اَحْبَبْتَ اَنْ یَکُوْنَ لَکَ دُوْنِی؟** یعنی اے ابوبکر! کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو تمہیں پہنچے مجھے کچھ نہ ہو؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**نَعَم! وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا کَانَتْ لَتَکُنْ مِنْ مَلِمَّۃٍ اِلَّا اَحْبَبْتُ اَنْ تَکُوْنَ لِیْ دُوْنَکَ** جی ہاں! **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس رب ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ کوئی بھی تکلیف ومصیبت ہو تو مجھے پہنچے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کچھ بھی نہ ہو۔''

(دلائل النبوۃ، باب خروج النبی مع صاحبہ ابی بکر، ج ۲، ص ۴۷۶)

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر، نگاہ درِ یار کی طرف

صدیق اکبر کی انگلی کا زخمی ہونا

حضرت سیدنا جندب بن عبد اللہ بن سفیان علقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غار کی طرف جارہے تھے تو راستے میں ان کے ہاتھ پر زخم آگیا، جس سے خون صاف کرتے ہوئے وہ یہ کہہ رہے تھے: ''ہَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ وَفِی سَبِیْلِ اللہِ مَا لَقِیْتِ '' یعنی اے انگلی! تجھ سے صرف خون ہی تو بہا ہے، اور تجھے جو تکلیف آئی ہے کیا وہ اللہ کی راہ میں نہیں؟'' (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۵۱۸، یحی بن آدم بن سلیمان، ج۸، ص ۳۴۱)

غارِ ثور میں داخلہ

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات بھر اپنے پیروں کی انگلیوں پر چلتے رہے تاکہ قدموں کے نشان نہ ثابت ہوں جس کے سبب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدمین مبارکہ جابجا زخمی ہوگئے، جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے قدموں کی تکلیف دیکھی تو آپ کو کندھوں پر اٹھالیا اور غار کے دھانے تک لے آئے، وہاں آپ کو اتارا، پھر عرض کیا: '' پہلے میں غار میں جاتا ہوں، اگر کوئی چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھے نقصان دے گی، ابوبکر اندر گئے اور اسے اچھی طرح صاف کیا، غار میں موجود تمام سوراخوں کو (ایک کپڑے کے ذریعے) بند کیا، کوئی موذی شے نہ پائی تو آپ کو اٹھا کر غار میں لے آئے اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی گود میں سر رکھ کر استراحت فرمانے لگے۔ البتہ غار میں ایک سوراخ باقی رہ گیا اور اسی میں سانپ تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ڈر ہوا کہ کہیں کوئی موذی شے نکل کر رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف نہ پہنچائے انہوں نے اس پر اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی، تو اس سوراخ میں موجود سانپ نے آپ کے پاؤں پر ڈس لیا، آپ نے جنبش نہ کی کہ کہیں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آرام میں خلل واقع نہ ہوجائے مگر تکلیف کے سبب آنسو چھلک پڑے اور، دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نرم و نازک مبارک رخسار کے بوسے لینے لگے۔ آپ صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکر! کیا بات ہے؟'' عرض کیا: ''**یا رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سانپ نے ڈس لیا ہے۔'' فرمایا: ''**لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** یعنی اے ابوبکر! غم نہ کرو، بے شک **اللہ تعالی** ہمارے ساتھ ہے۔'' پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس بات سے **اللہ تعالی** نے ابوبکر کے دل پر سکون نازل کر دیا۔ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس حصے پر اپنا لعاب دَہن (یعنی تھوک شریف) لگایا تو فوراً آرام مل گیا۔'' (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل، الفصل الثالث، الحدیث: ۶۰۳۴، ج ۳، ص ۳۳۸، دلائل النبوۃ، باب خروج النبی مع صاحبہ ابی بکر، ج ۲، ص ۴۷۷، تفسیر روح البیان، التوبۃ: ۴۰، ج ۳، ص ۴۳۴)

نہ کیوں کر کہوں یَاحَبِیْبِیْ اَغِثْنِیْ!
اِسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

منزلِ صدق وعشق کے رہبر حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت اور غارِ ثور والے واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

یار کے نام پہ مرنے والا، سب کچھ صدقہ کرنے والا
ایڑی تو رکھدی سانپ کے بِل پر، زہر کا صدمہ سہ لیا دل پر
منزلِ صدق وعشق کا رَہبر، یہ سب کچھ ہے خاطرِ دلبَر

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کے حق میں جنت کی دعا

حضرت سیدنا امام ابونعیم احمد بن **عبد اللہ** اصبہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غارِ ثور میں موجود تمام سوراخ اپنی کپڑے کے ذریعے بند کر دیے، جب صبح ہوئی تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: '' اے ابوبکر! تمہارا کپڑا کہاں ہے؟'' انہوں نے

سوراخ بند کرنے والا سارا ماجرا بیان کر دیا تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے حق میں یوں دعا فرمائی: **''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَابَکْرٍ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی اے اللہ** عَزَّوَجَلَّ! قیامت کے دن ابوبکر کو جنت میں میرے ساتھ جگہ عطا فرما۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی فرمائی کہ ''بے شک آپ کے رب نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۱۷، ج۱، ص۶۷)

صدیقی حضرات کے انگوٹھے میں نشان

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل رسالے ''عاشق اکبر'' صفحہ ۵۶ پر شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانئ دعوت اسلامی حضرت علامہ ومولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد کو ''صدیقی'' بولتے ہیں، ان کے پاؤں کے انگوٹھے میں آج بھی سانپ کے کاٹنے کا نشان نظر آنا ممکن ہے۔ مگر دِکھائی نہ دینے پر کسی صدیقی صاحب کی صدیقیت پر بدگمانی جائز نہیں کہ ہر ایک میں یہ علامت واضح نہیں ہوتی۔ سگ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ نے ایک صدیقی عالم صاحب سے ''انگوٹھے کا نشان'' دکھانے کی درخواست کی تو کہا کہ میرے والِد صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کُھرچ کر ظاہر کیا تھا مگر اب پھر چُھپ گیا ہے۔ مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَنَّان ''مِراۃ المناجیح'' جلد ۸ صفحہ ۳۵۹ پر فرماتے ہیں: ''بعض صالحین کو فرماتے سنا گیا کہ جو شیخ صدیقی (سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شہزادے جو کہ صحابی تھے اُن یعنی) حضرت محمد بن ابوبکر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) کی اولاد سے ہیں، انہیں سانپ یا تو کاٹتا نہیں اگر کاٹے تو (زہر) اثر نہیں کرتا۔ (یہ) اُس لعاب شریف کا اثر ہے (جو کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انگوٹھے پر غارِ ثور میں سانپ کے ڈسنے کی جگہ لگایا تھا) اور ان کی اولاد کے پاؤں کے انگوٹھے میں ''سیاہ تل'' ہوتا ہے حتی کہ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے شیخ صدیقی ہو تو دونوں پاؤں کے انگوٹھے میں تل ہوگا۔ میں نے بہت (سے) صدیقی حضرات کے پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل دیکھے ہیں۔ غرضیکہ یہ

عجیب معجزات ہیں۔'' (یعنی صدیقیوں کو سانپ کا نہ کاٹنا، کاٹے تو زہر کا اثر نہ کرنا اور آج تک پاؤں کے انگوٹھے میں تل کا پایا جانا یہ سب سرکار رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک لُعاب کے معجزات ہیں۔)

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

بیاں ہوں کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
کہ یار غار ہے محبوب خدا صدیق اکبر کا

بارِ نبوت

فتح مکہ کے دن سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خانہ کعبہ میں موجود تمام بتوں کو گرا دیا، چند بت جو بلند جگہ پر تھے وہ رہ گئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ موجود حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اپنے قدم ناز میرے کندھوں پر رکھیے اور ان بتوں کو گرا دیجئے۔'' حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! تم میں بار نبوت اٹھانے کی طاقت نہیں، تم میرے کندھوں پہ آؤ اور ان بتوں کو گراؤ۔'' حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم بجالاتے ہوئے آپ کے کندھوں پر آئے اور بتوں کو گرا دیا۔

(مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۲۹۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمائیے! **بیت اللہ** شریف میں حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمائیں کہ: ''اے علی! تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے۔'' اور ہجرت کی رات دشوار گزار چٹانیں ہیں، میلوں میل کا سفر ہے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کریں: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ میرے کاندھوں پر سوار ہو جائیں تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کاندھوں پر حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوار ہو جائیں وہاں یہ نہ فرمایا کہ: ''اے ابوبکر! تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے۔'' اور صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کو اندھیری رات میں کاندھوں پر اٹھا کر پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں، یہ کس قدر طاقت و شجاعت ہے۔ سُبْحَانَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ! سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت یہ ہے کہ ہجرت کی رات حضور امام الانبیاء محبوب کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر آرام فرمائیں اور دشمنوں سے قطعا کوئی خوف نہ کھائیں، اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جائیں۔ جبھی تو حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت کو خود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اے لوگو! تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(کنز العمال، باب فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۹۰، ج۶، الجزء: ۱۲، ص۲۳۵)

عاشق رسول سانپ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس سانپ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاؤں مبارکہ پر ڈسا وہ سانپ ایک عاشق رسول سانپ تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز ایک سانپ حضرت سیدنا عیسٰی رُوْحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یَا رُوْحَ اللہ! مکہ مکرمہ کو کونسا راستہ جاتا ہے؟'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام بڑے حیران ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے سانپ! تجھے مکۂ مکرمہ سے کیا کام؟'' اس سانپ نے گویا اپنے عشق کا اظہار کرتے ہوئے عرض کی: ''حضور ۶۰۰ چھ سو سال سے میں اپنے محبوب حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت دل میں لیے تڑپ رہا ہوں اور ان سے ملنے کے لیے بے قرار ہوں، بس اب تو محبت کا غلبہ ہو چکا ہے اور محبت عشق میں تبدیل ہو چکی ہے، سنا ہے کہ میرے محبوب مکۂ مکرمہ کی وادی میں تشریف لائیں گے اور وہاں سے ہجرت کرکے مدینۂ منورہ جائیں گے اور اس سفر میں وہ ایک پہاڑ کے اندر غار ثور میں بھی ٹھریں گے، یقینا میں مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ تو جانے سے رہا کہ وہاں انسانوں کی آبادی ہے بس محبوب سے ملاقات اور زیارت کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں اس غار میں پہنچ جاؤں اور اپنے محبوب کی آمد کا انتظار کروں۔ اس لیے آپ سے مکۂ مکرمہ کا راستہ پوچھ رہا ہوں۔'' حضرت سیدنا عیسٰی رُوْحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ''میرے اور ان کے درمیان ۶۰۰ چھ سو سال کا زمانہ ہے، کیا تو اتنے عرصے تک وہاں انتظار کرے گا؟'' اس سانپ نے عرض کی: ''اگرچہ عرصہ بہت طویل ہے لیکن میں

نا امید نہیں ہوں۔'' آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے مکے کا راستہ بتا دیا اور وہ عاشقِ رسول سانپ شوقِ زیارت لیے وہاں سے روانہ ہوا اور غارِ ثور میں پہنچ گیا۔ غار میں پہنچ کر اس نے ستر ۷۰ سوراخ کیے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر مشاہدہ محبوب میں ایک راستہ بند کر دیا جائے تو دوسرے راستے سے مشاہدہ کر سکے کیونکہ وہ سانپ جانتا تھا کہ اگر میرے جیسا دیدار کا طالب عاشق غار میں موجود ہے تو محبوب کے ساتھ بھی ایک عاشق ہے جو محبوب کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ بہر حال جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غار کے تمام سوراخ بند کر دیے اور جو ایک سوراخ رہ گیا تھا اس پر بھی اپنی ایڑی رکھ دی تو اس عاشق سانپ نے ہر سوراخ کو چیک کیا، ایک سوراخ کے منہ پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نرم نرم ایڑی نظر آئی تو اس نے اَوّلاً اس پر اپنا سر رگڑا تا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا پاؤں ہٹا لیں، مگر آپ نے پاؤں نہ ہٹایا تو اس سانپ کو اِس کے بغیر کوئی راستہ نہ دکھائی دیا کہ پاؤں پر کاٹے تا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پاؤں ہٹا لیں، اس نے بار بار پاؤں کو کاٹا مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پاؤں نہ ہٹایا۔

(معارج النبوۃ، رکن چھارم، ص۸)

امامِ عشق ومحبت، یارِ ماہِ رسالت حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سفر ہجرت کی بے مثال اُلفت وعقیدت کو سراہتے ہوئے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں! تو نے ان کو جان، انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فُروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آپ جیسا وفادار دوست نہیں

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب غار میں نبیٔ کریم رؤف رَّحیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پہلی رات آئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ساتھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''کیا تم سوئے ہو؟'' عرض کیا: ''نہیں **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں تو آپ کے رخ زیبا پر نظریں جمائے بیٹھا ہوں، آپ کیسے ہیں؟'' فرمایا: ''میں نے اس طرف ایک سوراخ میں کسی کو حرکت کرتے دیکھا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اُلو (یا سانپ) وغیرہ نکل کر مجھے یا تمہیں نقصان نہ پہنچادے۔'' سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''وہ سوراخ ہے کہاں؟'' نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نشاندہی کی جس پر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں اپنی ایڑی رکھ دی، تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے صدیق! **اللہ** تجھ پر رحمت نازل کرے، جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو تو نے میری تصدیق کی، جب لوگوں نے مجھے دربدر کرنا چاہا تو تو نے میری مدد کی، جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس وقت تو مجھ پر ایمان لایا، پھر غار میں وحشت کے وقت تم نے مجھ سے انس کیا، تو کسی شخص کو تم سا دوست مل سکتا ہے؟'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۰۸)

کفار قریش غار تک آپہنچے

کفارِ قریش **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پیچھا کرتے ہوئے قدموں کے نشانات کی مدد سے غار تک آپہنچے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے غار کے باہر ان دونوں کے قدموں کے نشانات اپنی قدرت سے مٹا ڈالے، چنانچہ انہیں پتہ نہ چل سکا کہ غار کے اندر کوئی موجود ہے۔ ان میں سے ایک شخص غار کے منہ پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لگتا ہے کافروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''نہیں ابوبکر! اگر انہوں نے ہمیں دیکھا ہوتا تو یہ شخص ہماری طرف منہ کرکے ہمارے سامنے پیشاب نہ کرتا۔'' بہرحال کفار واپس چلے گئے۔

(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۰۲)

غارِ ثور کی اندرونی ساخت

حکیم الامت **مفتی احمد یار خان نعیمی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی غار ثور کی ہیئت کے متعلق فرماتے ہیں: ''اس غار کے دو دروازے ہیں، کفار اُس دروازے پر پہنچے جس سے حضور داخل ہوئے تھے۔ اس دروازے کی لمبائی ایک ہاتھ ہے چوڑائی صرف ایک بالشت۔ یہ فقیر اس غار شریف سے نکلتے وقت دروازے میں پھنس گیا تھا رگڑ سے کچھ سر کے بال اڑ گئے وہاں پہلے بہت سوراخ تھے مگر اب کوئی سوراخ نہیں ہے۔ اندر چھ سات آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس غار میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا تھا کہ **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر کفار اپنے قدموں کو دیکھ لیں تو ہمیں بھی دیکھ لیں۔ فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (پ۱۰، التوبۃ: ۴۰) جو قرآن کریم نے نقل فرمایا، جناب صدیق کو تو اس غار میں مار یعنی سانپ نے کاٹا حیرت ہے کہ کفار نے جو کچھ کہا حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اندر سب کچھ سن لیا مگر ان حضرات نے جو اندر باتیں کیں وہ کفار نہ سن سکے۔ حالانکہ فاصلہ ایک ہی تھا یہ ہے حضور کا معجزہ۔ جناب صدیق اکبر کو اس وقت اپنی جان کا خوف نہیں تھا اپنی جان تو آپ پہلے ہی فدا کر چکے تھے کہ اکیلے اندھیرے غار میں گھس گئے سانپ سے کٹوا لیا خوف حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تکلیف کا تھا یہ خوف بہترین عبادت تھا جس پر ساری عبادات قربان ہوں۔'' (مرآۃ المناجیح، ج۸، ص ۱۶۲۔۱۶۳، ۲۵۶ ماخوذا)

بیٹے کی خدمت گزاری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لخت جگر حضرت سیدنا **عبد اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت ہوشیار اور ذہین نوجوان تھے، رات اپنے والد حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غار میں گزارتے اور صبح اندھیرے منہ مکۂ مکرمہ آپہنچتے تھے، اہل مکہ یہی تصور کرتے کہ یہ رات انھوں نے مکۂ مکرمہ ہی میں گزاری، سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق قریش جو باتیں بھی کرتے یہ سارا دن انہیں نوٹ کرتے اور رات کو غار میں پہنچ کران دونوں مبارک ہستیوں کی خدمت میں پیش کردیا کرتے تھے۔(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج۲، ص۵۹۳)

غلام کی خدمت گزاری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غار ثور والے پہاڑ کے آس پاس دن بھر بکریاں چراتے رہتے، اور رات کو غار میں دودھ لیکر پہنچ جاتے تھے، یہ دونوں مبارک ہستیاں دودھ پی کر رات آرام سے گزارتیں، اور وہ غلام صبح بکریاں ہانک کر دوبارہ انہیں چرانے کے لیے لے جاتا، تین راتوں تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج۲، ص۵۹۳)

سیدنا عامر بن فہیرہ کون تھے؟

حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پہلے طفیل بن عبد اللّٰہ کے غلام تھے اور اسی کی ملکیت میں تھے۔ جب اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو خرید کر آزاد فرمادیا۔ غزوہ بدر اور غزوہ اُحد میں بھی شرکت کی سعادت حاصل کی۔

جسد مبارک سے ایک نور نکلا

''بیر معونہ'' کے سانحہ میں چالیس برس کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کو شہید کرنے والے سیدنا عامر بن طفیل ہیں جو بعد میں اسلام لے آئے اور درجۂ صحابیت پر فائز ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ: ''جب میں نے حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر نیزے سے پہلا وار کیا تو ان سے ایک نور نکلا۔'' بعدازاں حضرت سیدنا عامر بن طفیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استفسار کیا:

''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون تھے جو شہید ہوئے تو میں نے دیکھا کہ انہیں آسمان اور زمین کے درمیان اٹھالیا گیا یہاں تک کہ آسمان ان سے نیچے رہ گیا۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ عامر بن فہیرہ تھے۔'' (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، الرقم: ۱۳۲۶، ج ۲، ص ۳۴۵، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، الرقم: ۴۴۳۳، ج ۳، ص ۴۸۲)

واقعہ غارِ ثور قرآن پاک سے

قرآن پاک میں بھی اس مبارکہ واقعہ کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ، آیت ۴۰ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ''اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

سکینہ کسے کہتے ہیں؟

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''فرشتوں کی ایک جماعت کا نام سکینہ ہے چونکہ ان کے اترنے سے مومن کے دل کو سکون وچین حاصل ہوتا ہے اس لیے اسے سکینہ کہتے ہیں مومن پر بعض خاص حالات میں بھی اور خاص عبادات کے موقعہ پر بھی یہ فرشتے اترتے ہیں رب تعالیٰ ہجرت کے غار کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق فرماتا ہے: ''فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ'' صدیق

اکبر کواس وقت حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بہت غم اور کفار کا اندیشہ تھا اسی لیے ان پر سکینہ اتری، خیال رہے کہ بزرگوں کے تبرکات سے بھی سکون قلبی نصیب ہوتا ہے انہیں بھی رب تعالیٰ نے سکینہ فرمایا ہے چنانچہ تابوت سکینہ جس میں حضرت سیدنا موسیٰ و ہارون عَلَیْہِمَا السَّلَام کے تبرکات عمامہ نعلین وغیرہ تھے ان کے متعلق رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ ﴾ (پ۲، البقرۃ:۲۴۸) بعض لوگ قبروں پر تلاوت قرآن پاک کراتے ہیں تاکہ اس تلاوت سے میت کوسکون قلبی نصیب ہو اس کا ماخذ یہ حدیث ہے اور بعض لوگ اپنی قبروں میں اپنے بزرگوں کے تبرکات عمامہ وغیرہ اور اپنا شجرہ آیات قرآنیہ رکھ دینے کی وصیت کرتے ہیں تاکہ سکون قبر میسر ہو ان کا ماخذ قرآن کریم کی مذکورہ آیت ہے صحابہ کرام نے اپنے کفنوں میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ناخن، بال، تہبند شریف رکھوائے، خود حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی بیٹی بی بی زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے کفن میں اپنا تہبند شریف رکھا۔ (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۲۲۴)

حیاتِ صدیق کا ایک دن اور ایک رات

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر چھڑ گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روتے ہوئے فرمایا: ”میری یہ تمنا ہے کہ اے کاش! میرے تمام اعمال صالحہ کے بدلے میں مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک دن اور ایک رات کا عمل دے دیا جائے، ان کا ایک رات کا عمل تو ہجرت کے موقع پر تھا جب وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غار کو چلے تھے، وہاں پہنچنے پر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ”**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب تک میں اندر نہ جاؤں آپ داخل نہ ہوں، اگر اس میں کوئی نقصان دہ چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھ تک پہنچے گی۔“ تو وہ اندر گئے غار صاف کیا، غار میں چاروں طرف سوراخ تھے، جنہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے تہبند کے ٹکڑے کرکے پُر کیا۔ دو سوراخ رہ گئے ان پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور عرض کیا: ”**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم! اندر تشریف لے آیئے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم داخل ہوئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گود میں سر انور رکھ کر استراحت فرمانے لگے، سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سوراخ میں سے کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ مگر حضور نبی کریم، رء وف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیند میں خلل آجانے کے خوف سے انہوں نے ذرا جنبش تک نہ کی، مگر آنسو ٹپک پڑے جو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخ انور کے بوسے لینے لگے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے اور فرمایا: ''ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟'' عرض کیا: ''کسی (سانپ) نے ڈس لیا، آپ پر میرے ماں باپ قربان!'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے متاثرہ جگہ پر لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔ اور ایک دن کا عمل یہ ہے کہ جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عرب قبائل مرتد ہوگئے وہ کہنے لگے کہ ''ہم زکوۃ نہیں دیں گے۔'' سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر وہ زکوۃ کی ایک رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا، میں نے (یعنی سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے) عرض کیا: ''اے خلیفہ رسول! لوگوں سے نرمی برتیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے فرمایا: ''تم جاہلیت میں بڑے سخت تھے، اب اسلام میں آکر اتنے نرم کیوں ہوگئے ہو؟ وحی ختم ہوچکی اور دین مکمل ہوچکا، اب کسی نرمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا، کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کردی جائے گی؟'' (جامع الاصول فی احادیث الرسول، الکتاب السابع فی الغدر، الباب الرابع، الفرع الثانی فی فضائل الرجال علی الانفراد، الحدیث: ۶۴۲۶، ج۸، ص۴۵۸)

کائنات کی منفرد عبادت

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں ''جناب صدیق کی یہ خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ **سُبْحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جب جناب **صدیق** (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھے ہوں گے اور خوب جی بھر بھر کر چہرہ انور کو دیکھتے ہوں گے اس وقت ان کے دل کا کیا حال ہوگا وہ اس رات ایسی عبادت کر رہے تھے جو فرش و عرش پر کوئی نہ کر رہا تھا۔ ان کا زانو حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی رحل بنی تھی سامنے جمال یار تھا۔''
(مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۳۶۱)

پوری زندگی کے جملہ اعمال سے بہتر

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں کچھ لوگوں کے متعلق عرض کیا گیا کہ وہ آپ کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک رات اور ایک دن کی نیکی میری زندگی کے جملہ نیک اعمال سے کہیں بہتر ہے، اگر کہو تو تمہیں سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک دن اور ایک رات بتلاؤں؟'' عرض کیا گیا: ''امیر المومنین! ضرور بتلایئے۔'' فرمایا: ''رات تو وہ ہے جب محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے رات کے وقت نکل پڑے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ کے ساتھ تھے، جو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے، کبھی دائیں کبھی بائیں، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ''ابوبکر! یہ کیا ہے، تم پہلے تو کبھی اس طرح نہیں چلے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''مجھے جب خوف آتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات لگائے نہ بیٹھا ہو تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں اور جب یہ خیال آتا ہے کوئی پیچھا کرنے والا پیچھے سے حملہ آور نہ ہو تو آپ کے پیچھے چلنے لگ جاتا ہوں، اور چونکہ امن نہیں اس لیے دائیں بائیں بھی چل رہا ہوں۔'' حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات بھر اپنے پیروں کی انگلیوں پر چلتے رہے تاکہ قدموں کے نشان نہ ثابت ہوں جس کے سبب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدمین مبارکہ جابجا زخمی ہو گئے، جب سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے قدموں کی تکلیف دیکھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کندھوں پر اٹھالیا اور غار کے دھانے تک لے آئے، وہاں آپ کو اتارا پھر عرض کیا: ''غار میں پہلے میں جاتا ہوں، اگر کوئی چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھے نقصان دے گی۔'' سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اندر گئے اور کوئی موذی شے نہ پائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اٹھا کر غار میں لے آئے، جہاں ایک سوراخ تھا، جس

میں بچھو اور سانپ تھے، سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ڈر ہوا کہیں کوئی موذی شے نکل کر رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف نہ پہنچائے انہوں نے اس پر اپنا قدم رکھ دیا، تو اس سوراخ میں موجود سانپ نے آپ کے قدم پر ڈس لیا، آپ نے جنبش نہ کی کہ کہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آرام میں خلل واقع نہ ہوجائے مگر تکلیف کے سبب آنسو چھلک پڑے، دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! غم نہ کر، بے شک **اللہ تعالٰی** ہمارے ساتھ ہے۔'' پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس بات سے **اللہ تعالٰی** نے سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل پر سکون نازل کردیا تو یہ تھی ابوبکر کی ایک رات۔ اور دن وہ ہے جس میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انتقال فرمایا، اور کئی عرب قبائل مرتد ہوگئے تو اس موقع پر میرے منع کرنے کے باوجود حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کمال فہم و فراست اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مرتد قبائل کے خلاف جہاد کرکے اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے زمین برد کردیا۔'' اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت دینے والوں کو ایک تہدید آمیز (یعنی سخت الفاظ والا) خط لکھا جس میں انہیں آئندہ ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمادیا۔ (دلائل النبوۃ، باب خروج النبی مع صاحبہ ابی بکر الصدیق، ج ۲، ص ۴۷۶-۴۷۷)

کبوتروں کے حق میں دعا

حضرت سیدنا ابومصعب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک، حضرت سیدنا زید بن ارقم اور حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی صحبت حاصل کی اور ان سب سے یہ حدیث سنی کہ ''جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار میں تھے تو **اللہ تعالٰی** کے حکم سے اس کے منہ پر ایک درخت پیدا ہوگیا جس سے وہ چھپ گئے اور **خدا تعالٰی** کے حکم سے مکڑی نے جالا بھی بُن دیا اور **اللہ تعالٰی** ہی کے حکم سے دو جنگلی کبوتریاں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئیں۔ قبائل قریش کے نوجوان لاٹھیاں، ڈنڈے اور تلواریں لیے دونوں کی تلاش میں سرگرداں غار تک آپہنچے، اور ان کا فاصلہ صرف چالیس ہاتھ رہ گیا، تو ان میں سے

ایک نوجوان غار کا اندرونی جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھا اس نے دیکھا کہ دو کبوتریاں غار کے منہ پر گھونسلہ بنائے ہوئے ہیں وہ واپس چلا گیا، اس کے ساتھیوں نے کہا: ''تم نے غار میں کیوں نہیں جھانکا؟'' وہ کہنے لگا: ''غار کے منہ پر تو دو کبوتریوں نے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں، اندر کوئی نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی اندر گیا ہوتا تو گھونسلہ کیسے قائم رہتا؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غار میں اس آدمی کی یہ بات سن لی اور جان لیا کہ **اللہ تعالٰی** نے ان دونوں کبوتریوں کے سبب اس غار سے اس مصیبت کو دور کر دیا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے حق میں دعا فرمائی، چنانچہ **اللہ تعالٰی** نے کبوتروں کا اس خدمت کے صلہ میں حرمِ کعبہ اور حرمِ نبوی میں بسیرا بنا دیا۔''

(المعجم الکبیر، مسند ابو مصعب المکی، الحدیث: ۱۰۸۲، ج ۲۰، ص ۴۴۳)

غار پر خدائی پہرہ لگا دیا گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں مقدس ہستیوں کی حفاظت کے ظاہری اسباب بھی پیدا فرما دیئے کہ جونہی جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **مَعِیَّت** (یعنی ہمراہی) میں غارِ ثور میں داخل ہوئے تو خدائی پہرہ لگا دیا گیا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ دعوت اسلامی کے اِشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ ۶۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''**مُکاشَفَۃُ الْقُلُوب**'' کے **صَفحہ ۱۳۲** پر ہے: یہ سب کچھ کفّارِ مکہ کو غار کی تلاشی سے باز رکھنے کے لئے کیا گیا، اُن دو کبوتروں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایسی بے مثال جزا دی کہ آج تک حرم مکہ میں جتنے کبوتر ہیں وہ انہی دو ۲ کی اولاد ہیں، جیسے انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کی تھی ویسے ہی رَبّ عَزَّوَجَلَّ نے بھی حرم میں اُن کے شِکار پر پابندی عائِد فرما دی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

جب کفار قریش نے وہاں کبوتروں کا گھونسلا اور اُس میں انڈے دیکھے تو کہنے لگے: اگر اس غار میں کوئی انسان

موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر عاشق اکبر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کچھ گھبرا گئے اور عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب دشمن ہمارے اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے۔'' حضور اکرم، نورِ مجسم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (پ۱۰، التوبۃ: ۴۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''غم نہ کھا بیشک **اللہ** ہمارے ساتھ ہے۔''

اعلیٰ حضرت، امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن مکے مدینے کے سلطان، سرورِ ذیشان، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس مُعجِزۂ عالی شان اور خواریٔ دُشمنان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جان ہیں، جان کیا نظر آئے
کیوں عَدو گردِ غار پھرتے ہیں
وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

پھر عاشقِ اکبر حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر سکینہ اُتر پڑا کہ وہ بالکل ہی مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور چوتھے دن یکم ربیع النور بروز دوشنبہ (یعنی پیر شریف) حضورِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار سے باہر تشریف لائے اور مدینۂ منورہ روانہ ہو گئے۔ (ماخوذ از عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص۳۰۳تا۳۰۴)

واہ رے مکڑی تیرا مقدر۔۔۔!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! محبوب ربِ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کامیاب و بامُراد ہوئے اور تلاش کرنے والے کفار بداطوار ناکام و نامُراد ہوئے۔ مکڑی نے جستجو کا دروازہ بند کر کے غار کا دَہانہ یعنی منہ ایسا بنا دیا کہ وہاں تک سُراغ رسانوں (یعنی جاسوسوں) کی سوچ بھی نہ پہنچ سکی اور وہ مایوس ہو کر واپس پلٹے اور مکڑی کو لازوال سعادت میسر آئی جس کو ''**مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوب**'' میں حضرت سیدنا ابن نقیب عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْحَسِیْب نے کچھ یوں بیان کیا: ''ریشم کے کیڑوں نے ایسا ریشم بُنا جو حسن میں یکتا (یعنی بے مثال) ہے مگر وہ مکڑی ان

سے لاکھ درجے بہتر ہے اس لئے کہ اس نے غارِ ثور میں سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے غار کے دہانے (یعنی منہ) پر جالا بُنا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص۵۷)

غار کے اُس پار سمندر نظر آیا

بعض سیرت نِگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب دشمن کے دیکھ لینے کا خدشہ ظاہر کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ اِدھر سے داخل ہوئے تو ہم اُدھر سے نکل جائیں گے۔'' عاشق اکبر سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جُوں ہی اُدھر نگاہ کی تو دوسری طرف ایک دروازہ نظر آیا جس کے ساتھ ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور غار کے دروازے پر ایک کشتی بندھی ہوئی تھی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص۵۸)

تم ہو **حَفیظ** و **مُغِیث** کیا ہے وہ دُشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں دُرُود
اُس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں دُرُود

مصیبت میں آقا سے مدد مانگنا صحابہ کا طریقہ ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے سرورِ ذِیشان، رحمتِ عالمیان، شاہِ کون ومکان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزۂ راحت نِشان مُلاحظہ فرمایا کہ غارِ ثور کی دوسری طرف آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نِگاہِ پُر انوار کی برکت سے یارِ غار و یارِ مزار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کشتی و سمندر نظر آئے اور یوں فیضانِ رِسالت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چین وراحت محسوس فرمانے لگے۔ اس واقعے سے مزید یہ بھی پتا چلا کہ محبوبِ ربُّ العباد، راحتِ ہر قلبِ ناشاد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حاجت ومصیبت کے وقت طلبِ امداد صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا طریقہ ہے:

وَاللہ! وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اِتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں خیر بشر کو خبر نہ ہو

غار میں جنت کا پانی

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غار میں جناب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے، جب سخت پیاس لگی تو انہوں نے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''غار میں اندر تک جاؤ اور پانی پی آؤ۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں اندر گیا اور دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر آیا۔'' آپ نے فرمایا: ''پی آئے؟'' عرض کیا: ''جی'' فرمایا: ''ابوبکر! تمہیں بشارت نہ دوں ؟'' عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں نہیں۔'' فرمایا: ''اللّٰہ تعالٰی نے جنتی نہروں کے نگران فرشتے سے فرمایا ہے کہ جنت الفردوس سے لے کر غار ثور تک نہر بنادو تاکہ ابوبکر سیراب ہوجائے۔'' میں نے عرض کیا: ''کیا اللّٰہ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! اس سے بھی زیادہ ہے، اور مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! تم سے بغض وحسد رکھنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ خواہ ستر انبیاء کے اعمالِ صالحہ کا حامل ہو۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۱۵۰)

صدیق کی کہانی صدیق کی زبانی

حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میرے والد حضرت سیدنا عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے تیرہ ۱۳ درہم میں کجاوہ خریدا اور فرمایا: ''اپنے برخوردار براء سے کہیے کہ اسے ہمارے گھر تک چھوڑ آئے۔'' حضرت سیدنا عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''ہرگز نہیں! پہلے آپ مجھے سفرِ ہجرت کا حال سنائیں۔ آپ لوگ کیسے مکۂ مکرمہ سے نکلے اور مشرکین کی تلاش کے باوجود اُن کے شر سے کیسے

محفوظ رہے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قصہ ہجرت سنانا شروع کیا اور فرمایا: ہم مکہ سے نکل کر رات بھر چلتے رہے، جب ظہر ہوگئی اور گرمی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہ کہیں سایہ نظر آئے اور پناہ لی جاسکے، اچانک مجھے ایک بڑی چٹان دکھائی دی، میں نے اس تک پہنچ کر دیکھا کہ ابھی اس کا کچھ سایہ باقی تھا، میں نے وہاں جگہ صاف کی اور کپڑا بچھایا اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہاں آکر آرام فرمالیجئے۔'' آپ وہاں تشریف لائے اور لیٹ گئے، میں ماحول کا جائزہ لینے لگا کہ کوئی آتو نہیں رہا۔ دیکھا تو ایک چرواہا گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے میری طرف چٹان کے سایہ کے لیے بکریاں ہانکتے ہوئے آ رہا ہے، جیسے ہی وہ قریب آیا میں نے پوچھا: ''تم کس کے غلام ہو؟'' اس نے ایک مکی یا مدنی شخص کا نام لیا کہ میں اس کا غلام ہوں۔ پھر میں نے کہا: ''تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟'' بولا: ''ہاں!'' میں نے کہا: ''کیا میرے لیے دودھ دوھ سکتے ہو؟'' اس نے کہا: ''ہاں!'' پھر اس نے دودھ دوھنے کے لیے ایک بکری دبوچ لی۔ میں نے کہا: ''اس کے تھنوں سے گردوغبار صاف کرو اور اپنے ہاتھ بھی اچھی طرح صاف کرلو۔'' چنانچہ اس نے میرے حکم کی تعمیل کی اور دودھ دوھ کر ایک کٹورا بھرلیا۔ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے میرے پاس پانی کا ایک برتن بھی تھا جس سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانی بھی نوش فرماتے اور وضو وغیرہ بھی کیا کرتے تھے۔ میں دودھ لے کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ آرام فرمارہے تھے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا لہٰذا وہیں بیٹھ کر آپ کے جاگنے کا انتظار کرنے لگ گیا۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے تو میں نے دودھ میں پانی ملا کر اسے ٹھنڈا کیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! نوش فرمائیے۔'' تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے نوش فرمایا۔ جب آپ پی چکے تو ارشاد فرمایا: ''کیا چلنے کا وقت نہیں ہوا؟'' میں نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں نہیں۔'' پھر ہم نے اپنا سفر دوبارہ شروع کردیا۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب المہاجرین وفضلھم، الحدیث: ۳۶۵۲، ج۲، ص۵۱۶)

راہبر کی خدمت گزاری

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبیلہ بنی وائل کے ایک آدمی کو جو قبیلہ بنی عبد بن عدی سے تعلق رکھتا تھا اپنے ساتھ مزدور رکھ لیا، وہ راستوں کا بڑا شناسا، بہترین راہبر اور عاص بن وائل کا حلیف اور قریش کے دین پر تھا۔ آپ لوگوں نے اسے دونوں اونٹنیاں بطورِ امانت دے دیں، اور اس سے تین دن کے بعد وقت صبح غار کے باہر دونوں سواریاں لانے کا وعدہ لے لیا۔ چنانچہ وہ تین دن بعد حسبِ وعدہ وہاں آگیا اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت تینوں کو لے کر ساحل سمندر کے راستے مدینہ چلا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۳)

غار ثور سے مدینہ کو روانگی

غار ثور سے روانگی کب ہوئی؟

حُسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یکم ربیع الاول جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ سے نکل کر غارِ ثور میں مقیم ہوئے، تین راتیں یعنی جمعہ ہفتہ اور اتوار کی راتیں غار میں قیام فرمایا، پھر وہاں سے پیر کی رات ۵ ربیع الاول (۶۲۲ء) کو عازم مدینہ ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول، پیر کے روز چاشت کے وقت مدینہ منورہ میں نزول فرمایا۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۱)

صدیق اکبر کے لیے رضوان اکبر کی دعا

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار سے باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رکاب تھام لی اور اونٹنی کی لگام بھی ہاتھ میں لے لی تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اللّٰہ تمہیں رضوانِ اکبر دے گا۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۶۵)

صدیق اکبر کا حکمت بھرا جواب

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت فرمائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دیکھنے میں پکی عمر کے لگتے اور لوگوں میں معروف بھی تھے، جب کہ نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی نسبت جوان اور لوگوں میں معروف نہ تھے، تو راستے میں ملنے والا کوئی بھی شخص جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حکمت بھرا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے: ''**هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ** یعنی یہ میرے راہنما ہیں راستے کے معاملے میں میری راہنمائی کرتے ہیں۔'' تو لوگ یہ سمجھتے کہ شاید انہوں نے سفر کے لیے کوئی راہبر لے لیا ہے۔ حالانکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقصد یہ تھا کہ ''یہ بھلائی کا راستہ بتانے والے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۱۱، ج۲، ص۵۹۶)

سیدتنا اُمِّ مَعْبَد کے گھر معجزے کا ظہور

حضرت سیدنا ہشام بن حبیش بن خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے غلام حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور راہبر **عبد اللّٰہ** بن اریقط لیثی یہ چاروں مکہ مکرمہ سے بقصد ہجرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے، (غار ثور میں تین دن قیام کے بعد وہاں سے چلے) اور مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے درمیان ایک بستی **قُدَیْد** میں سیدتنا **اُمِّ مَعْبَد** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا خزاعیہ کے دو خیموں پر گزر رہوا، جن کا پورا نام **اُمِّ مَعْبَد** عاتکہ بنت خالد **خُزَاعِیَّۃ** تھا۔ آپ ایک ضعیف خاتون تھیں، اپنے خیمے میں بیٹھی رہتیں اور مسافروں کو کھانا، پانی وغیرہ دے دیا کرتیں تھیں۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے ساتھیوں نے ان سے کھجور یا گوشت کا پوچھا کہ اگر ان کے پاس ہے تو خرید لیں۔ مگر ان

کے پاس یہ چیزیں نہ تھیں، جب کہ ان حضرات کے پاس جو کچھ زادِ راہ تھا وہ بھی ختم ہونے کو تھا۔ اچانک سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظر مبارک خیمے کے ایک کونے میں بندھی بکری پر پڑی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اُمِّ مَعْبَد**! یہ بکری کیسی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''یہ دیگر بکریوں کے ساتھ چرنے کو نہیں جاسکتی۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''دودھ دیتی ہے؟'' کہنے لگیں: ''دودھ دینے کی عمر سے گزر چکی ہے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں؟'' عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیوں نہیں؟ اگر آپ کو لگتا ہے کہ یہ دودھ دے دے گی تو شوق سے دوہ لیں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بکری کو پکڑ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لیا اور دعا کی تو تھن دودھ سے اتنے بھر گئے کہ ان سے خود بخود دودھ ٹپکنا شروع ہوگیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے برتن منگوا کر اسے دوھنا شروع کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ برتن منہ تک بھر گیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدتنا **اُمِّ مَعْبَد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو دیا سب کے سب سیر ہوگئے، آخر میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود بھی نوش فرمایا۔ دوبارہ دوہا تو برتن پھر بھر گیا، اور یوں سیدتنا **اُمِّ مَعْبَد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے برتن دودھ سے چھلکنے لگے۔ بہر حال آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دودھ وہیں چھوڑا اور دوبارہ سفر شروع کر دیا۔ شام کو سیدتنا **اُمِّ مَعْبَد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے شوہر **ابو مَعْبَد** بکریاں چرا کر واپس آئے، اور خشک وناتواں بکریاں ان کے آگے آگے تھیں، گھر کے برتن میں دودھ دیکھ کر انہیں بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے: ''**اُمِّ مَعْبَد** یہ کیا ہے؟ گھر میں ایک بکری ہے، وہ بھی خشک اور دوھنے والا بھی کوئی نہیں، یہ اتنا سارا دودھ کہاں سے آیا؟'' سیدتنا **اُمِّ مَعْبَد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بولیں: ''بات دراصل یہ ہے کہ آج ہمارے یہاں ایک مبارک شخصیت تشریف لائی تھیں اور یہ سب انہیں کی برکتیں ہیں۔'' سیدنا **ابو مَعْبَد** نے کہا: ''وہ کون تھے؟ مجھے ان کا حلیہ بتاؤ۔'' وہ کہنے لگیں: ''خندہ پیشانی، نورانی چہرہ، خوش اخلاق، نہ پیٹ بڑا، نہ سر چھوٹا، حسن و جمال کا پیکر، سیاہ اور لمبی آنکھیں، آواز میں رعب، لمبی گردن، گھنی داڑھی، ابرو باریک اور باہم ملے ہوئے، چپ رہیں تو پُر وقار لگیں، بولیں تو ہلتے ہونٹ دل موہ لیں، دور سے دیکھو تو حسن کا پیکر، قریب سے دیکھو تو مجسمہ جمال، گفتگو واضح اور سادہ و میٹھی، نہ ضرورت سے زیادہ بولیں نہ کم اور جب لب کشائی فرمائیں تو ایسا کلام جیسے لڑی میں موتی پرو دیے گئے ہوں، درمیانہ قد

آنکھ کو بھائے جو نہ تو حد سے زیادہ اور نہ ہی کم، مختلف قد کے تین آدمی کھڑے ہوں تو جس کا قد دل کو بھائے وہی آپ کا سراپا ہے۔'' آپ کا حلیہ بیان کرنے کے بعد سیدتنا اُمِّ **مَعْبَد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بولیں: ''ان کے ساتھ خدمت گزار ساتھی بھی تھے، اگر وہ کوئی بات کہتے تو ان کے ساتھی چپ ہو جاتے اور کوئی حکم کرتے تو اسے پورا کر دکھانے کے لیے سرعت کا مظاہرہ کرتے، آنے والے بزرگ بڑے نرم خو، مخدوم اور غرور و تکبر سے ناآشنا تھے۔'' یہ سن کر **ابو مَعْبَد** بولے: ''خدا کی قسم! یہی وہ قریشی جوان ہیں جن کی مکہ شہر میں دھوم پڑی ہے، میں نے عزم مصمم کرلیا ہے کہ اگر قسمت نے ساتھ دیا تو ضرور ان کی غلامی اختیار کروں گا۔'' بعد میں آپ مسلمان ہوگئے تھے۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں ہی گھر تشریف لائے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ حضرت سیدتنا **اُمِّ مَعْبَد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور آپ دونوں اسی وقت مسلمان ہوگئے تھے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۱۷، شرح السنۃ، کتاب الفضائل، باب جامع صفاتہ، الحدیث: ۳۵۹۸، ج ۷، ص ۴۹، سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۵)

سیدتنا اُمِّ مَعْبَد کی مبارک بکری

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں **عَامُ الرَّمَادَۃ** تک وہ بکری اسی طرح صبح و شام کثرت سے دودھ دیتی رہی، **عَامُ الرَّمَادَۃ** ۱۸ سن ہجری کو کہتے ہیں۔ اس سال کو **عَامُ الرَّمَادَۃ** کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سال ایسا شدید قحط پڑ گیا کہ جنگلوں اور بیابانوں سے خوراک ختم ہوگئی، وحشی جانور آبادیوں کا رخ کرنے لگے، جانوروں کا گوشت کھانے کے قابل نہ رہا یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی بکری ذبح کرتا تو گوشت کے خراب ہونے کے باعث اس سے نفرت کرنے لگتا، ایسی ہوا چلتی کہ راکھ کی رنگت کا غبار چیزوں پر پڑ جاتا۔ **رَمَاد** عربی میں راکھ کو کہتے ہیں اس لیے اسے **عَامُ الرَّمَادَۃ** یعنی راکھ والا سال کہتے ہیں۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۵، السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ، ج ۲، ص ۶۶)

جن کے محبت بھرے اشعار

حضرت سیدتنا اسماء بنت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے گئے تو قریش کا ایک گروہ جس میں ابوجہل بھی تھا، ہمارے پاس آئے اور دروازے پر کھڑے ہوگئے، میں جب باہر نکلی تو وہ کہنے لگے: ''تمہارا باپ ابوبکر کہاں ہے؟'' میں نے کہا: ''مجھے ان کا علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔'' ابوجہل نے جو نہایت بے حیاء اور خبیث انسان تھا میرے منہ پر ایسا زوردار طمانچہ رسید کیا جس سے میرے کان کی بالیاں ٹوٹ کر نیچے جا گریں۔ پھر وہ چلے گئے، اور ہمیں تین دن تک کوئی علم نہ تھا کہ ہمارے والد اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہاں گئے ہیں یہاں تک کہ ایک جن مکے کے نشیبی علاقے سے عربی لہجہ میں کچھ اشعار گنگناتا ہوا نظر آیا، جن کا ترجمہ یہ ہے: (۱) انسانوں کا پروردگار خدا تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں کو بہتر جزا عطا فرمائے جو اُمِّ مَعْبَد کے دو خیموں میں اترے ہیں۔ (۲) وہ نیکی لے کر وہاں اترے اور پھر چل دیئے تو جو شخص **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہم سفر بنا ہے وہ بڑا ہی کامیاب ہے۔ (۳) اُمِّ مَعْبَد کے خاندان بنو کعب کو ان کی اس عورت اُمِّ مَعْبَد کا مکان مبارک ہو جو مومنوں کے لیے جائے پناہ ہے۔

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۰۳)

پیچھا کرنے والے کا انجام

حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (حضرت سیدتنا اُمِّ مَعْبَد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر سے) مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیچھا کیا۔ ابوجہل اور دیگر کفار قریش نے اُس سے ایک سو اونٹوں کی شرط لگا رکھی تھی کہ اگر وہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) شہید کردے یا ان میں سے کسی ایک کو قیدی بنا کر ہمارے پاس لے آئے تو ہم اسے سو اونٹ بطورِ انعام دیں گے۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب پہنچ گیا، جب دو یا تین نیزوں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ دشمن ہم تک آ پہنچا ہے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے لئے دعا فرمائی: ''اے **اللہ**! جس چیز کے ذریعے سے تو چاہتا ہے

ہمیں اس سے بچا۔'' تو فوراً اس کے گھوڑے کی اگلی دونوں ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ایک روایت میں یہ ہے کہ گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔لاکھ کوشش کے باوجود جب چھٹکارہ نہ پاسکا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی:'' مجھے معاف کردیجئے اور میرے لیے دعا کیجئے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ دونوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا بلکہ آپ کی تلاش میں جو دیگر لوگ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں ان سے بھی اس بات کو مخفی رکھوں گا۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ جب نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سراقہ کے لیے بددعا فرمائی تو فوراً اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا وہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا کہنے لگا:'' اے **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں خوب جانتا ہوں یہ آپ کی دعا کا اثر ہے۔آپ **اللّٰہ** سے مجھے نجات دلوادیں، خدا کی قسم! میں آپ کی تلاش میں آنے والے کفار کو اندھا کردوں گا، ان کا راستہ بدل دوں گا، یہ میرے تیروں کا ترکش بھی لے لیں اور عنقریب آپ فلاں مقام سے گزریں گے وہاں میری بکریاں اور اونٹ ہیں، آپ وہاں سے جتنے چاہیں لے لیں۔'' نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' تیرے اونٹوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔'' چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین کی پکڑ سے آزاد ہوگیا۔(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۶۵۲۔۳۹۰۸، ج۲، ص۵۱۲۔۵۹۵، سیرت سید الانبیاء، ص۲۳۶)

سراقہ بن مالک کا قبول اسلام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کفار قریش نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پکڑنے کے لیے بطور انعام سو اونٹوں کا اعلان کیا تو کئی جوان اس کے حصول کے لیے نکل پڑے لیکن ان میں صرف سراقہ بن مالک ہی ایسے تھے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچ پائے اور اپنی آنکھوں سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ بھی دیکھا۔سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل میں بیٹھ گیا۔جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے فتحِ مکہ اور غزوہ طائف وحنین سے فارغ ہو کر مقام **جِعِرَّانَه** میں پڑاؤ کیا تو سراقہ بن مالک بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔

(مدارج النبوت، باب چهارم، ج ۲، ص ۲۲ وشرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، قصة سراقة، ج ۲، ص ۱۴۵ ملخصاً)

کسریٰ کے سونے کے کنگن

یہ وہی حضرت سیدنا سراقہ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جن کے بارے میں دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحروبَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے علم غیب سے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ''اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دو کنگن پہنائے جائیں گے؟'' اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربارِ خلافت میں لائے گئے تو امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی تصدیق کے لئے وہ کنگن حضرت سیدنا سراقہ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پہنا دیئے اور فرمایا کہ ''**قُلِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ سَلَبَهُمَا كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ اَعْرَابِيًّا مِنْ بَنِىْ مُدْلِجٍ** یعنی اے سراقہ! یہ کہو کہ **اللہ تعالیٰ** ہی کے لئے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر بنو مدلج کے سراقہ بدوی کو پہنا دیے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں ۲۴ سن ہجری میں وفات پائی۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، قصة سراقة، ج ۲، ص ۱۴۵)

دامن مصطفٰے سے جو لپٹا یگانہ ہوگیا
جس کے حضور ہوگئے اس کا زمانہ ہوگیا

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

حضرت سیدنا بریدہ اسلمی سے ملاقات

نبی پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وسیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب مدینہ

منورہ کے قرب ونواح میں پہنچے تو حضرت سیدنا بریدہ بن حصیب اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آپ سے ملاقات ہوگئی، ان کے ساتھ ان کی قوم کے تقریباً ۷۰ یا ۸۰ افراد بھی تھے جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی تلاش میں نکلے تھے، کیونکہ ابوجہل اور دیگر کفارِ مکہ نے اعلانِ عام کے ساتھ ساتھ انہیں بھی **مَعَاذَ اللہ** آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کے لیے آمادہ کیا تھا اور سو اونٹوں کے انعام کا بھی وعدہ کیا تھا۔

آپ کا قبولِ اسلام

نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا بریدہ بن حصیب اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سامنا ہوا تو انہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخِ انور پر نورِ نبوت نظر آیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے استفسار فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''**بُرَیْدَۃ**۔'' نبی اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حروف سے اچھا معنی مراد لینے والی اپنی عادتِ کریمہ کے مطابق ''**بُرَیْدَۃ**'' کی اصل ''**بُرُوْدَۃ**'' یعنی ٹھنڈک سے سلامتی وسکون مراد لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلَحَ** یعنی ہمارا معاملہ ٹھنڈا ہوگیا جس کا انجام صلح ہے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پوچھا: ''کون سے قبیلے سے ہو؟'' عرض کیا: ''قبیلہ بنی اسلم سے۔'' فرمایا: ''**سَلِمْنَا** یعنی ہمارے لیے سلامتی ہے۔'' پھر پوچھا: ''بنی اسلم کی کون سی شاخ سے ہو؟'' عرض کیا: ''بنی سہم سے۔'' فرمایا: ''**اَصَبْتَ سَہْمَکَ** یعنی تو نے اپنا حصہ پالیا۔'' مراد یہ تھی کہ تو نے اسلام سے اپنا حصہ پالیا۔ اس کے بعد سیدنا بریدہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' فرمایا: ''میں **محمد بن عبد اللہ، اللہ** کا رسول ہوں۔'' آپ کی گفتگو سے سیدنا بریدہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت متاثر ہوئے۔ آپ اور آپ کی قوم کے جتنے افراد آپ کے ہمراہ تھے تمام مشرف با اسلام ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا بریدہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ باقی سفرِ ہجرت میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہی رہے۔ جب نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوگئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے سفید جوڑے نظر وہدیہ کیے اور اپنی قوم کی سرزمین کی طرف لوٹ گئے۔ غزوہ احد کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ آ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

(مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۶۲، سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۶)

مدینہ منورہ میں آمد

رسول اللہ کا مدنی جلوس

دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب غارِ ثور سے تشریف لائے تھے تو اس وقت آپ کے ساتھ صرف تین افراد تھے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، آپ کے غلام حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور راستے کی راہنمائی کرنے والا عبد اللہ بن اریقط لیثی۔ لیکن حضرت سیدنا بریدہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے قبیلے کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو اب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسلمانوں کا ایک جم غفیر تھا جو مدنی جلوس کی شکل اختیار کر گیا۔ حضرت سیدنا بریدہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس جلوس کی مدنی قیادت کے لیے بارگاہ رسالت میں یوں عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیے۔'' نیز انہوں نے اپنا عمامہ شریف سر سے اتارا، اپنے نیزے پر باندھ کر اسے جھنڈا بنا دیا اور اس جھنڈے کو لہراتے ہوئے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے آگے چلنے لگے۔ اور یوں یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا شاہانہ مدنی جلوس مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔

(مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۶۲)

آمدِ مصطفےٰ۔۔۔مرحبا۔۔۔مرحبا

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عویمر بن ساعدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میری قوم کے کئی لوگوں نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے یہی روایت کیا ہے کہ ''جب ہم نے سنا کہ نبی مکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکۂ مکرمہ سے

ہجرت کر کے مدینۂ منورہ پہنچ رہے ہیں تو ہم آپ کی آمد کی امید پر روزانہ نماز فجر کے بعد شہر مدینہ سے باہر مقامِ حرۃ میں آ کر آپ کے انتظار میں بیٹھ جاتے، خدا کی قسم! جب دھوپ سے بچنے اور سر چھپانے کو کوئی جگہ نہ رہتی تو ہم گھروں میں آ جاتے، اُن دِنوں گرمی بھی زوروں پر تھی۔

نکل کر شہر سے خلقت قبا تک چل کے آئی تھی
تمنا رنگ حسرت بن کے آنکھوں میں سمائی تھی
ہوا کرتی تھیں فرش راہ اٹھ کر بار بار آنکھیں
ہمہ تن انتظار آنکھیں، ہمہ تن انتظار آنکھیں

جس دن سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہنچنا تھا، ہم حسب معمول کڑکتی دوپہر تک انتظار میں بیٹھے رہے اور اس کے بعد جب ہم گھروں میں چلے گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے آئے سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا جو ہمیں روزانہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتظار میں بیٹھے دیکھا کرتا تھا، وہ بلند آواز سے پکارنے لگا: ''اے بنو قیلہ (اوس وخزرج)! تمہارا مقصد آ پہنچا۔''

اٹھا غل لیجیے ذروں کے گھر میں آفتاب آیا
زمین وآسماں کا نور جس کے ہم رکاب آیا
اکھٹے ہوگئے ہر سمت سے طالب زیارت کے
شعاعوں کی طرح سے گرد خورشید رسالت کے

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عویمر بن ساعدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استقبال کے لیے دوڑے آئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے، ہم میں سے اکثر لوگوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

پہلے زیارت نہیں کی تھی، لیکن شوقِ محبت میں لوگ امڈتے چلے آرہے تھے اور کسی کو یہ معلوم نہ تھا درخت کے نیچے بیٹھی دونوں ہستیوں میں سے خادم کون ہے اور آقا کون؟ یہاں تک کہ جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوپر سے سایہ ختم ہوا تو اسی وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اٹھے اور اپنی چادر سے آپ کو سایہ کرنے لگے، تب ہمیں صحیح پتا چلا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کون سے ہیں اور جناب رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شخصیت کون سی ہے۔ (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۱۲۰)

محب اور محبوب کی پہچان

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینۂ منورہ تشریف لائے تو مسلمانوں نے سرزمین مدینہ سے دور بدر کے نزدیک صحرا کے کنارے آپ کا استقبال کیا، آپ انہیں لے کر دائیں راستے پر چلے اور ربیع الاول میں بروز پیر بنو عمرو بن عوف کے ہاں جا کے قیام فرمایا نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور خاموشی سے بیٹھ گئے، سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے رہے، کئی انصاری جنہوں نے قبل ازیں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ دیکھا تھا، سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہی مرجع و ماویٰ سمجھتے تھے، جب سورج سر پر آگیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اٹھے اور اپنی چادر سے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں نے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو صحیح طرح پہچانا۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۶، ج ۲، ص ۵۹۴، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۲)

محب اور محبوب کو نہ پہچاننے کی وجہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پہچاننے میں لوگوں کے اشتباہ کا ایک سبب تو یہی تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عمر میں اگرچہ چھوٹے تھے لیکن آپ پر سن رسیدہ ہونے کے آثار نمایاں تھے، اس لیے لوگ پہچان نہ کرسکے۔ دوسرا لطیف سبب یہ تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ وہ ذات ہے جس پر ہر لمحہ رب عَزَّوَجَلَّ کے انوار وتجلیات کی بارش ہوتی ہی رہتی ہے۔اور مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت کے اس طویل سفر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ساتھ تنہا رہے، خصوصا غار ثور کی تنہائیوں میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہونے والی انوار وتجلیات کی برسات میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی خوب نہاتے رہے اور بحر نور میں غوطہ زنی فرماتے رہے ان ہی انوار وتجلیات کی چمک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس مقدس وجود میں جھلک رہی تھی اور نور نبوت کی ضیاء پاشیوں سے چہرہ صدیق اکبر جگمگ جگمگ کررہا تھا۔ نیز **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِعلان اسلام سے لے کر ہجرت تک صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت ایسی تھی جس نے ہر ہر قدم پر اپنے محبوب کا ساتھ دیا، سب سے پہلے اسلام لائے، سب سے پہلے تصدیق کی، مشکل وقت میں حوصلہ دیا، مشرکین سے آپ کا دفاع کیا، آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا، اپنا تن، من، دھن، آل، اولاد سب کچھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات بابرکت پر قربان کردیا، گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی ذات کو ذات مصطفےٰ میں فنا کردیا تھا، اسی وجہ سے مدینہ پہنچنے پر لوگوں کو بظاہر دو وجود نظر آرہے تھے لیکن ظاہری و باطنی صورت وسیرت میں وہ ایک ہی وجود تھا یہی وجہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں لوگ امتیاز ہی نہ کرسکے۔

فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اس کو ترا دیدار ہو جائے

مقام قباء میں قیام اور مسجد کی تعمیر

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں نزولِ اِجلال سے قبل مقام ''قباء'' میں دس سے کچھ زائد راتیں قیام فرمایا۔ قباء میں اپنے قیام کے دنوں میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسجد قباء کی تعمیر فرمائی۔ اس مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ہمراہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ اسی مشغولیت کی بنا پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قباء میں دس سے کچھ زائد شب قیام فرمایا۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۷)

اسلام کی سب سے پہلی مسجد

مسجد قباء اسلام میں تعمیر ہونے والی پہلی ایسی مسجد ہے جس میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے علی الاعلان صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سمیت نماز ادا فرمائی۔ نیز یہ پہلی مسجد ہے جو عام مسلمانوں کے لیے تعمیر کی گئی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی اسلام میں کئی مساجد بنائی گئیں تھیں، لیکن وہ عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ تھیں، جیسے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مسجد جو آپ نے مکہ مکرمہ میں اپنے گھر کے صحن میں تیار کی تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، خاتمة في وقائع۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۱۵۵)

مسجد قباء کے فضائل

مسجد قباء کے بارے میں آیت مبارکہ

مسجد قباء کی شان اللہ تَعَالٰی نے قرآن پاک میں خود بیان فرمائی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۝﴾

(پ ۱۱، التوبۃ:۱۰۸) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے **اللہ** کو پیارے ہیں۔''

ایک نماز کا ثواب ایک عمرہ کے برابر

(1) حضرتِ سیدنا سہل بن حنیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں آئے پھر اس مسجد میں نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب دیا جائے گا۔'' (مسند امام احمد، مسند المکیین، الحدیث: ۱۵۹۸۱، ج۵، ص ۴۱۱)

(2) حضرتِ سیدنا اُسید بن ظُہیر انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**صَلَاۃٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ** یعنی مسجد قباء میں ایک نماز ادا کرنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔'' (سنن ابن ماجۃ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی الصلوۃ فی مسجد قباء، الحدیث: ۱۴۱۱، ج ۲، ص ۱۷۵)

مسجد الجمعہ میں نماز جمعہ

مسجد قباء کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قباء سے شہر مدینہ داخل ہوئے، راستہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبیلۂ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج تک ''**مسجد الجمعہ**'' کے نام سے مشہور ہے۔ اہل شہر کو خبر ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جذبات شوق میں مشتاقانہ استقبال کے لیے دوڑ پڑے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دادا عبد المطلب کے ننہالی رشتہ دار ''**بَنُو نجار**'' ہتھیار لگائے قباء سے شہر تک صفیں باندھے مستانہ وار چل رہے تھے۔ آپ راستہ میں تمام قبائل کی محبت کا شکریہ ادا کرتے اور سب کو خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ شہر قریب آ گیا تو اہل مدینہ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین مکانوں کی

چھتوں پر چڑھ گئیں۔

نعرۂ رسالت: یا رسول اللہ!

حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''جب **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ تشریف لائے تو مرد، عورتیں آپ کی زیارت کے لیے چھتوں پر چڑھ گئے، چھوٹے بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور یہ سب لوگ نعرۂ رسالت یعنی **یَا مُحَمَّدُ! یَا رَسُوْلَ اللّٰہ!** کی صدائیں لگا رہے تھے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب فی حدیث الھجرۃ، الحدیث: ۳۰۱۴، ص۱۶۰۸)

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے مخمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہو کے جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

مدینہ میں اوّلاً قیام کی سعادت

تمام قبائل انصار جو راستہ میں تھے انتہائی جوشِ مسرت کے ساتھ اونٹنی کی مہار تھام کر عرض کرتے: **یا رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ ہمارے گھروں کو شرفِ نزول بخشیں مگر آپ ان سب محبین سے یہی فرماتے کہ میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو جس جگہ خدا کو منظور ہو گا اسی جگہ میری اونٹنی بیٹھ جائے گی۔

ہر اک مشتاق تھا پیارے نبی کی مہمانی کا
تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا

سبھی پیارے ہو تم ہر ایک سے مجھ کو محبت ہے
جہاں ناقہ ٹھہر جائے وہیں جائے اقامت ہے
رُکی یکبارگی ناقہ بحکم حضرت باری
جہاں اک سمت بستے حضرت ابو ایوب انصاری

چنانچہ جس جگہ آج مسجد نبوی شریف ہے اس کے پاس حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکان تھا اُسی جگہ سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی بیٹھ گئی اور حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت سے آپ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہی کے مکان پر قیام فرمایا۔ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اوپر کی منزل پیش کی مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ملاقاتیوں کی آسانی کا لحاظ فرماتے ہوئے) نیچے کی منزل کو پسند فرمایا۔

مہاجرین وانصار کے مابین مواخات

نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین وانصار میں دوطرح کی مواخات یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا: (۱) ہجرت مدینہ سے قبل مہاجرین کا مہاجرین کے ساتھ (۲) اور ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین کا انصار کے ساتھ۔ مہاجرین میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مواخات حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ اور انصار میں آپ کی مواخات حضرت سیدنا خارجہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ قائم فرمائی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا خارجہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے داماد بھی ہیں کہ ان کی بیٹی سیدتنا حبیبہ بنت خارجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ کے نکاح میں تھیں۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ، ج ۲، ص ۱۲۴، ۱۲۵)

مدینے میں سیدنا صدیق اکبر کا قیام

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں سُنْح نامی ایک علاقے میں حضرت سیدنا خارجہ بن زید بن ابی زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس قیام فرمایا اور یہیں تجارت بھی شروع فرمادی۔ چند دنوں بعد آپ کے اہل خانہ بھی، مدینہ منورہ پہنچ کر یہیں قیام پذیر ہوگئے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر الغار والھجرۃ الی المدینۃ، ج۳، ص ۱۳۰)

صدیق اکبر کو مدینے میں بخار ہوگیا

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ میں قیام کے کچھ ہی دنوں کے بعد میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ جب میں عیادت کے لیے ان کے پاس آئی میرے والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

”یعنی ہر شخص اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے، حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے۔“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ”میں گھبرا کر دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنے والد ماجد کا حال بیان کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہ رب العزت میں یوں دعا فرمائی: ”**اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ** یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو مدینہ طیبہ کو بھی ہمارے نزدیک ایسا ہی محبوب بنادے جیسا کہ مکۂ مکرمہ تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہاں کی آب وہوا کو صحت بخش کردے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہاں کے ناپ تول میں بھی برکت عطا فرما اور بخار کو یہاں سے جحفہ کی طرف منتقل فرما۔“ ان ہی ایام میں خود حضرت سیدتنا عائشہ

صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور دیگر کئی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو مدینہ طیبہ کی آب وہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے بخار ہوگیا، نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ آج پورے حجاز میں آب وہوا کے لحاظ سے مدینہ منورہ بہترین جگہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراھیۃ النبی ۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۸۸۹، ج ۱، ص ۶۲۱تا۶۲۲، السنن الکبری، کتاب الجنائز، باب قول العائد للمریض کیف تجدک، الحدیث: ۶۵۹۴، ج ۳، ص ۵۳۶، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۱۹)

اے خاک مدینہ تیرا کہنا کیا ہے
تجھے قرب شاہ مدینہ ملا ہے

مسجد نبوی کی قیمت صدیق اکبر کے مال سے

مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسجد نبوی کی تعمیر بھی شروع فرمادی۔ مسجد نبوی کی جگہ دو یتیم بچوں حضرت سیدنا سہل اور حضرت سیدنا سہیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی تھی جس میں لوگ کھجوریں سکھایا کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ زمین خرید لی اور اس کی قیمت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مال سے ادا فرمائی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۲۴۶، وفاء الوفا، ج ۱، ص ۳۲۴)

صدیق اکبر کے نواسے کی ولادت

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مکۂ مکرمہ بھیجا تاکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت کرام اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اہل خانہ کو مدینہ منورہ لے کر آئیں، دونوں انہیں مدینہ منورہ لے کر آگئے، ان میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بھی تھیں، جو امید سے تھیں۔ جب آپ قباء میں پہنچیں تو ان کے ہاں حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن

زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت ہوئی۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ اپنے نواسے کے کان میں اذان دیں۔

مسلمانوں کا اظہار فرحت ومسرت

ان کی ولادت پر مسلمانوں نے شدید فرحت ومسرت کا اظہار کیا، کیونکہ انہیں یہودیوں کی جانب سے یہ خبر مل چکی تھی کہ انہوں نے سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھیوں پر جادو کردیا ہے جس کے اثر سے ہجرت کے بعد ان کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوسکے گا۔ اس واقعہ سے پہلے انصار میں حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ متولد ہوئے تھے، تو مسلمانوں نے ان کی ولادت پر بھی خوشی منائی تھی، اس پر یہودی کہنے لگے ہم نے مہاجرین پر جادو کیا ہے انصار پر جادو نہیں کیا۔ اس کے بعد جب مہاجرین میں حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت ہوئی تو مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی۔

واہ کیا بات ہے سیدنا عبد اللہ بن زبیر کی!

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت کے بعد آپ کی والدہ حضرت سیدتنا اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا انہیں بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئیں اور رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود میں ڈال دیا۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیٹ میں جو چیز سب سے پہلے گئی وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لعاب دہن تھا۔ اس کے بعد نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھجور لے کر اسے چبایا اور پھر ان کے منہ میں ڈال کر دعائے برکت فرمائی۔ (سیر اعلام النبلاء، عبد اللہ بن زبیر، ج۴، ص ۱۲۴، سیرت سید الانبیاء، ص ۲۴۹)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر کی سعادتیں

حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**عبد اللہ** بن زبیر کے کیا کہنے! یہ تو قاریٔ قرآن ہیں، پاکدامن مسلمان ہیں، ان کے والد تو جنتی صحابی حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں، ان کے نانا یارِ غارِ **رسول اللہ**، جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کی خالہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں، ان کی دادی حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں (جو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی ہیں)۔

(سیر اعلام النبلاء، عبد اللہ بن الزبیر، ج ۴، ص ۴۶۳)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر کا والہانہ عشقِ رسول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نواسے حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خون مبارک پینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ، حضرت سیدنا عامر بن **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پچھنے لگوا رہے تھے، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فارغ ہوئے تو مجھے ارشاد فرمایا: ''**اِذْهَبْ بِهٰذَا الدَّمِ فَاهْرِقْهُ حَيْثُ لَا يَرَاكَ اَحَدٌ** یعنی اے **عبد اللہ**! اس خون کو ایسی جگہ ڈال دو جہاں کسی کی تم پر نظر نہ پڑے۔'' فرماتے ہیں: ''جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ فرما کر تشریف لے گئے تو میں نے وہ خون مبارک پی لیا۔'' جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واپس تشریف لائے تو

مجھ سے استفسار فرمایا: ''مَا صَنَعْتَ الدَّم؟ یعنی اے عبد اللہ! تم نے خون کے ساتھ کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا: ''عَمَدتُّ اِلَی اَخْفَی مَوْضَعٍ عَلِمْتُ، فَجَعَلْتُهُ فِیْهِ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میں ایک خفیہ جگہ کو جانتا تھا جہاں کسی کی بھی نظر نہیں پڑے گی میں نے وہ خون وہاں ڈال دیا ہے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فوراً سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''لَعَلَّکَ شَرِبْتَ یقیناً تم نے اسے پی لیا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم!'' فرمایا: ''وَیْلٌ لِّلنَّاسِ مِنْکَ، وَوَیْلٌ لَّکَ مِنَ النَّاسِ لوگوں کو تم سے کچھ پہنچے گا اور تمہیں لوگوں سے کچھ پہنچے گا۔'' (مراد یہ ہے کہ تمہارے ساتھ بھی وہی معاملات ہوں گے جو میرے ساتھ ہوئے، لوگ تم سے اعراض کریں گے، جھٹلائیں گے، سب وشتم کریں گے اور مختلف قسم کی تکلیفیں دیں گے، اور تم بھی لوگوں کے لیے بہت بہادر اور طاقت ور ثابت ہوگے، اور پھر واقعی رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی مراد کے مطابق ہوا) شارحین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کا مبارک خون نوش کرنے کے سبب سیدنا عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه بہت زیادہ قوت والے ہوگئے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، عبد اللہ بن زبیر، ج ۴، ص ۴۶۱)

سیدتنا عائشہ صدیقہ کی رخصتی

رسولِ اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال قبل، اعلانِ نبوت کے دسویں سال اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے نکاح فرمایا اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کی عمر چھ برس تھی۔ ہجرت کے سات ماہ بعد شوال المکرم میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ہاں رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر نو سال تھی اور نو سال ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی معیت حاصل رہی۔ یوں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۲۵۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

چوتھا باب

غزواتِ صدیق اکبر

غزوۂ بدر، غزوہ احد، غزوہ تبوک، حدیبیہ، غزوۂ تبوک، مختلف واقعات

غزوات میں شرکت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انتہائی نرم مزاج تھے، اگر ان کی اپنی ذات کا معاملہ ہوتا تو عفو و درگزر سے کام لیتے اور کسی کو ذرہ برابر تکلیف نہ پہنچاتے لیکن اگر معاملہ، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، عظمت اسلام یا مسلمانوں کا ہوتا تو آپ کی غیرت جوش میں آجاتی اور قطعاً کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے بلکہ باطل کے سامنے اڑ جاتے اور ڈٹ کر اس کا مقابلہ فرماتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تقریباً تمام غزوات میں **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جنگی امور میں مہارت، بہادری و دلیری اور ان کی ہمت بے مثال تھی، اسی وجہ سے بارگاہ رسالت میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دفاعی مشیرِ خاص کا درجہ حاصل تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کا جنگی پہلو بھی نہایت شاندار ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو کھل کر نیکی کی دعوت عام کرنے کا موقع میسر آیا لیکن کفار مکہ کو دعوت حق کی تشہیر کب گوارا تھی لہٰذا حق کا پرچار روکنے کے لئے یہ لوگ کئی منصوبے بنانے لگے حتی کہ ان لوگوں نے اپنے ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مدینۂ منورہ کے یہودیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور انہیں مسلمانوں کی ایذاء رسانی پر ابھارنا شروع کر دیا، تمام باطل قوتوں نے باہمی اتحاد سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا بھیانک منصوبہ بنایا۔ حق و باطل کے اس پہلے باضابطہ معرکے میں دیگر صحابہ کے ساتھ ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ،

غزوۂ بدر اور صدیق اکبر

میدان بدر میں آپ کا بلند حوصلہ

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جنگ بدر کے روز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب یہ ملاحظہ

فرمایا کہ مشرکین کی تعداد تو ہزار کے قریب ہے جب کہ مسلمان صرف تین سو انیس ہیں (اور بروایات دیگر تین سو تیرہ تھے) تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہاتھ اٹھا کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے یوں دعا فرمائی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تونے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا اسے پورا فرما۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔'' حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دعا میں مشغول رہے حتی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر کندھے سے ڈھلک کر نیچے گر گئی۔ گویا مسلمانوں کی افرادی قوت کمزور ہونے کے سبب تقریبا تمام مسلمان اس وقت بہت آزمائش میں تھے، کیونکہ جنگی ساز وسامان بھی نہ ہونے کے برابر تھا اور مسلمانوں کی اس بے سروسامانی کو خود قرآن پاک میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران، آیت نمبر ۱۲۳ میں یوں ارشاد فرمایا: ﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور بے شک **اللہ** نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو **اللہ** سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو۔''

اس وقت تمام مسلمانوں میں صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے تھے جنہوں نے مسلمانوں کے ڈوبتے حوصلوں کو سہارا دیا، کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جانتے تھے کہ اگر آج مسلمان کمزور پڑ گئے تو دنیا سے اسلام کا نام ونشان ختم ہوجائے گا لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام مسلمانوں کی ڈھارس بندھانے اور ان کے کمزور حوصلوں کو بلند کرنے کے لیے ہمت سے کام لیا اور دعا میں مشغول **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول، بی بی آمنہ کے مہکتے پھول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر مبارک اٹھا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کاندھے پر رکھی اور آپ کی پشت اطہر سے لپٹ گئے۔ عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ بہت دعا کر چکے، اب بس فرمایئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔'' اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ۝﴾ (پ ۹، الانفال: ۹) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو

اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے۔" بعدہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کے ذریعے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد فرمائی۔ (سنن الترمذی، تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ الانفال، الحدیث: ۳۰۹۲، ج۵، ص۵۵ تا ۵۶، صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم، الحدیث: ۱۷۶۳، ص۹۶۹)

صدیق اکبر کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی

اس وقت جنگوں کا یہ دستور تھا کہ ابتداء میں دونوں لشکر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے اور دوسرے لشکر پر اپنی دھاک بٹھانے کے لیے ماہر شہسواروں کو ایک ایک کرکے مقابلے پر بھیجتے تھے۔ کفار کی طرف سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے عبد الرحمن نے (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے) مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارا کہ "کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے گا؟" اپنے غیر مسلم بیٹے کو دیکھ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مقابلے پر جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اجازت عطا فرمائیں۔" تو نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: "**مَتِّعْنَا بِنَفْسِکَ یَا اَبَابَکْرٍ! اَمَا تَعْلَمَ اَنَّکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ** یعنی اے ابوبکر! ابھی تو ہمیں تمہاری ذات سے بہت سے فائدے اٹھانے ہیں تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نزدیک تمہاری حیثیت بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہے۔"

(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۸۵، ۱۸۶، المستدرک علی الصحیحین، ھجرۃ عبد الرحمن بن ابی بکر قبل الفتح، الحدیث: ۶۰۵۸، ج۴، ص۵۹۸)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول بی بی آمنہ کے مہکتے پھول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان حق ترجمان سے جو الفاظ مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے نکلے تھے تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ویسا ہی ہوا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور خلافت میں شجر اسلام پھلتا اور پھولتا گیا۔

مولا علی کے والہانہ جذبات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بارگاہ رسالت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقام ومرتبے سے باخوبی آگاہ تھے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہوئے تو حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور اسی مذکورہ بالا واقعہ کو یاد دلاتے ہوئے عرض کیا: ''اے خلیفہ رسول اللہ! میں بھی آپ سے وہی کہوں گا جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تھا، اپنی تلوار نیام میں کرلیں، ہمیں اپنی جان کے خطرے سے نہ ڈرائیں اور مدینہ کو واپس لوٹ جائیں۔ اگر آپ شہید ہوگئے تو ہمارا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ واپس لوٹ آئے۔ (البدایة والنهایة، ج۵، ص۱۹، کنز العمال، کتاب الخلافة مع الامارة، الباب الاول فی خلافة الخلفاء، الحدیث: ۱۴۱۶۲، ج۳، الجزء: ۵، ص۲۶۴)

میدان بدر میں صدیق اکبر کی شجاعت

حضرت سیدنا محمد بن عقیل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک دفعہ استفسار فرمایا: ''بتاؤ! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''حضور آپ ہی ہیں۔'' فرمایا: ''میں تو اپنے برابر والے سے لڑتا ہوں، اس صورت میں، میں صرف بہادر ہوا نہ کہ سب سے زیادہ بہادر۔ میں تو سب سے زیادہ بہادر کا پوچھ رہا ہوں کہ وہ کون ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''حضور آپ ہی ارشاد فرمائیے۔'' فرمایا: ''غزوۂ بدر کے روز ہم نے دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اور نگہداشت کے لیے ایک سائبان بنایا، اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان میں نگہبانی کے فرائض کون سرانجام دے گا تاکہ کوئی کافر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرکے تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آگے

نہیں بڑھا، صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے آگے تشریف لائے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کھڑے ہوگئے اور پھر ہم نے دیکھا کہ کسی کافر کو یہ جرأت نہ ہوسکی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی پھٹکے اور بالفرض کسی نے ایسی جرأت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش بھی کی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منہ کی کھائی، اس لیے ہم میں سب سے زیادہ بہادر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں۔'' (کنز العمال، حرف الفاء، باب فضائل الصحابۃ، فصل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۸۵، ج۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۳۵، مفھوما)

بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی تجویز

جنگ بدر کے اس عظیم معرکے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی نورانی مخلوق فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور انہیں فتح ونصرت عطا فرمائی۔ اس جنگ میں تقریباً ۷۰ غیر مسلم قیدی بنا کر لائے گئے۔ ان میں ایسے بھی لوگ تھے جو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے رشتہ دار تھے، لہٰذا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ان قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشیرِ خاص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تھے۔ یہ دونوں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جاں نثار اور مخلص ترین رفیق تھے نیز نہایت ہی سوچ سمجھ کر اور انتہائی غور وفکر کے بعد ہی بات کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مکہ مکرّمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا، یہ کُفر کے سردار اور سرپرست ہیں آپ ان کی گردنیں اڑائیں۔ ان سے فدیہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو فدیہ سے غنی فرمادیا ہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو عقیل پر اور حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عباس پر اور مجھے میرے رشتے دار پر مقرر کردیجئے تاکہ ہم خود ہی ان کی گردنیں اڑائیں۔'' لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کی موجودہ حالت سے بھی واقف تھے اور

کفار کی آئندہ رونما ہونے والی سازشوں پر بھی کڑی نظر رکھنے والے تھے اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکمت سے بھرپور ایسا مدنی مشورہ دیا کہ جو سب کو پسند آیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آپ کی قوم اور قبیلے کے ہی لوگ ہیں، میری رائے میں ان قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس مدنی مشورے میں مسلمانوں کے لیے بہت سے فوائد پوشیدہ تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خیال تھا کہ (۱) قیدیوں سے فدیہ لیں تاکہ مسلمانوں کی مالی معاونت ہوجائے۔ (۲) اگر انہیں قتل کر دیا جائے تو ہوسکتا ہے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ مسلمانوں نے اپنی ذاتی دشمنی کی بنا کر انہیں قتل کیا، لیکن فدیہ لینے کی صورت میں کفار کے سامنے اسلامی حسن سلوک کا ایک اور پہلو آشکار ہوجائے۔ (۳) فدیہ لے کر رہا کرنے سے کیا معلوم ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہوجائیں اور یہ مسلمان ہوجائیں اور مسلمانوں کی افرادی وفوجی قوت کو مزید تقویت ملے۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مشورے کو پسند کرتے ہوئے قبول فرمایا اور کافر قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا فرما دیا۔ اور تمام لوگوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس مدنی مشورے پر عمل کرنے کی برکت سے انہی قیدیوں میں سے کئی لوگ مشرف بااسلام ہوگئے اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں بھی مزید اضافہ ہوگیا۔

(تفسیر خزائن العرفان، پارہ ۱۰، الانفال: ۶۷، صحیح مسلم، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم، الحدیث: ۱۷۶۳، ص ۹۷۰ ملخصا)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غزوہ اُحد اور صدیق اکبر

غزوہ اُحد میں والہانہ جذبہ جہاد

کفار کو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں عبرت ناک شکست ہوئی تھی، جس کا انہیں بہت افسوس تھا اور اس ذلت آمیز پسپائی کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے کئی قبیلوں اور بڑے بڑے رئیسوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، اس طرح ان کی

افرادی قوت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا۔ان کے پاس جنگی ساز وسامان، گھوڑے، اونٹ، زرہ پوش سپاہیوں کی بڑی تعداد تھی۔ چنانچہ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ الهَادِی **''تفسیر خزائن العرفان''** میں ارشادفرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں شکست کھانے سے کفّار کو بڑا رنج تھا، اس لئے اُنہوں نے بقصدِ انتقام ایک بڑا لشکر مرتب کر کے فوج کشی کی، جب رسول کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر ملی کہ لشکرِ کفار مقام اُحد میں اُترا ہے تو آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ فرمایا۔اس مشورے میں **عبد اللہ** بن ابی بن سلول منافق کو بھی بلایا گیا جو اس سے قبل کبھی کسی مشورے میں نہ بلایا گیا تھا اکثر انصار اور **عبد اللہ** بن ابی بن سلول نے یہ رائے دی کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہرے رہیں اور جب کفّار یہاں آئیں تب اُن سے مقابلہ کیا جائے یہی سرکار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مرضی تھی لیکن بعض اصحاب کی رائے یہ ہوئی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہیے اور اسی پر انہوں نے اصرار کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دولت سرائے اقدس (یعنی اپنے گھر) میں تشریف لے گئے اور اسلحہ (یعنی جنگی لباس وغیرہ) زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے۔اب حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر ان اصحاب کو ندامت ہوئی (جنہوں نے مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا اور اس پر اصرار بھی کیا) انہوں نے عرض کیا: **''یارسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کو رائے دینا اور اس پر اصرار کرنا ہماری غلطی تھی لہٰذا ہماری اس غلطی کو معاف فرمائیے اور آپ کو جو مناسب ہو وہی کیجئے۔'' نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نبی کے لئے سزاوار نہیں کہ ہتھیار پہن کر جنگ سے قبل اُتار دے۔'' مشرکین میدان اُحد میں بدھ، جمعرات کو پہنچے تھے اور **رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھ کر روانہ ہوئے اور پندرہ شوال ۳ھ بروز اتوار (یا ہفتہ) اُحد میں پہنچے، یہاں نزول فرمایا۔ اور پہاڑ کا ایک درّہ جو لشکرِ اسلام کے پیچھے تھا اس طرف سے اندیشہ تھا کہ کسی وقت دشمن پشت پر سے آ کر حملہ نہ کردے، حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن جبیر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کو پچاس ۵۰ تیراندازوں

کے ساتھ وہاں مامور فرمایا کہ اگر دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو تو تیر باری کر کے اُس کو دفع کر دیا جائے۔ اور حکم دیا کہ کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا خواہ فتح ہو یا شکست۔ **عبد اللہ** بن ابی بن سلول منافق جس نے مدینہ طیبہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رائے دی تھی جب اس نے دیکھا کہ نبیِ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری رائے کے خلاف کیا ہے تو وہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نوعمر لڑکوں کا کہنا تو مانا اور میری بات کی پروانہ کی، اس کے ساتھ تین سو ۳۰۰ منافق تھے ان سے اس نے کہا کہ ''جب دشمن لشکرِ اسلام کے مقابل آجائے اس وقت تم سب بھاگ جانا تاکہ لشکرِ اسلام میں انتشار پیدا ہو جائے اور تمہیں دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگنا شروع کر دیں۔ مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد معہ ان منافقین کے ایک ہزار تھی اور مشرکین تین ہزار۔ بہر حال اُحد کی اس جنگ میں جیسے ہی مقابلہ عام شروع ہوا تو **عبد اللہ** بن اُبَی منافق اپنے تین سو ۳۰۰ منافقوں کو لے کر بھاگ نکلا اور نبیِ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سات سو ۷۰۰ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رہ گئے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے غیب سے ان کی مدد فرمائی اور اُن سب کو ثابت قدمی عطا فرمائی یہاں تک کہ مشرکین کو زبردست شکست ہوئی۔ اس جنگ میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کے لیے ایک جماعت ساتھ ساتھ رہی جس میں حضرت سیدنا ابوبکر و علی و عباس و طلحہ و سعد رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن تھے۔ یہ وہی جنگ ہے جس میں نبیِ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دندانِ اقدس شہید ہوا اور چہرۂ اقدس پر زخم بھی آیا۔

(تفسیر خزائن العرفان، سورۃ ال عمران، آیت نمبر ۱۲۱ بتصرف)

سب سے پہلے پلٹنے والے

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ''اُحد کے دن جب تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جدا ہو گئے تو سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ واپس پلٹے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۲۵، ص ۷۵)

غزوہ اُحد کی حسین یاد اور اشک باری

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۵۶ صفحات پر مشتمل رسالے ''حضرت سیدنا طلحہ بن عبید **اللہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ'' کے صفحہ ۱۴ پر ہے: ''اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوہ اُحد کی یاد ستاتی تو آپ رونے لگتے اور فرماتے کہ یہ دن تو تھا ہی حضرت طلحہ بن عبید **اللہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا۔ جب میں سب سے پہلے حضور نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بڑی بہادری وجواں مردی سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کر رہا ہے، میرے دل میں آیا کہ خدا کرے یہ طلحہ بن عبید **اللہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہوں، اور وہ واقعی طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔ اور مجھے اس وقت سب سے بڑھ کر یہی شے محبوب تھی کہ سرکار نامدار، مدینے کے تاجدار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت پر اس جواں مردی سے جان نچھاور کرنے والا میری قوم کا ایک فرد ہے۔'' (تاریخ اسلام للامام الذھبی، ج ۲، ص ۱۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیبیہ اور صدیق اکبر

رسول اللہ کا خواب

شوال المکرم ۶ سن ہجری میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ امن کے ساتھ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے، کوئی حلق کئے ہوئے، کوئی قصر کئے ہوئے ہے اور کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، کعبہ کی کنجی لی، طواف فرمایا اور عمرہ کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اس مبارک خواب کی خبر دی تو سب بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمرے کا قصد فرمایا اور ایک ہزار چار سو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ یکم ذی قعدہ ۶ ہجری کو روانہ ہو گئے۔ مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر وہاں مسجد میں دو ۲ رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اکثر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اِحرام باندھا، البتہ بعض اصحاب نے **جحفہ** سے احرام باندھا۔

حدیبیہ کیا ہے؟

حدیبیہ مکہ مکرمہ سے مغرب کی سمت میں چھوٹے سے گاؤں کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے، یہ جدہ اور مکہ مشرفہ کے درمیان ہے۔ اس جگہ پر ایک کنواں ہے جسے حدیبیہ کہتے تھے، اس وجہ سے اس بستی کا نام بھی حدیبیہ پڑ گیا، آج کل اس کنویں کو ''**بِیْرِ شُمَیْس**'' کہا جاتا ہے۔ (سیرت سید الانبیاء، ص۱۶۷)

کفارِ قریش کے وفود کی آمد

یہاں کفارِ قریش کی طرف سے مسلمانوں کا ارادہ معلوم کرنے کے لیے کئی جاسوس بھیجے گئے، اور کئی وفود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملاقات کرتے رہے، بہرحال جتنے بھی وفود کفار کی طرف سے آئے ان سب نے واپس جا کر یہی بیان کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں، جنگ کا اِرادہ نہیں ہے۔ لیکن انہیں یقین نہ آیا، آخر کار انہوں نے **عُرْوَہ بن مَسْعُوْد ثقفی** کو جو طائف کے بڑے سردار اور عرب کے نہایت **مُتَمَوِّل** (مالدار) شخص تھے تحقیق حال کے لئے بھیجا۔ انہوں نے وہاں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا عشق ومحبت اور ایسی جانثاری دیکھی کہ بعد میں وہ اپنے قبیلے کے کئی لوگوں سمیت مشرف با اسلام ہو گئے۔ بہرحال ان کے ساتھ پیش آنے والا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی کا ایک ایمان افروز واقعہ پیش خدمت ہے۔ چنانچہ،

صدیق اکبر کی غیرت ایمانی

عروہ بن مسعود ثقفی جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے ان سے وہی گفتگو فرمائی جو دیگر لوگوں کے ساتھ فرمائی تھی کہ ہمارا اِرادہ جنگ کا نہیں بلکہ ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سن کر انہوں نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے غیر مناسب گفتگو کی۔ اس وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بالکل قریب ہی موجود تھے اور ان کی ساری گفتگو سن رہے تھے، ان کے آخری الفاظ سنتا تھے کہ غصے کی شدت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رنگ تبدیل ہوگیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **غیرت ایمانی جوش میں آگئی** اور **عروہ بن مسعود** کی نہایت ہی سخت الفاظ میں سرزنش کی۔ بلکہ ایسے الفاظ میں سرزنش کی کہ ان کا سانس خشک ہوگیا اور وہ کہنے لگے: ''یہ کون ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ **رسول اللہ** کے رفیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ کا والہانہ عشق

عروہ بن مسعود ثقفی پھر نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گفتگو کرنے لگے، دوران گفتگو وہ بار بار **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی داڑھی مبارکہ کو ہاتھ لگاتے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہی حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے تھے، **عروہ بن مسعود ثقفی** نے جب دوبارہ ہاتھ لگایا تو انہوں نے اپنی تلوار کا دستہ ان کے ہاتھ پر مار کر نہایت ہی غصے سے کہا: ''**رسول اللہ** کی مبارک داڑھی سے اپنا ہاتھ پیچھے کر۔'' **عروہ بن مسعود** نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس ایمان افروز رویے نے **عروہ بن مسعود** کے ہوش اڑا دیے اور وہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اس حیرت انگیز عشق ومحبت کو دیکھ کر حیران وپریشان ہو کر واپس قریش کے پاس آگئے۔

عروہ بن مسعود ثقفی کے تاثرات

آپ نے قریش کو ساری صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ: ''**محمد** (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے

اصحاب اُن سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کے لیے جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے جب وہ دستِ مبارک دھوتے ہیں تو ان کے اصحاب تبرک کے لئے غسالہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں، اگر کبھی تھوکتے ہیں تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جسے وہ حاصل ہوجاتا ہے وہ اپنے چہروں اور بدن پر برکت کے لئے ملتا ہے، کوئی بال جسمِ اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر کبھی جدا ہوا تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس کو بہت ادب کے ساتھ لے لیتے ہیں اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں، جب آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کلام فرماتے ہیں تو سب ہی ساکت ہوجاتے ہیں۔ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا۔ میں بڑے بڑے بادشاہانِ فارس و روم و مصر کے درباروں میں گیا ہوں، میں نے کسی بادشاہ کی یہ عظمت نہیں دیکھی جو **محمد** مصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ان کے اصحاب میں ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان سے مقابلہ کرکے کامیاب نہ ہوسکو گے۔'' قریش نے کہا: ''ایسی بات مت کہو، ہم اِس سال اُنہیں واپس کردیں گے وہ اگلے سال آئیں۔'' **عروہ** نے کہا کہ: ''مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ طائف واپس چلے گئے اور اس واقعے کے بعد **اللہ تعالی** نے انہیں مشرّف بہ اسلام فرمایا۔

(صحیح البخاری، باب کتاب الشروط، الشروط فی الجهاد۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۷۳۲، ۲۷۳۱، ج ۲، ص ۲۲۵، تفسیر خزائن العرفان، پ ۲۶، الفتح: ۱، ص ۹۳۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیعتِ رضوان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسی حدیبیہ کے مقام پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ببول کے ایک درخت کے نیچے بیعت لی، اس کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں، جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں کیا گیا:

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ﴾ (پ ۲۶، الفتح: ۱۸) **ترجمۂ کنزالایمان:**

''بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔''

بیعت رضوان سے کفار خوف زدہ ہو گئے

بیعت کی خبر سے کفّار خوف زدہ ہوئے اور ان کے اہل رائے نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کر لیں، چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور چونکہ یہ مقام حدیبیہ میں لکھا گیا تھا اس لیے ''**صلح حدیبیہ**'' کے نام سے مشہور ہو گیا اور صلح نامے میں یہ طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس مدینے چلے جائیں اور اگلے سال آ کر عمرہ کر لیں مسلمانوں کے لیے یہ شرط سخت تکلیف کا باعث تھی خصوصاً حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خاص طور پر اسے مسلمانوں کی توہین سمجھا اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ چنانچہ،

صلح حدیبیہ پر صدیق اکبر کا اطمینان

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں **سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے نبی نہیں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے عرض کی: ''کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے عرض کی: ''پھر ہم دین کے معاملہ میں اتنے پست کیوں ہو گئے؟'' **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں اور اس کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا وہی میرا مددگار ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کیوں نہیں لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال حج کریں گے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم ضرور آؤ گے اور کعبے کا طواف کرو

گے۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور عرض کی: ''اے ابوبکر! کیا یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے نبی نہیں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں؟'' میں نے کہا: ''کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟'' فرمایا: ''یقیناً ایسا ہی ہے۔'' میں نے کہا: ''پھر ہم دین کے معاملے میں اتنا دباؤ کیوں تسلیم کر رہے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے عمر! بلاشبہ یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، اُس کے نافرمان نہیں ہوسکتے۔ یقیناً اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِن کا مددگار ہے، آپ اپنی جگہ ثابت قدم رہیں۔ خدا کی قسم! وہ حق پر ہیں۔'' میں نے کہا: ''کیا وہ یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''کیوں نہیں، کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا تھا کہ تم اسی سال طواف کرو گے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تو یقین رکھو تم آئندہ سال ضرور آؤ گے اور بیت اللّٰہ شریف کا طواف کرو گے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد۔۔۔الخ، الحدیث: ٢٧٣٢، ٢٧٣١، ج ٢، ص ٢٢٦ تا ٢٢٧، تفسیر خزائن العرفان، پ: ٢٦، الفتح: ١، ص ٩٣٩)

سیدنا صدیق اکبر کی مدنی سوچ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس اطمینان بخش جواب اور رویے سے بالکل واضح ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صلح حدیبیہ اور اس کی تمام شرائط سے بالکل مطمئن تھے، اس کی سب سے بنیادی وجہ یہ تھی کہ صلح حدیبیہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے طے فرمائی تھی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کسی بات سے اختلاف نہ کرتے تھے، انہیں یقین کامل تھا کہ یہ شرائط صلح کے لحاظ سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوں گی اور انہیں مان لینا چاہیے کیونکہ ان کی یہ مدنی سوچ تھی بلکہ تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی بھی یہی مدنی سوچ ہوا کرتی تھی کہ سیّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کوئی کام مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا،

اور واقعی آگے چل کر صلح حدیبیہ کا جو نتیجہ نکلا اس نے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے اطمینان قلبی کی مکمل تصدیق کر دی۔

صحابہ میں سب سے بڑھ کر صائب الرائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسی صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو کفارقریش کے ترجمان سہیل بن عمرو نے معاہدے میں ''**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم**'' اور ''**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله**'' کے بجائے ''**محمد بن عبد الله**'' لکھنے کا اصرار کیا کہ یہ دونوں باتیں قریش تو تسلیم نہ کرتے تھے۔ بہرحال بعد میں کفارقریش کے یہی ترجمان سہیل بن عمرو مسلمان ہوگئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه صلح حدیبیہ میں حکمت اور سیدنا سہیل بن عمرو رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا ذکر خیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''دور اسلام میں کوئی بھی فتح، حدیبیہ کی فتح سے بڑھ کر عظیم نہیں ہے لیکن اس دن کئی لوگوں کی فہم وفراست **اللہ تعالٰی** اور اس کے مَدَنی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے مابین معاملے کو سمجھنے سے قاصر رہی، حقیقت یہ ہے کہ لوگ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جبکہ **اللہ تعالٰی** ایسا نہیں فرماتا بلکہ وہ اس وقت تک مہلت دیتا ہے جب تک معاملات اس مطلوبہ حد تک نہیں پہنچ جاتے جو وہ چاہتا ہے۔ میں نے صلح حدیبیہ میں مشرکین کے ترجمان سہیل بن عمرو رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو حجۃ الوداع کے موقع پر دیکھا کہ وہ قربان گاہ کے قریب کھڑے ہیں اور **رسول الله** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو قربانی کے اونٹ پیش کر رہے ہیں، **رسول الله** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنے ہاتھوں سے ان اونٹوں کو نحر کر رہے ہیں پھر جب **رسول الله** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنے سر کے بال منڈوائے تو میں نے دیکھا کہ سہیل بن عمرو رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه **رسول الله** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے موئے مبارک چن چن کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہے ہیں، جبکہ انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ''**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم**'' اور ''**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله**'' لکھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اس منظر کا آنکھوں کے سامنے آنا تھا کہ میں بے اختیار اس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کرنے لگا جس نے انہیں ہدایت اسلام سے سرفراز فرمایا۔'' (یقیناً حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سب صحابہ کرام عَلَيْهِمُ

الرِّضْوَان میں سب سے بڑھ کر صائب الرائے اور عقل ودانش میں سب سے کامل تھے)

(کنز العمال، کتاب الغزوات، غزوۃ الحدیبیۃ، الحدیث:۳۰۱۳۷، ج۵، الجزء:۱۰، ص۲۱۷)

صلح حدیبیہ کے نتائج

اس صلح کے نتیجے میں مسلمانوں کے لیے فتوحات کا دروازہ کھل گیا اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگلے سال یعنی ۱۱ رمضان المبارک ۸ ہجری کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ساتھ مدینۂ منورہ سے مکۂ مکرمہ کو روانہ ہوئے اور چند روز بعد ۲۰ رمضان المبارک کو فتحِ عظیم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اسی کا نام فتح مکہ ہے۔

رسول اللّٰہ کا شاہانہ مدنی جلوس

مکۂ مکرمہ میں مسلمان اس شان سے داخل ہوئے کہ نبیِّ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر سوار تھے اور آپ ایک سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔آپ کے پیچھے حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کے ایک جانب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسری جانب حضرت سیدنا اُسید بن حضیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔اس سفر میں آپ کے ساتھ دو اُمہات المؤمنین حضرت سیدتنا اُمِّ سلمہ اور حضرت سیدتنا میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بھی تھیں اور آپ کے چاروں طرف جوش وخروش میں بھرا ہوا ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا لشکر تھا جس کے درمیان کوکبہ نبوی تھا۔اس شاہانہ جلوس کے جاہ وجلال کے باوجود تاجدارِ رسالت شہنشاہ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ سورہ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے تھے کہ آپ کا سرِ انور اونٹنی کے پالان سے بار بار لگ جاتا تھا۔آپ کی یہ کیفیت تواضع، خداوندِ قدوس کا شکر ادا کرنے اور اس کی بارگاہِ عظمت میں اپنی عجز ونیازمندی کا اظہار کرنے کے لئے تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج۳، ص ۴۳۲-۴۴۴، سیرت سید الانبیاء، ص۴٦۳)

صدیق اکبر اور گھڑ دوڑ

گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ

۶ سن ہجری بمطابق ۶۲۷ عیسوی میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گھوڑوں کی دوڑ کرائی، سدھائے ہوئے گھوڑوں کے لیے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کے لیے کم۔ حضرت **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سدھائے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ **حَیْفَاء** سے شروع کرائی اور اس کی آخری حد **ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع** رکھی، غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ **ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع** سے **مسجد بَنِی زُرَیْق** تک کرائی۔ حضرت **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اس دوڑ میں حصہ لیا۔ حضرت سیدنا سفیان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ **حیفاء** سے **ثنیہ** پانچ یا چھ میل ہے۔ جبکہ **ثنیۃ الوداع** اور **مسجد بنی زریق** کا درمیانی فاصلہ ایک میل ہے۔ اسی سال سرور کائنات فخر موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اونٹوں کی دوڑ بھی کرائی۔

صدیق اکبر کے گھوڑے کی جیت

اس گھڑ دوڑ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے گھوڑے نے بھی حصہ لیا اور وہ دوسرے گھوڑوں سے آگے نکل گیا اور اس نے سبقت حاصل کی، یہ دونوں دوڑیں اسلام میں سب سے پہلی دوڑیں تھیں۔

اعرابی کا اونٹ سبقت لے گیا

اونٹوں کی دوڑ میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی ''**قصواء**'' نے بھی حصہ لیا، ایک اعرابی کا اونٹ ''**قصواء**'' سے سبقت لے گیا۔ قصواء نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی تھی اس سے پہلے کوئی چوپایہ اس سے آگے نہ نکل سکا تھا، مسلمانوں پر یہ امر نہایت گراں گزرا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ تعالٰی** پر حق

ہے کہ جس چیز کو رفعت عطا فرمائے اسے پستی دے دے۔“ (سیرت سید الانبیاء، ص ۳۹۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غزوۂ تبوک اور صدیق اکبر

ماہ رجب سن ۹ ہجری میں دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ آخری مہم تھی جس میں سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بنفس نفیس شریک ہوئے۔ **تبوک** ملک شام کی جانب ایک جگہ کا نام ہے مدینہ منورہ اور اس کے درمیان چودہ روز اور دمشق اور اس کے مابین دس دنوں کا فاصلہ ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس مہم پر جمعرات کے روز مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۴۷۱)

غزوہ تبوک کا سبب

عرب کا غسانی خاندان جو قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکومت کرتا تھا چونکہ وہ عیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اس کو اپنا آلۂ کار بنا کر مدینۂ منورہ پر فوج کشی کا عزم کر لیا۔ چنانچہ ملک شام کے جو سوداگر روغن زیتون بیچنے مدینہ شریف آیا کرتے تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ قیصر روم کی حکومت نے ملکِ شام میں بہت بڑی فوج جمع کر دی ہے۔ اور اس فوج میں رومیوں کے علاوہ قبائل لخم وجذام اور غسان کے تمام عرب بھی شامل ہیں۔ ان خبروں کا تمام عرب میں ہر طرف چرچا تھا اور رومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں تھی اس لیے ان خبروں کو غلط سمجھ کر نظر انداز کر دینے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس لیے حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔ چونکہ سخت گرمی کا موسم تھا اور راستہ بھی نہایت ہی دشوار گزار تھا اس لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۶۸۔ ۷۲)

صدیق اکبر کی مالی قربانی

اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا کہ ''اپنا مال راہ خدا میں جہاد کے لیے صدقہ کرو۔'' اس فرمان عالیشان کی تعمیل میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسب توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لیے تصدق کیا۔ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دس ہزار مجاہدین کا ساز وسامان تصدق کیا اور دس ہزار دینار خرچ کیے اس کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے معہ ساز وسامان فرمانِ رسول پر لَبَّیْک کہتے ہوئے پیش کردیے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر دفعہ ان معاملات میں مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں اس بار زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کرکے ان سے سبقت لے جاؤں گا۔'' چنانچہ وہ گھر گئے اور گھر کا سارا مال اکٹھا کیا اس کے دو حصے کیے ایک گھر والوں کے لیے چھوڑا اور دوسرا حصہ لے کر بارگاہ رسالت میں پیش کردیا۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے عمر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کے آئے ہو؟'' عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آدھا مال گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔'' اتنے میں عاشقِ اکبر، یارِ غار مصطفےٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا مال لے کر بارگاہ رسالت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بالکل سادہ سی قبا پہنی ہوئی ہے جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور استفسار فرمایا: ''اے ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟'' بس! محبوب کا یہ پوچھنا تھا کہ گویا عاشقِ صادق کا دل عشق ومحبت کی مہک سے جھوم اٹھا، فوراً ہی

سمجھ گئے کہ بات کچھ اور ہے، کیونکہ محبوب تو جانتا ہے کہ میرے عاشق صادق نے تو اس وقت بھی اپنی جان، مال، آل، اولاد سب کچھ قربان کر دیا تھا جب مکۂ مکرمہ میں حمایت کرنے والے نہ ہونے کے برابر تھے بلکہ اکثر لوگ جانی دشمن بن گئے تھے، اور محبوب کے کلام کو کیوں نہ سمجھتے کہ یہ تو وہ عاشق تھے جو ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ بس محبوب کچھ مانگے تو سہی! سب کچھ قدموں میں لا کر قربان کر دیں:

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

یہ تو وہ عاشق صادق تھے جنہوں نے کبھی اپنے مال کو اپنا سمجھا ہی نہیں، بلکہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا اسے محبوب کی عطا سمجھتے اور کیوں نہ سمجھتے کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

فوراً سمجھ گئے کہ محبوب کی چاہت کچھ اور ہے غالباً محبوب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے میرے عاشق! میں تو تیرے عشق کو جانتا ہوں، آج دنیا کو بتا دے کہ عشق کسے کہتے ہیں، بس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا: "**یَا رَسُوْلَ اللہ! اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللہَ وَ رَسُوْلَہ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لیے **اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔**"

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ "میں کبھی بھی ابوبکر صدیق سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا اور رسول بس

دے کے سب کچھ پھر بھی بچ گیا میرے لیے

اک خدا میرے لیے، اک مصطفےٰ میرے لیے

مرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمت عالم

میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لیے

صحابہ کرام عَلَیۡهِمُ الرِّضۡوَان نے دیکھا کہ اتنے میں خالق کائنات کے قاصدِ خصوصی حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیۡهِ السَّلَام ویسا ہی لباس زیب تن کیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جو عاشق اکبر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡه نے زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ سرکار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے جبریل! یہ کیا پہنا ہوا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آج تمام فرشتوں کو بھی حکم فرمایا ہے کہ آج ویسا ہی لباس پہنیں جیسا آپ کے عاشق صادق نے پہنا ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں سلام ارشاد فرماتا ہے اور استفسار فرماتا ہے کہ یہ اپنے رب سے اس حال میں راضی ہیں یا ناراض؟'' یہ پیغام محبت سنتے ہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡه وجد میں آگئے اور ان پر رقت طاری ہوگئی، عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میں بھلا اپنے رب سے کیسے ناخوش ہوسکتا ہوں۔'' پھر تین بار فرمایا: ''میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص۳۸۰، تاریخ الخلفاء، ص۳۰، سنن الدارمی، کتاب الزکوة، باب الرجل یتصدق ما عنده، الحدیث: ۱۶۶۰، ج۱، ص۴۸۰)

گھر بار لٹا کر کہتے ہیں اللہ نبی ہی کافی ہے

کیا بات اجاگر کہتے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں
جب جاگے گا قلب مومن ہر دل سے صدا یہ آئے گی
صدیق اکبر میرے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں

تبوک اور اس کا دشوار گزار راستہ

غزوہ تبوک تنگی و ترشی اور موسم گرما کی شدت وحرارت کے زمانہ میں پیش آیا نیز علاقہ خشک سالی کی لپیٹ میں تھا، اور پھل پک چکے تھے۔ لوگوں کو پھلوں اور سایہ دار درختوں میں قیام پسند تھا۔ اس حالت میں سفر کرنا سب ناپسند کرتے تھے علاوہ ازیں ان کے پاس زادراہ اور سواریوں کی قلت تھی۔ تبوک تک پہنچنے کے لیے شام کے عظیم صحراء کو طے کرنے میں چالیس روز چلنا پڑتا ہے اور اتنے ہی ایام واپسی پر لگتے تھے۔ جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ سایہ، پانی بھی بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتا ہے، لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان نفوس قدسیہ کے دلوں کو مضبوط رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو **جَیْشُ الْعُسْرَۃ** (تنگ دستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں اور چونکہ منافقوں کو اس غزوہ میں بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی۔ اس وجہ سے اس کا ایک نام **غزوہ فَاضِحَہ** (رسوا کرنے والا غزوہ) بھی ہے۔ یقیناً ایسے کٹھن راستے میں مسلمانوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً پانی کی قلت نے تو سبھی کو پریشان کر دیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہ رسالت میں دعا کے لیے عرض گزار ہوئے اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خصوصی کرم فرمایا۔ چنانچہ،

صدیق اکبر اور مسلمانوں کی خیر خواہی

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم شدید گرمی کے موسم میں تبوک کے لیے نکلے۔ دوران

سفر ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ وہاں ہمیں اس قدر شدت کی پیاس لگی کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ ہمارا وقت اجل قریب آپہنچا ہے۔ پیاس کی شدت سے ہم اس حد تک مجبور ہوگئے کہ ہم میں سے کوئی آدمی پیاس بجھانے کے لیے اپنا اونٹ ذبح کرتا اور اس کی اوجھڑی کو نچوڑ کر اس میں سے نکلنے والے پانی کو پی لیتا اور جو پانی باقی بچتا اسے اپنے پہلو پر باندھ لیتا۔ مسلمانوں کی یہ حالت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دیکھی نہ گئی اور وہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں درخواست کی: ''**یَارَسُوْلَ اللہ! اِنَّ اللہَ قَدْ عَوَّدَکَ فِی الدُّعَاءِ خَیْرًا فَادْعُ اللہَ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول! یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کو قبول فرماتا ہے، اور آپ کو خیر و برکت سے نوازتا ہے لہٰذا آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا فرمائیے۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اَتُحِبُّ ذٰلِکَ؟**'' یعنی اے ابوبکر! کیا تمہاری اسی میں خوشی ہے۔'' عرض کیا: ''جی ہاں یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' چنانچہ نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور دعا مانگ کر ابھی ہاتھ نیچے بھی نہ کیے تھے کہ آسمان پر ابر رحمت گرجنے لگا، پہلے ہلکی ہلکی بارش ہوئی، پھر موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اپنے برتنوں کو پانی سے بھر لیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ معجزہ تھا کہ جہاں ہم تھے صرف وہیں بارش ہو رہی تھی ہمارے اردگرد بارش کا نام و نشان نہیں تھا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الطھارۃ، معجزۃ النبی فی نزول الماء۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۸۲، ج ۱، ص ۳۸۴، سیرت سید الانبیاء، ص ۱۷۴)

سب سے بڑا جھنڈا صدیق اکبر کے ہاتھ میں

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تیس ہزار مجاہدین کا لشکر تھا جب لشکر اسلام **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قیادت میں **ثنیۃ الوداع** نامی مقام پر جمع ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے قائدین، جرنیلوں اور کمانڈروں کو منتخب فرمایا اور انہیں مختلف جھنڈے عطا فرمائے اس موقع پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے بڑا جھنڈا عطا فرمایا۔ مگر دور دور تک رومی لشکروں کا کوئی پتا نہیں چلا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب رومیوں کے جاسوسوں نے قیصر بادشاہ کو خبر دی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں آرہے ہیں تو رومیوں کے دلوں پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیس دن مقام تبوک میں قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں افواج الٰہی کا جلال دکھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رعب بٹھا کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۳۴۹ مختصراً، تلقیح فهوم اهل الاثر لابن جوزی، باب تسمية المشهورين بالذكر من أصحاب رسول الله ۔۔۔ الخ، ص ۴۷، تاریخ مدینة دمشق، ج ۲، ص ۳٦)

خوش بخت صحابی

غزوۂ تبوک میں حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** ذوالبجادین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا نہ کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت ہوئی نہ وفات ہوئی۔ حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** ذوالبجادین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک غریب مہاجر تھے اور اصحاب صفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے تھے۔ یہ غزوۂ تبوک میں شامل ہوئے اور ان کو بخار آگیا۔ بوقت وفات ان کے پاس دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو انہوں نے بڑی حسرت سے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا مقصد شہادت ہی ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے لیے دعا فرمادی ہے کہ ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کردیا ہے۔'' تو کیا میں شہادت سے محروم رہوں گا؟ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم جہاد کے لیے نکلے ہو تو اگر بخار میں بھی مرجاؤ گے تو بھی تم شہید ہی ہوگے۔'' اس کے بعد بخار ہی میں حضرت سیدنا ذوالبجادین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوگیا۔ (مدارج النبوة، ج ۲، ص ۳۷۷)

سیدنا صدیق اکبر کا ایمان افروز تبصرہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک تھا۔ایک دفعہ میں آدھی رات کے وقت اٹھا تو میں نے لشکر میں ایک جانب کچھ روشنی دیکھی۔ میں صورت حال معلوم کرنے کے لیے ایک طرف گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا موجود ہیں اور سیدنا عبد اللہ ذو البجادین مزنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وفات پا چکے ہیں۔انہیں دفن کرنے کے لیے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان قبر کھود چکے ہیں۔رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی قبر مبارک میں بنفس نفیس (یعنی خود) اترے ہوئے ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ان کی میت کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب قبر میں اتار رہے ہیں جبکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے ہیں: ''اَدْنِیَا اِلٰی اَخِیْکُمَا یعنی اسے اپنے بھائی کے قریب کردو۔'' چنانچہ انہوں نے ان کی میت کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بڑھا کر نیچے اتار دیا۔رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی میت کو پہلو کے بل کیا تو فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَمْسَیْتُ رَاضِیاً عَنْہُ فَارْضِ عَنْہُ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس آخری رات تک اس سے راضی تھا، تو بھی اس سے راضی ہوجا۔'' حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ روح پرور منظر دیکھ کر اپنے ایمان افروز جذبات کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرمایا: ''وَاللہِ لَوَدَدْتُ اَنِّیْ صَاحِبُ الْحُفْرَۃِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری یہ خواہش ہے کہ اس قبر میں عبد اللہ ذو البجادین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جگہ میں ہوتا۔''

(المعجم الاوسط، من اسمہ مسعدۃ، الحدیث: ۹۱۱۱، ج۶، ص۳۷۱، حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۳۷۲، ج۱، ص۱۶۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جَیش صدیق اکبر

کئی مشرکین کو واصل جہنم کیا

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار مقرر کرکے کفار کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تو میں بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر میں شامل تھا، ہم نے کئی مشرکین کو قتل کیا اور بہت سے قیدی بھی بنے۔ ہم نے کسی مشکل گھڑی میں ایک دوسرے کو باخبر رکھنے کے لئے **اَمِت اَمِت** کے الفاظ مقرر کر رکھے تھے۔ میرے ہاتھ سے سات مشرکین جہنم رسید ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بنی فزارہ سے جہاد کے لئے روانہ فرمایا اس وقت بھی میں آپ کے ساتھ تھا، جب ہم پانی کے قریب پہنچے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رات وہاں قیام کیا، نماز فجر ادا کرنے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حملہ کرنے کا حکم دیا، ہم نے مشرکین پر بھرپور حملہ کیا اس جنگ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھوں کئی مشرکین واصل جہنم ہوئے۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ ابی بکر الصدیق الی بنی کلاب بنجد، ج ۲، ص ۹۰)

صدیق اکبر مسلمانوں کے امیر الحج

صدیق اکبر پہلے امیر الحج

۱۱ رمضان المبارک سن ۸ ہجری کو فتح مکہ ہوئی اور فتح مکہ کے اگلے سال یعنی ۹ ہجری ذی قعدہ کے مہینے میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی جگہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر الحج مقرر فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تین سو ۳۰۰ مسلمانوں کے ساتھ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ

ہوکر مکہ مکرمہ پہنچے۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے ساتھ بیس ۲۰ اونٹ روانہ فرمائے ان کے گلوں میں اپنے دستِ اقدس سے ہار ڈالے اور ان پر نشان لگائے، ان اونٹوں پر حضرت سیدنا ناجیہ بن جندب اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نگران مقرر فرمایا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پانچ ۵ اونٹ اپنی طرف سے بھی ذبح کرنے کے لیے ساتھ لے لیے۔ حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اس سال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ حج کیا اور ہدی کے کئی جانور ساتھ لے لیے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، حج ابی بکر بالناس۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۳۶۳، ج ۳، ص ۱۲۸، سیرت سید الانبیاء، ص ۵۳۳، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۳۷۷)

سرکار نے حج کیوں نہ کیا؟

اس سال نبی اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوات کے معاملے میں انہماک، مختلف وفود کی آمد اور ان کو احکام شرعیہ سکھانے کی مصروفیت کے باعث حج میں شرکت نہ فرماسکے، اس لیے اپنی جگہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر الحج مقرر فرمایا۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۳۷۷)

سورۂ براءۃ کے لیے حضرت علی کی روانگی

مکی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو روانہ فرمایا تاکہ لوگوں کو سورۂ براءت پڑھ کر سنائیں اور یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد آئندہ کوئی مشرک حج نہیں کرسکے گا اور نہ کوئی برہنہ ہوکر بیت اللّٰہ کا طواف کرسکے گا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حج کو روانہ ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے اسی سال پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۸ نازل ہوئی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ”اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے

پائیں۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرج کے مقام پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جاملے۔عرج مدینہ منورہ سے دور ۷۸ میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اختصاص الرسول علیا۔۔۔الخ، المجلد الثانی، ص ۴۶۱)

اونٹنی کی بلبلاہٹ

عرج کے مقام پر صبح کے وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی مبارکہ کی بلبلاہٹ سنی تو فرمایا: ''یہ تو قصواء کی آواز ہے۔'' (بعض روایات میں عضباء کا ذکر ہے یہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی تھی) دیکھا تو حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس پر سوار تھے ان سے پوچھا گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو حج کا امیر بنایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''میں امیر نہیں بلکہ مامور ہوں اور مجھے تو سورۂ براءت لوگوں کے سامنے پڑھنے کے لیے بھیجا گیا ہے نیز لوگوں کے ساتھ معاہدوں کے خاتمے کے روانہ کیا ہے۔'' (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۳۷۸، سیرت سید الانبیاء، ص ۵۳۳)

ایک اہم وضاحت

یاد رہے کہ یہ حج حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَمارت میں ادا کیا گیا تھا۔ کفار سے معاہدہ کے خاتمے کا اعلان اگرچہ خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی کر سکتے تھے لیکن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ جب کسی معاہدے کے خاتمے کا اعلان کرنا ہوتا تو معاہدہ کرنے والا خود آتا یا اس کے خاندان کا کوئی فرد اس کی طرف سے آکر اعلان کرتا۔ اہل بیت نبوی میں چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سب سے افضل تھے اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتخاب کیا گیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اختصاص الرسول علیا۔۔۔الخ، المجلد الثانی، ص ۴۶۱)

حجۃ الوداع میں صدیق اکبر کی رفاقت

ہجرت کے دسویں سال نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عزم حج فرمایا، اس حج کا نام **حَجَّۃُ الوَدَاع** ہے۔اس سفرِ حج میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم رکاب تھے۔ دوسرے بہت سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی ساتھ شریک تھے نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ بھی ساتھ ہی تھیں۔اس حج کے موقع پر میدان عرفات میں مسلمان بہت بڑی تعداد میں جمع تھے۔ یہ وہی مقام تھا، جہاں کچھ عرصہ قبل قریش کا کوئی شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہم کلام ہونا بھی پسند نہ کرتا تھا لیکن خدا کی قدرت ہے کہ آج یہاں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جمع تھے۔اس حجۃ الوداع کے موقع پر مختلف صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف مسائل بھی پوچھ رہے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، ج ۳، ص ۱۳۷، سیرت سید الانبیاء، ص ۵۶۲)

حجۃ الوداع کے اسماء اور ان کی وجہ تسمیہ

۱۰ سن ہجری میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حج ادا فرمایا اسے **حَجَّۃُ الوَدَاع، حَجَّۃُ الاِسلام، حَجَّۃُ البَلَاغ، حَجَّۃُ التَّمَام وَالکَمَال** بھی کہتے ہیں۔(۱) حجۃ الوداع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو الوداع کہا اور وصیت فرمائی کہ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا نیز صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے گواہی لی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیغامات ان تک پہنچادیے ہیں۔(۲) حجۃ الاسلام کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں حج کی فرضیت کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صرف یہی حج کیا۔(۳) حجۃ البلاغ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے احکام شرع لوگوں تک

پہنچادیے۔ (۴) حجۃ التمام والکمال اس لیے کہتے ہیں کہ اس حج میں وقوف عرفہ کے دن پارہ ۶ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ نازل ہوئی: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔'' واضح رہے کہ ہجرت سے پہلے مکی دور میں دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال حج فرمایا کرتے تھے، لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حج کی فرضیت کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صرف یہی حج فرمایا۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۵۶۱، السیرۃ الحلبیۃ، ج ۳، ص ۳۶۰)

حجۃ الوداع میں صحابہ کرام کی تعداد

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چونکہ اپنے اس حج کی اطلاع اطراف کے تمام علاقوں میں بھیج دی تھی اس لیے لوگ ہر طرف سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حج کرنے کے لیے امڈ آئے۔ علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ: ''اس دن حجاج کرام کی تعداد حساب اور گنتی سے باہر تھی۔'' علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''اس حج میں آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر نگاہ اٹھتی سوار اور پیدل ہی دکھائی دیتے تھے اس سفر میں اتنے آدمی جمع تھے کہ ان کی تعداد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ ایک روایت کی رو سے ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس سفر میں نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے۔'' اور بعض دیگر روایات کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار تھی، یہ تعداد ان صحابہ کرام کے علاوہ تھی جو مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور یمن سے حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ آئے تھے۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۵۶۲، بحوالہ شرح سفر السعادت، ص ۳۲۷)

شہزادۂ صدیق اکبر کی ولادت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ذوالحلیفہ میں تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا امید سے تھیں، ان کے ہاں شہزادۂ صدیق اکبر حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت ہوگئی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۵۶۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جیش اُسامہ بن زید کی تیاری وروانگی

فریضہ حج ادا کرنے کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ تشریف لے گئے چند روز بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ملک شام پر حملہ کرنے کے لیے فوج تیار کرنے کا حکم دیا اور اس فوج کا سربراہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقرر فرمایا اور اس میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان موجود تھے۔ یہ لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر ابھی قریب کے ایک مقام جرف تک پہنچا تھا کہ انہیں دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علالت کی اطلاع ملی یہ اطلاع سن کر لشکر جرف ہی میں رک گیا۔

(الروض الانف، باب بعث اسامۃ، ج ۴، ص ۳۸۵)

جیش اسامہ بن زید کا پس منظر

جنگ موتہ اور غزوہ تبوک کے بعد اسلام اور عیسائیت کے درمیان بڑھنے والے اختلافات اور یہودی فتنہ انگیزی کے باعث رومی اور شامی فوج کے عرب پر حملہ آور ہونے کے خطرات کافی حد تک بڑھ گئے تھے۔ جنگ موتہ میں مسلمانوں کے تین قائد حضرت سیدنا زید بن حارثہ، حضرت سیدنا جعفر بن ابوطالب اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن رواحہ

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔اور جنگی صورت حال مسلمانوں کے خلاف ہو چکی تھی لیکن حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی حکمت عملی سے اپنی فوج کو باحفاظت محفوظ مقام پر پہنچا دیا تھا۔اس کے بعد سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مقام تبوک کی طرف روانہ ہوئے لیکن رومیوں کو لڑنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ اپنی جان بچا کر واپس شام کے علاقے میں چلے گئے۔اس کے بعد رومیوں نے مسلمانوں کے خلاف سخت رویہ اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اور وہ سوچنے لگے تھے کہ عرب کی سرحدوں کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ اور ان کی اس پیش قدمی کو روکنے اور رومیوں کے علاقے شام پر حملہ کرنے کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لشکر اسامہ کی تیاری کا حکم جاری فرمایا۔اگر مسلمانوں پر رومی حملہ کرتے تو مسلمان فوج اپنا دفاع کرتی لیکن دفاع ہمیشہ کمزور اور حملہ مضبوط ہوتا ہے لہٰذا سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حملے کو ترجیح دی۔یہ لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر ابھی قریب کے ایک مقام جرف تک پہنچا تھا کہ انہیں دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علالت کی اطلاع ملی یہ اطلاع سن کر لشکر جرف ہی میں رک گیا۔دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علالت اتنی شدید ہوگئی کہ آخری ایام میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازوں کی امامت کا حکم ارشاد فرمادیا۔چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی مسلمانوں کی امامت کرواتے رہے۔اور کیوں نہ ہو کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو امامت صغری وامامت کبری دونوں کا استحقاق حاصل ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پانچواں باب

خلافتِ صدیق اکبر

امامت، بیعت خلافت، مختلف فتنوں کا مقابلہ، فتوحات، خطبات وغیرہ

امامت وخلافت کا بیان

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۵۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''بہارشریعت'' جلداول، صفحہ ۲۳۷ پر صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی امامت کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''امامت دو ۲ قسم ہے: (۱) صغریٰ۔(۲) کبریٰ امامت صغریٰ امامت نماز ہے۔ امامت کبریٰ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابت مطلقہ، کہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی ودنیوی میں حسبِ شرع تصرّفِ عام کا اختیار رکھے اور غیرِ معصیت میں اُس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔ اِس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دونوں امامتوں کی سعادتیں حاصل ہیں اور امامت صغریٰ یعنی نماز کی امامت تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات مبارکہ ہی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سونپ دی گئی تھی اور خود سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو امام بنانے کا حکم ارشاد فرمایا نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی وغیر موجودگی دونوں صورتوں میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو امام بنانے کی ممانعت خود ارشاد فرمائی۔ چنانچہ،

اِمامتِ صغریٰ

کسی اور کو امامت کا حق نہیں

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس قوم میں ابوبکر صدیق ہوں وہاں کسی اور کو امامت کا حق نہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما، الحدیث ۳۶۹۳، ج۵، ص ۳۷۹)

سرکار کی موجودگی میں امامت

حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے مابین صلح کرانے تشریف لے گئے، جب نماز کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: ''کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' چنانچہ اقامت کہی گئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نماز پڑھانے لگے۔ ابھی نماز ادا کر ہی رہے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے آئے اور صف میں شامل ہوگئے۔ لوگوں نے **تصفیق** کی (یعنی بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی مار کر آواز پیدا کی) تاکہ حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد کی اطلاع ہو جائے۔ لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اتنے خشوع وخضوع سے نماز ادا کیا کرتے تھے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے آس پاس کی خبر ہی نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا لوگوں نے **تصفیق** میں مبالغہ کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی طرف توجہ کی اور کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صف میں موجود ہیں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ کیا، لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آہستہ آہستہ پیچھے آکر صف میں کھڑے ہوگئے اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آگے بڑھ کر لوگوں کو بقیہ نماز پڑھائی۔ نماز مکمل کرنے کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں پیچھے ہٹنے سے منع کیا تھا تو پھر تمہیں کس چیز نے پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا؟'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابوقحافہ کے بیٹے کو کیسے یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔''

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ''میں نے تم لوگوں کو **تصفیق** میں مبالغہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یاد رکھو! جب نماز میں اس طرح کا کوئی معاملہ پیش آجائے تو تسبیح یعنی **سبحان اللہ** کہو کیوں کہ جب تسبیح کہی جائے گی تو امام اس کی طرف متوجہ ہوجائے گا، اور **تصفیق** محض عورتوں کے لئے ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاول فتاخر الاول، الحدیث: ۶۸۴، ج ۱، ص ۲۴۴ ملتقطا)

سرکار کی غیر موجودگی میں امامت

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انصار کے ایک قبیلہ میں صلح کے لئے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت آیا تو حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: ''نماز کا وقت ہو چکا ہے، اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم موجود نہیں ہیں۔ میں اذان و اقامت کہتا ہوں کیا آپ نماز پڑھائیں گے؟'' فرمایا: ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔'' تو حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اذان دے دی۔ پھر اقامت کہی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھادی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے آئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا آپ لوگ نماز ادا کر چکے ہیں؟'' عرض کی گئی: ''جی ہاں **یارسول اللہ**۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز کس نے پڑھائی؟'' عرض کی گئی: ''حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَحْسَنْتُمْ لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْہِمْ اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّہُمْ اَحَدٌ غَیْرُہٗ** یعنی تم نے بہت اچھا کیا کیونکہ جس قوم میں ابوبکر ہوں ان میں ابوبکر کے سوا کسی اور کو امام بنانا جائز نہیں۔''

(اتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب المناقب، باب فضائل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۸۸۱۲، ج ۹، ص ۲۰۰، سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۳، ج ۵، ص ۳۷۹)

امامت کرنے کا حکم

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نماز کی اطلاع دینے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔'' حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابوبکر بڑے رقیق القلب (نرم دل) ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہوتے ہی ان پر رقت طاری ہوجائے گی اور لوگوں کو کچھ سنائی نہ دے گا۔ بہتر ہے کہ آپ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ حکم فرمائیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر ارشاد فرمایا: ''جاؤ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔'' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ''میں نے حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کہا کہ آپ بھی بارگاہ رسالت میں یہ گزارش کریں۔'' اُمّ المومنین حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابوبکر بہت نرم دل آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم بھی یوسف والی عورتیں ہو، جاؤ جا کر ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، رقم الحدیث: ۳۶۹۲، ج۵، ص ۳۷۹)

تم بھی یوسف والی عورتیں ہو

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان ''تم بھی یوسف والی عورتیں ہو'' کے متعلق حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: (۱) یا تو یہ ہے کہ اے عائشہ وحفصہ! تم دونوں کہہ کچھ رہی ہو اور تمہارے دل میں کچھ ہے، یعنی تم کہہ تو یہ رہی ہو کہ ابوبکر کو امامت کے لیے نہ کہوں کہ یہ نرم دل ہیں اور تمہارے دل میں یہ ہے کہ اگر ابوبکر امامت کے لیے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ شاید **رسول اللّٰہ** کا انتقال ہوگیا ہے۔

جیسا کہ زلیخا نے مصری عورتوں کو بظاہر دعوت کے لیے بلایا تھا لیکن اس کے دل میں کچھ اور تھا۔ (۲) یا یہ مراد ہے کہ جیسے مصر کی عورتیں حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو ان کی مرضی کے خلاف عمل کرنے کا کہتی تھی، ویسے ہی تم مجھ سے میری مرضی کے خلاف حکم صادر کرانا چاہتی ہو۔ (۳) یا یہ مراد ہے کہ تم بھی مصر کی عورتوں کی طرح اپنی بات منوانا چاہتی ہو۔

(نزھۃ القاری، کتاب الاذان، ج ۲، ص ۳۳۶)

رب اور مومنوں دونوں کو نامنظور

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زمعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرض الموت نے جب شدت اختیار کی، اس وقت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا، حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز کے لیے اذان دی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور کسی سے نماز پڑھانے کے لیے کہہ دو۔'' حضرت سیدنا **عبد اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں: ''میں باہر آیا تو لوگوں میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود تھے البتہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود نہ تھے، میں نے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: اٹھیے اور نماز پڑھایئے۔'' انہوں نے اٹھ کر نماز کی امامت شروع کی اور تکبیر تحریمہ کہی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز طبعاً زیادہ اونچی تھی، اس لیے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فوراً سن لی اور سنتے ہی ارشاد فرمایا: ''ابوبکر کہاں ہیں؟ (ابوبکر کے علاوہ کوئی اور امامت کروائے) یہ بات نہ **اللہ** کو منظور ہے نہ مومنوں کو۔'' چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا۔ جب وہ آئے تو نماز پڑھائی جا چکی تھی۔ اس کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی لوگوں کی امامت کروائی۔ حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زمعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''افسوس ہے تم پر! میرے ساتھ تم نے کیا کر دیا؟ اے **عبد اللہ**! قسم بخدا جب تم نے مجھے نماز کا کہا تو میں سمجھا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے ورنہ میں کبھی نماز نہ

پڑھاتا۔'' میں نے عرض کیا: ''خدا کی قسم! مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی خاص آدمی کے لیے حکم نہیں دیا تھا، میں نے تو فقط حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیر موجودگی میں آپ کو زیادہ حق دار سمجھ کر امامت کرنے کا کہہ دیا۔'' (مسند امام احمد، حدیث عبداللہ بن زمعہ، الحدیث: ۱۸۹۲۸، ج۶، ص۴۸۶)

صدیق اکبر کا تقرر بحیثیت امام

۹ ربیع الاول جمعہ کی رات کو دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرض الوفات نے شدت اختیار کرلی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اس کے باعث تین ۳ بار غشی طاری ہوگئی۔ اس وجہ سے نماز عشاء کے لیے تشریف نہ لاسکے۔ اور ارشاد فرمایا: ''**مُرُوْا اَبَابَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ** یعنی ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' (سیرت سید الانبیاء، ص۶۰۰)

صدیق اکبر نے کتنی نمازیں پڑھائیں؟

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھائی اور باقی تین دنوں کی نماز پنجگانہ کی امامت بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی کرائی۔ اس طرح نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سترہ نمازوں کی امامت فرمائی جس کا آغاز جمعہ کی رات کی عشاء کی نماز سے تھا اور آخری نماز ۱۲ ربیع الاول کی فجر کی نماز تھی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص۶۰۱)

رسول اللہ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مرض وفات میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔''

(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، ماجاء اذا صلی الامام۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۶۲، ج۱، ص۳۷۷)

آخری نماز صدیق اکبر کی امامت میں

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی آخری نماز لوگوں کے ساتھ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے ادا فرمائی۔ (سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب صلاۃ الامام خلف رجل، الحدیث: ۷۸۲، ص۱۳۷)

مذکورہ احادیث کی شرح

علامہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح''** میں مذکورہ دونوں حدیثوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو نماز بیٹھ کر ادا فرمائی وہ ہفتہ یا اتوار کی نماز ظہر تھی اور اس میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امام تھے۔ جبکہ وہ نماز جو ایک کپڑے میں ادا فرمائی وہ پیر کی نماز فجر تھی اور اس نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرانجام دیے۔ واضح رہے کہ یہی وہ فجر کی آخری نماز ہے جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ادا فرمائی اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے وصال فرما گئے۔''

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب ما علی الماموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، الفصل الثالث، ج۳، ص۲۲۹)

نبی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

حضرت سیدتنا اسماء بنت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتی ہیں میرے والد (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے، حالانکہ ان کے دیگر کپڑے بھی رکھے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بیٹی! **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے پیچھے اپنی آخری نماز ایک ہی کپڑے میں ادا فرمائی تھی (یعنی میں نبی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں)۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، فی الصلوۃ فی الثوب الواحد، الحدیث: ۳۶، ج۱، ص۳۴۸)

رسول اللہ کا وصال ظاہری

حضور نبیٔ اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مسجد نبوی سے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مطمئن ہوگئے کہ اب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت بہتر ہوگئی ہے۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گھر علاقہ ''**سُنْح**'' میں تشریف لے گئے جو مدینہ منورہ کا نواحی علاقہ کہلاتا تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کی خبر شہر مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں تیزی سے پھیل گئی اور جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً اپنے گھر سے مسجد نبوی تشریف لے آئے۔ چنانچہ،

عظیم سانحہ پر صدیق اکبر کا عظیم صبر

اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب دنیا سے پردہ فرمایا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ علاقہ ''**سُنْح**'' میں موجود اپنے گھر سے اپنے گھوڑے پر تشریف لائے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے، کسی سے کوئی بھی بات کیے بغیر ہمارے گھر آگئے جہاں دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جسد مبارک رکھا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چہرہ مبارکہ سے چادر ہٹائی، جھک کر اس کا بوسہ لیا اور روتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! **اللہ تعالیٰ** آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا، بس ایک یہی موت ہے جو آپ کو آچکی۔''

(جامع الاصول فی احادیث الرسول، الباب الثانی فی ذکر الخلفاء الراشدین، الحدیث: ۲۰۷۵، ج ۴، ص ۶۸، صحیح البخاری، کتاب المغازی، مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ج ۳، ص ۱۵۸)

صدیق اکبر کا نصیحت آموز خطبہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شدَّتِ غم سے نڈھال تھے اور کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ ایسے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بکھرے ہوئے جذبات کو یکجا کرنے اور شیرازہ اسلام کو منتشر ہونے سے بچانے کے لیے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس سے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو ایک دلی سکون مل گیا۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شدت غم سے نڈھال تھے، خصوصاً حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حالت سب سے مختلف تھی اور وہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کا انکار کررہے تھے۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آتے ہی فرمایا: ''اے عمر! بیٹھ جاؤ'' مگر وہ نہ بیٹھے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور نصیحت آموز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ** یعنی تم میں سے جو شخص **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا ہے تو وہ بھی سن لے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿**وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ**﴾ (پ ۴، آل عمران: ۱۴۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** اور **محمد** تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے

پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔''

یہ آیت مبارکہ سن کر لوگوں کو ایسے لگا کہ گویا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس آیت کو پڑھنے سے قبل وہ اسے جانتے ہی نہ تھے، یہ آیت سنتے ہی ہر شخص یہی آیت دہرانے لگا اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: '' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ آیت مبارکہ سن کر میں حیران وششدر رہ گیا اور مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا، میری ٹانگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں زمین پر گر گیا۔ بہر حال آیت مبارکہ سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ واقعی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۵۴، ج ۳، ص ۱۵۸، عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی، تحت الحدیث: ۴۴۵۳، ج ۱۲، ص ۳۶۷)

صدیق اکبر کے صدمے کی کیفیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ہم گنہگاروں کے طبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کا سب سے زیادہ غم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تھا کیونکہ ❀ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ جانثار ساتھی تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے تھے ❀ ہجرت کا سفر بھی ایک ساتھ ہی کیا تھا ❀ غار ثور میں بھی اکھٹے رہے تھے ❀ اور مدینہ منورہ بھی ایک ساتھ ہی پہنچے تھے ❀ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراز وہم نشین تھے ❀ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ اوّلین شخصیت تھے جن کے کانوں میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان حق ترجمان سے اسلام کی آواز سب سے پہلے پڑی تھی ❀ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی اسلام کی تبلیغ کو اپنی حیات کا جزء لازمی بنا رکھا تھا ❀ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب اپنی وفات ظاہری کا اشارہ فرمایا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک بندے کو دنیا وآخرت کا اختیار دیا تو اس نے آخرت کو پسند کرلیا، یہ اشارہ صرف اور صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سمجھ سکے تھے کہ اس سے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی

ذات مراد لی ہے اور یہ سن کر زار وقطار رونے لگ گئے اور عرض کیا کہ: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہماری جانیں، ہمارا سب کچھ قربان۔'' یہ تمام باتیں واضح کرتی ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کا سب سے بڑا صدمہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو تھا اور وہ اس صدمے سے نہایت غمگین تھے لیکن اس کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے جذبات کو منتشر نہ ہونے دیا۔

صدیق اکبر کا صبر وضبط

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے موقع پر قرآن مجید کی جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور جس انداز سے خطبہ ارشاد فرمایا وہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی صابر وضابط تھے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تکالیف وآزمائشوں کے وقت اپنے دل پر قابو پانے اور متوازن رہنے کی بے حد قوت عطا فرمائی تھی، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات کا سب سے بڑا صدمہ تھا لیکن اسے آپ نے بڑی ہمت سے برداشت کیا، اور اگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پاتے تو اس نازک وقت میں کوئی کسی کو سمجھانے، صبر کی تلقین کرنے والا نہ ہوتا اور ہوسکتا تھا کہ حالات بہت زیادہ نازک ہوجاتے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مثبت رویے سے معاملات بالکل درست ہوگئے اور مسلمانوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے صبر وشکر اور عزم وہمت جیسی عظیم نعمتیں عطا فرمائیں۔

بارگاہ رسالت میں صدیق اکبر کی حاضری

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! سوال کرو۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا موت کا وقت قریب آگیا؟'' ارشاد فرمایا: ''موت کا وقت قریب آگیا اور بہت قریب

آگیا۔'' عرض کی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مبارک ہو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ کاش! میں جانتا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف، پھر سدرۃ المنتہٰی کی طرف، پھر جنت الماویٰ، عرشِ اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف، پھر خوشگوار زندگی سے ملنے والے حصے کی طرف۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غسل کون دے گا؟'' ارشاد فرمایا: ''میرے گھر کے مَردوں میں سے سب سے قریب تر۔'' عرض کی: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟'' فرمایا: ''میرے انہی کپڑوں میں اور یمنی چادر اور مصری سفید کپڑوں میں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نماز کا طریقہ کیا ہوگا؟'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے اور ہم بھی رو دیئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بس کرو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل وکفن دے چکو تو مجھے میرے اسی حجرہ میں چارپائی پر رکھ دینا اور چارپائی قبر کے کنارے رکھ کر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر میرا رب عَزَّوَجَلَّ دُرود (یعنی رحمت) بھیجے گا۔ خود ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو مجھ پر دعائے رحمت کی اجازت دے گا۔ تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام مجھ پر نماز پڑھیں گے (یعنی دعائے رحمت کریں گے)، پھر حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام پھر حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام پڑھیں گے۔ پھر حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام ملائکہ کے بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ آئیں گے۔ پھر تم مجھ پر گروہ در گروہ آنا اور خوب سلام پیش کرنا اور چیخ وپکار اور رونے دھونے سے مجھے اذیت نہ پہنچانا۔ اور تم میں سے جو امام ہو وہ ابتداء کرے پھر میرے اہلِ بیت کے قرابت دار پھر خواتین کا گروہ اور پھر بچوں کا گروہ۔'' حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قبرِ اَقدس میں

کون اُتارے گا؟'' ارشاد فرمایا: ''میرے اہلِ بیت کے قریبی لوگ اور ان کے ساتھ بے شمار ملائکہ ہوں گے، تم ان کو نہ دیکھ سکو گے مگر وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ اُٹھو اور میری طرف سے بعد والوں کو سلام پہنچا دو۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ۔۔۔الخ، ج۵، ص ۲۱۹)

وصالِ سرکار اور صحابہ کا حزن وملال

جب حضور پُرنور، شافعِ یومُ النشور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے پردہ فرمایا تو لوگ مسجد میں جمع ہوگئے اور غم والم سے سِسکیاں لے لے کر رونے لگے اور دُنیا تاریک ہوگئی۔ حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه پکارنے لگے: ''وَا نَبِیَّاهُ! اے میرے جلیل القدر نبی!'' حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا کی فریاد نکلی: ''وَا اَبَتَاهُ! اے میرے عظیم باپ!'' حضرت سیدنا حسن وحضرت سیدنا حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے صدا لگائی: ''وَا جَدَّاهُ! اے ہمارے جدِ کریم!'' اور ہر مسلمان نے غم والم میں ڈوب کر کہا: ''وَا حُزْنَاهُ! ہائے! ہمارا رنج والم!'' حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصالِ پُرملال پر شدّتِ غم سے خلفائے راشدین امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی آنکھوں سے سیلِ اَشک رواں ہوگیا۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مبلغ اسلام حضرت علامہ شیخ شعیب حریفیش رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه ارشاد فرماتے ہیں: اس دنیا میں رہنے کی طمع کیوں کی جاتی ہے؟ حالانکہ نبی مختار، محبوبِ غفار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بھی اس کو چھوڑ دیا، آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے وصالِ پُرملال پر جگر جل رہا ہے اور پلکیں آنسوؤں میں ڈوب رہی ہیں، صبر ہاتھوں سے جا رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں، آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی جدائی کی چوٹ نے تمام مصائب کو کم کر دیا اور آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی رخصت نے دوستوں کی زندگی بے کیف کر دی۔ آنسوؤں کے ہار کو منتشر کر دیا۔

پسلیوں کے درمیان غم کی آگ روشن کردی۔ جمے ہوئے آنسوؤں کو پگھلا دیا اور غم کی بجھی ہوئی آگ کو بھڑکا دیا۔

تو اے غمزدہ! کیا حضور سید المرسلین، جنابِ رحمۃٌ للعالمین صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد بھی اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کی طمع کرتا ہے؟ کیا تیرے لئے ان لوگوں میں عبرت نہیں جنہیں گزشتہ سالوں میں مہینوں اور زمانوں نے ختم کر دیا؟ کیا تیرے لئے ان لوگوں میں کوئی غور و فکر نہیں جنہیں تجھ سے پہلے موت نے پچھاڑ دیا۔ ان میں سے کوئی بوڑھا تھا تو کوئی ادھیڑ عمر، کوئی نوجوان تھا تو کوئی بچہ جبکہ کوئی تو پیدا ہوتے ہی راہِ آخرت پر چل پڑا۔ کیا تو نے ان سے عبرت نہ پکڑی جن کو تو نے قبروں میں دفن کیا جیسے دوست، احباب، بھائی اور ہمسائے وغیرہ۔ تو کب تک محض دنیوی تعلقات کی طرف متوجہ رہے گا؟ گویا تجھے موت کا یقین نہیں۔ کیا موت کے متعلق تجھے مہلت نے دھوکے میں ڈالا یا زمانے (کے حالات) نے تجھ سے دھوکا کیا۔ تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری نصیحت قبول کر اس سے پہلے کہ تیری پیشانی عرق آلود ہو، تجھ پر حالت نزع اور غم کی کیفیت طاری ہو اور مسلسل آنسو بہائے جانے لگیں اور تجھے اندھیری قبر میں ڈال دیا جائے جس میں روشنی بالکل ظاہر نہ ہوگی۔ اس میں تو ہر جان اپنی کمائی کے بدلے گروی رکھی ہوئی ہوگی۔ کیا تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی واضح آیاتِ مبارکہ نہ سنیں: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (پ۲۱، الاحزاب: ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ کیا تجھے اس فرمانِ الٰہی نے نہ ڈرایا؟ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝۲۶﴾ (پ۲۷، الرحمن: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔ کیا زمانے نے تجھے نصیحت نہ کی اور یہ خدائی فیصلہ نہ سنایا؟ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ جب مقامِ محمود پر فائز ہونے والی ہستی صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم بھی وصال فرما گئی، جو حوضِ کوثر اور لِوَاءُ الْحَمْد کے مالک ہیں اور جن کے لئے بروزِ قیامت شفاعت کا وعدہ ہے۔ تو تُو کیا اور تیری حالت کیسی؟ اے ٹھکرائے اور دھتکارے ہوئے انسان! تیرا سارا نامۂ اعمال گناہوں سے سیاہ ہے، تیرے اعمال کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ اے فانی زمانے سے دھوکا کھانے والے اور بے قصوروں پر مظالم ڈھانے والے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ظلم بہت برا ہے۔ اے لوگوں کو اپنے

ظلم سے ڈرانے والے! کل بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سب مظلوم (بدلہ لینے کے لئے) جمع ہوں گے۔

میرے پیچھے چلے آؤ تمہارا رہنما میں ہوں

اے میرے بھائیو! تمہیں رغبت دلائی گئی لیکن تم راغب نہ ہوئے۔ تمہیں خوف دلایا گیا لیکن تم مرعوب نہ ہوئے۔ موت نے تم سے پہلوں کو ہڑپ کر کے تمہیں بیدار کیا لیکن تم بیدار نہ ہوئے۔ قرآنِ حکیم نے تمہیں نصیحت کی لیکن تم برائی سے باز نہ آئے نہ نصیحت حاصل کی۔ گویا کوچ کا نقارہ بجانے والا تمہاری محافل میں ندا دے رہا ہے: ''اے سونے والو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، تمہارا ابلاوا آ گیا ہے اور پکار رہا ہے:

جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو!
میرے پیچھے چلے آؤ تمہارا راہنما میں ہوں

کیا محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال سے بھی تم نے کوئی عبرت نہ پکڑی؟ کیا تمہیں اس زبردست چوٹ لگنے سے بھی کوئی نصیحت نہ ملی؟ کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تشریف لے جانے سے بھی تمہیں اپنی بے ہوشی کے نشے سے اِفاقہ نہ ہوا؟ کیا تمہاری موت کے قریب ہونے نے تمہیں سوچ میں مبتلا نہ کیا؟ کیا تم نے اپنے سے پہلے شرفاء کی موت سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تمہیں اپنے ماں باپ اور بچوں کو دفن کر کے بھی حسرت طاری نہ ہوئی؟ تم کیسے لذّات سے لطف اندوز ہوتے ہو حالانکہ ہمارے صاحبِ معجزات آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ** یعنی موت کی سختیاں بہت ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النّبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۴۹، ج۳، ص۱۵۷) کیا تمہاری عیش وعشرت والی زندگی کی مٹھاس کڑوی نہ ہوئی؟ جب فوت ہونے والے نے موت کے وقت کہا: ''**وَاکَرْبَاہْ**! ہائے! موت کی سختی۔'' کیا تمہیں حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے درد نے نہ رُلایا؟ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اپنے والد محترم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال پر کہا: ''**وَاکَرْبِیْ بِکَرْبِکَ، یَا اَبَتَاہْ**! یعنی اے میرے ابا جان! آپ کی تکلیف سے مجھے کتنا غم ہوا۔'' کہاں ہیں عقل

والے؟ کہاں ہیں وہ جو اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے؟ کہاں ہیں جو اس فانی گھر میں ہمیشہ رہنے کے دھوکے میں مبتلا تھے؟ جبکہ محبوبِ خدا، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی اس دُنیا سے وصال فرما گئے۔

(الروض الفائق، المجلس السادس والاربعون، فی وفاۃ النبی، ص ۲۶۴)

انبیا کو بھی اجل آنی ہے، مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد ان کی حیات، مثل سابق وہی جسمانی ہے
رُوح توسب کی ہے زندہ ان کا، جسم پُر نور بھی رُوحانی ہے
اوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف، اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی، رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح، اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حَیِّ ابدی ان کو رضا، صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسول اللہ کی وفات کب ہوئی؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوی رضویہ شریف** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اور تحقیق یہ ہے کہ (تاریخ وفات) حقیقۃً بحسب رؤیت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرھویں تھی، مدینہ طیبہ میں رؤیت نہ ہوئی لہٰذا ان کے حساب سے بارھویں ٹھہری۔ وہی رُوات نے اپنے حساب سے روایت کی اور مشہور ومقبول جمہور ہوئی۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۲۶، ص ۴۱۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امامت کبریٰ، خلافت کا بیان

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب مکہ سے مدینۂ منورہ ہجرت فرمائی اور وہیں مستقل رہائش کی ترکیب بنالی تو تمام انتظامی امور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود ہی دیکھا کرتے تھے اور یہ سلطنت مصطفےٰ نہ صرف مدینہ بلکہ پورے عرب پر محیط تھی۔ اس وقت تقریباً پورے عرب میں ہی اسلام پھیل چکا تھا اور تمام مسلمان نہایت ہی اتحاد و اتفاق اور انتہائی شیرازہ بندی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد ان کی اس مدنی زندگی سے یہودی، عیسائی اور دوسرے غیر مسلم ہر وقت خوف زدہ رہتے تھے اور مسلمانوں سے بے حد مرعوب تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد اب وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمانوں کا کیا حال ہوگا اور ان کے انتظامی امور کا سربراہ کون ہوگا؟ کیا مسلمان اپنے آپ کو اس صدمے میں سنبھال پائیں گے یا نہیں؟ لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفر و حضر کے ساتھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں میں موجود ہیں اور قرآن پاک کی کئی آیات مبارکہ اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کئی احادیث طیبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ،

آیات مبارکہ اور خلافت صدیق اکبر

پہلی آیت مبارکہ

علامہ ابن ابی حاتم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت عبد الرحمن بن عبد الحمید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خلافت کا ذکر **کتاب اللہ** میں مرقوم ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۵۵﴾ (پ۱۸، النور: ۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔''

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر صادق آتی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، تحت سورۃ النور، الآیۃ: ۵۵، ج۶، ص۷۱، تاریخ الخلفاء، ص۵۰)

دوسری آیت مبارکہ

حضرت سیدنا ابوبکر بن عیاش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بلا شبہ قرآن پاک کی رو سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴿۸﴾﴾ (پ۲۸، الحشر: ۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔''

پھر فرمایا: ''جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صادق فرمایا ہو وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔''

تیسری آیت مبارکہ

﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا﴿۱۶﴾﴾ (پ۲۶، الفتح:

۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے **اللہ** تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔''

حضرت ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ رَحمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں کہ ''یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر واضح حجت ہے، کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی انہیں لڑائی کی طرف بلایا۔''

حضرت شیخ ابوالحسن الاشعری فرماتے ہیں کہ: ''میں نے ابوالعباس ابن شریح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پاک کی اس آیت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا واضح اعلان ہے۔'' آپ رَحمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''کیونکہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس کی طرف اوروں نے بلایا ہو سوائے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بلانے کے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے لڑائی کی دعوت عام دی۔ لہٰذا یہ آیت مقدسہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ فرمایا ہے کہ جو اس سے روگردانی کرے گا اسے سخت عذاب میں جھونک دیا جائے گا۔''

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جو ''القوم'' کی تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد اہل فارس اور اہل روم ہیں تب بھی اس آیت کا مصداق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ٹھہرتے ہیں کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی طرف لشکر کشی فرمائی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد اس امر کی تکمیل حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم وحضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ہاتھ مبارک پر ہوئی۔ یہ دونوں حضرات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فرع ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۴۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث مبارکہ اور خلافت صدیق اکبر

ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا

امام ترمذی اور امام حاکم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا نے حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔''**

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۸۲، ج۵، ص ۳۷۴، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، احادیث فضائل الشیخین، الحدیث: ۴۵۰۸، ج۴، ص ۲۲)

سب دروازے بند کردو

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِي بَكْرٍ** یعنی مسجد میں ابوبکر صدیق کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کردو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب الخوخة والممر فی المسجد، الحدیث: ۴۶۶، ج۱، ص۱۷۷)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس دروازے سے تشریف لاکر مسلمانوں کو نماز پڑھایا کریں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۴۶)

صدیق اکبر پر اعتماد

حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنی کسی حاجت کی وجہ سے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دوبارہ آنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ وہ کہنے لگی: **''یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟''** گویا وہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے پردہ فرمانے کا ذکر کررہی تھی۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو

مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔" (صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی، قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، الحدیث: ۳۶۵۹، ج ۲، ص ۵۱۸)

خلافت کے حق دار، صدیق اکبر

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مرض وفات میں مجھے ارشاد فرمایا: "ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤ تاکہ میں انہیں پروانہ (خلافت) لکھ دوں، مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے یہ نہ کہہ دے کہ میں زیادہ حقدار ہوں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی سے راضی نہ ہوں گے۔"

(صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، من فضائل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۲۳۸۷، ص ۱۳۰۱)

اپنے صدقات کسے پیش کریں؟

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ بنو مصطلق نے مجھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بھیجا تاکہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کروں کہ ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اپنے صدقات کسے پیش کریں؟ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی پوچھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ابوبکر صدیق کو۔"

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، امر النبی لابی بکر بامامۃ الناس فی الصلوۃ، الحدیث: ۴۵۱۷، ج ۴، ص ۲۶)

رسول اللہ کسے خلیفہ منتخب فرماتے؟

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی حیات طیبہ میں صراحتاً کسی کو خلیفہ منتخب فرماتے تو کسے فرماتے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ارشاد فرمایا: "میرے والد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو۔" عرض کیا گیا: "ان کے بعد کسے

بناتے؟'' فرمایا: ''حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو۔'' عرض کیا گیا: ''ان کے بعد کسے بناتے؟'' فرمایا: ''حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو۔''

(السنن الکبری للنسائی، کتاب المناقب، ابوعبیدہ بن الجراح، الحدیث: ۸۲۰۱، ج۵، ص۵۷)

خلافت کی وصیت

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ انہوں نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے دردِ سر کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ''ہائے میرا سر!'' تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر ایسا ہو کہ تمہارا انتقال مجھ سے پہلے ہوجائے اور میں زندہ رہوں تو میں تمہارے لیے دعا و استغفار کروں گا۔'' حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: ''کیا میں یہ گمان کروں کہ آپ میرے انتقال کو پسند فرمارہے ہیں تاکہ جیسے ہی میرا انتقال ہوجائے تو آپ اپنی دیگر ازواج کے ساتھ وقت گزاریں۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''نہیں! میرے تو اپنے سر میں درد ہورہا ہے۔ میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا کر عہد لے لوں (یعنی انہیں خلافت کی وصیت کردوں) ورنہ کہنے والے کہیں گے (کہ فلاں کو خلیفہ بنادو یا فلاں کو، یا مجھے ہی بنادو) اور تمنا کرنے والے تمنا کریں گے (کہ کاش مجھے خلیفہ بنادیا جائے، تو یہ خلافت کا معاملہ شدید جھگڑے کا سبب بن جائے گا)۔ میں نے عرض کی: ''**اللہ** اور مسلمان حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا کسی سے راضی نہ ہوں گے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضی، قول المریض انی وجع اووارأساہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۶۶۶، ج۴، ص۱۱)

ابوبکر کے سوا کوئی منظور نہیں

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرض میں اضافہ ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس ہڈی یا لکڑی کی کوئی تختی لاؤ میں ابوبکر کے لیے ایسی چیز لکھ دوں جس میں

کوئی اختلاف نہ کرسکے۔'' جب حضرت عبدالرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالرحمن! رہنے دو اللہ اور مسلمان ابوبکر پر اختلاف کرنے سے انکار کردیں گے۔'' (مسند امام احمد، مسند السیدہ عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا، الحدیث: ۲۴۲۵۴، ج۹، ص۳۰۰)

سب سے پہلے خلیفہ، صدیق اکبر

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے مجھ سے اس بات کا عہد لیا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ ہوں پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر ان کے بعد میں۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۵۵)

ہم دنیوی امور میں صدیق اکبر سے راضی

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا میں اس وقت موجود تھا مجھے کوئی بیماری بھی نہیں تھی (مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے امامت کا حکم نہیں دیا اس لیے) ہم دنیاوی امور کے لیے اس شخصیت کے انتخاب پر راضی ہوگئے جس پر حضور نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمارے لیے دینی امور میں رضا مندی کا اظہار فرمادیا۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۶۵، ج۶، الجزء ۱۲، ص۲۳۰، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۲۶۵)

آپ کی خلافت کے دو سال

حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ**

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اپنی ذات میں ایسی باتیں پاتا ہوں جو لوگوں کی ناپسندیدہ ہیں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہیں ضرور لوگوں کے امور سے واسطہ پڑے گا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اپنے سینے میں دو نشان بھی دیکھے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''(ان دونوں سے مراد خلافت کے) دو سال ہیں۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر الغار والھجرۃ الی المدینہ، ج۳، ص ۱۳۲، تاریخ الخلفاء، ص۴۸)

ترتیب خلافت

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی گئی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کس کو امیر بنائیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ تو ان کو دنیا میں امین اور زاھد پاؤ گے اور آخرت میں رغبت کرنے والا۔ اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ تو ان کو قوی، امین پاؤ گے اور وہ **اللہ تعالٰی** کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے۔ اگر تم عثمان کو امیر بناؤ تو ان کو دلیل وحجت کے ساتھ قائم پاؤ گے۔ اور اگر تم علی کو امور کا والی بناؤ تو ان کو ہادی ومہدی پاؤ گے۔''

(مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ، الفصل الثالث، الحدیث: ۶۱۳۳، ج۳، ص۳۶۷)

مختلف اقوال اور خلافت صدیق اکبر

خلافت صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے کچھ لوگ کھانا تناول کر رہے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کے

آخر میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو آنکھ کا اشارہ کیا اور فرمایا: ''تم سابقہ کتابوں میں کیا پاتے ہو؟'' اس شخص نے عرض کیا: ''حضور نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہوں گے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۹۶، الخصائص الکبری، اختصاصہ بذکر اصحابہ فی الکتب السابقۃ، ج ۱، ص ۵۲)

خلافت صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ مسلمان جسے بہتر سمجھیں وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بہتر ہے اور جسے مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے۔ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، یتجلی اللہ لعبادہ عامۃ ولابی بکر خاصۃ، الحدیث: ۴۵۲۲، ج ۴، ص ۲۸)

خلافت صدیق اکبر اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے خلافت صدیق اکبر کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''غور سے سن لو! ہم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہی خلافت کا اہل سمجھا ہے۔'' (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، امر النبی لابی بکر بامامۃ الناس فی الصلوۃ، الحدیث: ۴۵۱۹، ج ۴، ص ۲۷)

خلافت صدیق اکبر اور حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلیفہ رسول ہونے میں شک نہیں کرتے تھے۔ وہ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''یا خلیفۃ الرسول'' کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ خطا اور گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے تھے۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۹۷)

خلافت صدیق اکبر اور حضرت سیدنا حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا محمد بن زبیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھے حضرت سیدنا حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کروں۔ میں نے آپ سے گزارش کی کہ لوگوں کے اس اختلاف کے بارے میں مجھے تسلی بخش جواب دیں کہ: ''کیا حضور نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنایا تھا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''اس میں کوئی شک والی بات ہے کیا؟ تیرے والد کا سایہ تجھ پر نہ رہے، قسم ہے اس ذات برحق کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تو سب سے زیادہ علم والے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت رکھنے والے اور اس ذات برحق سے خوب ڈرنے والے تھے، اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں خلافت کا حکم ارشاد نہ فرماتے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اس خلافت میں موت آنا بہت شدید ہوتا۔''

(اسد الغابة، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر، خلافته، ج ۳، ص ۳۳۶، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۲۹۷)

خلافت صدیق اکبر اور امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

امام بیہقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے امام زعفرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ فرماتے سنا کہ: ''لوگوں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر اجماع کرلیا ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پریشان ہوگئے تاہم انہوں نے آسمان کی چھت کے نیچے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے زیادہ بہتر کوئی ہستی نہ پائی لہٰذا انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی گردنوں کا مالک بنا دیا۔''

(معرفة السنن والآثار للبیهقی، ما یستدل به علی صحة اعتقاد الشافعی، ج ۱، ص ۱۱۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیعت صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ آیات واحادیث اور مختلف اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد اگر کوئی شخصیت خلافت ونیابت کی مستحق تھی تو وہ صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ تھی۔

مہاجرین وانصار کی فضیلت

کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر جن مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی انہیں ''مہاجرین'' کہا جاتا ہے اور مدینہ میں رہنے والے وہ مسلمان جنہوں نے ان مہاجرین مسلمانوں کی مدد کی انہیں ''انصار'' کہا جاتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی فضیلت، ان سب سے اپنی رضا مندی اور اعلیٰ انعام واکرام کو اپنے پاک کلام قرآن مجید میں خود بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۰ میں ہے: ﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے **اللہ** ان سے راضی اور وہ **اللہ** سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔''

طبعی وفطری میلان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بات مسلمہ ہے کہ فطری طور پر جب کسی اُمارت، منصب یا عہدے کی بات آجائے تو انسان کی طبیعت اس بات کی طرف مائل ہوتی ہے کہ مجھے یہ اعزاز ملے، یا میرے گھر والوں، رشتہ داروں میں سے کسی کو مل جائے یا کم از کم میرے قبیلے ہی کے کسی فرد کو مل جائے، خصوصا یہ بات ذہنی طور پر اس وقت زیادہ پختہ

ہوجاتی ہے جب اس میں ایسی غیر معمولی باتیں ہوں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہوں۔

انصار ومہاجرین میں اختلاف اور اس کی وجہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد خلافت وبیعت کے معاملے میں انصار ومہاجرین دونوں میں کچھ اختلافات پیدا ہوگئے۔ کیونکہ مسلمان ہمیشہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رہنمائی میں زندگی گزارتے آئے تھے اور اب جبکہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے ظاہری پردہ فرما لیا تھا تو مسلمانوں کے لیے یہ بہت ہی آزمائش کا وقت تھا، اِس لیے تمام مسلمان جلد از جلد کسی کو خلیفہ منتخب کرنا چاہتے تھے تاکہ آگے اسی کی رہنمائی میں سارے معاملات بطریق احسن نمٹائے جاسکیں۔ مہاجرین وانصار دونوں کا موقف یہی تھا کہ خلیفہ ان ہی میں سے ہو کیونکہ دونوں میں کئی ایسی باتیں تھیں جنہیں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ،

مہاجرین مسلمانوں کا امتیاز

مہاجرین مسلمانوں کا امتیاز یہ تھا کہ ۞ انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ۞ ان کی سب سے بڑی سعادت یہ تھی کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت اور دیگر رشتہ دار بھی ان ہی میں تھے ۞ انہوں نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُس وقت ساتھ دیا جب کفار ہر طرح سے آپ کے مخالف ہوچکے تھے ۞ انصار کو بھی ان ہی مہاجرین کے سبب اسلام کی دولت نصیب ہوئی ۞ انصار کو اسلام کی تعلیمات دینے والے بھی یہی مہاجرین تھے ۞ انصار کی آپس کی دشمنیاں ان ہی کے سبب ختم ہوئیں ۞ اگر خلیفہ کوئی اور ہوا تو **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوم کسی غیر کے تحت ہوجائے گی جو کسی طرح بھی روا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

انصار مسلمانوں کا امتیاز

جبکہ انصار مسلمانوں کا امتیاز یہ تھا کہ ۞ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اپنی قوم نے آپ کی تکذیب

کی لیکن انصار نے آپ کی تصدیق کی ❁ **رسول اللہ** کی قوم نے آپ کا ساتھ نہ دیا لیکن انہوں نے ساتھ دیا اور مدد کی ❁ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر مسلمانوں کو جب مکۂ مکرمہ سے نکال دیا گیا تو انصار نے ہی ان کو پناہ دی ❁ مکۂ مکرمہ کے مسلمان جب ہجرت کر کے مدینۂ منورہ آئے تھے تو اکثر بے سروسامان تھے اس وقت انصار نے ہی اپنے مال کے ذریعے مسلمانوں کی مالی معاونت کی ❁ کفار مکہ کی اسلام دشمنی اور ان کی طرف سے دی جانے والی تکالیف کے سبب جب مسلمانوں کے دل ٹوٹے ہوئے تھے تو اس وقت انصار نے ہی ان کی ڈھارس بندھائی اور انہیں حوصلہ دیا۔ وغیرہ وغیرہ

فضیلت انصار بزبان حبیب پروردگار

انصار کی فضیلت بیان کرتے ہوئے خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْلَا الْھِجْرَۃُ لَکُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ** اگر میں ہجرت نہ کرتا تو انصار میں سے ہوتا اور **لَوْ سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَشِعْبًا لَسَلَکْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَھَا** اگر ایک وادی اور گھاٹی میں دیگر لوگ ہوں اور دوسری میں انصار ہوں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں گا۔ **اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ** اور انصار میرے نزدیک ان حقیقی کپڑوں کی مانند ہیں جو جسم کے ساتھ ملے ہوتے ہیں جبکہ دیگر لوگ ان کپڑوں کے اوپر پہنے جانے والے اضافی کپڑوں کی طرح ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الطائف، الحدیث: ۴۳۳۰، ج۳، ص۱۱۶)

مہاجرین وانصار میں اختلاف کی حقیقی وجہ

انصار و مہاجرین دونوں میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تھے، اس لیے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاکیزہ نفوس کو سامنے رکھتے ہوئے محتاط قول یہی ہے کہ اس اختلاف کی حقیقی وجہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابت جیسی عظیم نعمت کا حصول تھا نہ کہ دنیوی زیب و زینت جیسی خسیس شے کی طرف میلان۔

سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کا مشورہ

مہاجرین مسلمان تو سب کے سب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر راضی تھے، لیکن مسئلہ خلافت پر مزید غور وفکر کے لیے انصار کے بعض لوگوں کا مشورہ سقیفہ بنی ساعدہ میں شروع ہوگیا تاکہ وہ اپنے قبیلے کی سب سے بڑی معتمد شخصیت حضرت سیدنا سعد بن عبادہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنانے کے متعلق کوئی فیصلہ کرسکیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے بہت نازک وقت تھا کیونکہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا ابوعبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور متعدد اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس وقت مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس بہت بڑے صدمے کے متعلق مصروف گفتگو تھے۔ جب انہیں انصار کے سقیفہ بنی ساعدہ کے مشورے کے متعلق علم ہوا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: اے ابوبکر! ہمیں اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہیے۔ تاکہ وہ جلد بازی میں کوئی ایسا فیصلہ نہ کربیٹھیں جو مسلمانوں کے حق میں ٹھیک ثابت نہ ہو۔ چنانچہ یہ تینوں اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سقیفہ بنی ساعدہ میں ہونے والے انصار کے مشورہ کی طرف تشریف لے گئے۔

سقیفہ بنو ساعدہ کیا ہے؟

اس سے مراد قبیلہ بنو ساعدہ کا وہ چبوترا ہے جس پر بیٹھ کر وہ لوگ فیصلے وغیرہ کیا کرتے اور دیگر مختلف امور پر تبادلہ خیال بھی کیا کرتے تھے اور یہ وہ مبارک چبوترا ہے جسے سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ ایک دن اسی چبوترے پر حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کے ساتھ رونق افروز تھے۔ آپ نے حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ چنانچہ حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک پیالہ میں آپ کو پانی پلایا۔ حضرت ابوحازم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا

بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہاں مہمان ہوئے تو انہوں نے وہی پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور برکت حاصل کرنے کے لئے ہم لوگوں نے اسی پیالے میں پانی پیا۔ اس پیالہ کو اموی خلیفہ عادل حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مانگ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اباحۃ النبیذ الخ، الحدیث: ۲۰۰۷، ص ۱۱۱۲، عمدۃ القاری، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی من الزنی، تحت الحدیث: ۶۸۳۰، ج ۳۳، ص ۲۵۶)

تینوں اکابر صحابہ کی سقیفہ بنو ساعدہ آمد

جیسے ہی یہ تینوں اکابر ہستیاں سقیفہ بنی ساعدہ پہنچیں تو دیکھا کہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چادر اوڑھے وہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت بیمار تھے۔ انصار آپ تینوں کو دیکھ کر بہت متحیر ہوئے اور خاموش ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک شخص نے اٹھ کر انصار کی تعریف وتوصیف شروع کردی، جس کا لب لباب یہی تھا کہ خلافت انصار کا حق ہے اور یہ حق انصار کو ہی ملنا چاہیے۔ جب وہ شخص خاموش ہوا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا جواب دینا چاہا لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں منع فرما دیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اندیشہ تھا کہ وہ اس مجلس میں کوئی تلخ گفتگو نہ کریں کیونکہ یہ موقع سختی کا نہیں بلکہ نرم کلامی اور تحمل مزاجی کا تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ اوّل اسلام لانے والے تھے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یارِ غار اور قریب ترین مشیر تھے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے جسم کے ٹکڑے کی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خیال رکھتے تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہت ہی تعظیم کیا کرتے تھے اس لیے فوراً بیٹھ گئے۔

گفتگو کرنے کا بہترین طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مخاطب سے گفتگو کرنے کے بہت سے طریقے ہیں خصوصاً اس وقت جبکہ وہ کسی

ایسے امر پر بضد ہو جس سے سخت انتشار کا اندیشہ ہو، سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مخاطب سے اس طرح بات کی جائے کہ اس کے احساسات بھی مجروح نہ ہوں اور آپ اس تک اپنی بات پہنچانے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی بہترین اندازِ گفتگو کو اختیار فرمایا۔ اور انصار کے سامنے ایک بیان کیا جس نے انصار کے دل جیت لیے۔ چنانچہ،

سیدنا صدیق اکبر کا بیان

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کے بعد دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''آپ لوگوں نے جو اپنی فضیلت بیان کی ہے آپ اسی فضیلت کے اہل ہیں، لیکن عرب کے دیگر قبائل خاندانِ قریش کے علاوہ یہ حکومت کسی اور کے لیے بہتر نہیں سمجھتے کیونکہ ان کا نسب اور مقام سب سے بہتر ہے۔''

صدیق اکبر کے بیان کی تفصیل

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صرف دو ۲ جملوں میں جو حکمت بھری گفتگو فرمائی اس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کے وقت عربوں کے لیے اپنے آباء واجداد کا دین ترک کرنا نہایت ہی مشکل تھا، وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اپنے قدیم مذہب سے دست بردار ہو جائیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوم کے مہاجرین اولین کے ذہنوں میں وسعت پیدا فرمائی اور انہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ انہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین پر ایمان لانے، آپ کا پورا پورا ساتھ دینے اور اپنی قوم کے بے پناہ مظالم نہایت ہی صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائی۔ انہیں ہر قسم کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا اور انہیں اس قسم کی سزائیں دی جاتی

تھیں جنہیں بیان کرنا بہت مشکل ہے، اگر فقط کسی کو ان سزاؤں کے بارے میں تھوڑا سا بھی بتا دیا جائے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان مظلومین کو اس قدر ہمت وقوت عطا فرمائی کہ وہ کم تعداد اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود کسی قسم کے خوف و اضطراب میں مبتلا نہ ہوئے وہ عرب کی سرزمین میں اوّلین لوگ ہیں جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے اور رب عَزَّوَجَلَّ کے عبادت گزار بندے بننے کی توفیق رفیق ملی۔ وہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اولین **مُحِبّ** اور آپ کے سب سے پہلے تعلق دار ہیں، لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ خلافت کے مستحق وہی لوگ ہیں اور اس مسئلے کو صرف وہی لوگ قابلِ اختلاف قرار دے سکتے ہیں جو ان کو نہیں سمجھتے یا مسئلے کے تمام پہلوؤں پر پوری نگاہ نہیں رکھتے۔ اور اے انصار کی جماعت! آپ وہ لوگ ہیں جن کی دینی فضیلت اور قبول اسلام میں سبقت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو دین کا مبلغ اور اس کے برگزیدہ رسول کا مُعاون بنا کر عظمت عطا فرمائی۔ رسولِ خدا نے آپ کے شہر میں ہجرت کی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیادہ تر ازواج مطہرات آپ لوگوں کے خاندان سے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی بہت بڑی تعداد کا تعلق انصار سے ہے۔ بے شک مہاجرین اولین کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ اس لیے مہاجرین قریش کے حصے میں اَمارت آئے گی اور آپ کے حصے میں وَزارت۔ کوئی فیصلہ آپ کے مشورے کے بغیر نہیں کیا جائے گا اور کوئی کام آپ کی شرکت کے بغیر انجام نہیں پائے گا۔ جیسا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''میں آپ لوگوں کے سامنے دو قریشی ہستیوں کو پیش کرتا ہوں آپ لوگ دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر سکتے ہو۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: ''خدا کی قسم! اُس دن بغیر کسی گناہ کے میری گردن کا اڑا دیا جانا مجھے اس سے کہیں بہتر نظر آتا تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہوتے ہوئے میں لوگوں پر خلیفہ وحاکم بنوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین، رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، الحدیث: ۶۸۳۰، ج ۴، ص ۳۴۳ تا ۳۴۷)

بیعت کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائیے

حضرت سیدنا **محمد** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''آپ اپنا ہاتھ آگے لائیے، تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''آپ مجھ سے افضل ہیں۔'' آپ نے جواب دیا: ''بھائی عمر! آپ مجھ سے زیادہ توانا اور طاقت ور ہیں۔'' اور بار بار یہی فرماتے رہے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''آپ کی فضیلت کے ساتھ ساتھ میری قوت بھی آپ کے ساتھ ہے۔'' پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کی بیعت کر لی۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۷۴، الصواعق المحرقۃ، الباب الاول، ص ۱۲)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ کی تائید

حضرت امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''مسند امام احمد بن حنبل'' میں حضرت سیدنا حمید بن عبدالرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حدیث نقل کی ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ کے اس اجتماع میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انصار کے فضائل بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا سعد بن عبادہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے سعد! آپ کو یاد ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کی موجودگی میں ارشاد فرمایا تھا کہ **قُرَیْشٌ وُلَاۃُ ھٰذَا الْاَمْرِ** خلافت کے والی قریش ہیں۔ **فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّھِمْ وَفَاجِرُھُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِھِمْ** نیک لوگ ان کے نیکوں کے تابع ہوں گے اور فاجر لوگ ان کے فاجروں کے تابع ہوں گے۔'' حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تصدیق اور تائید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**صَدَقْتَ** جی ہاں! واقعی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا۔ **نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْاُمَرَاءُ** یقیناً ہم انصار لوگ وزیر ہیں اور آپ لوگ امیر۔'' (مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۸، ج ۱، ص ۲۳ ملتقطا)

صدیق اکبر کے بیان پر سب کا اطمینان

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس تقریر پر سب نے اطمینان کا اظہار کیا اور ان کی اس تجویز کو کہ ''امارت مہاجرین کی اور وزارت انصار کی ہوگی'' نہایت مناسب قرار دیا۔ دونوں کے حقوق آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی خوبصورت الفاظ اور نہایت ہی عمدہ اسلوب میں بیان فرمادیے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین، رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، الحدیث: ۶۸۳۰، ج ۴، ص ۳۴۶ تا ۳۴۷ مختصرا)

بیعت صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق اعظم

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اولاً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی طرف میلان ظاہر کیا لیکن انہوں نے منع فرمادیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی جانب توجہ مبذول کروائی۔ چنانچہ،

آپ اس امت کے امین ہیں

سیدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: اپنا ہاتھ آگے لائیے تاکہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کروں۔ کیونکہ میں نے خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آپ کے بارے میں یہ فرماتے سنا ہے کہ: ''**اَنْتَ اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ** آپ اس امت کے امین ہیں۔'' حضرت سیدنا ابوعبیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں اس ہستی یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں جسے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمارا امام بنایا ہو اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتقال تک وہ ہمارے امام ہی

رہے ہوں۔'' (مسند امام احمد، مسند عمر بن خطاب، الحدیث: ۲۳۳، ج ۱، ص ۸۳)

ایک نیام میں ایک ساتھ دو تلواریں نہیں رہ سکتیں

جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے اور وہاں موجود بعض لوگوں نے مختلف اعتراضات وتحفظات پیش کیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کا بہترین جواب ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی حضرت سیدنا سالم بن عبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ انصار نے جب یہ بات کہی کہ: ''دو امیر بنالیے جائیں ایک مہاجرین کا اور ایک انصار کا۔'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات کا بطریق احسن ایک ہی جملے میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں اسی طرح مسلمانوں کے دو خلیفہ ایک ساتھ نہیں ہوسکتے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: ''جو تین خصلتیں انہیں حاصل ہیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ (۱) اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (۲) اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ (۳) اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ یہ تین خصوصیات (یعنی یار غار ہونا، **رسول اللہ** کا صاحب ہونا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معیت کا ہونا) کس میں ہیں؟'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرلی اور لوگوں سے فرمایا: ''تم بھی ان کی بیعت کرو۔'' تو تمام لوگوں نے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرلی۔ (السنن الکبری للنسائی، کتاب المناقب، باب فضل ابی بکر صدیق، الحدیث: ۸۱۰۹، ج ۵، ص ۳۷، اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عثمان خلافتہ، ج ۳، ص ۳۳۸)

ایک امیر انصار سے، ایک مہاجرین سے

امام نسائی، ابویعلی اور امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم نے حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ جب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال مبارک ہوا تو انصار نے کہا: ''مِنَّا

اَمِیْرٌ وَ مِنْکُمْ اَمِیْرٌ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔'' حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اے انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا۔ اب بتاؤ تو سہی! کہ تم میں سے کون ہے جس کا دل یہ پسند کرتا ہو کہ وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے کھڑا ہو؟'' انصار نے کہا: ''خدا کی پناہ! ہماری کیا جرأت کہ ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے کھڑے ہوں۔'' (السنن الکبری للنسائی، کتاب الامامۃ، باب ذکر الامامۃ والجماعۃ، الحدیث: ۸۵۳، ج ۱، ص ۲۷۹، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، خلافۃ ابی بکر، الحدیث: ۴۴۸۰، ج ۴، ص ۱۱)

دو طرح کی بیعت کی گئی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو ۲ طرح بیعت کی گئی:

(۱) بیعت خاصہ (۲) بیعت عامہ۔ بیعت خاصہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود مخصوص لوگوں نے کی تھی جن میں سب سے پہلے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خود ہی اسے بیان بھی فرمایا۔ چنانچہ،

صدیق اکبر کی بیعت خاصہ

سیدنا فاروق اعظم کی بیعت

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیان کے بعد اس سے پہلے کہ لوگ انتشار کا شکار ہوتے، میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اپنا ہاتھ بڑھائیں۔'' انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی، مجھے دیکھ کر سب مہاجرین نے بیعت کر لی اور پھر

انصار بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ٹوٹ پڑے اور وہاں پر موجود تقریباً سب ہی لوگوں نے بیعت کر لی۔''

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفار، رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، الحدیث: ۶۸۳۰، ج ۴، ص ۳۴۶ ملتقطا)

انصاری قبیلے کے سردار کی بیعت

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیان کے بعد سب سے پہلے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیعت کی اس کے بعد مہاجرین نے بیعت کی اور پھر انصار میں سے سب سے پہلے انصاری قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سیدنا بشیر بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کی، اور اس کے بعد وہاں موجود تمام انصار نے بھی بیعت کر لی۔

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۴۱)

سب سے زیادہ متفقہ بات

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: ''خدا کی قسم! ہم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت سے زیادہ متفقہ بات کوئی نہ دیکھی۔'' (الصواعق المحرقۃ، الباب الاول، ص ۱۱)

فاتح خیبر اور بیعتِ صدیق اکبر

شیر خدا کا دعوی خلافت سے انکار

حضرت فطر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال پر ایک شخص نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عرض کی: ''اے علی! باہر نکل کر لوگوں میں اعلان کر دو کہ نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں خلافت دے دی ہے، اس طرح حکومت و خلافت کبھی کسی اور کو نہیں مل سکے گی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں نے جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات طیبہ میں کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب نہیں کی تھی تو اب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد میں ایسا کروں گا؟ خدا کی پناہ۔'' (الریاض النضرۃ،ج ۱،ص ۲۳۰)

خلافت کی وصیت نہیں کی

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا ارشاد گرامی ہے: ''اگر سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے خلافت کی وصیت کی ہوتی تو میں بنو تیم کے ان بھائیوں یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو منبر رسول پر کھڑا نہ ہونے دیتا اور ان سے دست بدست جنگ کرتا اگر چہ میرے پاس ایک چادر کے سوا کچھ نہ ہوتا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق،ج ۴۲،ص ۴۴۲)

خلافت صدیق سے استحکام اسلام

ایک بار حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں خلافت کا پروانہ نہیں دیا۔ ہم اسے خود اپنے طور پر طلب کر رہے تھے، اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو معلوم ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ درست تھا یا غلط۔ درست تھا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہوگا، نہیں تو ہماری طرف سے ہے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافت سنبھالی اور دین کو استحکام بخشا۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی ایسے ہی کیا، حتی کہ دین زمین پر اس طرح اطمینان کے ساتھ ٹھہر گیا جیسے اونٹ زمین پر اطمینان سے گردن ڈال دیتا ہے۔''

(مسند امام احمد، ومن مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۹۲۱، ج ۱، ص ۲۴۳، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۹۱)

سیدنا علی المرتضی شیر خدا کی بیعت

لوگوں نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی گزارش کی، کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات وہ بابرکت ذات تھی جس کا تعلق **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب،

دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بغیر کسی واسطے کے تھا اور لوگوں کا غالبا یہ بھی خیال تھا کہ آپ جیسی عظیم ہستی کے بیعت کرنے کے بعد ہمارے دلوں کو بھی اطمینان قلبی مل جائے گا اور اس سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بھی حوصلہ افزائی ہوگی۔ بہر حال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیغام بھجوا کر اپنے پاس بلالیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئے: ''ہم آپ کی فضیلت اور آپ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں سے باخوبی آگاہ ہیں، ہمیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے عطا کردہ خیر پر کوئی حسد نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! مجھے اپنے رشتہ داروں کی نسبت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رشتہ داروں سے محبت اور اچھا سلوک کرنا کہیں زیادہ پسندیدہ ہے۔'' اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کے لیے پچھلے پہر یعنی نماز ظہر کا وعدہ کرتا ہوں۔'' چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نمازِ ظہر کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی طرف سے ان ہی کے الفاظ میں وضاحت کی۔ اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اٹھ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صداقت، عظمت اور سبقت بیان کی اور پھر آگے بڑھ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرلی، سب لوگ اٹھ کر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے کہ آپ نے بالکل صحیح کیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب قول النبی لا نورث۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۷۵۹، ص ۹۶۶، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، الحدیث: ۴۲۴۱، ج ۳، ص ۹۱ ملخصا)

فاروق اعظم کا نصیحت آموز خطبہ

حضرت سیدنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ بیعت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے

بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت عجلت یعنی جلدی میں کرلی گئی تھی۔ سن لو بے شک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت میں کوئی شر نہ تھا اور آج تم میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسا کوئی شخص نہیں جس کے لیے لوگ اپنی گردنیں جھکانے پر تیار ہوں، **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد ساری اُمت میں سب سے بہتر آپ ہی تھے۔'' (صحیح البخاری، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، الحدیث: ۶۸۳۰، ج ۴، ص ۳۴۳ تا ۳۴۷ مختصرا)

معاملات خلافت کے زیادہ حقدار

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میں نے خطبہ دیتے ہوئے یہ فرماتے سنا کہ ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ معاملات خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لہٰذا آگے بڑھو اور ان کی بیعت کرو۔'' چنانچہ وہیں اسی مجلس میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور بیعت عامہ کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب الاستخلاف، الحدیث: ۷۲۱۹، ج ۴، ص ۴۸۰ مختصرا)

صدیق اکبر کی بیعت عامہ

سیدنا فاروق اعظم کا ایک اور خطبہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے جس روز سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی گئی، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک خطبہ دیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میں نے کل تمہیں ایک بات کہی تھی جو نہ میں نے **کتاب اللہ** سے لی ہے اور نہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی عہد اور وصیت سے۔ البتہ میں نے دیکھا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے اس (یعنی خلافت ابوبکر صدیق) کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے درمیان نورِ ہدایت رکھ دیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے ہو۔ اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو ہدایت یافتہ رہو گے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری حکومت کا معاملہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دیا ہے، جو نبیٔ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جاں نثار ساتھی، ثانی اثنین اور سب سے بڑھ کر خلافت کے حق دار ہیں۔ لہٰذا اٹھو اور ان کی بیعت کرو۔'' وہاں موجود سب لوگوں نے بیعت کی۔ سقیفہ کی بیعت کے بعد یہ پہلی بیعت عامہ تھی۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم، عن مناقب الصحابۃ۔۔۔الخ، ذکر الخبر المدحض۔۔۔الخ، الجزء التاسع، الحدیث: ۶۸۳۶، ج۶، ص۱۵، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۳۹ تا ۲۴۰)

بعدِ بیعت خطباتِ صدیق اکبر

خلیفہ بننے کے بعد پہلا خطبہ

بیعت عامہ کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اٹھ کر سب سے پہلا خطبہ دیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مجھے آپ لوگوں کا امیر و والی بنایا گیا ہے، حالانکہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں۔ اگر میں بہتر کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر کہیں غلطی کروں تو میری اصلاح کرو۔ یاد رکھو! **اَلصِّدْقُ اَمَانَةٌ وَالْكِذْبُ خِیَانَةٌ** یعنی سچ بولنا امانت ہے اور جھوٹ بولنا خیانت۔ یاد رکھو! تم میں سے کوئی شخص کتنا ہی کمزور ہو لیکن جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں وہ میرے سامنے بہت طاقتور ہے اور تم میں سے کوئی شخص کتنا ہی طاقتور ہو اور اس نے کسی کا حق دینا ہو تو اس سے حق لینے تک وہ میرے نزدیک بہت کمزور ہے۔ (یعنی میرے ہوتے ہوئے کسی کمزور شخص کی کوئی بھی حق تلفی نہیں ہو سکتی اور کوئی طاقت ور شخص اپنی طاقت کے بل بوتے پر کسی کمزور کا حق تلف نہیں کر سکتا۔) جہاد چھوڑ دینے والی قوم پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ذلت مسلط کر دیتا ہے اور بے حیا قوم پر مصائب نازل فرماتا ہے۔ جب تک میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرتا رہوں تم میری اطاعت کرتے رہنا اور جب میں

ان کی نافرمانی کروں توتم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔ اب اٹھواور نماز پڑھو! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ سب لوگوں پر رحم فرمائے۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱ ص ۲۳۹ تا ۲۴۰)

کوئی اس منصب کو سنبھال لے

حضرت سیدنا ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے بیعت لے لی توان سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! خدا کی قسم مجھے زندگی بھر کسی دن یا رات اَمارت کی خواہش نہیں رہی، نہ کبھی خفیہ اور نہ ہی کبھی علانیہ۔ اور نہ ہی میں نے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے طلب کیا ہے۔ میں تو ایک فتنہ سے ڈر گیا تھا اور نہ مجھے اَمارت یعنی حکمرانی لے کر آرام نہیں ملا بلکہ مجھ پر ایک عظیم ذمہ داری آن پڑی ہے جو میری برداشت سے زیادہ ہے مگر یہ کہ خدا مجھے اس کو نبھانے کی توفیق دے۔ میں تو آج بھی چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کوئی اس منصب کو سنبھال لے۔'' مہاجرین نے آپ کی ان تمام باتوں کی تصدیق کی اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیدنا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا: ''ہمارا اعلان ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سب سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں، نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یارِ غار اور ثانی اثنین ہیں ہمیں آپ کا شرف معلوم ہے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود آپ کو ہمارا امام بنایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے پردہ فرمانے تک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہمارے امام تھے۔'' (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، خطبۃ ابی بکر واعتذارہ، الحدیث: ۴۴۷۹، ج ۴، ص ۱۰، السنن الکبری للبیھقی، کتاب قتال اھل البغی، باب ماجاء فی تنبیہ الامام، الحدیث: ۱۶۵۸۷، ج ۸، ص ۲۶۳)

مجھے امارت کی کوئی چاہت نہیں

حضرت سیدنا زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زبان

پکڑ کر فرما رہے ہیں: ''اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے۔'' پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! مجھے تمہاری اَمارت کی کوئی حاجت نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اللّٰہ کی قسم! ہم نہ آپ کی بیعت توڑیں گے نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۱)

بیعت کی ذمہ داری سے آزادی

حضرت سیدنا ابن جحاف داود بن عوف برجمی تمیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ بیعت عامہ کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دروازہ تین ۳ دن تک بند رہا۔ آپ روزانہ تشریف لاتے اور لوگوں کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرماتے: ''میں آپ لوگوں کی بیعت کی ذمہ داری سے خود کو آزاد کرتا ہوں، آپ لوگ جس کی چاہیں بیعت کرلیں۔'' لیکن حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جواباً ارشاد فرماتے: ''ہم نہ آپ کو آپ کی بیعت سے آزاد کریں گے اور نہ ہی خود ایسا مطالبہ کریں گے۔ جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو آگے بڑھایا ہے تو اب آپ کو کون پیچھے کرسکتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، الحدیث: ۱۴۱۵۰، ج ۳، الجزء: ۵، ص ۲۶۱ تا ۲۶۲)

سات دن تک بیعت توڑنے کا کہتے رہے

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد حضرت سیدنا امام باقر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیعت ہوجانے کے بعد سات دن تک لوگوں کو بیعت توڑنے کا کہتے رہے۔ ساتویں دن حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ: ''نہ ہم آپ سے کی گئی بیعت توڑیں گے اور نہ ہی ایسا مطالبہ کریں گے، اگر ہم آپ کو اہل نہ سمجھتے تو کبھی بیعت نہ کرتے۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۲)

دوسرا خطبہ، خلافت سے عدم دلچسپی کا اظہار

حضرت سیدنا حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیعت کے بعد نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر والے مقام سے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میں بہت ضعیف آدمی ہوں، تم کسی مضبوط اور توانا آدمی کو میری جگہ خلیفہ مقرر کرلو۔'' لوگ یہ سن کر مسکرائے اور عرض گزار ہوئے: ''ہم ایسا ہرگز نہیں کرسکتے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہر جگہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت کی سعادت ملی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی اس منصب کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم میری یہ بات نہیں مانتے ہو تو پھر کم از کم بہتر طریقے سے میری اطاعت اور معاونت کرو اور یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ میں بھی ایک بشر ہوں، میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے جو مجھے بہکانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جب تم مجھے غصے کی حالت میں دیکھو تو مجھ سے دور رہو۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۲)

تیسرا خطبہ، خالق کی نافرمانی میں کسی کی اتباع نہیں

حضرت عیسٰی بن عطیہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسند خلافت سنبھالنے کے بعد ایک طویل خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اگر تم مجھے سیدھی راہ پر پاؤ تو میری اتباع کرو ورنہ مجھ سے دور رہو۔ اگر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کروں تو تم بھی میری فرمانبرداری کرو۔ اگر تم مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتے پاؤ تو ہرگز میری اتباع نہ کرنا۔'' (المعجم الاوسط، من اسمہ منتصر، الحدیث: ۸۵۹۷، ج ۶، ص ۲۲۷)

چوتھا خطبہ، سب سے بڑی دانائی

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''مجھے آپ لوگوں کے معاملات کا والی بنا دیا گیا ہے، مگر میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے

قرآن پاک نازل کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سنت کے طریقے بتائے۔ اے لوگو! اس بات کو سمجھ لو کہ سب سے بڑی دانائی تقوی ہے اور سب سے بڑا عجز فسق و فجور ہے۔''

(الصواعق المحرقۃ، الباب الاول، ص ۱۲)

نصیحتوں کے مدنی پھول

حضرت رافع الخیر طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں مقام عزاۃ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر تھا، میں نے عرض کی: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھے نصیحت فرمائیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو بار فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے اور برکت دے۔ فرض نمازیں بروقت ادا کیا کرو۔ زکوۃ خوشی سے دیا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور بیت **اللہ** کا حج کرو۔ اور ہاں! کبھی حاکم نہ بنو۔'' میں نے عرض کیا: ''حضور! آج کل تو حکمران ہی امت کے بہترین لوگ ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''آج کل اَمارت یعنی حکمرانی آسان ہے، لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ آئندہ زمانے میں فتوحات کی زیادتی کے سبب حکومتیں بھی زیادہ ہوں گی اور اس طرح ممکن ہے کہ نااہل حکمران بھی آئیں گے۔ جب کہ کل بروز قیامت حاکم کا حساب لمبا ہوگا اور عذاب زیادہ جبکہ غیر حاکم کا حساب کم اور عذاب ہلکا۔ اس لیے کہ حکمران ہی سے زیادہ ظلم سرزد ہوتا ہے اور ظالم حاکم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عہد کو توڑ دیتا ہے۔ انہی حکمرانوں میں سے (عدل وانصاف کرنے والے) بعض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقرب بھی ہوتے ہیں اور بعض (ظلم وستم کے سبب) مردودِ بارگاہِ خدا بھی۔ خدا کی قسم! تم میں سے جب کوئی شخص ہمسائے کی بکری یا اونٹ قبضہ میں کرلے تو بڑا خوش ہوتا ہے کہ میں نے ہمسائے کی بکری یا اونٹ ہتھیا لیا ہے، حالانکہ ایسے ہمسایوں پر عذاب نازل کرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا زیادہ بڑا حق ہے۔'' حضرت رافع الخیر طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پوچھا کہ: ''حضور! آپ کو کیوں اور کن حالات میں امیر بنایا گیا؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انصار کی ساری گفتگو اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خطاب کی تفصیلات بیان کیں اور فرمایا: ''ہم نے ان حالات میں بیعت قبول کی کیونکہ ہمیں خطرہ تھا کہ اس معاملے کی وجہ سے فتنہ پیدا نہ ہوجائے کیونکہ یہ ایک دفعہ پیدا ہوگیا

تو بار بار سر اٹھائے گا۔‘‘ (شعب الایمان، فصل فی ماورد من التشدید، الحدیث: ۷۴۷۲، ج۶، ص۱۵، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۵۳)

بیعتِ صدیق اکبر اور والدِ صدیق اکبر

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفاتِ ظاہری پر پورا مکہ مکرمہ دہل گیا اور ہر طرف کہرام مچ گیا۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد گرامی حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شور سنا تو پوچھا: ’’یہ کیا ہے؟‘‘ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بتایا گیا کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے وصالِ ظاہری فرما گئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ’’یہ تو بہت ہی بڑا حادثہ ہے۔‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت کیا کہ ’’اب خلیفہ کون بنا ہے؟‘‘ لوگوں نے بتایا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ’’بنوعبد مناف اور بنومغیرہ اِس خلافت پر رضامند ہیں؟‘‘ عرض کیا گیا: ’’جی ہاں۔‘‘ فرمایا: ’’**لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَی اللّٰہُ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا اَعْطٰی** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے کچھ عطا کرے اسے کوئی نہیں روک سکتا، اور جسے نہ دے اسے کوئی دلوا نہیں سکتا۔‘‘ (اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عثمان، خلافتہ، ج۳، ص۳۲۹)

بیعتِ صدیق اکبر کب ہوئی؟

علامہ عبد الرحمن ابن جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنی کتاب **صفۃ الصفوہ** میں حضرت علامہ **ابو عبد اللہ محمد** بن عمر بن واقد سہمی اسلمی واقدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہم سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ مبارکہ کے دن بارہ ۱۲ ربیع الاول بروز پیر ۱۱ گیارہ سن ہجری میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی گئی۔‘‘ (صفۃ الصفوۃ، ذکر خلافۃ ابی بکر، ج۱، ص۱۳۲)

صدیق اکبر کا طرز خلافت نہایت شاندار تھا

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمام خلافت ہاتھ میں لینے کے بعد کبھی کسی قسم کا ہنگامہ مسلمانوں میں خلافت کے مسئلے پر پیدا نہیں ہوا۔ بنو ہاشم اور انصار دونوں نے کبھی ان کی مخالفت نہیں کی اور ان کا کوئی فرد مسلح ہو کر یا باغی کی صورت میں ان کے سامنے نہیں آیا اور کسی نے ان کے خلاف اعلان جنگ نہیں کیا۔ یہ بنو ہاشم کے لیے بھی بہت بڑے کمال کی دلیل ہے اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا طرز خلافت نہایت شاندار اور مثالی نوعیت کا تھا جو بے شمار اچھائیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔

ایک حیرت انگیز بات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کسی منصب وغیرہ کا معاملہ ہو اور دو گروہوں میں تضاد ہو جائے اور ان میں سے کوئی ایک برتری حاصل کرلے تو دوسرا گروہ اسے دل میں بٹھا لیتا ہے اور بعد میں جب کبھی اسے موقع ملتا ہے یا تو وہ اپنی ذلت کا بدلہ لیتا ہے یا اس منصب کو دوبارہ حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگا رہتا ہے۔ لیکن قربان جایئے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مدنی سوچ پر کہ ان کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ صرف اور صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین متین کی سربلندی اور اپنے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر میں گزرا۔ یہی وجہ ہے کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں تو بیعت صدیق اکبر سے قبل کچھ تحفظات بیان کئے تھے لیکن بیعت کرنے کے بعد انہوں نے بالکل خاموشی اختیار کرلی۔ انصار کے چھوٹے بڑے کسی فرد نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ یقیناً یہ مسئلہ انہوں نے قطعی طور پر دل سے نکال دیا تھا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی بیعت کے موقع پر اس معاملے میں کوئی بات ان کی طرف سے سننے میں نہ آئی۔ انصار نے حصول خلافت کے سلسلے میں کسی سے کبھی بات نہیں کی۔ حالانکہ اس نازک وقت میں اگر ان کے دل میں

کوئی بات ہوتی تو وہ اس پر عمل کرکے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ یقیناً انصار کے اس دائمی مثبت رویے سے کئی باتیں روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہیں:

(۱) بیعت صدیق اکبر کے وقت مہاجرین وانصار میں جو اختلافات ہوئے ان تمام کا مقصد دنیوی امارت، اپنی ذات یا اپنے قبیلے کی برتری، اپنی عزت وعظمت اور مدمقابل کی ذلت وپستی جیسے امور کا حصول نہیں بلکہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابت جیسی عظیم نعمت کا حصول تھا۔

(۲) انصار کے دلوں میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بات راسخ ہوگئی تھی کہ خلیفہ قریش سے ہی ہوگا اور عرب قریش کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کی خلافت پر اظہار رضامندی نہیں کریں گے۔

(۳) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیات طیبہ میں خلفاء کی جس ترتیب کی طرف اشارہ کیا تھا وہی برحق ہے اور اسی میں مسلمانوں کے دینی ودنیوی فوائد پوشیدہ ہیں۔

(۴) انصار نے معاملہ خلافت ہمیشہ کے لیے مہاجرین کو سپرد کرکے قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتادیا کہ اسلام امن وشانتی، اپنے مفادات کو دوسرے مسلمانوں کے مفادات کے لیے قربان کرنے، ہر وہ کام جو فتنہ وفساد کا باعث بنے اسے ترک کرنے، اور ذاتی ولسانی وقومی تعصب سے بالاتر ہوکر زندگی گزارنے کا درسِ لطیف دیتا ہے۔

اولین مسلمانوں کا طرز خلافت

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں مسلمان ان کی بیعت پر اس لیے قائم رہے کہ ان کا نقطۂ فکر خالص عربی رہن سہن کا مظہر تھا اور وہ اُس نقطۂ فکر سے بالکل جداگانہ نوعیت کا تھا جو بعد کے عہد میں مسلمانوں کے دلوں میں ابھر آیا تھا۔ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کے وقت مسلمان عربی رہن سہن پر قائم تھے اور یہی ان کے نزدیک صحیح تھا، اس کے بعد جب مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ پھیلا اور دور دراز علاقوں تک پہنچ گیا تو عربوں کے ساتھ دیگر مفتوحہ ملکوں کے لوگوں سے اختلاط ہوگیا جس سے ان کے دلوں میں غیر عربی

یعنی عجمی تاثر پیدا ہو گیا پھر ان کی ذہنی تبدیلی سے خلافت کا تصور بھی پہلے جیسا نہ رہا۔

انتخاب خلیفہ میں اہل مدینہ کا اجتہاد

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیات ظاہری میں کسی شخص کو نامزد (Nominate) کر کے خلافت کی وصیت نہیں فرمائی، اگرچہ خلافتِ سیدنا صدیق اکبر کو واضح اشاروں میں بیان فرمایا۔ اسی طرح یہ بھی نہ بیان فرمایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کس طریقے سے مسلمان اپنا سربراہ منتخب کریں، اس سربراہ کو کس لقب سے پکاریں، اس کا طرز حکومت کیا ہو۔ جمہوری ہو، شخصی ہو، ملوکیت پر مبنی ہو یا قبائلی انداز کا ہو، اسے اپنا سربراہ بہ صورتِ بیعت مقرر کریں یا کوئی اور طریقہ اختیار کریں۔ جب ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں ہونے والے مسلمانوں کے اس اجتماعی مشورے، مسئلہ خلافت کے بارے میں انصار اور مہاجرین کی منازعت پر غور و فکر کرتے ہیں اور اسے نظر و بصر کے زاویوں میں لاتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتخاب کے وقت مہاجرین و انصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اجتہاد سے کام لیا، ورنہ قرآن و حدیث میں خلیفہ وغیرہ منتخب کرنے کے لیے بظاہر کوئی حکم نہیں تھا اور اہل مدینہ نے اکٹھے ہو کر انہیں نہایت دیانت داری کے ساتھ یہ ذمہ داری سونپ دی اور اسے خلیفہ کے لقب سے پکارنے لگے۔ اگر اس وقت خلیفہ وقت کا انتخاب صرف اہل مدینہ پر موقوف نہ ہوتا بلکہ اس میں اردگرد کے قبائل بھی شامل ہو جاتے تو صورت حال یکسر مختلف ہو جاتی اور کبھی بھی وہ فوائد ظاہر نہ ہوتے جو اب ہوئے تھے۔

دیگر خلفاء کے انتخاب کا طریقہ کار

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتخاب کا جو طریقہ بروئے کار لایا گیا وہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتخاب کے وقت اختیار نہیں کیا گیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وصیت کی صورت میں خلیفہ مقرر کر دیا تھا، اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وفات کے وقت انتخاب خلیفہ کے لیے صحابہ کرام پر مشتمل ایک مجلس قائم کردی تھی۔ لیکن اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اور اس کے نتیجے میں حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خلافت کا قیام عمل میں آیا اور اس کے بعد جب خلافت بنوامیہ کا دور آیا تو انتخابات کا طریقہ بالکل بدل گیا اور باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا مسند خلافت پر متمکن ہونے لگا اس وقت ان کے نزدیک حالات کا یہی تقاضا تھا۔

بعد بیعت ابتدائی معاملات

صدیق اکبر کی رہائش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قیام مدینے کے آخری سرے کی آبادی میں تھا، اس آبادی کا نام ''**سُنْح**'' تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکان نہایت ہی سادہ تھا جسے دیکھ کر ہر شخص آپ کی سادہ زندگی کا فوراً ہی اندازہ لگالیتا تھا۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ منتخب ہوگئے تب بھی اسی مکان میں آپ کا قیام رہا، اسے منہدم کرکے نہ تو اچھا مکان بنایا اور نہ ہی اس کی تجدید کی، خلیفہ منتخب ہونے کے بعد چھ مہینے تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روزانہ اس مکان سے مسجد نبوی میں آتے اور خلافت کے امور نمٹاتے رہے۔ دراصل اس وقت مسجد نبوی ہی کو قصر خلافت یا دفتر خلافت کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک چھوٹا سا مکان مدینے کے اندرونی حصے میں بھی تھا، مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی میں رہائش اختیار فرمائی، اس مکان میں بھی آپ نے کوئی تبدیلی نہیں کی وہ بھی اسی پہلی حالت پر رہا جس حالت میں ہجرت کے وقت تھا۔

بیت المال سے وظیفے کی تقرری

حضرت سیدنا حمید بن حلال رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے بحیثیت خلیفۂ رسول وظیفہ مقرر کرنے پر مشورہ کیا۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پہننے کے لیے دو چادریں ملیں گی، جب وہ پرانی ہوجائیں تو انہیں نئی چادریں دے دی جائیں۔ سواری کے لیے ایک جانور کی بھی ترکیب بنائیں جس پر وہ سفر وغیرہ کریں اور خلیفہ بننے سے قبل جیسا خرچہ وہ اپنے گھر والوں کو دیتے تھے، اتنا خرچہ بھی دیا جائے گا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البدریین من المهاجرین، ذکر بیعة ابی بکر، ج۳، ص۱۳۷)

صدیق اکبر کا یومیہ وظیفہ

حضرت سیدنا ابن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عطا بن سائب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیعت خلافت کے دوسرے روز کچھ چادریں لے کر بازار جارہے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت کیا کہ ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟'' فرمایا: ''بغرضِ تجارت بازار جارہا ہوں۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کام چھوڑ دیجئے اب آپ لوگوں کے خلیفہ (امیر) بن چکے ہیں۔'' یہ سُن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر میں یہ کام چھوڑ دُوں تو پھر میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں گے؟'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ واپس چلئے، اب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ کام حضرت ابوعبیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کریں گے۔'' پھر یہ دونوں حضرات حضرت سیدنا ابوعُبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''آپ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے اہل وعیال کے

واسطے ایک اوسط درجے کے مُہاجر کی خُوراک کا اندازہ کرکے روزانہ کی خُوراک اور موسم گرما و سرما کا لباس مہیّا کیجئے لیکن اس طرح کہ جب پھٹ جائے تو واپس لے کر نیا اس کے عوض دے دیا جائے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے لیے آدھی بکری کا گوشت (سر، پہلو اور پاؤں)، لباس اور روٹی مقرر کردی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۴)

آپ کے نئے وظیفے کی تقرری

حضرت سیدنا ابراہیم بن محمد بن معبد بن عباس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بننے کے بعد سالانہ ڈھائی سو دینار، روزانہ بکری کے گوشت میں سے اس کا سر، پہلو اور پاؤں دیا جاتا تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے لیے ان کی رعایا نے ہی وظیفہ مقرر کیا مگر یہ وظیفہ آپ کے اہل وعیال کے لیے ناکافی تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا سارا مال بھی بیت المال میں جمع کروادیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ تجارت کے لیے مدینہ منورہ کے بازار کی طرف تشریف لے گئے۔ اتنے میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے تو دیکھا کہ مسجد میں کچھ عورتیں بیٹھی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''تمہیں کیا کام ہے؟'' وہ کہنے لگیں: ''ہم امیر المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئی ہیں۔'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تلاش کرنے نکل پڑے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے مدینے کے اس بازار میں جا پہنچے جہاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بغرض تجارت تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا کہ مسجد چلئے کہ کچھ عورتیں آپ کا انتظار کررہی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے اَمارت کی کوئی حاجت نہیں، میرے موجودہ وظیفے میں گزر بسر بہت مشکل ہے۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''ہم اس میں اضافہ کردیں گے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ تین سو دینار سالانہ اور ایک سالم بکری میرا وظیفہ مقرر

کر دیا جائے کہ یہ وظیفہ میرے گھر والوں کو کفایت کرے گا؟'' اتنے میں حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم وہاں تشریف لے آئے۔ انہوں نے دونوں کی گفتگو سن کر فرمایا: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کا وظیفہ میں پورا کروں گا۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''واقعی؟'' حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''کیا معلوم دوسرے مہاجرین اس پر راضی ہوتے ہیں یا نہیں؟'' بہر حال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه اس مقررہ وظیفہ سے متعلق مسلمانوں کی رائے معلوم کرنے کے لیے مسجد میں آئے، منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: ''اے لوگو! میرا سابقہ وظیفہ اڑھائی سو دینار اور بکری کے کچھ اعضاء تھے، اب عمر اور علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا میرا نیا وظیفہ تین سو دینار اور ایک پوری بکری مقرر کر رہے ہیں، کیا آپ میں سے کسی کو اعتراض ہے؟'' سب نے کہا: ''ہمیں کوئی اعتراض نہیں بلکہ یہ وظیفہ صحیح ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۵)

میرا مال مسلمانوں کے کام آجاتا ہے

اُمُّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے خلیفہ بننے کے بعد یہ ارشاد فرمایا: ''میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار اتنا وسیع تھا کہ اس سے میرے گھر والوں کا اچھا گزر بسر ہو جاتا تھا لیکن (میں نے اپنا سارا مال بیت المال میں جمع کروا دیا ہے اور) اب میں اہل اسلام کے کاموں میں مشغول ہو گیا ہوں اب میرے (بیت المال میں جمع کروائے گئے) مال سے میری آل بھی کھاتی ہے اور مسلمانوں کے کام بھی آجاتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب البیوع، کسب الرجل وعملہ بیدہ، الحدیث: ۲۰۷۰، ج ۲، ص ۱۱)

صدیق اکبر اور مُہرِ رسول والی انگوٹھی

موجودہ دور کی طرح پہلے بھی بادشاہوں، وزیروں یا حکمرانوں کے پاس مختلف معاملات کے لیے مہریں ہوتی تھیں

البتہ وہ مہریں انگوٹھی کی طرح ہوتی تھیں کہ حاکم اس انگوٹھی کو اپنے ہاتھ میں پہنے رکھتا اور بوقت ضرورت اسے استعمال میں لاتا اور اس وقت کے سلاطین بغیر مہر والے خطوط یا کسی بھی قسم کے کوائف (**Documents**) قبول نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے جب **سیّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشورہ دیا کہ ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **آپ بھی اپنی ایک مُہر والی انگوٹھی بنوالیں۔**'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر ایک عبارت بھی کندہ کروائی۔ چنانچہ،

انگوٹھی پر کندہ عبارت

نبیِّ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے لیے انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا اس پر تین سطروں میں ''**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ**'' اس طرح نقش کرایا کہ لفظ ''**اللّٰہ**'' اوپر کی سطر میں ''**رَسُوْل**'' درمیان کی سطر میں اور ''**مُحَمَّد**'' نیچے والی سطر میں تھا۔

انگوٹھی تیار کرنے والے صحابی

اس انگوٹھی سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عجمی بادشاہوں کی جانب اپنے خطوط پر مہر لگاتے تھے، اس کو حضرت سیدنا **یَعْلٰی بِنْ اُمَیَّہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تیار کیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **یَعْلٰی بِنْ مُنْیَہ** بھی کہتے ہیں کیونکہ **اُمَیَّہ** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد کا نام اور **مُنْیَہ** آپ کی والدہ کا نام تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زرگر یعنی سُنار تھے۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۳۸۵)

نام صدیق نام حبیب سے جدا نہ ہو

ایک مرتبہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ

اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا: ''اے ابوبکر! جاؤ اور اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لکھوا کر لے آؤ۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے مزاج عشق نے پسند نہ کیا کہ ذکر خدا تو ہو لیکن ذکر مصطفٰے نہ ہو۔ لہٰذا آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے کاتب کو کہا: ''اس انگوٹھی پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھ دو۔'' جب وہ انگوٹھی تیار ہوگئی تو آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه وہ انگوٹھی واپس لے کر آئے اور بارگاہ رسالت میں پیش کر دی۔ جب پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے دیکھا تو اس پر یہ عبارت نقش تھی: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْق۔'' یعنی اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں **محمد** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق ہیں۔'' حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے انگوٹھی پر نقش دیکھ کر استفسار فرمایا: ''اے ابوبکر! میں نے تو کہا تھا کہ اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لکھواؤ لیکن تم نے اتنا زیادہ کیوں لکھوایا۔'' عاشق اکبر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰه صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میں نے پسند نہ کیا کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے نام کے ساتھ آپ کا نام نہ لکھوایا جائے اس لیے میں نے اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھوا دیا البتہ یہ عبارت ''**ابو بکر الصدیق**'' میں نے نہیں لکھوائی۔'' یہ عرض کرنے کے بعد آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه خود بھی سوچ میں پڑ گئے کہ میرا نام انگوٹھی پر کیسے آ گیا؟ اسی وقت حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْهِ السَّلَام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے اور عرض کی: ''**یارسول اللّٰه** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ابوبکر کا نام میں نے لکھا ہے، کیونکہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کو پسند نہیں کہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نام مبارک سے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا نام جدا کیا جائے۔''

(تفسیر کبیر، الفاتحة، الباب الحادی عشر، ج ۱، ص ۱۵۳)

خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفٰے نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

صدیق اکبر کے پاس مہرِ نبوت

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو چاندی کی مہر نما انگوٹھی بنوائی تھی آپ کی حیات طیبہ میں وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک میں رہی۔ اور آپ کی وفات ظاہری کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس رہی۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس رہی۔ اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ملی۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ سے ''**اَرِیس**'' نامی کنویں میں گر گئی۔ اس کنویں کا سارا پانی نکال کر اسے تین دن تک بہت تلاش کیا گیا مگر وہ گوہر نایاب نہ مل سکا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینۃ، لبس النبی خاتما، الحدیث: ۲۰۹۱، ص۱۱۵۸، صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب نقش الخاتم، الحدیث: ۵۸۷۳، ج۴، ص۷۰، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۳۲)

صدیق اکبر کی ذاتی مہر والی انگوٹھی

حضرت سیدنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ: ''امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اپنی انگوٹھی پر کیا لکھا ہوا تھا؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اپنی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا **عبد ذلیل لرب جلیل یعنی** رب جلیل کا کمزور و عاجز بندہ۔

(جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ۳۶۱، ج۱۱، ص۸۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بعدِ خلافت حیات صدیق اکبر

سب سے پہلا اور اہم مسئلہ

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ دو عالَم کے مالِک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد نفاق نے اپنی گردن اٹھائی۔ بعض قبائل عرب مرتد ہوگئے، انصار نے اپنے مراکز کو چھوڑ دیا، اگر مضبوط پہاڑ میرے والدِ گرامی پر گر پڑتے تو آپ انہیں ریزہ ریزہ کردیتے۔ اگر وہ کسی نقطے پر اختلاف کرتے تو میرے والدِ گرامی اپنی فیصلہ شناس نگاہ کی بدولت اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ فرمادیتے۔ مثلاً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسدِ اطہر کے دفنانے کا مسئلہ درپیش ہوا۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کہنے لگے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کہاں دفنایا جائے؟ ہم میں سے کسی کے پاس اس کا حل موجود نہ تھا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''**مَا مِنْ نَبِیٍّ یُقْبَضُ اِلَّا دُفِنَ تَحْتَ مَضْجَعِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ** میں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ جو بھی نبی وفات پاجاتا ہے اسے اس جگہ دفنایا جاتا ہے جہاں اس نے وفات پائی ہو۔'' اسی طرح صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میراث کے متعلق اختلاف کیا انہوں نے کسی کے پاس بھی اس کا حل نہ پایا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا تھا کہ ہم معشر انبیاء ہیں ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ جو پیچھے چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔'' (کنز العمال، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۵۹۵، ج۶، الجزء: ۱۲، ص۲۲۰، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۳۱۱)

منفرد ہونے کے باوجود قبولیت

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے مابین سب سے پہلے یہ اختلاف ہوا کہ **شَفِیْعُ**

اَلْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسدِ اطہر کو مکہ میں دفن کیا جائے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت وہیں ہوئی۔ بعض فرمانے لگے کہ مسجد نبوی میں۔ بعض فرمانے لگے نہیں بلکہ بقیع شریف میں۔ بعض کا نقطہ نظر یہ تھا کہ بیت المقدس میں دفن کریں کیونکہ یہ انبیاء کرام کا مدفن ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے خداداد علم سے اس مسئلہ کی عقدہ کشائی کی۔ علامہ ابن زنجویہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ: ''**ھٰذِہٖ سُنَّۃٌ تَفَرَّدَ بِھَا الصِّدِّیْقُ مِنْ بَیْنِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ رَجَعُوْا اِلَیْہِ فِیْھَا** یہ واحد حدیث پاک ہے جس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مہاجرین وانصار کے سامنے متفرد ہوئے اور تمام صحابہ کرام نے اسے قبول کیا۔''

(تاریخ الخلفاء، ص ۵۶)

پہلے خلیفہ کا پہلا جنگی حکم

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد جو بغاوت پھوٹ پڑی تھی اور اس کے جو متوقع نتائج سامنے آنے والے تھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس سے بخوبی آگاہ تھے، اب سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ مختلف قسم کے پیدا ہونے والے فتنوں کو پہلے ختم کرنے کی کوشش کی جائے یا اسلام وعیسائیت کے درمیان اختلافات اور یہودی فتنہ انگیزیوں کے سبب پیدا ہونے والے خطرات اور اسلامی سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی معیت میں لشکر روانہ فرمایا تھا اسے دوبارہ بھیج دیا جائے۔ واقعی یہ ایک نہایت ہی نازک وقت تھا کہ ہر طرف سروں پر خطرات منڈلا رہے تھے ایسے وقت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بہت غور وغوض کے بعد لشکرِ اُسامہ بن زید کی روانگی کا حکم جاری فرمایا۔ یہ اسلامی سلطنت کے **پہلے خلیفہ کا پہلا جنگی حکم** تھا۔

لشکر اسامہ بن زید کا اجمالی خاکہ

(۱) ''اُبْنٰی'' جو ''بُلْقَاء'' کے قریب شَرَاہ کے علاقہ اور ملک شام میں واقع ہے میں مقیم لوگوں کی جانب حضرت سیدنا

اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قیادت میں یہ لشکر تیار کیا گیا۔

(۲) دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیات مبارکہ کا یہ سب سے آخری سریہ تھا۔

(۳) ۲۶ صفر المظفر ہفتہ کے روز نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رومیوں کے مقابلہ کے لیے جنگ کی تیاری کا حکم فرمایا، رومی اس وقت ملک شام پر قابض تھے۔ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ کل یعنی ۲۷ صفر المظفر بروز اتوار اس مہم پر روانہ ہوجائیں۔

(۴) ۳۰ صفر المظفر بدھ کی رات کو حضور نبی اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علالت کا آغاز ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دردِ سر اور بخار لاحق ہوا۔

(۵) جمعرات یکم ربیع الاول کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ اقدس سے ان کے لیے جھنڈا تیار فرمایا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

(۶) مہاجرین میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص، حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم وغیرہ شامل تھے۔

(۷) انصار میں سے حضرت سیدنا قتادہ بن نعمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا سلمہ بن اسلم بن حریش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ تھے۔

(۸) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لشکر اسامہ کی روانگی کا بندوبست کرو۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود انہیں رخصت فرمایا۔

(۹) حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مقام جرف میں پڑاؤ ڈالا تاکہ لشکر وہاں اکٹھا ہوسکے۔

(۱۰) جُرف غابہ سے پیچھے ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک فرسخ (تین میل) کے فاصلے پر احد پہاڑ کے پیچھے ہے۔

(۱۱) صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شدت مرض کے بارے میں سنا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُم اور دیگر چند صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔

(۱۲) ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ مہم پر روانگی کی تیاری فرما رہے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کی خبر پہنچی اس پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ اپنے لشکر سمیت مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

(۱۳) جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ خلیفہ رسول منتخب ہوئے تو امور خلافت کے بارے میں پہلا حکم آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے لشکر اسامہ کی روانگی کا دیا کیوں کہ نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی ظاہر حیات طیبہ میں اس کا بڑا اہتمام تھا۔

(۱۴) حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ یکم ربیع الثانی کو جرف کے مقام سے اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے۔

(۱۵) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے لشکر میں تین ہزار افراد تھے جن میں سے سات سو قریشی اور ایک ہزار گھوڑے بھی تھے۔

(۱۶) لشکر اُبْنٰی یا آبل کے مقام پر پہنچا اور مشرکین سے زبردست جنگ کی اور ان کے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

(۱۷) عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا، ان کے مال واسباب کو غنیمت بنایا۔

(۱۸) اہم بات یہ ہے کہ اس مہم میں مسلمانوں کا کوئی بھی جانی نقصان نہ ہوا، سارا لشکر صحیح سلامت مال غنیمت سمیت واپس مدینہ منورہ آ گیا۔

(۱۹) اس جنگ کے وقت حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ بالکل جوان تھے اور آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۲۲۶)

لشکر اُسامہ کو مہم پر بھیج دو

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا: ''**اَنْفِذُوْا جَیْشَ اُسَامَۃ** لشکر اُسامہ کو مہم پر بھیج دو۔'' لہٰذا لشکر اُسامہ چل پڑا حتی کہ **جرف** کے مقام پر پہنچا۔ حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی مت کریں کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لشکر جرف کے مقام پر ہی ٹھہرا رہا اور وہاں سے آگے کی طرف نہ بڑھا۔ حتی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر پہنچی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا انتقال ہوگیا۔ تب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے روانہ فرمایا تھا جبکہ میں یہ حالت غیر ملاحظہ کر رہا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں عرب کفر اختیار نہ کرلیں۔ اگر انہوں نے کفر اختیار کیا تو میں سب سے پہلے ان سے لڑنے والا ہوں گا۔ اگر عرب کافر نہ بنے تو اُن کا راستہ چھوڑ دوں گا۔ میری معیت میں جلیل القدر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور نیک افراد ہیں۔'' بعد ازاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ''**وَاللّٰہِ لَاَنْ تَخْطَفَنِیَ الطَّیْرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَبْدَاَ بِشَیْءٍ قَبْلَ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم** خدا کی قسم! پرندوں کا مجھے نوچ لینا میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی تعمیل میں کسی کام کا آغاز کروں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ فرمادیا۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج۸، ص ۶۲، الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقۃ الثانیۃ من المہاجرین، اسامۃ الحب بن زید، ج ۴، ص ۵۰)

نقشہ مقام جُرف

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ سے چل کر اسی مقام تک پہنچے تھے۔

بحیرۂ روم
بلقاء
القدس
مؤتہ
فلسطین
اذرح
بتراء
معان
قلزم
عقبہ
ایلہ
بلاد قضاعہ (آبل)
سیناء
مدین
تبوک
مویلح
مصر
بحیرۂ احمر (بحر قلزم)
ضبا
تیماء
مدائن صالح
الوجہ
خیبر
جرف
مدینہ منورہ
ینبع
حجاز
بحیرۂ احمر
0
100
200
300
کلومیٹر

جبل عینین
جبل احد
وطاء
وادی قناۃ
جرف
بنو حارثہ
عرصہ
جبل مذاذ
وادی بطحان
غبیت
بنو عبد اشھل وزعوراء
اطم الشیخین
رائج
ثنیۃ الوداع
مدینہ منورہ
بنو نجار
مسجد نبوی
سلع
مسجد فتح

لشکر اسامہ کو نصیحت آموز خطبہ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لشکر اسامہ کی روانگی کے موقع پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا: ''اے مجاہدین اسلام! تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے ہو اور دور دراز مقام کی طرف جا رہے ہو۔ اس موقعے پر میں تمہیں دس نصیحتیں کرتا ہوں، غور سے سنو اور انہیں یاد رکھو۔ ان پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ **(1)** خیانت نہ کرنا۔ **(2)** بدعہدی نہ کرنا۔ **(3)** چوری نہ کرنا۔ **(4)** مقتولوں کے اعضاء نہ کاٹنا، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ **(5)** کھجور کے درخت نہ کاٹنا، نہ جلانا، کوئی بھی پھل دار درخت نہ کاٹنا۔ **(6)** بھیڑ، بکری، گائے یا اونٹ کو کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا۔ **(7)** تمہارا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوگا جو اپنے آپ کو عبادت کے لیے وقف کیے گرجوں اور عبادت خانوں میں بیٹھے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر رہے ہیں، انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا۔ ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ **(8)** تمہیں ایسے لوگوں کے پاس جانے کا موقع ملے گا جو تمہارے لیے برتنوں میں ڈال کر مختلف قسم کے کھانے پیش کریں گے۔ **بسم اللہ** پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔ **(9)** تم ایسے لوگوں سے ملو گے جنہوں نے سر کا درمیانی حصہ تو منڈوا دیا ہوگا لیکن سر کے چاروں طرف بڑی بڑی لٹیں لٹکتی ہوں گی، انہیں تلوار سے قتل کر دینا۔ **(10)** اپنی حفاظت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام سے کرنا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں شکست اور وبا سے محفوظ رکھے۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خصوصاً امیر لشکر حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمہیں جو امور سرانجام دینے کی ہدایت فرمائی تھی وہ پوری توجہ اور محنت سے سرانجام دینا۔ جنگ کا آغاز قضاعہ سے کرنا۔ بعد ازاں آبل کا قصد کرنا۔ ہر صورت میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکام بجالانا، اس میں قطعاً کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔''

(الکامل فی التاریخ، ذکر انفاذ جیش اسامۃ، ج ۲، ص ۲۰۰)

لشکرِ اُسامہ کی روانگی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَوْ لَا اَنَّ اَبَابَكْرٍ اِسْتُخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰهُ یعنی قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفۂ رسول نہ بنتے تو کبھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت نہ ہوتی۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کئی بار یہی الفاظ دہرائے۔ کسی نے کہا: ”اے ابوہریرہ! بس کرو۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وصال ظاہری سے پہلے حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سات سو مجاہدین کے ساتھ شام کی جانب روانہ فرمایا، ابھی وہ مدینے کے قرب وجوار میں ہی تھے کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوگیا اور مدینہ کے آس پاس والے قبائل مرتد ہونے لگے، اس وقت صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گرد جمع ہو کر عرض گزار ہوئے: ”آپ لشکر اُسامہ کو ہرگز روانہ نہ فرمائیں کیونکہ عرب قبائل مرتد ہو رہے ہیں۔“ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”وَاللّٰهِ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ السِّبَاعَ تَجُرُّ بِرِجْلِيْ اِنْ لَمْ اَرُدَّهُ مَا رَدَدْتُّهُ عَنْ وَجْهٍ وَجَّهَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اگر مجھے علم ہو کہ درندے مجھے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے تب بھی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بھیجا ہوا لشکر نہیں روکوں گا۔“ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ کر دیا تو وہ جہاں بھی جاتے انہیں دیکھ کر مرتد ہونے والے یا ارتداد کا ارادہ رکھنے والے قبائل کہتے: ”اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ کبھی اپنا مرکز یعنی مدینہ چھوڑ کر باہر نہ نکلتے، ضرور ان کا بڑا لشکر مرکز میں بھی ہوگا، لہٰذا اس لشکر کو رومیوں کے پاس جانے دیا جائے، اگر یہ ان پر غالب آگئے تو ہم بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے لشکر اسامہ لشکر روم پر غالب رہا اور صحیح سالم اور مال غنیمت سمیت لوٹا، جسے دیکھ کر کئی مرتد قبائل راہ راست پر آگئے۔

(کنز العمال، کتاب الخلافۃ والامارۃ، الباب الاول فی خلافۃ الخلفاء، الحدیث: ۱۴۰۶۲، ج۳، الجزء: ۵، ص ۲۴۱، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۴۹)

سیدنا اُسامہ بن زید پر شفقت ورافت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پیارے صحابی ہیں جو زمانہ طفولیت یعنی بچپن سے لے کر جوانی تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خصوصی محبتیں اور شفقتیں آپ کو ملتی رہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اگلے سال جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمرے کے لیے تشریف لے گئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھے اور اسی حالت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بچپن ہی سے دلیر اور جرأت مند تھے۔ جنگ اُحد کے زمانے میں وہ بچے تھے اور انہیں جہاد میں شامل نہیں کیا گیا تھا لیکن اسلامی لشکر جب مدینے سے باہر نکلا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جذبہ جہاد سے مغلوب ہو کر اس لشکر میں شامل ہو گئے مگر آپ کو بہت چھوٹا ہونے کے سبب الگ کر دیا گیا، البتہ جنگ حنین میں خوب بہادری وشجاعت سے لڑے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔

آپ کی والدہ حضرت سیدتنا اُمِّ ایمن

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدتنا اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا تھا۔ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے نکاح کے وقت ان کو آزاد فرما دیا تھا ان کا نکاح پہلے حضرت سیدنا عبید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا جن سے حضرت سیدنا ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے اور انہی کی نسبت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی کنیت اُمِّ اَیمن قرار پائی ورنہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا اصل نام ''برکت'' تھا۔ ان کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا جن سے حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم حضرت سیدتنا ام ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: ''**اُمُّ اَيْمَنَ اُمِّيْ بَعْدَ اُمِّيْ**'' یعنی اُم ایمن میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ حضرت سیدنا زبیر بن بکار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں کہ سیدہ خاتون جنت کی وفات سے ایک ماہ قبل حضرت سیدتنا اُمّ ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا بھی وفات فرما گئیں تھیں۔

(تاریخ الاسلام للذهبی، الجزء الثالث، ج۳، ص۴۸تا۴۹، سیرت سید الانبیاء، ص۶۰۷، مدارج النبوت، ج۲، ص۴۹۹)

سیدنا اسامہ بن زید کو امیر کیوں مقرر کیا گیا؟

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کو جب لشکر کا امیر مقرر فرمایا اس وقت ان کی عمر صرف اٹھارہ ۱۸ سال تھی، اس وقت کئی اکابر صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان بھی موجود تھے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کو لشکر کا امیر مقرر کرنے میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ مثلاً:

(1) نوجوانوں میں خود اعتمادی اور ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہو اور ان میں یہ احساس بھی کروٹ لے کہ وہ فوج کے بڑے سے بڑے عہدے پر فائز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں جیسا کہ سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه۔

(2) ان کے والد حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه رومیوں کے ہاتھوں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے ان کو امیر اس لیے مقرر کیا گیا تاکہ خوب جذبہ جہاد سے لڑیں اور خصوصاً اپنے والد کا کفار سے بدلہ لے سکیں۔

(3) ان کی بہادری اور شجاعت سے متاثر ہو کر ان کے دوسرے ہم عمر نوجوان بھی اپنے اندر جذبہ جہاد بیدار کریں اور جنگ میں اپنے جوہر دکھائیں۔

(4) جنگ بے پناہ محنت اور مشقت کا کام ہے، جنگ میں جہاں جنگی چالوں کی اہمیت ہے وہیں اس کے لیے عزم جواں کی بھی ضرورت ہے آپ کو امیر اس لیے مقرر کیا گیا تاکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کو دیکھ کر نوجوان اپنے اندر اس مشقت کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں۔

لوگوں کا لشکر اُسامہ بھیجنے پر اعتراض

بیعت خلافت کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر اسامہ کو دوبارہ روانہ کرنے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ان کے اعتراض میں دو ۲ باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

(1) حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خطبے کے بعد خلافت کے معاملے میں کوئی اختلاف نہ رہا تھا۔ لہٰذا کسی دور دراز غیر مسلم ملک کے ساتھ جنگی کاروائی سے فی الحال بچنا چاہیے۔

(2) عرب میں غیر متوقع طور پر بغاوت وارتداد کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، بہتر یہ ہے کہ خارجی امور کے بجائے ان داخلی معاملات سے نمٹنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں، کیونکہ اس نازک موقع پر شام کی طرف لشکر بھیجنے سے فوج کی طاقت مختلف محاذوں میں بٹ جائے گی، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس معاملے کو کچھ عرصہ تک مؤخر کردیا جائے۔ لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی رائے کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور لشکر اُسامہ بن زید کو روانہ کردیا۔

لشکر اُسامہ کی روانگی میں حکمتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مشوروں کو قبول نہ کیا حالانکہ واقعات وحالات کے تناظر میں ان کی رائے بالکل درست تھی۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے میں کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں جو دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پیش نظر نہ تھیں مثلاً:

(1) سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جس لشکر کو تیار فرما کر روانہ کردیا تھا اسے ویسے ہی دوبارہ روانہ کردیا جائے کہ کہیں حکمِ رسول کی حکم عدولی نہ ہو۔

(2) اگر لشکر اسامہ کو روانہ نہ کیا جاتا تو یقیناً رومی حملہ کردیتے اور مسلمانوں کو دفاع کرنا پڑتا، اور چونکہ دفاع ہمیشہ

کمزور اور حملہ مضبوط ہوتا ہے لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حملے کو ترجیح دی۔

(3) لشکرِ اُسامہ روانہ نہ کرنے کی صورت میں باغی و مرتد قبائل اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے کہ مسلمان اپنے نبی کے وصال کے بعد بہت کمزور ہو گئے ہیں اس لشکر کو دیکھ کر ان کی یہ خوش فہمی پانی ہو گئی۔

(4) لشکرِ اُسامہ تقریباً ۷۰۰ صحابہ کرام پر مشتمل کافی بڑا لشکر تھا اسے دیکھ کر مرتد قبائل پر یہ اثر ہوا کہ وہ مسلمانوں کی افرادی قوت سے مرعوب ہو گئے۔

(5) مختلف فتنوں کے پیدا ہونے سے مسلمانوں کے جو حوصلے پست ہو گئے تھے اس لشکر کی فتح و نصرت اور مال غنیمت کے ساتھ واپسی سے وہی حوصلے بہت بلند ہو گئے اور اور اسلامی قوت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

لشکرِ اسامہ کی جنگ کا حال

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ملک شام کا عزم کیا مئی کا مہینہ اور سخت گرمی کا موسم تھا، تپتے صحراؤں اور جنگلوں میں سے گزرتا ہوا یہ لشکر بیس ۲۰ دن میں بُلقا کے مقام پر پہنچا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں جنگ موتہ ہوئی تھی اور حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہوئے تھے اور حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے یہیں جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی جگہ پڑاؤ کیا اور فوج کو مختلف دستوں میں تقسیم کر کے آبل اور قضاعہ کے قبائل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ حملے نہایت کامیاب رہے اور بے شمار کافر رومیوں کو مسلمانوں نے قتل کیا اور بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان حملوں میں بہترین جنگی مہارت کا ثبوت دیا اور بہت آسانی سے شہدائے موتہ کا انتقام لینے میں کامیاب ہو گئے۔

لشکرِ اسامہ کی واپسی

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین اور حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ملفوظات کی روشنی میں شام کی فوجوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہیں شیرِ ببر کی طرح چیر کر رکھ دیا اور بے شمار مال غنیمت لے کر اپنے فاتح لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو خود امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا۔ مدینہ منورہ میں چالیس ۴۰ دن بعد ان کی واپسی ہوئی تھی، بعض روایات کے مطابق ستر ۷۰ دن یعنی دو ۲ مہینے دس دن کے بعد۔ مسلمان اس عظیم الشان فتح سے بہت خوش اور رومی و دیگر مرتد قبائل سخت پریشان و مرعوب ہو گئے۔

صدیق اکبر اور اسلامی نظام حکومت

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نظام حکومت عربوں کے ذہن وفکر کے عین مطابق اور زمانہ نبوی سے بالکل متصل زمانہ تھا۔ پھر خود حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے باہم گہرے اور مضبوط تعلقات تھے لہٰذا ان کی خلافت کا وہی نظام تھا جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے سے چلا آرہا تھا اور جس سے اہل مدینہ اور دوسرے علاقوں کے مسلمان اچھی طرح متعارف و مانوس ہو گئے تھے۔ لیکن جب فتوحات کے سلسلے نے وسعت اختیار کی اور مسلمان عرب سے باہر نکل کر دوسرے ملکوں اور علاقوں میں پھیلتے چلے گئے تو وہ قدیم نظامِ حکومت آہستہ آہستہ بدلنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ عباسی سلطنت قائم ہو گئی اور اس کے دور عروج میں حالات میں اس درجہ تغیر پیدا ہو گیا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہد خلافت کی کوئی شے کہیں نظر نہ آتی تھی۔ تمام نظام حکومت یکسر متغیر ہو گیا تھا۔

صدیق اکبر کا منفرد نظام حکومت

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا زمانۂ سلطنت اور نظامِ حکومت بالکل منفرد نوعیت کا تھا۔ ان کے دور کو دو ۲ جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دینی سیاست اور حکومت وقت کی دنیوی سیاست کے

مجمع البحرین کی حیثیت حاصل تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت دین کی تکمیل ہو چکی تھی اور کسی شخص کو اس میں دخل انداز ہونے یا کسی معاملے میں تبدیلی کرنے یا کسی حکم کو منسوخ کرنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد عرب کے حالات کافی حد تک بدل گئے تھے۔ ارتداد کا فتنہ پیدا ہو گیا تھا۔ متعدد قبائل نے اسلام سے انحراف کی راہ اختیار کر لی تھی اور مختلف مقامات پر بغاوت کے آثار پھیل گئے تھے۔ یہ نہایت خطرناک اور نازک موقع تھا اب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے لازم ہو گیا تھا کہ وہ اس خطرے سے نمٹنے کے لیے کوئی مضبوط اور جرأت مندانہ پالیسی اپنائیں۔ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری سالوں میں مختلف سلطنتوں کے سربراہوں اور قبیلوں کے سرداروں کے نام اسلام کی دعوت دینے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی نہ کسی انداز میں اسے بھی جاری رکھنے اور نتیجہ خیز بنانے کے خواہاں تھے۔ انہوں نے یہ عظیم اور نہایت ضروری فریضہ کس طرح سرانجام دیا، یہ بہت بڑی ذمہ داری کس انداز میں پوری کرنے کا عزم کیا، کس طریقے سے اس پر عمل کی دیواریں استوار کیں، کس طریقے سے مختلف فتنوں کی سرکوبی کی، اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا، کس طرح ان کے خلاف عملی کاروائی کی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس پیاری حیات طیبہ کو ملاحظہ کیجئے۔

صدیق اکبر اور مختلف قبائل کا ارتداد و بغاوت

دو طرح کے لوگوں سے مقابلہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے منصب خلافت سنبھالتے ہی جن لوگوں سے مقابلہ درپیش تھا، وہ دو ۲ قسم کے تھے:

(1) وہ لوگ جو نجد، یمن اور حضرموت وغیرہ کی طرح مسیلمہ وسجاح وغیرہ جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ متفق

ہو گئے تھے ان لوگوں سے لڑنے یا قتال کرنے میں کسی صحابی کو اختلاف نہ تھا۔

(2) وہ قبائل جو زکوٰۃ کے ادا کرنے سے انکار کرتے تھے ان سے قتال کرنے کو بعض صحابہ نے نامناسب خیال کیا تھا۔ لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اظہار رائے کے بعد تمام صحابہ ان کی رائے سے متفق ہو گئے تھے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں میں کچھ فرق تو ضرور تھا۔لیکن مسلمانوں نے جب کہ دونوں کے مقابلہ کو یکساں ضروری قرار دیا تو پھر ان دونوں میں کوئی فرق وامتیاز باقی نہ رہا تھا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ دونوں گروہ دنیا طلبی اور مادیت کے ایک ہی سیلاب میں بہہ گئے تھے جن کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدبیر وروحانیت نے غرق ہونے سے بچایا اور اس طوفان ہلاکت آفرین سے نجات دلا کر عرب کا بیڑا ساحلِ فوز وفلاح تک صحیح سلامت پہنچایا۔

مختلف قبائل کا مختلف کردار

اس وقت عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جو ارتداد اور بغاوت کے اس سنگین دور میں مختلف مثبت اور منفی کرداروں کے حامل تھے۔مثلاً:

(1)...... جو قبائل مکہ، مدینہ اور طائف کے درمیان آباد تھے، وہ بدستور سابق اسلام پر قائم رہے اور ان میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوا۔

(2)...... مُزَیْنَہ، بَنُوْغِفَار، جُہَیْنَہ، اَشْجَع، بَنُوْطَیْ، بَنُوْ اِسلام اور بَنُوْخُزَاعَہ کے قبیلوں میں بھی کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا اور انہوں نے بھی اسلام ترک نہیں کیا۔ان کے علاوہ بہت سے قبائل نے ارتداد کی راہ اختیار کر لی تھی۔

(3)...... جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے یا جن کے دلوں پر اسلامی احکام نے پورا اثر نہیں کیا، وہ بھی مرتد اور باغی ہو گئے تھے۔جیسے قبیلہ بنو اسلم وغیرہ

(4)...... بعض لوگ اسلام کو تو بالکل صحیح مانتے تھے اور اس کے کسی جز کے منکر نہ تھے۔لیکن مدینۂ منورہ کی حاکمیت ماننے کو تیار نہ تھے، نہ وہ مدینۂ منورہ کے انصار کی حکومت کے قائل تھے نہ مہاجرین کی۔ ان کے نزدیک دونوں گروہ

ایک جیسے تھے اور وہ دونوں کو صحیح قرار نہیں دیتے تھے۔

(5)...... کچھ وہ لوگ تھے جو اسلام کو تو سچا مذہب سمجھتے تھے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے پر آمادہ نہ تھے، ان کا خیال تھا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات طیبہ میں تو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری تھا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتقال کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول تھے آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور جو کچھ آپ مسلمانوں سے طلب فرماتے تھے وہ دینا ضروری تھا لیکن آپ کی وفات کے ساتھ ہی یہ فریضہ ساقط ہو گیا اور اب کسی چیز کی ادائیگی کی ضرورت نہیں۔

(6)...... کچھ قبائل کے اذہان میں یہ شیطانی وسوسہ گردش کرنے لگا کہ جب ہم عشر دیتے ہیں تو زکوٰۃ کیوں ادا کریں، اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔

(7)...... جن قبیلوں نے صرف زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا وہ مدینۂ منورہ کے قرب وجوار کے قبائل عبس، ذبیان، بنو کنانہ، بنو غطفان اور فزارہ وغیرہ تھے۔

(8)...... جو قبائل اسلام سے دور ہو گئے تھے وہ مدینۂ منورہ سے کافی دور تھے۔

(9)...... بعض قبائل نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی اتباع شروع کر دی تھی۔ جیسے: بنو اسد نے کی، بنو تغلب اور بنو تمیم کے بعض لوگوں نے سجاح نامی خاتون کی، یمامہ نے مسیلمہ کذاب کی، عمان نے ذوالتاج لقیط بن مالک کی، اور یمن والوں نے اسود عنسی کی اتباع شروع کر دی۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۰۱ تا ۲۲۸ ماخوذا)

گویا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی گوناں گوں مسائل اور گھمبیر امور کے درمیان پھنس گئے، ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے اور ان سے بطریق احسن نمٹنے کے لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی دینی و دنیوی بصیرت کا بھرپور استعمال کیا اور شجر اسلام کو مزید تقویت دی۔ اس وقت پیدا ہونے والے فتنوں اور ان کے خلاف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عملی کاروائی ملاحظہ کیجئے:

عہدِ رسالت اور دورِ صدیقی
میں مرتد قبائل و افراد

منکرین زکوۃ سے جہاد

منکرین زکوٰۃ کے انکار کی وجوہات

عرب کے بعض قبائل میں یہ وبا بھی پھوٹ پڑی کہ انہوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کردیا، ان میں بھی دو ۲ گروہ تھے بعض تو وہ جو زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ زکوۃ کی فرضیت کے بھی منکر تھے اور یقینا یہ لوگ فرضیت زکوٰۃ کے انکار کے سبب مرتد ہوگئے، جبکہ بعض قبائل بظاہر زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل تھے لیکن ادائیگی کے منکر تھے، اور یقینا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا فاسق وواجب القتل ہے۔ ان دونوں گروہوں کی زکوٰۃ سے انکار کی کئی فاسد وجوہات تھیں۔ مثلا:

(1) بعض قبائل کا یہ کہنا تھا کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی تک تو زکوٰۃ ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہ تھا، لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد اہل مدینہ کے مقرر کردہ امیر کا ہم سے زکوٰۃ یا تاوان طلب کرنا بالکل غلط ہے، نہ تو ہم (حضرت) ابوبکر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو خلیفہ مانتے ہیں اور نہ ہی ان کے احکامات پر عمل کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

(2) بعض لوگوں کا یہ نقطہ نظر تھا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی نماز کی تکمیل کے لیے ہے اگر کوئی شخص نماز بالکل پوری اور صحیح پڑھتا ہے تو اسے زکوٰۃ کی ادائیگی کی حاجت نہیں چونکہ ہم نماز کی کامل ادائیگی کرتے ہیں اس لیے زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔

(3) بعض قبائل کا یہ موقف تھا کہ جب ہماری کاشت کی ہوئی زمینوں میں سے عشر وصول کرلیا جاتا ہے تو پھر ہمارے ذاتی اموال سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے؟ دونوں میں سے ایک چیز لی جائے۔

(4) بعض لوگوں نے تو اس لیے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کردیا تھا کہ ہم اپنا کمایا ہوا مال خواہ مخواہ کیوں کسی کو دیں، کمائیں ہم اور کھائے کوئی اور۔ (الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۰۱ تا ۲۴۵ ماخوذا)

اسلام میں نظریۂ زکوۃ
(Concept of Zakat in Islam)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! منکرین زکوٰۃ کے فضول اور بے جا اعتراضات پڑھ کر ہر ذی شعور فوراً سمجھ جائے گا کہ ان اعتراضات میں کوئی حقیقت نہیں، بلکہ یہ تو سراسر شیطانی وساوس ہیں جو لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا باعث ہیں۔ کیونکہ **دین اسلام** دنیا کا وہ واحد اور ایسا پیارا دین ہے جو پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک ہر ہر معاملے میں لوگوں کی ایسی رہنمائی کرتا ہے جو شرعی دلائل کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر بھی مسلمہ ہوتی ہے، یعنی اگر کوئی شخص شرعی دلائل سے قطع نظر انصاف کے ساتھ فقط عقل کے ترازو میں اسلامی احکامات کو پرکھے تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ دینِ فطرت دینِ اسلام ہی ہے۔ آیئے اسلام میں زکوٰۃ کے نظریہ (Concept) پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

زکوٰۃ کا لغوی معنی

''زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکی کے ہیں، چونکہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد باقی مال پاک ہو جاتا ہے اس لیے اسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ یا زکوٰۃ کے معنی بڑھنے کے ہیں کہ زکوٰۃ نکالنے سے مال بڑھتا اور محفوظ بھی رہتا ہے۔''

زکوٰۃ کی تعریف

''زکوٰۃ شریعت میں **اللہ** عزوجل کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کر لے۔'' (بہارشریعت، ج ۱، ص ۸۷۴)

زکوٰۃ کا شرعی حکم

''زکوٰۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔'' (بہارشریعت، ج ۱، ص ۸۷۴)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

’’ہر مسلمان، بالغ، عاقل، آزاد، صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔‘‘

زکوٰۃ کس مال پر ہے؟

’’زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے۔ سونا چاندی، مال تجارت، اور جانوروں پر۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سال کے گزرنے پر ہے۔‘‘ زکوٰۃ کے تفصیلی احکام جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۵۰ صفحات پر مشتمل کتاب بہار شریعت، جلد اول، حصہ ۵، ص ۸۸٦ کا مطالعہ کیجئے۔

زکوٰۃ کے متعلق تین آیات مبارکہ

(1) ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآىِٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۷۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ’’کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔‘‘

(2) ﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴿۳۵﴾ (پ۱۰، التوبۃ: ۳۵،۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی، جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔''

(3) ﴿وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (پ۴، اٰل عمران: ۱۸۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔''

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر تین احادیث مبارکہ

(1) ''جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔''

(المعجم الاوسط، من اسمہ عبدان، الحدیث: ۴۵۷۷، ج۳، ص۲۷۵ تا ۲۷۶)

(2) ''دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تونگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا۔'' (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر ادخال مانع الزکاۃ النار الخ، الحدیث: ۲۲۴۹، ج۴، ص۸)

(3) ''جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتھر بنائے جائیں گے ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ، پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ

تمام اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہوکرآئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزرجائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لِٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، الحدیث:۹۸۷، ص ۴۹۱)

زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمتیں اور فوائد کثیرہ

(1) سخاوت انسان کا کمال ہے اور بخل عیب۔ اسلام نے زکوٰۃ کی ادائیگی جیسا پیارا عمل مسلمانوں کو عطا فرمایا تا کہ انسان میں سخاوت جیسا کمال پیدا ہو اور بخل جیسا قبیح عیب اس کی ذات سے ختم ہو۔

(2) جیسے ایک ملکی نظام ہوتا ہے کہ ہماری کمائی میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے جسے وہ ٹیکس کے طور پر وصول کرتی ہے اور پھر وہی ٹیکس ہمارے ہی مفاد میں یعنی ملکی انتظام پر خرچ ہوتا ہے بلاتشبیہ ہمیں مال و دولت اور دیگر تمام نعمتوں سے نوازنے والی ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ ہی کی پیاری ذات پاک ہے، اور زکوٰۃ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے، جو ہمارے ہی غرباء پر خرچ کیا جاتا ہے۔

(3) رب عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو سب کو مال و دولت عطا فرما کر غنی کر دیتا لیکن اس کی مشیت ہے کہ اس نے اپنے ہی بندوں میں بعضوں کو امیر اور دولت مند کیا اور بعضوں کو غریب رکھا اور امیروں یعنی صاحب نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم کردی تا کہ اس سے امیروں اور غریبوں میں محبت و انسیت اور باہمی امداد کا جذبہ پیدا ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کو سب مل بانٹ کر کھائیں اور اس کا شکر ادا کریں۔

(4) شریعت نے زکوٰۃ فرض کر کے کوئی انہونی چیز فرض نہیں کی بلکہ اگر ہم اپنے اطراف میں غور و فکر کریں تو زکوٰۃ کی حقیقت ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے کہ پھلوں کا گودا انسان کے لیے ہے مگر چھلکا جانوروں کا حق ہے۔ گندم میں پھل ہمارا حصہ مگر بھوسہ جانوروں کا، گندم میں بھی آٹا ہمارا ہے تو بھوسی جانوروں کی۔ ہمارے جسم میں بال اور ناخن وغیرہ کا حد شرعی

سے بڑھنے کی صورت میں علیحدہ کرنا ضروری ہے کہ یہ سب جسم کی زکوۃ یعنی اضافی چیز مَیل ہیں۔ بیماری تندرستی کی زکوۃ، مصیبت راحت کی زکوۃ، نمازیں دنیاوی کاروبار کی گویا زکوۃ ہیں۔

(5) اگر ہر وہ شخص جس پر زکوۃ فرض ہے زکوۃ کی ادائیگی کا التزام کرلے تو مسلمان کبھی دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ مسلمانوں کی ضرورتیں مسلمانوں سے ہی پوری ہوجائیں گی۔ اور کسی کو بھیک مانگنے کی بھی حاجت نہ ہوگی۔

(وسائل نعیمیه، ص ۲۹۸، بتصرف)

منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد ضروری تھا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اسلام میں زکوۃ کا مذکورہ بالا نظریہ (**Concept**) پڑھ کر ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ منکرین زکوۃ کے خلاف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جہاد فرمانا کس قدر ضروری تھا۔ اگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت اس فتنے کا قلع قمع نہ کرتے تو قیامت تک زکوۃ کی ادائیگی اور اس کے فوائد کثیرہ سے مسلمان محروم ہوجاتے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ ناپید ہوجاتا۔

منکرین زکوۃ کی سرکوبی

مہاجرین وانصار کا جنگی لشکر

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مہاجرین وانصار کا ایک جنگی لشکر لے کر روانہ ہوئے حتی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نجد کے بالمقابل ایک سرسبز وشاداب علاقے میں پہنچے تو اس علاقے کے دیہاتی لوگ مسلمانوں کے اس جنگی لشکر کو دیکھ کر اپنے بیوی بچوں سمیت بھاگ گئے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ بچوں اور عورتوں کے پاس تشریف لے جائیے کہ وہ سب وہاں اکیلے ہیں۔ اور یہاں اس لشکر پر کسی کو امیر مقرر فرما دیجئے جو لشکر کے فتح یاب ہوکر

لوٹنے تک امیر ہی رہے اور اسی کی اطاعت کی جائے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس مشورے کو قبول فرمایا اور حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرما دیا اور ارشاد فرمایا: ''جب وہ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ ادا کردیں تو تم میں سے جو بھی واپس آنا چاہے وہ آجائے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینۂ منورہ واپس لوٹ گئے۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۲، ص ۵۳، تاریخ الاسلام للذھبی، ج ۳، ص ۲۸)

شرعی معاملے میں کوئی نرمی نہیں

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں بعض قبائل عرب مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جمع کرکے ان سے مشاورت کی تو ان میں اختلاف واقع ہوگیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! اگر آپ نے ان لوگوں سے ایک ادنی سی ایسی شے نہ لی جسے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بطورِ زکوٰۃ وصول فرماتے تھے تو یہ سنت رسول کی مخالفت ہوگی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''اچھا اگر ایسا ہے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔'' بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سے نرمی کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وحی کا سلسلہ ختم ہوچکا اور اب دین مکمل ہے تو کیا میرے ہوتے ہوئے دین میں کوئی کمی ہوجائے گی۔ خدا کی قسم! میں زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کرنے والوں سے ضرور جہاد کروں گا، کیونکہ زکوٰۃ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بطورِ زکوٰۃ دی جانے والی ایک رسی بھی اپنے پاس رکھیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ روح پرور اندازِ بیان دیکھ کر مجھے یوں لگا جیسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سینہ جہاد کے لیے کھول دیا ہے، اور آپ

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سچ فرمارہے ہیں۔" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔۔۔الخ، الحدیث: ٣٢، ص ٣٢، الریاض النضرۃ، ج ١، ص ١٤٧)

فرطِ محبت سے سر چوم لیا

حضرت ابورجاء عمران عطاردی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک جگہ کافی لوگ اکٹھے ہیں اور ان میں سے ایک شخص کسی دوسرے کا سر چوم رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہا ہے کہ "**اَنَا فِدَاؤُکَ لَوْ لَا اَنْتَ لَھَلَکْنَا** یعنی میں تم پر فدا ہوں، اگر تم نہ ہوتے تو ہم تباہ ہوجاتے۔" میں نے کسی سے پوچھا: "یہ دونوں کون ہیں؟" بتایا گیا: "یہ سر چومنے والے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جن کا سر چوم رہے ہیں وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، کیونکہ انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا اور اب وہ مانعین زکوٰۃ ذلیل ہوکر خود ان کی بارگاہ میں زکوٰۃ لائے ہیں۔"

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ذکر خبر ردۃ الیمن، ج ٤، ص ٨٧)

اِصابت رائے پر آفریں

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف اعلان جہاد کیا تو اولاً ہم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مذکورہ اعلان کو ناپسند کیا لیکن جب اس کے اچھے نتائج کو دیکھا تو بعد میں ہم آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اِصابت رائے پر آفریں کہہ اٹھے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کام نہ کرتے تو تا قیامت لوگ زکوٰۃ کے منکر ہوجاتے۔" (روح البیان، المائدۃ: ٥١، ج ٢، ص ٤٠٥)

مولا علی کے والہانہ جذبات

جب منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بذات خود گھوڑے پر سوار ہوکر تلوار

لہراتے ہوئے نکلے تو حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم آپ کے گھوڑے کی لگام تھام کر عرض گزار ہوئے: ''اے خلیفۂ رسول! آج میں آپ سے وہی بات کہوں گا جو میدانِ اُحد میں آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمائی تھی، اپنی تلوار نیام میں کرلیں، ہمیں اپنی جان کے خطرے سے نہ ڈرائیں اور مدینہ کو واپس لوٹ جائیں۔ اگر آپ شہید ہوگئے تو ہمارا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ واپس لوٹ آئے۔ (البداية والنهاية، ج ۵، ص ۱۹، کنز العمال، كتاب الخلافة مع الامارة، قتاله مع اهل الردة، الحديث: ۱۴۱۲۶، ج ۳، الجزء: ۵، ص ۲۶۴)

صدیق اکبر اور مرتدین کے خلاف جہاد

بغاوت وارتداد کی وجوہات

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ میں مسلمانوں کی افرادی طاقت کو دیکھ کر بعض قبائل نے بظاہر اسلام قبول کرلیا تھا لیکن پھر انہوں نے منافقین کی سازشوں کے باعث ارتداد اختیار کرلیا یعنی دین اسلام سے پھر گئے۔ ساتھ ہی چند ایک کم ظرف گھٹیا اور جھوٹے مدعیانِ نبوت بھی پیدا ہوگئے۔ اس پر طرہ یہ کہ کچھ قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی میں پس وپیش سے کام لینا شروع کردیا۔ ان تمام فتنوں کے پیدا ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

پہلی وجہ، اسلامی تعلیم میں پختہ نہ ہونا

دیگر قبائل نے اسلامی تعلیم میں وہ پختگی حاصل نہیں کی تھی جو مکہ مدینہ اور اس کے قرب وجوار کے مسلمانوں کے دلوں میں تھی۔ کیونکہ انہوں نے تو ابتدا سے انتہاء تک سب کچھ اپنی آنکھوں سے نہ صرف دیکھا تھا بلکہ اسلام کے لیے سخت ترین تکالیف برداشت کیں اور انہوں نے اسلام ہی کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیا تھا۔ لیکن جو قبائل خصوصاً فتح مکہ کے بعد

مسلمان ہوئے ان کا معاملہ تھوڑا مختلف تھا، بعض قبائل نے تو بغیر سوچے سمجھے دیگر قبائل کو دیکھتے ہوئے اسلام قبول کرلیا اور بالآخر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفاتِ ظاہری کے بعد انہوں نے اسلام کو ترک کرنا شروع کردیا۔

دوسری وجہ، بیرونی عوامل

ترکِ اسلام اور بغاوت وارتداد کی تہہ میں کچھ بیرونی عوامل بھی کارفرما تھے اور یقیناً بیرونی عوامل ہر معاملے میں ہر وقت اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ دراصل مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ کے قرب وجوار کے علاقے ایرانی اور رومی کفار کے اثر و رسوخ سے باہر اور ان کی سیاسی رسائی سے محفوظ تھے، لیکن عرب کا شمالی علاقہ جو ملک شام کی حدود سے ملحق تھا اور جنوبی علاقہ جو ایران سے ملا ہوا تھا اس دور کی دو عظیم سلطنتوں ایران وشام کے زیر اثر تھا۔ سرحدی اتصال کی وجہ سے ان دونوں ملکوں کے لوگوں کی ایک دوسرے کے علاقوں میں آمدورفت رہتی تھی اور وہاں کے عرب ان کی تہذیب وثقافت سے متاثر تھے۔ سرحدی علاقوں کے عرب سردار بھی رومیوں اور ایرانیوں کے بہت حد تک زیر اثر تھے۔ قبائلی عرب عوام پر بھی ان کے اثرات غالب تھے، ان حالات میں عین ممکن ہے کہ عرب قبائل کے ارتداد وبغاوت کی وجہ شخصی آزادی اور خودمختاری کے جذبات، شمالی عرب میں عیسائی اور جنوب ومشرق میں مجوسی حکومتوں سے قرب واتصال کی دلوں پر عیسائیت اور مجوسیت کا اثر، اپنے آبائی مذہب ''بت پرستی'' سے محبت جیسے امور کارفرما ہوں۔

تیسری وجہ، احکامات شرعیہ میں نرمی

ایسے مبتدی مسلمان جنہوں نے ابھی احکام شرعیہ اور اس کے فوائد سے مکمل آگہی حاصل نہ کی تھی اور دینی ودنیوی امور کے مابین فرق نہیں کرسکتے تھے انہیں احکام شرعیہ کی تعمیل میں دشواری پیش آتی تھی، لہٰذا نبوت کے جھوٹے دعوے داروں نے ان کی اس کمزور سوچ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نبوت کے دعوے کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ میں نرمی کردی، کسی نے کہا کہ **معاذ اللہ** میں نبی ہوں، تم پر پانچ کے بجائے صرف دو نمازیں فرض کرتا ہوں اور یہی کافی ہے، کسی نے

کہا کہ میں تمہیں زکوٰۃ معاف کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ان احکام شرعیہ میں تحریفات کے سبب بھی کئی لوگ مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔

چوتھی وجہ، منافقین کا منفی کردار

فتح مکہ کے موقع پر کئی ایسے لوگ بھی مسلمان ہوئے جو بظاہر تو کلمہ گو تھے لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد ان کے دل دیگر مسلمانوں کی طرح اسلام کے نور سے معمور ہونے کے بجائے اسلام کے بغض وعداوت سے بھرپور رہے اور انہوں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد اسلام دشمنی جیسے اپنے عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مختلف قبائل کو اپنا گرویدہ بنانا شروع کر دیا اور اُن کی فاسد ذہنی تربیت شروع کر دی۔ اسی تربیت کے نتیجے میں کچھ قبائل مکمل ارتداد کو اختیار کر بیٹھے اور بعض نے اسلام کے مسلمہ اصولوں پر مختلف اقسام کے اعتراضات شروع کر دیے۔ اور فاسد اجتہاد کے ذریعے مختلف مسائل میں تبدیلی کرنا شروع کر دی۔ منکرین زکوٰۃ کا فتنہ بھی اسی سازش کا پیدا کردہ ہے۔

(الکامل فی التاریخ، ص ۲۰۱ تا ۲۵۰ ماخوذا)

یہ مرتدین کس قسم کے تھے؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے بعد جو قبائل مرتد ہو گئے تھے ایسا نہیں تھا کہ وہ توحید چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو گئے تھے اور خدا کی جگہ بتوں کی پرستش شروع کر دی تھی، بلکہ ان مرتدین کے مختلف احوال تھے۔ مثلاً: ان میں سے کئی ایسے تھے جو صرف اور صرف زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر تھے بقیہ احکام شرعیہ کو تسلیم کرتے تھے، بعض نمازوں میں تخفیف کے قائل تھے، بعض پانچوں نمازوں کی فرضیت کے قائل تھے لیکن انہوں نے سؤر کا گوشت، شراب اور زنا وغیرہ کو حلال کر لیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

جھوٹے مدعیان نبوت کی پیش گوئی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ ان مرتدین وجھوٹے مدعیان نبوت کا پیدا ہونا کوئی انہونی بات نہیں

تھی بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اس کی پیشن گوئی فرمادی تھی۔ چنانچہ اس ضمن میں تین احادیث پیش خدمت ہیں:

(1) حضرت سیدنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي** یعنی عنقریب میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے اور سب کے سب نبوت کا دعوی کریں گے حالانکہ میں سب سے آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (سنن ابی داود، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلھا، الحدیث: ۴۲۵۲، ج۴، ص۱۳۳)

(2) حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا، مِنْهُمُ الْعَنَسِيُّ وَمُسَيْلَمَةُ وَالْمُخْتَارُ** یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے نبی ظاہر نہ ہو جائیں اور ان جھوٹے نبیوں میں سے عنسی، مسیلمہ اور مختار ہے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الامراء، باب ما ذکر من حدیث الامراء۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۷، ج۷، ص۲۵۷، مسند ابی یعلی، مسند عبد اللہ بن زبیر، الحدیث: ۶۷۸۶، ج۶، ص۴۵)

(3) دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ** یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے نبی ظاہر نہ ہو جائیں اور ان جھوٹے نبیوں میں سب سے آخر میں کانا دجال ظاہر ہوگا۔'' (مسند امام احمد، حدیث سمرۃ بن جندب، الحدیث: ۲۰۱۹۸، ج۷، ص۲۶۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کے عین مطابق قیامت تک یہ جھوٹے نبی تو ظاہر ہوں گے لیکن امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دور کے تمام جھوٹے مدعیان نبوت اور مرتدین سے نمٹنے کے لیے ایک جامع لائحہ عمل تیار کیا۔

مرتدین سے جہاد کا لائحہ عمل

مرتدین کو صدیق اکبر کا مکتوب

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مدینہ منورہ میں آتے ہی سب سے پہلے ایک مکتوب لکھوایا اور اس کی متعدد نقلیں کروا کر قاصدوں کے ذریعے ہر مرتد قبیلے کی طرف بھیجا اور تمام لوگوں کو سنانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۰۸)

صدیق اکبر کے مکتوب کا مضمون

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے ہر اس شخص کو جس کے پاس یہ مکتوب پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا اسلام سے پھر گیا ہو معلوم ہونا چاہیے کہ: ”**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت **محمد مصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سچا نبی بنا کر بھیجا جو خوشخبری دینے والے اور ڈرسنانے والے اور خدا کے حکم سے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والے ہیں اور ہدایت کے سراج منیر ہیں۔ جو شخص دعوت اسلام کو قبول کرتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو ہدایت دیتا اور کامیابی کے سیدھے راستے پر چلا دیتا ہے اور جو انکار کرتا ہے بحکم الٰہی اس کی طرف بذریعہ جہاد فرماں برداری کے لیے رجوع کیا جاتا ہے۔ احکام الٰہی نافذ فرمانے، مسلمانوں کو نصیحت کرنے اور اپنے فرائض تبلیغ کو بخوبی سرانجام دینے کے بعد **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی خبر قرآن مجید میں پہلے ہی سے دے دی تھی: ﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (پ ۲۳، الزمر ۳۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔“ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْــٴًـا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ﴾ (پ ۴، اٰل عمران: ۱۴۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”اور **محمد** تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں

یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا **اللّٰہ** کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب **اللّٰہ** شکر والوں کو صلہ دے گا۔" پس جو شخص حضرت **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پوجتا تھا تو وہ اچھی طرح سن لے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انتقال فرما گئے ہیں اور جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کیا کرتا تھا تو وہ بھی سن لے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ زندہ اور قائم ہے نہ وہ فوت ہوا نہ ہوگا، نہ ہی اسے نیند اور اونگھ چھو سکتی ہے، وہ اپنے حکم کی نگہداشت فرماتا ہے اور اپنی جماعت کے ذریعے دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے۔ میں تمہیں خدا سے ڈرنے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لائے ہوئے نور اور خدا کی رحمت سے حصہ لینے، اسلام کی ہدایت اختیار کرنے اور دین الٰہی کی مضبوط رسی کو پکڑنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جس کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہدایت نہ دی وہ گمراہ ہوا اور جس کو اس نے عافیت عنایت نہ کی وہ مصیبت میں مبتلا ہوا۔ جس کی رب عَزَّوَجَلَّ مدد نہ کرے وہ تنہا اور بے یار و مددگار ہے۔ انسان جب تک اسلام کا منکر ہے دنیا و آخرت میں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگوں نے اسلام قبول کرنے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنے کے بعد خدا سے منہ موڑ کر جہالت اور شیطان کی اطاعت کی طرف رجوع کیا ہے۔ کیا تم **اللّٰہ** کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو جو تمہارے دشمن ہیں اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پس تم بھی اس کو اپنا دشمن بناؤ۔ کیونکہ وہ تو اپنے گروہ کو تمہیں دوزخی بنانے کے لیے تیار کرتا ہے۔ میں تمہاری طرف نیکی کی پیروی کرنے والے مہاجرین وانصار کے لشکر کو روانہ کرتا ہوں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ اسلام کی دعوت دیے بغیر کسی سے مقابلہ نہ کریں، جو لوگ اسلام کا اقرار کریں اور برائیوں سے باز رہیں نیک کاموں سے انکار نہ کریں ان کی اعانت (مدد) کی جائے اور جو اسلام سے انکار کریں ان کا مقابلہ کیا جائے اور ان کی کچھ قدر و منزلت نہ کی جائے اور سوائے اسلام کے کچھ قبول نہ کریں۔ پس جو شخص ایمان لائے اس کے لیے بہتری ہے ورنہ وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس اعلان کو مجمع میں پڑھ کر سنا دے۔ جب اسلامی لشکر تمہارے قریب پہنچے اور ان کا مؤذن اذان دے تو تم بھی اس کے مقابلے میں اذان دو۔ یہ اس بات کی

علامت ہوگی کہ تم نے اسلام کو قبول کرلیا ہے تم پر حملہ نہ کیا جائے گا۔ اگر تم نے اذان نہ دی تو تم سے باز پرس ہوگی اور انکار کی صورت میں تم پر حملہ کردیا جائے گا۔

گیارہ سپہ سالار اور گیارہ جھنڈے

ان فرامین کو قاصدوں کے ہاتھ روانہ کرنے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گیارہ جھنڈے تیار کیے اور گیارہ سپہ سالار منتخب فرما کر ایک ایک جھنڈا ہر ایک سپہ سالار کو دیا۔ بعض کے نزدیک آٹھ جھنڈے تیار کیے، بہرحال ہر ایک کے ساتھ فوجی دستہ تھا اور آپ نے حکم دیا کہ مکہ وطائف وغیرہ تمام مقامات سے جہاں جہاں اسلام پر ثابت قدم قبائل ملیں ان میں سے چند لوگوں کو ان قبائل اور ان کے گھر بار کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر کچھ لوگوں کو اپنے لشکر میں شامل کر کے اپنے ساتھ لیتے جائیں۔

پہلا جھنڈا سیدنا خالد بن ولید کو دیا گیا

پہلا جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور انہیں حکم فرمایا کہ سب سے پہلے قبیلہ بنو اسد پر چڑھائی کریں اور جب اس مہم سے فارغ ہو جائیں تو مقام بطاح کی طرف مالک بن نویرہ پر حملہ آور ہوں اور اس کے خلاف جنگ کریں۔ واضح رہے کہ بنو اسد اور بنو تمیم وہ قبائل تھے جو مدینہ منورہ کے قریب تھے اور طاقتور تھے لہٰذا ضروری تھا کہ جنگ کی ابتداء ان ہی قبائل سے کی جائے تاکہ ان کی شکست سے دوسرے قبائل کا حوصلہ ٹوٹ جائے۔

دوسرا جھنڈا سیدنا عکرمہ بن ابی جہل کو دیا گیا

دوسرا جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ یمامہ جا کر قبیلہ بنی حنیفہ کے سردار مسیلمہ کذاب سے جنگ کریں اور یہ وہی مسیلمہ کذاب ہے جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا۔

تیسرا جھنڈا سیدنا شرحبیل بن حسنہ کو دیا گیا

تیسرا جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا شرحبیل بن حسنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور انہیں حکم فرمایا ابتدا میں حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدد کریں اور یمامہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدد کے لیے حضرموت کی طرف قبیلہ بنو کندہ اور بنو قضاعہ پر چڑھائی کریں۔ واضح رہے کہ مسیلمہ کذاب نے حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل اور شرحبیل بن حسنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے تھے، ان کی معاونت کے لیے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے اور کامیابی حاصل کی۔

چوتھا جھنڈا سیدنا خالد بن سعید کو دیا گیا

چوتھا جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا خالد بن سعید العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور انہیں حکم فرمایا کہ ملک شام کی سرحد پر پہنچ کر وہاں کے مرتد قبائل کو سیدھا کرو۔

پانچواں جھنڈا سیدنا عمرو بن العاص کو دیا گیا

پانچواں جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ مرتدین بنو قضاعہ سے جہاد کرو۔

چھٹا جھنڈا سیدنا حذیفہ بن محصن کو دیا گیا

چھٹا جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا حذیفہ بن محصن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور انہیں ملک ''دَبا'' کے مرتدین سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔

ساتواں جھنڈا سیدنا عرفجہ بن ہرثمہ کو دیا گیا

ساتواں جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عرفجہ بن ہرثمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ اہل مہرہ کی

طرف جا کر ان سے جہاد کرو۔

آٹھواں جھنڈا سیدنا معن بن حاجز کو دیا گیا

آٹھواں جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا طریفہ بن حاجز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ بنو سلیم اور ان کے شریک حال بنو ہوازن کے مرتدین کے خلاف جہاد کرو۔

نواں جھنڈا سیدنا سوید بن مقرن کو دیا گیا

نواں جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا سوید بن مقرن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ یمن تہامہ کے مرتدین کے خلاف جہاد کرو۔

دسواں جھنڈا سیدنا علاء بن حضرمی کو دیا گیا

دسواں جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ بحرین کی طرف جاؤ اور وہاں کے مرتدین کے خلاف جہاد کرو۔

گیارہواں جھنڈا سیدنا مہاجر بن امیہ کو دیا گیا

گیارہواں جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا مہاجر بن اُمیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ صنعاء کی طرف جاؤ اور وہاں کے مرتدین کے خلاف جہاد کرو۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۰۸)

تمام اُمراء کے لیے نصیحت آموز فرمان

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گیارہ جھنڈے جنگی اُمور میں مہارت رکھنے والے گیارہ

صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو عطا کیے اور تمام اُمراء کو ایک نصیحت آموز فرمان لکھ کر دیا جس کا مضمون کچھ یوں تھا: ''یہ عہد نامہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے فلاں سپہ سالار کو دیا جاتا ہے کہ اُسے اُس کا ہدف دے کر مع لشکر اسلام مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا جا رہا ہے اور اُس سے درج ذیل امور میں عہد لیا جاتا ہے کہ وہ اِن کا پاس رکھے گا اور ہرگز اِن کی مخالفت نہ کرے گا۔''

(1) ظاہری اور باطنی طور پر ہر ہر معاملے میں خوفِ خداوندی کو ملحوظ رکھا جائے اور کسی بھی کام میں خود کو غنی نہ سمجھیں۔

(2) مرتدین کے خلاف جنگ کرنے سے قبل اِتمامِ حجت (یعنی آخری دلیل و کوشش) کے طور پر سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اگر وہ قبول کرلیں تو ان سے قطعاً لڑائی نہ کی جائے اور اگر وہ دعوت اسلام قبول نہ کریں تو ان کے خلاف جہاد کیا جائے۔

(3) زکوۃ وعشر وغیرہ کے معاملے میں جو ان پر زکوۃ بنتی ہے ان سے وہی وصول کی جائے کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔

(4) حقوق العباد کا خاص خیال رکھا جائے جس کا جو حق بنتا ہے اسے ضرور دیا جائے اس میں کسی کی رعایت نہ کی جائے۔

(5) وہاں کے مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدال کرنے سے روکا جائے اور انہیں امن وآشتی کی تلقین کی جائے۔

(6) جس نے احکام خداوندی کا انکار کیا وہ مرتد ہو گیا اس سے لڑائی کی جائے گی اور جس نے دعوت کو قبول کرلیا وہ مسلمان اور بے قصور سمجھا جائے گا۔

(7) جو شخص زبان سے مسلمان ہوجائے لیکن دل میں کچھ اور عقیدہ رکھتا ہے تو خدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ اس کی خود ہی پکڑ فرمائے گا۔

(8) جو لوگ احکام شرعیہ کے منکر ہو کر لڑائی تک نوبت پہنچا دیں تو وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان پر مسلمانوں کو ہی غلبہ عطا فرمائے گا۔

(9) مرتدین سے جہاد کے بعد فتح ونصرت کی صورت میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت خمس یعنی پانچواں حصہ نکال

کر بقیہ تقسیم کر دیا جائے گا اور خمس مدینہ منورہ میں ہمارے پاس بھیج دیا جائے گا۔

(10) لشکر کے سپہ سالار کو اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ اپنے ماتحت افراد کو عجلت یعنی جلد بازی اور فساد سے منع کرے۔

(11) سپہ سالار اپنے لشکر کے ہر فرد کو اچھی طرح شناخت کر لے اور کسی غیر کو اپنے لشکر میں قطعاً داخل نہ ہونے دے جب تک اس کے معاملے میں اچھی طرح چھان بین نہ کر لے تاکہ لشکر جاسوسوں کے فتنے سے محفوظ رہے۔

(12) ہر معاملے میں مسلمانوں سے نیک سلوک کیا جائے۔ خصوصاً لشکر کی روانگی اور قیام میں لوگوں سے نرمی کی جائے۔ اسی طرح نشست و برخاست اور گفتگو میں ایک دوسرے کے ساتھ رعایت اور نرمی کا پہلو ملحوظ رکھا جائے۔

ایک حیرت انگیز بات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بہت تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں کی یہ پہلی حکومت تھی اور حکمرانی کا انہیں پہلے سے قطعاً کوئی تجربہ نہیں تھا، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو بھی قدم اٹھاتے تھے حسن انتظام کے اعتبار سے موجودہ دور کے جدید حکمرانی کے اصولوں سے کہیں بہتر تھا۔ موجودہ دور میں حکومت کے مختلف محکموں کی تربیت کے لیے بے شمار ادارے قائم ہیں، جن پر کروڑوں، اربوں روپے ماہانہ خرچ ہوتے ہیں، اس وقت اس قسم کا کوئی ادارہ نہ تھا لیکن ہر شعبے کا انتظام اس قدر شاندار اور صحیح تھا کہ موجودہ انتظامی امور کے ادارے ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ آج کے انتہائی تعلیم یافتہ لوگ تمام معاملات میں ان ہی کے قائم کردہ اصولوں سے رہنمائی حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ یقیناً عہد صدیقی میں انتظامی معاملات کا یہ بہترین انتظام عدیم المثال اور یہ عہد فقید النظیر تھا۔

تمام سپہ سالاروں کی روانگی

یہ تمام سپہ سالار سن ۱۱ ہجری میں مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر اپنے اپنے لشکر کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے عطا کیے گئے جھنڈے کے ساتھ اپنے اپنے مقررہ علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے

اور مرتدین کے خلاف جہاد کا آغاز فرمادیا۔ان کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

صدیق اکبر و مرتدین کے خلاف جہاد
معرکۂ سیدنا خالد بن ولید

قبیلہ بنی اسد و بنی غطفان سے جہاد

قبیلہ بنی اسد و بنی غطفان مدینۂ منورہ کے قریبی قبائل تھے ان کے خلاف جنگ کے لیے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقرر کیا گیا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ کرنے سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک خصوصی حکم بھی ارشاد فرمایا کہ ان پانچ ارکان اسلام: (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج بیت اللہ (۵) زکوٰۃ یا ان میں سے کسی ایک کے انکار کرنے والوں سے لڑائی کریں۔حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جمادی الآخر میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل پڑے اور بنو اسد و بنو غطفان سے خوب لڑائی ہوئی۔بہت سے قتل ہوئے، بے شمار گرفتار ہوئے اور بچ جانے والے اسلام لے آئے حضرت سیدنا عکاشہ بن مِحْصَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا ثابت بن اقوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

(تاریخ الاسلام للذھبی، ج ۳، ص ۲۸، تاریخ الخلفاء، ص ۵۷)

مختلف قبائل کا اجتماع عظیم

قبیلہ بنو اسد کے ساتھ غطفان، بنو عامر، بنو طی وغیرہ دیگر قبائل بھی جمع ہوگئے اور یوں کئی قبائل کا اجتماعِ عظیم ہوگیا۔

مرتدین بھاگ کھڑے ہوئے

جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں پہنچے تو قبیلہ بنو طے علیحدہ ہوگیا اور وہ اسلام پر قائم رہا۔البتہ اس قبیلے کے بعض لوگ ارتداد پر قائم رہے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور

بنو طے قبیلے پر حضرت سیدنا عدی بن حاتم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سپہ سالار مقرر کر کے حملہ کیا تو مرتدین یک لخت بھاگ کھڑے ہوئے۔

سلمٰی نامی خاتون سے جنگ

جب مرتدین کا یہ لشکر شکست کھا کر بھاگا تو ان میں سے عطفان وسلیم وہوازن وغیرہ قبائل کے لوگ مقام حواب میں جا کر مجتمع ہو گئے اور سلمٰی بنت مالک بن حذیفہ نامی عورت کو اپنا سردار بنالیا۔ جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لشکر کو ان پر چڑھائی کا حکم دیا سلمی اپنے لشکر کو لے کر مقابلے پر آئی اور ایک ناقہ یعنی اونٹنی پر سوار ہو کر خود سپہ سالاری کرنے لگی اس کی حفاظت کے لیے سو محافظ تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس زور کا حملہ کیا کہ اس کی اونٹنی زخمی ہو کر گری اور سلمٰی مقتول ہوئی، اس کے مقتول ہوتے ہی مرتدین سے میدان خالی ہو گیا۔

سیدہ خاتون جنت کا وصال پر ملال

محبوب خدا، حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری اور لاڈلی شہزادی حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا انتقال پر ملال اِسی سال یعنی وصال نبوی کے چھ ماہ بعد منگل کے دن ۳ رمضان المبارک سن ۱۱ ہجری کو ہوا۔ وصال کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی عمر مبارک ۲۹ برس تھی اور ایک روایت کے مطابق ۲۴ سال تھی، یہ اختلاف سن ولادت کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت ایک قول کے مطابق اعلان نبوت سے پہلے ان دنوں میں ہوئی جب قریش مکہ مکرمہ کی تعمیر نو کر رہے تھے اور کعبہ کی تعمیر ولادت نبوی کے ۳۵ ویں برس ہوئی۔ دوسرے قول کے مطابق آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت، ولادت نبوی کے ۴۱ برس بعد ہوئی یعنی نزول وحی کے پہلے سال۔ حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ نکاح کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی عمر ۱۹ سال

اور ڈیڑھ ماہ تھی، بعض کے نزدیک ۱۵ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی۔ امام ذہبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلسلہ نسب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے جاری ہوا کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی سیدہ زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی اولاد وفات پا گئی تھی۔'' اسی سال ماہ شوال المکرم میں حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی وفات پا گئے۔ حضرت سیدنا زبیر بن بکار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ سیدہ خاتون جنت کی وفات سے ایک ماہ قبل حضرت سیدتنا اُمّ ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی وفات فرما گئیں تھیں۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۲۰۶، تاریخ الخلفاء، ص ۵۷)

قبیلہ بنی تمیم کے مرتدین سے جہاد

بنو تمیم چند قبائل پر مشتمل اور چند بستیوں میں سکونت پذیر تھے۔ ان کے علاقے پر زمانہ نبوی میں چند عامل جو کہ انہی کی قوم سے مقرر تھے، جب وفات نبوی کی خبر مشہور ہوئی تو ان میں سے بعض مرتد ہوگئے اور بعض کی آپس میں بھی جنگ ہوئی۔ اسی اثناء میں **سجاح بنت حرث** نے جو قبیلہ تغلب سے تعلق رکھتی تھی نبوت کا دعوی کیا اور بنی تغلب کے بعض سردار بھی اس کے ہمراہ ہوگئے۔ اس نے اپنے متبعین کے لیے پنج وقتہ نماز تو لازم کر رکھی تھی، مگر سؤر کا گوشت کھانا، شراب پینا اور زنا کرنا جائز قرار دے دیا تھا۔ اسی لیے بہت سے عیسائی بھی اس کے ساتھ ہوگئے تھے۔ جب یہ بنو تمیم کی بستیوں سے نکل کر کم وبیش چار ہزار کے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھی تو حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کا سن کر خوفزدہ ہوگئی۔ مسیلمہ کذاب نے اسے اپنے پاس بلوا کر ایک طویل گفتگو کے بعد اس سے نکاح کرلیا۔ جب اس کے لشکر کا حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سامنے ہوا تو اس کے تمام ساتھی بھاگ گئے اور یہ بھی فرار ہو کر قبیلہ بنی تغلب میں ''جزیرہ'' کے مقام پر پہنچ کر گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ جبکہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بنو تمیم کے علاقے میں پہنچ کر وہاں کے مرتدین سے جہاد کیا اور انہیں قتل وگرفتار کیا۔ بعد ازاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسیلمہ کذاب کی طرف رخ کیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۱۴ ملتقطا)

قبیلہ بنی اسلم سے جہاد

حضرت سیدنا ہشام بن عروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی اسلم کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے تھے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ انہوں نے وہاں کے مرتدین سے خوب جہاد کیا اور وہ سب مقتول ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمادیا۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، خالدبن ولیدبن مغیرۃ،ج۱۶، ص ۲۴۰)

مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد

دو جھوٹے نبیوں کی خبر

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب دیکھا کہ سونے کے دو کنگن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہتھیلیوں میں رکھے گئے جو آپ کو بوجھل محسوس ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وحی کی گئی کہ ان پر پھونک ماریں۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھونک ماری تو وہ اتر گئے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی تعبیر یوں فرمائی کہ دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے۔ ایک قبیلہ صنعاء کا اسود عنسی اور دوسرا قبیلہ یمامہ کا مسیلمہ کذاب۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، الحدیث: ۳۶۲۱،ج ۲، ص ۵۰۷)

مسیلمہ کذاب کون تھا؟

اس کا پورا نام مسیلمہ بن حبیب، کنیت ابوثمامہ اور تعلق بنوحنیفہ سے تھا، نبوت کا دعوی تو اس خبیث نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں ہی کردیا تھا لیکن لوگوں کی حمایت اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے

بعد حاصل کی۔ اور یہ خود رحمان الیمامہ کہلاتا تھا اس کا کہنا یہ تھا کہ جو شخص مجھ پر وحی لاتا ہے اس کا نام رحمن ہے۔ یہ ملعون بہت بوڑھا، انتہائی مکار اور حیلہ باز تھا۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیدائش سے بھی پہلے پیدا ہوا اور قتل کے وقت اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔

(تھذیب الاسماء واللغات، حرف المیم، الرقم: ۵۷۴، ج ۲، ص ۴۰۰، تاریخ الخلفاء، ص ۵۸، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۳۰۶)

بارگاہ رسالت میں حاضری

۱۰ سن ہجری مسیلمہ کذاب اپنی قوم بنی حنیفہ کے وفد کے ہمراہ مدینہ منورہ آیا، وفد کے افراد کی تعداد سترہ تھی، مسیلمہ کے سوا باقی سب نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اسلام قبول کر لیا۔ مسیلمہ کہنے لگا: ''**اِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدُ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ** یعنی اگر **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے بعد خلافت مجھے عطا فرما دیں تو میں ان کی اتباع کروں گا اور ایمان قبول کر لوں گا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے سر پر کھڑے ہوئے، دست اقدس میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسیلمہ کذاب سے فرمایا: ''**لَوْ سَاَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِيكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ** یعنی اگر تو اس ٹکڑے کی مانند بھی طلب کرے تو میں تجھے نہ دوں گا اور تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں ہرگز جارحیت اختیار نہیں کر سکتا اور اگر تو نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں پیٹھ دکھائی تو وہ ضرور تیری پکڑ فرمائے گا۔'' ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اپنے علاقے میں واپس آ کر مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ۳۶۲۰، ج ۲، ص ۵۰۶، سیرت سید الانبیاء، ص ۵۷۴، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۳۰۶)

مسیلمہ کذاب کا مکتوب

مسیلمہ کذاب جب حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے واپس گیا تو اس

نے بعد میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''مِنْ مُسَیْلَمَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ قَدْ اُشْرِکْتُ فِی الْاَمْرِ مَعَکَ، وَاِنَّ لَنَا نِصْفَ الْاَرْضِ وَلِقُرَیْشٍ نِصْفَ الْاَرْضِ وَلٰکِنَّ قُرَیْشًا یَعْتَدُوْنَ یعنی اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سلام، نبوت اور حکومت کے معاملے میں مجھے آپ کا شریک بنایا گیا ہے، آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی۔ لیکن قریش حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہے۔''

رسول اللہ کا جوابی مکتوب

مسیلمہ کے اس جھوٹے مکتوب کے جواب میں رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو مکتوب لکھا اس کا مضمون یہ تھا:

''مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلَمَةَ الْکَذَّاب اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے سخت جھوٹے مسیلمہ کی طرف! بلا شبہ زمین اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کی ملکیت عطا فرماتا ہے۔ اور بہتر انجام اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے۔'' یہ خط وکتابت ۱۰ سن ہجری کے اواخر میں ہوئی۔

(السیرۃ النبویۃ، لابن ھشام، کتاب مسیلمۃ الی رسول اللہ، ج ۲، ص ۵۰۶، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۰۶)

ہر معاملہ الٹا ہو جاتا

علماء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے کئی معجزات دیکھے تھے، لہٰذا اس نے بھی اپنی نبوت کی سچائی کے لیے ویسا ہی کرنا چاہا لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت دیکھئے کہ وہ سارے معاملات اس کے دعوے کے الٹ ہو جاتے حتی کہ اگر وہ کسی کی عمر درازی کی دعا کرتا تو وہ شخص اسی

وقت مرجاتا، اگر کسی شخص کی آنکھوں کی روشنی کے لیے دعا کرتا تو وہ بالکل نابینا ہوجاتا، اگر کنویں میں پانی کی کثرت کے لیے تھوک ڈالتا تو پانی غائب ہوجاتا، کسی آنکھوں والے کی آنکھ میں تھوکتا تو وہ اندھا ہوجاتا، کسی بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرتا تو اس کا دودھ ختم ہوجاتا اور وہ تھن سوکھ جاتا۔ کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا تو وہ بالکل گنجا ہوجاتا۔ ایک دفعہ ایک شخص کے دو بیٹوں کے لیے برکت کی دعا کی جب وہ اپنے گھر آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ایک کنویں میں گر گیا ہے اور دوسرے کو بھیڑیئے نے کھالیا ہے۔ بہرحال اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے باوجود کئی لوگ اس کی اتباع میں لگ گئے اور اس سے بیزار نہ ہوئے چونکہ جاہلوں کی اس جماعت میں غرض کے بندے تھے اور دنیوی اغراض کے ماتحت اس کے پیچھے لگ گئے۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۵۷۵، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۰۷)

جنگ یمامہ اور اس کا ہوش ربا منظر

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا تھا اور پھر حضرت سیدنا شرحبیل بن حسنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا لیکن ان دونوں کے آگے اس نے ہتھیار نہ ڈالے۔ کیونکہ حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب کا کاروبار چمک اٹھا تھا، اور تقریبا ایک لاکھ سے زائد افراد اس کے گرد جمع ہوگئے تھے، حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت سیدنا شرحبیل بن حسنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی اس کی خوب جنگ ہوئی جس کے مقابلے میں اس کے کئی لوگ مارے گئے، اتنے میں ان دونوں صحابہ کی مدد کے لیے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپہنچے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کی تعداد چوبیس ہزار تھی اور مسیلمہ کذاب کے پاس اس وقت چالیس ہزار فوج تھی، فریقین بے جگری سے لڑے۔ اور جنگ کا نقشہ کئی بار تبدیل ہوا، کبھی حالات مسلمانوں کے حق میں ہوجاتے اور کبھی کفار کے۔ **ثُمَّ بَرَزَ خَالِدٌ وَدَعَا اِلَی الْبَرَّاز وَنَادٰی بِشِعَارِھِم وَکَانَ شِعَارُھُم یَا مُحَمَّدَاہ، فَلَم یَبْرُزْ اِلَیْہِ اَحَدٌ اِلَّا قَتَلَہٗ** یعنی جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یقین

ہو گیا کہ بنوحنیفہ قبیلے والے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک مسیلمہ کو قتل نہ کیا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بذات خود میدان میں تشریف لائے اور مقابلے کے لیے کفار کے شہسواروں کو طلب کیا اور مسلمانوں کے شعار یعنی عادت کے مطابق ''یَا مُحَمَّدَاہ'' نعرہ لگایا اور اس وقت جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا کہ وہ مشکل وقت میں با آواز بلند یہ نعرہ لگایا کرتے تھے ''یَا مُحَمَّدَاہ'' یعنی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہماری مدد فرمایئے۔ اسی طرح حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی نعرہ لگایا۔ اور پھر دشمنوں کی طرف سے جو بھی مقابلے پر آیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی گردن اڑا دی۔ بالآخر مشرکین کو شکست ہوئی اور وہ سارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سوں کو واصل جہنم کیا اور بہت سوں کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا نیز کثیر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یہ جنگ یمامہ ۱۱ سن ہجری میں لڑی گئی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۵۷۵، الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۲۱)

صحابہ کرام کا عقیدہ استمداد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس جنگ میں حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مشکل گھڑی میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد مدینہ منورہ سے بہت دور ''یَا مُحَمَّدَاہ'' کا نعرہ لگا رہے ہیں، یعنی حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دنیا کے کسی بھی کونے میں تم پر مصیبت آ پڑے تو رسول کائنات فخر موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارو۔ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اسی عقیدہ کی ترجمانی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

نہ کیوں کر کہوں یَا حَبِیْبِی اَغِثْنِی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مدد کے لیے پکارنا جائز نہ ہوتا تو یقیناً حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ودیگر تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ایسا قطعاً نہ کرتے، حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات گرامی تو وہ ہے جن کو دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "**سیف اللہ یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار**" کے خطاب سے نوازا، جو ایسے اسلامی لشکر کا سردار ہو جس میں جید صحابہ کرام ہوں، جو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تربیت یافتہ ہوں یقیناً وہ سردار کسی ناجائز کام کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اسے **یقین کامل تھا کہ "یَامُحَمَّدَاہ"** کا نعرہ لگانا باعث رحمت وبرکت ہے، کیونکہ حضور پرنور شافع یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود اس کی تعلیم فرمائی۔

حیات طیبہ میں مدد طلب کرنا

حضرت سیدنا عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے: "**اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّي تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِيَ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں، اور **یارسول اللہ!** میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روائی ہو، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔"

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، فی دعاء الضیف، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۶، سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، الحدیث: ۱۳۸۵، ج ۲، ص ۱۵۷)

اس حدیث پاک میں صاف لفظوں میں ''**یا محمد**'' کہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر اس طرح مدد طلب کرنا جائز نہ ہوتا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کو کبھی تعلیم نہ فرماتے۔

بعد حیات مدد طلب کرنا

امام اجل، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی کتاب **معجم کبیر** میں ہے کہ: ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آتا جاتا تھا لیکن امیر المؤمنین اس کی طرف التفات نہ فرماتے تھے، اور نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے تھے۔ اس حاجت مند شخص نے حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس امر کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ: ''وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو، پھر یوں دعا مانگو: **اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّي اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّي فَیُقْضٰی فِي حَاجَتِي** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی **محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں، اور **یا رسول اللہ!** میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو۔ پھر اپنی حاجت ذکر کرا ور شام کے وقت میرے پاس آنا تاکہ میں بھی تیرے ساتھ امیر المؤمنین کے پاس چلوں۔'' وہ حاجت مند چلا گیا اور جس طرح حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا۔ پھر وہ اکیلا ہی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا دربان اسے اندر لے گیا۔ امیر المؤمنین نے اسے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی، اس شخص نے اپنی حاجت عرض کی تو امیر المؤمنین نے فوراً اس کی حاجت پوری کر دی اور ارشاد فرمایا کہ: ''اتنے دنوں کے بعد تم نے اپنی حاجت بیان کی، اب جب بھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے تو ہمارے پاس چلے آیا کرو۔'' وہ شخص امیر المؤمنین کے پاس سے نکل کر حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملا اور عرض کرنے لگا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر دے، آپ کی سفارش کی وجہ سے امیر المؤمنین نے

میری حاجت پر نظر فرمائی اور میری حاجت کو پورا کیا۔'' حضرت سیدنا عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ: ''خدا کی قسم! میں نے تمہارے معاملہ میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہیں کہا، مگر ایک بات ضرور ہے کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اپنی حاجت ذکر کی تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے یہی دعا تعلیم فرمائی، خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ نابینا شخص ہمارے پاس اس حال میں آیا کہ گویا وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔''

(المعجم الکبیر، ما اسند عثمان بن حنیف، ج ۹، ص ۳۱، فتاوی رضویہ، ج ۲۹، ص ۵۵۰ تا ۵۵۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے انہوں نے ایک حاجت مند کو خلافتِ عثمانی کے زمانے میں یہ دعا تعلیم فرمائی، اگر ''**یارسول اللہ، یامحمد**'' کہنا ناجائز ہوتا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کبھی یہ دعا ارشاد نہ فرماتے۔ بہرحال حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ودیگر اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جنگ یمامہ میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد ونصرت کے لیے نعرہ لگایا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی مدد ونصرت فرمائی اور مسیلمہ کذاب کو ذلیل و رسوا فرمایا اور وہ اپنی ناپاک جھوٹی نبوت کے ساتھ ہی واصلِ جہنم ہوگیا۔

مسیلمہ کذاب کا قتل

مسیلمہ کے لشکری جب بھاگے تو خود مسیلمہ کذاب بھی بھاگ کھڑا ہوا اور ایک دیوار کے پیچھے جا کر چھپ گیا، لیکن ایک جید صحابی حضرت سیدنا وحشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دیکھ لیا اور اس زور کا نیزہ مارا کہ اس کے سینے کے آر پار ہوگیا، اور وہ اپنے بھیانک انجام کو پہنچ گیا۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۶۰۹، الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۲۲، تاریخ الخلفاء، ص ۵۸)

حضرت سیدنا وحشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کون تھے؟

حضرت سیدنا وحشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہی صحابی تھے جنہوں نے جنگ اُحد میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا تھا، بعد میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمان ہوگئے تھے۔ جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنے سامنے آنے سے منع فرمادیا، کہ ان کو دیکھ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے چچا یاد آجایا کرتے تھے۔ لیکن جب حضرت سیدنا وحشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسیلمہ کو قتل کیا تو بعد میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ: ''اگر میں نے **خیر الناس** سیدنا امیر حمزہ کو شہید کیا ہے تو **شر الناس** مسیلمہ کذاب کو بھی قتل کیا ہے۔''

(المعجم الکبیر، باب الحاء، الحسین بن علی بن ابی طالب، الحدیث: ۲۹۴۷، ج۳، ص۱۴۶، صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ عن مناقب الصحابہ، ذکر البیان بان وحشیا۔۔۔الخ، الحدیث: ۶۹۷۸، ج۶، الجزء: ۹، ص۲۸۱ ملتقطا)

برادرِ فاروق اعظم کی شہادت

اس جنگ یمامہ میں کئی جید صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن بھی شہید ہوئے ان میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سگے بھائی حضرت سیدنا زید بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شامل ہیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عمر میں بڑے اور اسلام لانے میں مقدم تھے۔ اسی طرح خطیب الانصار حضرت سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عباد بن بشر انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

دیگر مختلف صحابہ کرام کی شہادت

مسیلمہ کذاب کے لشکر سے بیس ہزار مشرکین اس جنگ میں مارے گئے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر سے ایک ہزار دو سو مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوئی جن میں ماقبل مذکور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی، بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت سیدنا ابو حذیفہ بن عتبہ، حضرت سیدنا ابو حذیفہ کے غلام حضرت سیدنا سالم، حضرت سیدنا شجاع بن وہب،

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سہل، حضرت سیدنا مالک بن عمرو، حضرت سیدنا طفیل بن عمرو دوسی، حضرت سیدنا یزید بن قیس، حضرت سیدنا عامر بن کبیر، حضرت سیدنا عبد اللہ بن مخرمہ، حضرت سیدنا سائب بن عثمان بن مظعون، حضرت سیدنا معن بن عدی، حضرت سیدنا ابو دجانہ سماک بن خرشہ رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن۔ وغیرہ وغیرہ (سیرت سید الانبیاء، ص ۶۰۹)

اسود عنسی کے خلاف جہاد

اسود عنسی کون تھا؟

اس کا پورا نام **عَبْهَلَه** بن کعب عنسی اور لقب ''**ذُو الْخِمَار**'' تھا۔ بعض نے ''**ذُو الْحِمَار**'' بھی ذکر کیا ہے۔ **خِمَار** عربی میں چادر کو کہتے ہیں چونکہ یہ اپنے چہرے پر سیاہ اوڑھنی ڈال کر چھپائے رکھتا تھا اس لیے ''**ذُو الْخِمَار**'' کے لقب سے مشہور ہوا۔ اور ''**ذُو الْحِمَار**'' کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا ایک سیاہ گدھا تھا جسے اس نے سدھایا ہوا تھا کہ وہ گدھا اس کے سامنے سجدہ کیا کرتا تھا۔ بہرحال اس کی چادر بھی سیاہ تھی اور گدھا بھی سیاہ تھا اس لیے اسے **اَسْوَد** یعنی ''**کالا سیاہ**'' کہا جاتا تھا۔ ابتداء میں یہ کاہن تھا اور عجیب وغریب باتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں۔ چرب زبانی سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔ اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے، جو اس کو زمانے کی خبریں لے کے بتاتے تھے۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۵۷۵، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۰۷)

اسود عنسی کذاب کا ظہور

۱۰ سن ہجری یمن میں اس کذاب کا ظہور ہوا، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں ہی اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس کا خروج حجۃ الوداع کے بعد ہوا۔ البتہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے پہلے ہی اس کے ظہور کی پیشن گوئی فرما دی تھی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۵۷۵)

اسود عنسی کا عروج

صنعاء (یمن) کے علاقہ میں کسریٰ کی طرف سے حضرت سیدنا باذان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گورنر تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے یہ بھی مشرف بایمان ہوگئے تھے نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں ان کے منصب پر بحال رکھا، جب ان کا وصال ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے علاقہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت سیدنا باذان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے حضرت شہر بن باذان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دوسرا حصہ حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور تیسرا حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمایا۔ اسود عنسی کا عروج اسی دوران شروع ہوا۔ اس نے اپنے لشکر سے صنعاء پر قبضہ کرلیا۔ حضرت شہر بن باذان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کردیا اور ان کی زوجہ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا۔ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک اس کی اطلاعات پہنچیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جس طرح ہوسکے اس کے شر کو ختم کردو۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۰۷)

اسود عنسی کا ذلت آمیز قتل

ماہ صفر المظفر ۱۱ سن ہجری میں ہی کذاب اسود عنسی کو صحابی رسول حضرت سیدنا فیروز دیلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے واصل جہنم فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسود کو قتل کرنے کے لیے بھیجا، حضرت فیروز دیلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسود کے شہر صنعاء (یمن) میں پہنچ کر چھپ گئے اور ایک رات اسود کی رہائش گاہ کی دیوار میں نقب لگائی اور اسے قتل کردیا حالانکہ اس وقت ایک ہزار آدمی اس کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ موت کے وقت اس کے منہ سے گائے کے ڈکرانے کی طرح اونچی آواز نکلی اس کے پہرے دار اس کی طرف دوڑے لیکن حضرت سیدنا باذان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ مرزبانہ نے کہا رک جاؤ! اس کے پاس کوئی نہیں جائے گا کیونکہ تمہارے نبی پر وحی نازل ہورہی ہے۔ اس طرح وہ واصل جہنم ہوگیا۔

(سیرت سید الانبیاء، ص ۲۰۸، ۵۷۶، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۰۸)

حضرت سیدنا فیروز دیلمی کا تعارف

اسود عنسی کو قتل کرنے والے حضرت سیدنا فیروز دیلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جید صحابی اور نجاشی بادشاہ کے بھانجے تھے۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اسود عنسی کے قتل کی خبر آپ کے وصال سے ایک دن اور ایک رات پہلے ہی دے دی گئی تھی۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو قتل کی خبر دی تو حضرت سیدنا فیروز دیلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''آج رات اسود عنسی مارا گیا، اسے بابرکت گھرانے کے بابرکت مرد نے قتل کیا ہے۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ**! وہ کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ فیروز دیلمی ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''فیروز کامیاب ہوگئے۔''

(سیرت سید الانبیاء، ص۲۰۸، کتاب العقائد، ص۵۰)

علقمہ بن علاثہ کے خلاف جہاد اور اس کا قبول اسلام

قبیلہ بنو کلب عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا۔ علقمہ بن علاثہ کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔ اس نے دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں اسلام قبول کرلیا تھا، اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ہی میں مرتد ہوگیا تھا اور ملک شام چلا گیا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد وہ اپنے قبیلے بنو کلب میں واپس آیا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کے ارادوں کا علم ہوچکا تھا لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے خلاف جہاد کے لیے حضرت سیدنا قعقاع بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ فرمایا۔ لیکن علقمہ بن علاثہ مقابلے پر نہیں آیا بلکہ وہاں سے فرار ہوگیا، اس کی بیوی، اس کے بیٹوں اور اس کے دیگر رفقاء نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کردیا اور انہوں نے اسلام بھی قبول کرلیا۔ بعد میں اس نے بھی بارگاہ صدیق اکبر میں حاضر ہوکر توبہ کرلی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی توبہ قبول کرلی اور معاف بھی فرمادیا۔ اس نے نہ تو مسلمانوں سے جنگ کی تھی نہ ہی کسی مسلمان کو قتل کیا تھا۔ (الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۱۰ ملتقطا)

فجاہ ایاس بن عبد کے خلاف جہاد

''فجاہ ایاس بن عبد یالیل'' بھی مرتد تھا اور اس نے مسلمانوں کا قتال کیا وہ اس طرح کہ یہ **خلیفہ رسول اللہ** حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ''جس مرتد قبیلے سے آپ کا حکم ہوگا میں جنگ کروں گا۔آپ میرے لیے اسلحہ فراہم کردیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی طلب کے مطابق اسے اسلحہ دے دیا اور ایک قبیلے سے لڑنے کا حکم دیا۔لیکن اس نے وہ اسلحہ بنوسلیم، بنوعامر اور بنوہوازن کے مسلمانوں کے خلاف بھی استعمال کیا اور اپنی ذاتی دشمنی کی بناء پر مرتدین کے خلاف بھی استعمال کیا اور متعدد مسلمانوں کو اس نے قتل کیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو حضرت سیدنا طریفہ بن حاجز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فوج کا ایک دستہ دے کر فجاہ کی طرف روانہ کیا۔ جنگ میں اس کو شکست ہوئی اور گرفتار کرکے بارگاہ صدیق اکبر میں مدینہ منورہ لایا گیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے خلیفۂ وقت کو دھوکا دینے اور مسلمانوں کو قتل کرنے جیسے گھناؤنے جرم کی پاداش میں آگ میں جلانے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر رجم کرنے کا سخت حکم ارشاد فرمایا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۱۱ ملتقطا)

ابوشجرہ بن عبد العزی کا ارتداد اور قبول اسلام

ابوشجرہ بن عبد العزی عرب کی مشہور شاعرہ خنساء کا بیٹا تھا۔اس نے اپنے بھائی صخر کی یاد میں نہایت ہی دردناک اور دل سوز مرثیے کہے تھے، کیونکہ یہ اپنی والدہ کی طرح ایک بہت اچھا شاعر تھا۔یہ بھی مرتدین سے مل کر مرتد ہوگیا اور اس قسم کے اشعار کہنے لگا جن میں لوگوں کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا جاتا اور جنگ کے لیے تیار کیا جاتا تھا۔ ان اشعار میں سے ایک شعر یہ تھا:

فَرَوَّيْتُ رُمْحِی مِنْ كَتِيْبَةِ خَالِدٍ
وَاِنِّی لَاَرْجُوْ بَعْدَهَا اَنْ اُعَمَّرَا

''یعنی میں نے اپنا نیزہ خالد کے لشکر کے خون سے سیراب کردیا ہے اور مجھے امید ہے کہ میں آئندہ بھی اسی طرح کرتا رہوں گا۔'' لیکن جب ابو شجرہ نے دیکھا کہ اس کے اشعار خالد کے خلاف مؤثر ثابت نہیں ہوئے اور لوگ بہ کثرت اسلام قبول کررہے ہیں تو اس نے بھی بارگاہ صدیق اکبر میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

(الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۱۱ تا ۲۱۲)

اُمِّ زمل کے خلاف جہاد

اُمِّ زمل کون تھی؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قبیلہ فرازہ کی طرف لڑائی کے لیے روانہ فرمایا اور اس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، بنو فرازہ کے بہت سے آدمی قتل کردیے گئے ان میں ایک اُمِّ قرفہ نامی عورت بھی قتل کی گئی، اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام اُمِّ زمل تھا، اسے لونڈی بنالیا گیا اور یہ لونڈی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حصے میں آئی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اسے آزاد فرمادیا۔ اسے اپنی ماں کے قتل کا بہت افسوس تھا، وہ مسلمانوں سے اپنی ماں کے قتل کا بدلہ لینا چاہتی تھی، عہد صدیقی میں جب فتنہ ارتداد ابھرا تو اسے موقع مل گیا اور بزاخہ کے میدان میں جن لوگوں نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے شکست کھائی تھی، وہ بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گئے اور وہ ان کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے مقابلے میں میدان جنگ میں اتر آئی۔

اُمِّ زمل کا جنگی اونٹ

اس زمانے میں عرب اپنے پاس جنگی اونٹ رکھا کرتے تھے جو جنگ وقتال کے مواقع پر بہت کام دیتے تھے، انہیں باقاعدہ جنگی تربیت دی جاتی تھی، اور یہ اونٹ دشمن کی صفوں میں گھس جاتے تھے، اسی قسم کا ایک اونٹ اُمِّ زمل کے پاس

بھی تھا جو اسے اپنی ماں اُمّ قرفہ کی طرف سے ملا تھا۔ بہر حال اس نے قبیلہ بُزاخہ کے لوگوں کو حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مقابلے کے لیے دوبارہ تیار کرنا شروع کر دیا۔ جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کا علم ہوا تو اس لشکر کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔

اُمِّ زِمل سے جنگ اور اس کا نتیجہ

اب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُمّ زِمل کی فوجیں میدان جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل مکمل تیاری کے ساتھ کھڑی تھیں اور دونوں طرف صورت حال بہت ہولناک تھی، دیکھتے ہی دیکھتے جنگ شروع ہو گئی۔ آغاز جنگ ہی میں فریقین کی فوجیں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔ اُمّ زِمل اپنے جنگی اونٹ پر سوار تھی اور اشتعال انگیز تقریروں سے اپنے فوجیوں کو جوش دلا رہی تھی، وہ فن حرب میں بہت مہارت رکھتی تھی، لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ اس کے مقابلے میں کوئی عام شخص نہیں بلکہ **سیف اللّٰہ** یعنی **اللّٰہ** کی تلوار ہے۔ اُمّ زِمل کے اونٹ کے گرد سو ۱۰۰ اونٹ تھے جن پر بڑے بہادر اور جنگ کے ماہر فوجی سوار تھے جو اُمّ زِمل کی حفاظت پر مامور تھے۔ ادھر مسلمان شہسوار بھی انتہائی زوردار حملے کر رہے تھے اور شجاعانہ طریقے سے لڑ رہے تھے۔ ان کا اصل نشانہ اُمّ زِمل تھی۔ اس کے قریب پہنچنے کی انہوں نے بہت کوشش کی لیکن اس کے محافظوں نے یہ کوشش ناکام بنا دی۔ بالآخر مسلمانوں نے ایک ایسا زوردار حملہ کیا کہ اس کے سارے محافظوں کو قتل کر دیا اور اس کے قریب پہنچتے ہی تیزی کے ساتھ اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں، اب اونٹ اُمّ زِمل سمیت نیچے گر گیا۔ اسے فوراً قتل کر دیا گیا۔ جیسے ہی یہ قتل ہوئی اس کے سارے فوجیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ مایوسی کے عالم میں میدان جنگ سے بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے بھی ان کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا۔ بالآخر یہ فتنہ بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۱۱ ملتقطا)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب ! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

ارتداد کی آخری چھ جنگیں
مرتدین بحرین کے خلاف جہاد

بنوعبدالقیس کی ارتداد سے توبہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ۱۱ سن ہجری کو ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔ اسی مہینے بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی کا انتقال ہوا اس کے انتقال کے بعد دوسرے علاقوں کی طرح بحرین میں بھی ارتداد کا ریلا آ گیا اور علاقے کے سب لوگ مرتد ہوگئے، اس کے نتیجے میں حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہاں سے نکلنا پڑا اور جارود بن معلیٰ عبدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام پر قائم رہے۔ ان کا تعلق بنوعبدالقیس سے تھا، آپ نے اپنے قبیلے والوں سے مرتد ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: ''اگر **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نبی ہوتے تو کبھی وفات نہ پاتے۔'' آپ نے کہا: ''تمہیں معلوم ہے کہ **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مختلف اوقات میں دنیا میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے وہ تمام نبی کہاں گئے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''وہ سب وفات پاگئے۔'' آپ نے فرمایا: ''جس طرح دوسرے انبیاء وفات پاگئے اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی وفات پاگئے۔'' پھر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا تو وہ لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے بھی دوبارہ کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا اور اپنے ارتداد سے توبہ کرلی۔

حطم بن ضبیعہ کا ارتداد

قبیلہ بنوعبدالقیس کے لوگوں نے تو اسلام قبول کرلیا لیکن دیگر قبائل ایک شخص **حطم بن ضبیعہ** کے جال میں پھنس گئے اور وہ مرتد ہی رہے بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کردی۔

(الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۲۵)

مرتدینِ بحرین سے جنگ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لیے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ فرمایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بحرین پہنچ کر **حطم** کے قریب پڑاؤ ڈالا اور بنو عبد القیس کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ مرتدین سے مقابلے کے لیے خندق کھودی گئی اور ایک رات جب مرتدین کے لشکر سے شور وغل کی آوازیں آرہی تھیں اور وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے موقع کو غنیمت جانا اور فوج کی اچھی خاصی تعداد کے ساتھ خندق عبور کر کے دشمن پر حملہ بول دیا۔ تیزی کے ساتھ تلواریں چلنے لگیں۔ مرتدین بالکل بے بس تھے بہت سے لوگوں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن خندق میں گر گئے بے شمار کو قتل کیا گیا اور کثیر تعداد میں گرفتار کر کے قیدی بنا لیے گئے۔ ایک جگہ بنو حنیفہ کے قیس بن عاصم نے دیکھا کہ حطم بن ضبیعہ زمین پر گرا ہوا ہے اسے وہیں قتل کر دیا۔ جنہوں نے اپنے جرم کا اقرار کر کے توبہ کی انہیں معاف کر دیا گیا۔ اس طرح بحرین کا فتنہ بھی ختم ہو گیا۔

(الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۲۷)

مرتدین عُمان کے خلاف جہاد

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا حذیفہ بن محصن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عمان کی جانب اور عرفجہ بن ہرثمہ کو اہل مہرہ کی جانب روانہ فرمایا تھا۔ دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کی خبر سن کر ملک عمان میں لقیط بن مالک نے نبوت کا دعوی کیا، اہل عمان اور اہل مہرہ مرتد ہو گئے۔ حضرت سیدنا حذیفہ بن محصن حمیری، حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت سیدنا عرفجہ بن ہرثمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم تینوں سپہ سالار صحرائے عمان میں مل کر خیمہ زن ہوئے۔ لقیط بن مالک نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے اپنی فوج تیار کر لی تھی۔ مسلمانوں کی فوج میں رؤساء عمان جو اسلام پر ثابت قدم رہے تھے وہ بھی شامل تھے، لڑائی شروع ہوئی، اسلامی لشکر نشیبی زمین میں تھا اور دشمنوں کو بلند زمین پر موقع مل گیا تھا۔ لقیط نے بڑی بہادری کے ساتھ حملے

کیے، لیکن مسلمانوں کے صبر واستقامت کے آگے وہ پسپا ہوگیا اور اس کا لشکر منہ موڑ کر بھاگ کھڑا ہوا، بالآخر مسلمانوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ اس لڑائی میں دس ہزار دشمن مقتول ہوئے اور چار ہزار گرفتار ہوئے اور اتنا ہی مال غنیمت مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ صرف چند روز کے بعد عمان میں اسلام قائم ہوگیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۲۸ تا ۲۲۹)

مرتدین مہرہ کے خلاف جہاد

عمان میں کچھ لوگ مہرہ کے مقیم تھے ان کے علاوہ عبد القیس کے لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ ازد اور بنی سعد وغیرہ قبائل بھی وہاں آباد تھے۔ یہ سب کے سب مرتد ہو کر ریاست وامارت کے معاملہ میں دو گروہوں کے اندر منقسم ہو کر آپس میں لڑائی جھگڑا کر رہے تھے۔ حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہرہ پہنچ کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک گروہ نے تو اسلام قبول کر لیا لیکن دوسرے گروہ نے جس کا سردار **مصبح** تھا اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے ارتداد پر اصرار کیا۔ حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گروہ مسلم کو اپنے ساتھ لے کر مرتدین پر حملہ کیا اور ایک مضبوط مزاحمت کے بعد اس کے سردار کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگئی اس فتح کا یہ مثبت اثر ظاہر ہوا کہ ارد گرد کے تمام قبائل نے بخوشی اسلام قبول کر لیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۲۹ تا ۲۳۰)

یمن کے مرتدین کے خلاف جہاد

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد تقریباً پورے ملک یمن میں ارتداد پھیل گیا تھا، اسود عنسی کا تو خاتمہ ہو چکا تھا لیکن یمن کے مرتدین میں دو مشہور سردار بھی تھے۔ ایک **قیس بن مکشوح** اور دوسرا **عمرو بن معدی کرب**۔ یمن کے مسلمانوں کو مرتدین یمن نے بہت ستایا۔ ملک یمن کے علاقے صنعاء کی طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا مہاجر بن امیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا تھا جو کہ مکہ وطائف سے مسلمانوں کی جمعیت کو ہمراہ لیتے ہوئے نہایت تیز رفتاری سے علاقہ

نجران میں داخل ہو کر خیمہ زن ہوئے۔ یمن کے دونوں مرتد سردار پہلے ہی سے تیار تھے۔ عمرو بن معدی کرب عرب کا ایک مشہور سردار تھا، جس کی صف شکنی کی تمام ملک میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لیے حضرت سیدنا مہاجر بن امیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دشمنوں کی بے قیاس ولاتعداد افواج میں اپنے آپ کو محصور دیکھ کر اپنے ہمراہیوں کو جرأت وغیرت دلائی اور ان کی ہمت بندھائی، پھر مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ نہایت سخت معرکہ ہوا۔ لشکر اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، قیس وعمرو دونوں سردار مسلمانوں کی قید میں آئے۔ دونوں کو بارگاہ صدیقی میں پیش کیا گیا تو دونوں نے اپنے ارتداد سے پشیمانی کا اظہار کیا اور توبہ کر کے بخوشی اسلام قبول کرلیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی دونوں کو معاف فرما دیا۔ یہ دونوں سردار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم سے دوبارہ یمن واپس آگئے۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۲۸ تا ۲۳۰)

کندہ وحضر موت کے مرتدین باغیوں کے خلاف جہاد

دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد عرب میں ارتداد نے زور پکڑا تو **"کندہ وحضر موت"** کے علاقے بھی اس کی زد میں آگئے۔ کندہ محل وقوع کے اعتبار سے یمن سے ملحق تھا اس لیے جب اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعوی کیا تو باشندگان کندہ بھی اہل یمن کی طرح اس کی نبوت کو ماننے لگے۔ حضرت سیدنا زیاد بن لبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو اس وقت حضر موت کے امیر تھے انہوں نے اس فتنے کو ابتدا میں ہی ختم کرنے کی کوشش کی اس لیے انہوں نے اسلام پر ثابت قدم قبائل کو ساتھ ملا کر لشکر تیار کیا اور قبیلہ بنو عمرو بن معاویہ پر حملہ کیا اور ان کی قیدی عورتوں اور مال غنیمت وغیرہ لے کر کندہ کے راستے چلے گئے۔ راستے میں ایک قبیلے سے گزر رہے تھے کہ معلوم ہوا اس قبیلے کے لوگ بھی باغی ہو گئے ہیں تو حضرت سیدنا زیاد بن لبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے معاونت کے لیے حضرت سیدنا مہاجر بن امیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف پیغام بھیجا جو حضرت سیدنا عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ یمن کی بغاوت کو ختم کر چکے تھے۔ یہ پیغام پہنچتے ہی وہ دونوں ان کی مدد کو آپہنچے اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی گئی اور بہت ہی

حکمت عملی کے ساتھ ان پر قابو پالیا گیا، نامی گرامی سرداروں اور قیدیوں کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں بھیج دیا گیا اور اس طرح کندہ وحضرموت میں بھی امن وامان کی فضا بحال ہوگئی۔ خطۂ عرب کی یہ آخری چھ جنگیں تھیں جو باغیوں ومرتدین کے خلاف لڑی گئیں اس سے بغاوت وارتداد کے تمام آثار بالکل ختم ہوگئے۔ قبائل عرب نے مدینہ منورہ کی اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۳۳ ملتقطا)

فتنہ ارتداد کا مکمل خاتمہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ۱۱ سن ہجری کے اختتام اور ۱۲ سن ہجری کی ابتداء سے پہلے پہلے یعنی کم وبیش ایک سال کی مدت میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ملک عرب کے فتنہ ارتداد کو مکمل طور پر ختم فرمادیا۔ محرم الحرام ۱۲ سن ہجری میں جزیرۃ العرب مشرکین ومرتدین سے بالکل پاک وصاف ہوچکا تھا اور اس کے کسی گوشے اور حصے میں شرک وارتداد نام کی کوئی سیاہی باقی نہ رہی تھی۔

صدیق اکبر سلطنتِ مصطفےٰ کے شہنشاہ

ان جنگوں سے اگر کچھ عرصہ پہلے کی حالت پر غور کیا جائے تو مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ وطائف کے علاوہ پورا عرب غبار آلود تھا۔ لیکن پروانۂ شمع رسالت اور بارگاہ مصطفےٰ کے تربیت یافتہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہمت وحوصلے کا اندازہ کریں کہ تن تنہا اس تمام طوفان کے مقابلے میں جس شان وشوکت اور شجاعت کے ساتھ میدان میں نکلے قیامت تک اس کی مثال نہیں ملے گی۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک زندہ معجزہ تھے۔ اس میں شک نہیں کہ لشکر صدیقی میں حضرت سیدنا خالد بن ولید، حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل، حضرت سیدنا شرحبیل بن حسنہ، حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم جیسے بے نظیر مردان عرب موجود تھے۔ لیکن امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کس طرح مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہونے کے باوجود ملک کے ہر حصے اور گوشے کی حالت سے باخبر تھے اور کس طرح فوجی دستوں کے پاس

ان کے احکام متواتر پہنچ رہے تھے۔ بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ ان گیارہ اسلامی لشکروں نے ہر طرف روانہ ہوکر ملک عرب سے فتنہ ارتداد کو مٹا دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ خلیفۃ الرسول نے مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے شام ونجد سے مسقط وحضرموت تک اور خلیج فارس سے یمن وعدن تک تمام ممالک تن تنہا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی توفیق اوراس کی عطا کردہ تدبیر سے چند مہینے کے اندر پاک وصاف کردیے۔ ان فتنوں کی ہمت شکن ابتداء میں کوئی شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا ایسا نہ تھا جو اس کی انتہا کو دیکھ سکتا اور صرف سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہ باطنی بصارت حاصل تھی کہ انہوں نے نہ لشکر اسامہ کی روانگی کو ملتوی کرنا مناسب سمجھا، نہ منکرین زکوٰۃ کے مطالبات کی پرواہ کی۔ یہ سب باتیں ایک روز روشن کی طرح اس بات پر دلالت کررہی ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانشین اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قائم کی ہوئی سلطنت کے **شہنشاہ** حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں۔

جھوٹے نبیوں کی خوش فہمی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عرب کے بعض وہ قبائل جن میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوگئے تھے دراصل وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اگر قبیلہ قریش کے نبی **محمد بن عبد اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں سے اپنی نبوت منوانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں تو دیگر قبائل کے لوگوں میں سے کسی کو بھی یہ اعزاز حاصل ہوسکتا ہے۔ انہوں نے اس اہم مسئلے پر غور وفکر ہی نہ کیا کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ تعالٰی** کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں، اسی وجہ سے آپ کی دعوت عوام تو عوام خواص کو بھی اپنی طرف کھینچتی اور ان کے ذہن وفکر میں جذب ہوجاتی ہے۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جس اسلوب سے نشان دہی فرمائی اس میں کوئی آپ کا مثل نہ تھا، وجود باری تعالیٰ پر جو دلائل قرآن مجید میں دیئے گئے، کون ہے جو اس باب میں اسلوب قرآن کے ہزارویں حصے کو بھی پہنچ سکے؟ عرب کے ان مدعیان نبوت کی دعوت سراسر جھوٹ، افتراء اور کذب پر مبنی تھی اور باطل کی کھوکھلی بنیادوں پر انہوں نے اپنی اپنی نبوت کی ایسی کچی دیواریں

چنی تھیں جو چند ہی روز میں صداقت کے ریلے میں بہہ گئیں۔ ان کا خیال تھا کہ حضور نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سخت مخالفت کی گئی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اور آپ کے متبعین کو شدید سزائیں دی گئیں، ان سے قطع تعلق کیا گیا اور آخر میں انہیں مکۂ مکرمہ سے نکل جانے اور کسی دوسرے مقام کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا، اس کے باوجود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کامیاب ہوئے۔ اسی طرح تھوڑی بہت تکلیفوں کے بعد ہمارے سروں پر بھی کامیابی وکامرانی کا تاج سجا دیا جائے گا، لیکن یہ ان کا وہم تھا جو چند ضربوں کے بعد ان کے ذہنوں سے نکل گیا۔

مجلس انتظامی امور

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت راشدہ کے پہلے سال کا زیادہ تر حصہ مرتدین اور باغیوں کی بغاوت وارتداد کو ختم کرنے میں گزرا۔ بلکہ تمام مسلمانوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی معاونت کی اور اسلامی فوج میں شامل ہو کر ان کے خلاف جہاد میں مصروف رہے اور ان فتنوں کو ختم کرنے میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اس لیے انہیں بار بار ملک کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں بغرض جہاد بھی جانا پڑا۔ بغاوت وارتداد کے خلاف جنگ وجہاد کے ساتھ ساتھ مملکت کے انتظامی امور کی طرف بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے توجہ مبذول کیے رکھی اور مدینہ منورہ میں ایک بہترین نظام قائم فرما دیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قائم کردہ مجلس انتظامی امور کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

(1) حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینۂ منورہ کے منصب قضا پر متعین کیا گیا، لیکن عجیب اتفاق ہے کہ وہ دو سال اس منصب پر فائز رہے اور اس دوران کوئی مقدمہ ان کی شرعی عدالت میں نہیں آیا۔ مدینۂ منورہ سے باہر مرتدین اور باغیوں سے جنگیں ہو رہی تھیں لیکن مدینۂ منورہ میں کسی قسم کی کوئی ایسی شکایت پیدا نہ ہوئی جس کے سبب آپ کی عدالت میں کسی کو حاضر ہونا پڑتا۔

(2) حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیت المال کے نگران تھے، زکوٰۃ وصدقات کے مال کے تمام

معاملات ان ہی کے سپرد تھے۔

(3) حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذمے تحریر وکتابت کا شعبہ تھا۔ مختلف لوگوں کے نام جن میں انتظامیہ اور فوج کے سب لوگ شامل تھے، انہیں فرامین جاری کرنا، ضروری امور کے بارے میں ان سے خط وکتابت کرنا، انہیں مراسلے بھیجنا اور ان کے مراسلوں کا جواب دینا آپ دونوں ہی کی ذمہ داری تھی۔

(4) مختلف علاقوں میں دربارِ خلافت کی طرف سے جو عُمّال اور گورنر مقرر کیے گئے تھے ان سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا باقاعدہ رابطہ رہتا تھا، ہدایات دینے کے لیے ان کی طرف معتمد علیہ افراد بھیجے جاتے تھے اور ان سے ان کے علاقوں کے حالات بھی دریافت کیے جاتے تھے۔

(5) کوئی شخص بغیر مشورے اور اطلاع کے کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ ارتداد وبغاوت کی جنگوں کے زمانے میں مختلف علاقوں کے قائدین وعُمّال اور فوجوں کے سربراہوں کے درمیان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جو خط وکتابت ہوتی تھی وہ بھی کتبِ تاریخ میں آج تک محفوظ ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، الجزء الثانی، ج ۱، ص ۴۷۷ ملخصا)

بہر حال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا پہلا سال نہایت ہی مصروفیت کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حج کے موقع پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی جگہ حضرت سیدنا عتاب بن اُسید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر الحج مقرر فرمایا۔ کم وبیش ایک سال تک ارتداد کی جنگیں جاری رہیں اور اس دوران حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی توجہ اسی طرف مبذول رہی۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوا اور پورے عرب میں امن امان قائم ہوگیا اور مکمل اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آگیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلامی تعلیمات کو جزیرہ عرب سے باہر عام کرنے اور اس کی نشر واشاعت کے دائرے کو وسعت دینے کا فیصلہ کیا اور یہی وہ دور تھا جہاں سے اسلامی فتوحات کا آغاز ہوا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دور صدیقی میں فتوحات کا آغاز
عراق اور ملحقہ علاقوں کی فتوحات

جنگ ذات السلاسل

جنگ یمامہ سے فراغت کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب عراق روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ دس ہزار کی فوج تھی، جب عراق پہنچے تو سرحد پر حضرت سیدنا مُثَنّٰی بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دو ہزار فوجیوں کے ساتھ ان کا انتظار کررہے تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہاں فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور تینوں کو الگ الگ محاذوں پر جانے کا حکم ارشاد فرمادیا۔ فوج کے ایک حصے پر حضرت سیدنا مثنی بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقرر فرمایا۔ دوسرے حصے پر حضرت سیدنا عدی بن حاتم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقرر فرمایا اور تیسرے حصے کی کمان آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود سنبھال لی۔ ایران کے مشہور حاکم ہُرمُز کی طرف ایک مکتوب لکھا جسے پڑھتے ہی وہ بھی جنگ کے لیے تیار ہوگیا اور جنگ کے مقام پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے ہی پہنچ کر پانی پر قبضہ کرلیا۔ جب سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں پہنچے تو آپ کو ایسی جگہ پڑاؤ کرنا پڑا جہاں پانی موجود نہ تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کو ایک نیا جذبہ عطا فرمایا اور مسلمانوں کو پانی کی فکر سے بے نیاز کردیا۔ اب ہرمز نے آپ کو مقابلے کے لیے طلب کیا اور اس نے پہلے سے ہی کچھ سپاہی چھپادیے تاکہ وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کردیں لیکن حضرت سیدنا قعقاع بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کی اس سازش پر مطلع ہوگئے اور وہ بھی حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ بہر حال لڑائی شروع ہوگئی اور حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہرمز کی گردن اڑادی۔ اب فریقین کے درمیان جنگ شروع ہوگئی، لیکن اپنے سپہ سالار ہرمز کے قتل ہوجانے کی وجہ سے ایرانی فوج

کے حوصلے ٹوٹ چکے تھے لہٰذا وہ زیادہ دیر اسلامی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے اور شکست کھا کر میدان چھوڑ گئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کو اپنے کرم سے فتح عظیم عطا فرمائی۔ عراق کی اس پہلی جنگ کو ''ذَاتُ السَّلَاسِل'' اس لیے کہتے ہیں کہ ''سَلَاسِل'' عربی میں ''سِلْسِلَة'' کی جمع ہے جس کا معنی زنجیر ہے، اس جنگ میں ایرانی فوج نے اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ لیا تھا تاکہ کوئی شخص جنگ سے بھاگنے نہ پائے، اس لیے اسے جنگ ذات السلاسل یعنی ''زنجیروں والی جنگ'' کہتے ہیں۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۳۹ ملتقطا)

فتح حِیرہ

یہ شہر پچیس سال قبل عراقی عربوں کا دارالحکومت تھا اور اس کی جو شان و شوکت عربوں کے دور میں تھی اب اسے کھو چکا تھا، اس کا حاکم مرزبان تھا، اس شہر کے باشندوں اور حاکم کو یہ معلوم تھا کہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس طرف بھی رخ کریں گے، اس لیے انہوں نے آپ کے آتے ہی دریائے فرات کا پانی بند کر دیا، بہرحال تھوڑی سی جھڑپ کے بعد یہ لوگ بے بس ہو گئے اور جزیہ پر صلح کر لی اور یوں حیرہ بھی فتح ہو گیا۔ حیرہ کی فتح کے بعد حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی شہر کو مسلمانوں کا فوجی مستقر اور گرد و پیش کے مفتوحہ علاقے کا دارالحکومت قرار دے دیا اس اعتبار سے حیرہ مسلمانوں کا پہلا دارالحکومت تھا جو جزیرہ عرب کے باہر بنایا گیا۔

(الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۴۴ ملخصا)

فتح اَنْبار

کسریٰ کی فوجیں حیرہ کے نواح میں دو مقامات انبار اور عین التمر کے میدانوں میں تھیں، اب چونکہ عرب سے باہر مسلمانوں کا دارالحکومت حیرہ تھا اس لیے اسے کسی بھی وقت نشانہ بنایا جا سکتا تھا، اس لیے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خاموش بیٹھے رہنے کے بجائے اس کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا، تھوڑی بہت مزاحمت کے بعد وہاں کے لوگوں نے بھی ہتھیار ڈال دیے، انبار کی صلح کے بعد قرب و جوار کی بستیوں نے بھی حضرت

سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے صلح کر لی۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۴۵)

فتح عَیْنُ التَّمر

انبار فتح ہو چکا اور اس کے ارد گرد کے علاقے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے تو حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں کے انتظام کے لیے اپنا نائب مقرر کرنے کے بعد **عین التمر** کا عزم کیا۔ جہاں ایران کی بہت بڑی فوج مع دیگر عرب قبائل کے موجود تھی، عرب قبائل مسلمانوں کے مقابل آئے، لڑائی شروع ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ مسلمانوں نے کمند پھینکی اور ان کے سردار کو گرفتار کر لیا، عرب کے بدوی قبائل نے اپنے سردار کو گرفتار ہوتے دیکھا تو میدان چھوڑ کر بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا بے شمار مقتول ہوئے اور دیگر عرب سردار جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً قلعے کا محاصرہ کر لیا اور تھوڑی بہت مزاحمت کے بعد انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیے اور **عین التمر** بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۴۶ ملتقطا)

فتح دُوْمَۃُ الجَنْدَل

حضرت عیاض بن غنم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک سال سے دومۃ الجندل میں مقیم تھے کیونکہ انہوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا اور شہر والوں نے مسلمان فوجوں کے ارد گرد مختلف قبائل بٹھا کر ان کو گھیرے میں لے رکھا تھا، یعنی دومۃ الجندل والے بھی محصور تھے اور مسلمان بھی محصور تھے، اس لیے مسلمانوں کی مدد کے لیے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ ہر قبیلہ اپنے سردار کے ماتحت ہے۔ بہر حال جنگ شروع ہوئی اور ان کے دو شہسوار مقابلے کے لیے آئے مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا باقی لوگ قلعے کی طرف بھاگ گئے، قلعے والوں نے دروازہ بند کر دیا اور باہر موجود لوگوں کو مسلمانوں کی تلواروں کے سپرد کر دیا، قلعے کے دروازے پر لاشوں کا ڈھیر لگ گیا اور قلعہ کا دروازہ کھولنا ممکن نہ رہا تو دروازہ اکھیڑ دیا گیا، اندر موجود سردار فوج سمیت بھاگ گیا، قلعے میں موجود تمام باغیوں کو قتل کر دیا گیا۔ یوں دومۃ الجندل بھی فتح ہو گیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۴۷ ملتقطا)

فتح حَصِید، خَنَافِس، مُصَیَّخ

دومۃ الجندل سے فراغت کے بعد حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا قعقاع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حصید کی طرف روانہ کیا، وہاں ایران کا لشکر موجود تھا، اس کا سردار مارا گیا، اور لشکر فرار ہوگیا۔ یہ لوگ ایک دوسرے شہر **خنافس** کی طرف دوڑے، وہاں اس سے قبل ایرانی فوج موجود تھی، اس کا سپہ سالار مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر پہلے ہی بھاگ کر **مصیخ** چلا گیا تھا، جہاں ہذیل بن عمران حاکم تھا، مسلمانوں نے لڑائی کے بغیر ہی خنافس شہر پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر کو حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **مصیخ** جانے کی ہدایت کی اور خود بھی وہاں پہنچے اور **مصیخ** پر رات کے وقت حملہ کیا وہاں کا حاکم ہذیل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا، لیکن اس کی فوج کے بہت سے لوگ قتل ہوگئے۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۴۸ ملتقطا)

ایک اہم بات

اگر حضرت سیدنا عیاض بن غنم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دومۃ الجندل پر فتح پا لینے میں کامیاب ہوجاتے تو حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کی مدد کے لیے نہ بھیجا جاتا اور یہ تمام علاقے بھی فتح نہ ہوتے کیونکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پورے عراق اور پورے شام کو زیر نگیں کرنے کا قطعا ارادہ نہ تھا آپ تو فقط ایران اور ملک شام کی ان سرحدوں پر امن وامان قائم کرنے کے خواہاں تھے جو ملک عرب سے ملتی ہیں تاکہ ایران اور روم کی فوجیں جزیرہ عرب پر حملہ نہ کرسکیں۔ لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو کچھ اور ہی منظور تھا اور حالات اس رخ پر چل پڑے تھے کہ ایران اور روم پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے لگی۔

فِرَاض اور اس کی جنگ

فراض وہ مقام ہے جو عراق اور شام کے انتہائے شمال میں واقع ہے۔ ابھی تک رومیوں کا حضرت سیدنا خالد بن

ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے واسطہ نہ پڑا تھا البتہ وہ تمام حالات سے باخبر تھے اور انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جنگ کے لیے مختلف قبائل کو اکھٹا کر کے کافی بڑی جنگی تیاری کر رکھی تھی۔ ایرانی فوج کے علاوہ بنوتَغْلَبْ، بنواِیَاد اور بنونَمِر وغیرہ قبائل عرب بھی رومی فوج کی مدد کے لیے میدان میں موجود تھے اور یہ عظیم لشکر مسلمانوں سے جنگ کے لیے فراض کے مقام پر پہنچا۔ صف بندی کر دی گئی لڑائی شروع ہونے سے قبل رومی سپہ سالار نے تمام قبائل کو علیحدہ علیحدہ کر دیا تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ کون سا قبیلہ تن دہی سے لڑا ہے۔ جبکہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے دشمن کو گھیر کر اور ایک ساتھ جمع ہو کر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ دراصل رومی سردار کا یہ خیال تھا کہ مختلف قبیلے لڑتے رہیں گے تو مسلمان لڑتے لڑتے تھک جائیں گے اور ان پر قابو پانا آسان ہو جائے گا۔ لیکن رومی سردار اس چال میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ مسلمانوں نے رومی فوج کو گھیر کر ایک جگہ اکٹھا کیا اور پھر اس تیزی سے اس پر حملہ کیا کہ وہ برداشت ہی نہ کر سکے اور جلد ہی شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے دور تک ان کا پیچھا کیا اور انہیں قتل کرتے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ فراض کی اس جنگ میں دشمن کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ یہ جنگ ۱۵ ذی قعدہ ۱۲ سن ہجری کو پیش آئی۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۵۰ ملتقطا)

سیدنا خالد بن ولید کی بہترین حکمت عملی

عراق کی ان تمام فتوحات کے بعد حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حج بیت اللّٰہ کا ارادہ کیا۔ البتہ اس بات کا خاص خیال رکھا کہ مفتوحہ علاقوں کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ مسلمانوں کا سپہ سالار یہاں سے جا چکا ہے اسی وجہ سے آپ نے آبادی والے راستے کے بجائے صحرائی دشوار گزار طویل راستہ اختیار کیا۔ آپ نے اپنے حج کو اتنا خفیہ رکھا تھا کہ خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھی علم میں یہ بات نہ آسکی۔ حالانکہ اسی سال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی حج بیت اللّٰہ فرمایا تھا اور اپنے پیچھے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ مقرر فرما کر آئے تھے۔ یقیناً اس میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تربیت یافتہ امیر حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْہ کی جنگی وانتظامی حکمت عملی کا بہترین نمونہ ہے۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۵۱ ملتقطا)

شام اور ملحقہ علاقوں کی فتوحات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ملک شام کی حالت عراق کی طرح نہیں تھی بلکہ یہ ہر اعتبار سے طاقت میں بہت زیادہ تھے۔ لہٰذا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی طرف بہت سوچ سمجھ کر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مشاورت سے پیش قدمی کا فیصلہ فرمایا۔ شام میں لڑی جانے والی جنگیں بھی بہت ہی خطرناک تھیں، جن کے لیے مسلمانوں کی طویل جنگی حکمت عملی بھی ان کے ساتھ معاون تھی۔ فتوحات شام سے چند چیدہ چیدہ واقعات پیش خدمت ہیں:

ملک شام کی پہلی فتح

کچھ عرصے سے حضرت سیدنا خالد بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ شام کی سرحد پر خیمے گاڑھے بیٹھے تھے، دوسری طرف ان کے مقابلے میں روم کا بہت بڑا لشکر تھا۔ ان کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھی، جبکہ مسلمان ان سے قطعاً مرعوب نہ تھے بلکہ ان کے حوصلے بہت بلند تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شامی حدود میں داخلے کا حکم ارشاد فرمادیا۔ جیسے ہی حضرت سیدنا خالد بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شامی حدود میں داخل ہوئے تو روم اور اس کے حامی قبائل انہیں دیکھ کر اپنے مورچے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت سیدنا خالد بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے خالی مورچوں میں گئے اور ان کا چھوڑا ہوا سارا سامان اپنے قبضے میں لے لیا۔ یہ ملک شام میں ان کی پہلی فتح تھی۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۵۲ ملتقطا)

ملک شام کی پہلی صلح اور پہلی جنگ

عراق میں اسلامی فوجوں نے جو کامیابی حاصل کی، اس سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ اب روم کی جنگ کا آغاز ہوا تو انہوں نے اپنی ہمت وطاقت میں بے پناہ

اضافہ محسوس کیا اور دار الخلافہ سے مجاہدین کی مدد کے لیے مسلسل فوجیں ملک شام بھیجی جانے لگیں۔ حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کندہ اور حضرت موت کی بغاوتوں کو ختم کر کے یمن اور مکہ مکرمہ سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں حضرت سیدنا خالد بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدد کے لیے ملک شام روانہ فرمادیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک اور لشکر تیار کر کے حضرت سیدنا ذوالکلاع حمیری کو اس لشکر کا قائد مقرر فرمایا اور انہیں بھی ملک شام بھیج دیا۔ بعدازاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **حمص** کا والی مقرر کر کے ایک بھاری فوج کے ساتھ شام جانے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ملک شام کے لیے روانہ ہوئے اور ارض بلقاء پہنچے۔ وہاں کے کچھ لوگوں نے مزاحمت کی لیکن پھر صلح کر لی۔ یہ ملک شام کی پہلی صلح تھی۔ حضرت سیدنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی بلقاء میں قیام کیا جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارض فلسطین سے گزرے تو رومیوں اور بدوؤں کی ایک فوج نے ان پر حملہ کر دیا، لڑائی ہوئی لیکن دشمنوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور سیدنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ واضح رہے کہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سریہ کے بعد ملک شام کی یہ پہلی جنگ تھی جو شام میں لڑی گئی۔

(الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۵۲ تا ۲۵۴ ملتقطا)

سیدنا خالد بن ولید کی شام کی طرف روانگی

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختلف اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو افواج دے کر شام کی طرف بھیج دیا تھا۔ آپ کے ذہن میں آیا کہ اس موقع پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بھی خدمات لی جائیں کیونکہ وہ ایران و عراق کے محاذ پر کئی مرتبہ کثیر التعداد فوجوں کا مقابلہ کر چکے تھے اور بڑے بڑے دشمنوں سے ان کی پنجہ آزمائی ہو چکی تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں ایک مکتوب لکھا جس میں دیگر امور کے ساتھ ساتھ شام کی طرف پیش قدمی اور اپنی فوج کے دو حصے کر کے حضرت سیدنا مثنی بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک حصہ سپرد کرنے کا بھی حکم تھا۔ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ حکم حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ملا آپ نے وہاں جانے کی تیاری

شروع کردی۔ اور اپنی فوج کے دو حصے کر کے دوسرا حصہ حضرت سیدنا مثنی بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دے دیا اور عراق سے کوچ کر کے ملک شام روانہ ہوگئے۔

یَرْمُوک پر تمام لشکروں کا اجتماع

حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کا تمام لشکر ایک دشوار گزار راستے سے حضرت سیدنا رافع بن عمیر طائی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی راہنمائی میں ملک شام کی سرحد میں داخل ہوگئے۔ سب پہلے وہ سوی کی بستی میں داخل ہوئے اور اس پر حملہ کردیا وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اسی طرح تَدْمُر اور مَرْجِ رَاہط جو غسانیوں کا علاقہ تھا کا بھی یہی حال ہوا۔ بہر حال مرج راہط سے چل کر وہ بصریٰ پہنچے جہاں حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح، حضرت سیدنا شرحبیل بن حسنہ اور حضرت سیدنا یزید بن ابو سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور بصریٰ پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا اور پھر تمام فوجیں یرموک کے مقام پر جمع ہوگئیں۔

مسلمانوں کے لشکر کی مکمل تعداد

مسلمان جب یرموک میں جمع ہونا شروع ہوئے تو ان کی تعداد ستائیس ہزار تھی اور جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے تو ان کے ساتھ نو ہزار کی فوج تھی یوں ساری تعداد تقریباً چھتیس ہزار ہوگئی۔ بعض نے کہا کہ مکمل تعداد سینتیس ہزار تھی اور پھر حضرت سیدنا خالد بن سعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تین ہزار کے لشکر ملانے سے کل چالیس ہزار ہوگئی۔ بہر حال ان میں ایک ہزار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تھے، ان میں سے تقریباً ۱۰۰ کے قریب بدری صحابہ تھے۔

رومی فوج کی تعداد

رومی فوج کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار کے قریب تھی اور ان کے پاس اسلحہ بھی بے شمار تھا اور ان کے بہت بڑے

بڑے جرنیل بھی میدان میں موجود تھے، پھر یہ ایک پرانی ترقی یافتہ اور دنیا کی مشہورترین حکومت تھی بہت سے علاقوں پر اس کا قبضہ تھا۔ رومیوں نے بھی تیزی سے اپنی صفوں کو درست کرنا شروع کر دیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۲۵۶ تا ۲۵۸)

دونوں لشکروں میں جنگ

رومی سردار باہان نے چند دستوں کو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے میدان میں نکلنے کا حکم دیا تو جرجہ ہراول دستے کی کمان کر رہا تھا۔ اس نے مناسب موقع سمجھ کر حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آواز دی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی فوج سے باہر نکل کر آئے اور اسے ملے۔ دونوں نے باہم کچھ گفتگو کی اور پھر الگ الگ ہو گئے۔ اس اثنا میں رومی سپہ سالار کو خیال گزرا کہ جرجہ کو آگے بڑھنے کے لیے مزید فوج کی ضرورت ہے۔ اب عام جنگ کا آغاز ہوا اور جنگ کی ابتداء میں ہی رومیوں نے زوردار حملہ کیا۔ حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بالکل اپنے سامنے دستہ لیے کھڑے تھے۔ انہوں نے جب رومی حملے کو دیکھا تو بے قابو ہو گئے اور بہ آواز بلند رومیوں سے کہا کہ میں نے بڑے بڑے معرکے دیکھے ہیں میں تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں، پھر انہوں نے اپنے دستے کے نوجوانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کیا اور اس زور کا حملہ کیا کہ رومیوں کے لیے میدان میں قدم جمائے رکھنا دشوار ہو گیا۔ ایک حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ دوران جنگ جرجہ نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اپنے دستے کے ساتھ مسلمانوں سے آملا، اس سے رومیوں میں مزید بدحواسی پھیل گئی اور وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب رومیوں کی یہ بدحواسی دیکھی تو اپنے لشکر کو آگے بڑھنے اور دشمن پر مزید حملے کرنے کا حکم دیا۔ پورا دن جنگ جاری رہی بالآخر سورج کے غروب ہونے کا وقت قریب آیا تو رومی فوج میں کمزوری کے آثار دکھائی دینے لگے اور ان کے سواروں کے چہرے مرجھا گئے۔ اب وہ بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے تھے، مگر کوئی راہ نظر نہ آتی تھی۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کے لشکر کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا جیسے ہی لشکر پیچھے ہٹا تو رومی فوراً بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے بھی ان کا پیچھا شروع کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان کے بہت سے فوجی خندق میں جا گرے۔ بہرحال رومی

نہایت ہی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ (الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۲۶۱ تا ۲۶۲)

فتح اردن

رومیوں کے لیے جنگ یرموک نہایت عبرت وحسرت کا موجب ثابت ہوئی، انہوں نے اپنی پوری طاقت اس جنگ میں جھونک دی تھی اور تمام منصوبے جو انہوں نے اس جنگ سے وابستہ کررکھے تھے، دم توڑ گئے تھے۔ بادشاہ روم ہرقل جنگ کے موقع پر حمص میں مقیم تھا، اسے اپنی فوج کی شکست کا معلوم ہوا تو کسی کو اپنا نائب بنا کر حمص سے رخصت ہو گیا۔ جنگ یرموک ختم ہوئی تو مسلمانوں نے اردن کا رخ کیا اور اسے بھی جلد ہی فتح کرلیا۔

فتح اجنادین

حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر ملی کہ رومیوں کی فوجیں کثیر تعداد میں اجنادین میں جمع ہوگئی تھیں، اور اجنادین کے تمام باشندے اور وہ عرب قبائل جو شام میں مقیم ہیں، رومی فوجوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے مقابلے کی تیاری کررہے ہیں۔ یہ خبر بڑی تشویش ناک تھی جسے سنتے ہی حضرت سیدنا خالد اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دمشق سے نکلے اور اجنادین کو روانہ ہوگئے۔ ساتھ ہی حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا یزید بن ابوسفیان، حضرت سیدنا شرحبیل بن حسنہ اور حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے اپنے لشکروں کو لے کر اجنادین پہنچ جائیں۔ ان کے اجنادین پہنچتے ہی حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور فوج کو ترتیب دینے لگے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم دیا تھا کہ نماز ظہر تک جنگ شروع نہ کی جائے لیکن رومی فوج نے اس سے قبل ہی مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حملہ کرنے کی اجازت طلب کی، اجازت ملتے ہی وہ تیزی سے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ رومی فوج اس کا مقابلہ نہ کرسکی اور میدان چھوڑنے پر مجبور ہوگئی۔ رومیوں کے بے شمار آدمی قتل ہوئے اور

مسلمانوں کو کثیر مالِ غنیمت حاصل ہوا اور دشمن کا بہت سارا اسلحہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آیا، یہ جنگ اگرچہ زیادہ دیر جاری نہ رہی لیکن نتیجے کے اعتبار سے مسلمانوں کے لیے بہت مفید رہی۔ (الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۲٦۵ ملتقطا)

فیضان حیات صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہد خلافت میں منکرین زکوٰۃ ومرتدین کے خلاف نیز عراق اور شام کی جو جنگیں لڑی گئیں وہ بلا شبہ دورِ اسلامی کی فیصلہ کن جنگیں تھیں، ان جنگوں کے سلسلے میں اگر خلیفہ وقت کی طرف سے ذرہ برابر بھی لچک کا مظاہرہ کیا جاتا اور فوری طور پر ان سے نمٹنے کی کوشش نہ کی جاتی یا ان جنگوں میں مخالفین کا پلڑا بھاری ہو جاتا اور مسلمانوں میں کمزوری کے آثار پیدا ہو جاتے تو سلطنت اسلام کو نا قابل تلافی نقصان ہوتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ثابت قدمی کی نعمت عظمیٰ سے نوازا اور ان کے دل میں یہ بات راسخ فرمادی کہ اسلام کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کا تحفظ بھی ضروری ہے اور جو راہیں اس کے خلاف جاتی ہیں وہ چھوٹی ہوں یا بڑی، انہیں پوری طاقت کے ساتھ بند کردینا خلیفۂ وقت کے فرائض میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس عزم واستقلال کے ساتھ یہ معرکے سر کیے، جس ہمت و جرأت سے مخالفین اسلام کا قلع قمع کیا اور جس دانش مندی وحکمت عملی سے عملی منصوبے بنائے، اس کی کوئی نظیر نہیں۔ بلکہ اس کے بعد سے آج چودہ سو سال تک آنے والے خلفا، حکما واُمرا کے لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ مشعل راہ بن گئی۔ گویا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ مبارکہ کا یہ فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر اور جمع قرآن

جمع قرآن کا پس منظر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن مجید کا جمع کرنا بلاشبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جمع قرآن کا پس منظر جنگ یمامہ ہے جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ یوں تو ارتداد کی تمام جنگیں اپنی جگہ بڑی اہمیت کی حامل تھیں لیکن جنگ یمامہ ان تمام جنگوں میں سب سے زیادہ خطرناک تھی، اس کی ایک وجہ تو مسیلمہ کذاب مرتد کا خاتمہ ہے کہ عرب میں اس وقت اس سے بڑا کوئی مرتد نہیں تھا اور اِس جنگ میں اُس فتنے کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس جنگ کی فتح مسلمانوں کے لیے جہاں بے حد مسرت کا باعث تھی وہیں یہ جنگ مسلمانوں کے لیے سخت غم وافسوس کا ریلا بھی لے کر آئی تھی کہ اس جنگ میں متعدد کبار صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور حفاظ قرآن کی بہت بڑی تعداد جام شہادت نوش کر چکی تھی اور مسلمانوں کے لیے یہ وہ نقصان تھا جس کی تلافی قطعاً ناممکن تھی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بالخصوص اس بات کا بہت رنج تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ باطنی بصیرت سے جان لیا کہ جنگوں کا سلسلہ تو ابھی جاری ہے اور جنگ یمامہ کی طرح اگلی جنگوں میں بھی حفاظِ قرآن کی شہادت کا سلسلہ جاری رہا تو قرآنِ پاک ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا۔ اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جمع قرآن کا مشورہ دیا جسے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبول فرمالیا۔ چنانچہ،

جمع قرآن اور اس کے متعلق مشاورت

حضرت سیدنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگ یمامہ کے دنوں میں مجھے بلوایا جب میں حاضر ہوا تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی وہاں تشریف

فرماتے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے قرآن کریم کے کثیر قراء کے شہید ہونے کی اطلاع دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی مشورہ دیا کہ چونکہ کفار سے جنگوں کا سلسلہ ابھی جاری ہے اس لیے ڈر ہے کہ قراء کی کثیر تعداد شہید ہونے سے قرآن کا کچھ حصہ ضائع نہ ہوجائے، لہٰذا آپ قرآن کریم کو جمع کرنے کا حکم دیجئے۔ لیکن پہلے تو میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کیونکہ میں وہ کام کیسے کرسکتا ہوں جو کام خود نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہیں کیا؟ بہرحال اس کام کے لیے یہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح میرا سینہ بھی اس بات کے لیے کھول دیا اور میری رائے بھی ان کی رائے کے موافق ہوگئی اور اے زید! آپ عقل مند نوجوان ہیں، ہمیں آپ میں کوئی عیب نظر نہیں آتا اور آپ تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس وحی لکھا کرتے تھے، اس لیے یہ عظیم کام آپ ہی کیجئے اور تمام قرآنی آیات کو مختلف جگہوں سے لے کر ایک جگہ جمع کردیجئے۔'' حضرت سیدنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں: ''اگر مجھے پہاڑ اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنے کا حکم دیا جاتا تو یہ میرے لیے قرآن جمع کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہوتا۔ اور مجھے بھی یہ کام سمجھ میں نہ آیا، اس لیے میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں کی بارگاہ میں عرض کی: ''آپ لوگ وہ کام کیسے کرسکتے ہیں جو کام خود نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہیں کیا؟'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اسی میں بہتری ہے۔'' بہرحال اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ دونوں کی طرح میرا بھی سینہ کشادہ فرمادیا اور میں نے پوری کوشش سے ہڈیوں، کھجور کے پتوں، سفید پتھروں پر تحریر شدہ اور لوگوں کے سینوں میں موجود قرآن کو جمع کرنا شروع کردیا۔ سورہ توبہ کی آخری آیات مجھے حضرت سیدنا خذیمہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ کسی سے نہ ملیں۔'' (اور یوں سارا قرآن ایک جگہ جمع ہوگیا اس کے بعد یہ جمع کیا ہوا قرآن) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس رہا پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اور پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی لخت جگر اور پیاری شہزادی اُمّ المومنین حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے

پاس رہا۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، الحدیث: ۴۹۸۶، ج۳، ص۳۹۸)

سب سے زیادہ ثواب کے حق دار

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''**اَعْظَمُ النَّاسِ فِيْ الْمَصَاحِفِ اَجْراً اَبُوْ بَكْرٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى اَبِيْ بَكْرٍ هُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ الله** یعنی مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان پر رحم فرمائے کہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن پاک کو جمع فرمایا۔'' (عمدۃ القاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، تحت الحدیث: ۴۹۸۶، ج۱۳، ص۵۳۴)

سب سے پہلے جامع قرآن

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا حدیث پاک میں سب سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جامع قرآن فرمایا گیا ہے اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی جامع قرآن کہا جاتا ہے، ان دونوں باتوں میں تطبیق اور جامع قرآن کی بہترین ونفیس تحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کا جامع قرآن سے متعلق ایک استفتا کے جواب میں دیے گئے فتوے کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

''قرآن عظیم کا حقیقی طور پر جمع فرمانے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہے کہ خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿**اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ**﴾ (پ۲۹، القیامۃ: ۱۷) ''بے شک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔'' پھر جامع حقیقی یعنی رب عَزَّوَجَلَّ کے مظہر اول واتم واکمل حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ کیونکہ جس خوبصورت ترتیب پر آج قرآن پاک کی تمام آیات مبارکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں یہی ترتیب لوح محفوظ کی ہے اور جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے دوعالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس قرآن پاک

پہنچایا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیم کے مطابق اسی زمانہ میں تمام آیات اپنی اپنی سورتوں میں جمع ہوگئیں۔ قرآن عظیم ۲۳ برس میں متفرق آیتیں ہوکر اُترا، کسی سورت کی کچھ آیات اترتیں، پھر دوسری سورت کی آیتیں آتیں، پھر سورت اُولی کی نازل ہوتیں، حضور پرنور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں کے پہلے رکھی جائیں، اسی طرح سورہ قرآنیہ منتظم ہوتی رہیں اور خود حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سن کر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اسی ترتیب پر اسے نمازوں، تلاوتوں میں پڑھتے۔قرآن عظیم صرف ایک واحد لغت قریش پر نازل ہوا، عرب میں مختلف قبائل اور ان کے لہجے باہم حرکات وسکنات وبعض اجزائے کلمات میں مختلف تھے۔اور ان کے لیے فی الفور اپنی مادری لغت سے لغت قریش میں پڑھنا بہت مشکل تھا لہٰذا حضور پرنور شافع یوم النشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے رب سے عرض کرکے دیگر قبائل والوں کے لئے ان کے لہجوں کی رخصت لے لی تھی۔ جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام ہر رمضان المبارک میں جس قدر قرآن عظیم اس وقت تک اتر چکا ہوتا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اس کا دور کرتے جو یہ سنت اب تک **بحمد اللہ تعالی** حفّاظ اہلسنّت میں باقی ہے اور قیامت تک اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ باقی رہے گی۔نزولِ قرآن کے آخری سال جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے دوبارہ صرف اصلِ لغت قریش پر جس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا حضور پرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ دور کیا اور اس آخری دور (جو لغت قریش پر ہوا) سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ رخصت منسوخ اور اب صرف وہی لغت جس میں اصل نزول قرآن ہوا برقرار رہے گی۔ سورتیں اگرچہ زمانہ اقدس میں مرتب ہوچکی تھیں مگر ایک جگہ جمع نہ تھیں بلکہ مختلف پرچوں، بکری کے شانوں وغیرہا میں مختلف جگہوں پر موجود تھیں البتہ اس وقت حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مبارک سینوں میں مکمل قرآن محفوظ تھا۔حتی کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرمایا اور خلیفۂ برحق سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانۂ خلافت میں جنگِ یمامہ واقع ہوئی جس میں بکثرت صحابہ کرام حافظانِ قرآن شہید ہوئے۔تو رب کریم عَزَّوَجَلَّ نے اپنا یہ

وعدہ: ﴿وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (پ۱۴، الحجر: ۹) ''اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' پورا فرمانے کے لیے سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قلب کریم میں القا فرمایا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہ صدیقی میں عرض کی کہ ''جنگ یمامہ میں بہت حفاظ شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ یوں ہی قرآن متفرق پرچوں میں رہا اور حفاظ شہادت پاگئے تو بہت سا قرآن مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جمع قرآن کا حکم فرمائیں۔'' سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ابتدا میں اس میں تامل ہوا کہ جو فعل حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کیا ہم کیونکر کریں۔ سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کیا مگر و اللّٰہ وہ کام خیر کا ہے بالآخر صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بھی ذہن بن گیا اور حضرت سیدنا زید بن ثابت انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر کتاب اللّٰہ کو جمع کرنے کا فرمان خلافت صادر فرمایا۔ حضرت سیدنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی وہی شبہہ ہوا کہ جو کام حضور سید الانام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کیا وہ ہم کیسے کریں۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں وہی جواب دیا کہ اگرچہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کیا مگر و اللّٰہ وہ کام خیر کا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم و زید بن ثابت و جملہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے اِجماع سے یہ مسئلہ طے ہوا اور قرآن عظیم متفرق جگہوں سے جمع کر لیا گیا اور بدمذہبوں کا یہ شبہہ جس پر آدھی بدمذہبیت کا دار ومدار ہے کہ جو فعل حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کیا دوسرا کیا ان سے زیادہ مصالح دین جانتا ہے کہ اسے کرے گا؟ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اجماع سے مردود ہوگیا۔ قرآنی سورتیں اگرچہ متفرق مواقع سے ایک مجموعہ میں مجتمع ہوگئی تھیں اور وہ مجموعہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر اُمّ المومنین سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس تھا مگر ابھی بھی اس میں تین کام باقی تھے: (۱) ان جمع کیے گئے مختلف صحائف کا ایک مصحف میں نقل ہونا۔ (۲) پھر اس مصحف کے نسخے کو اسلامی ممالک کے بڑے بڑے شہروں میں تقسیم کرنا۔ (۳) رخصت سابقہ کی بنا پر قرآن کے بعض وہ لہجے جو قرآن عظیم کے حقیقی اصل مُنَزَّل مِنَ

اللّٰہ ثابت مستقر غیر منسوخ لہجے سے جدا تھے فتنے کو دور کرنے کے لیے ان کو ختم کرنا۔ یہ تینوں کام اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے تیسرے بندے امیر المومنین جامع القرآن ذو النورین سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے لیا اور قرآن عظیم کا جمع کرنا حسب وعدہ الٰہیہ تام وکامل ہوا اس لئے سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جامع القرآن کہتے ہیں۔'' (فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص۴۵۰تا۴۵۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جمع قرآن کے اس مبارک عمل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اگرچہ کوئی کام **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کیا ہو لیکن اگر وہ بھلائی کا کام ہے تو اسے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کئی بد مذہب وگمراہ فرقوں کا معمولات اہلسنت جیسے اذان وغیرہ مختلف مقامات پر درود وسلام پڑھنا، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام نامی اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا، محافل وجلوس میلاد، اعراس بزرگان دین، نذر ونیاز، بزرگان دین کے مزارات پر حاضری وغیرہ پر یہ فاسد اعتراض کرنا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو یہ کام نہ کیا؟ سیدنا صدیق اکبر وسیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے جمع قرآن پر اجماع سے مردود ہوگیا کہ احکام شرعیہ کو سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ودیگر صحابہ کرام سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت **رسول اللّٰہ** کی

سب صحابہ سے ہمیں تو پیار ہے
ان شاء اللّٰہ اپنا بیڑا پار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کا انداز خلافت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا طرز خلافت نہایت ہی سادہ تھا۔ اس کے کسی گوشے میں کوئی الجھاؤ نہ تھا، وجہ یہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں کے لوگوں کی سمجھ بوجھ اور عقل وفکر کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا زمانہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ کے ساتھ بالکل متصل تھا جو پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معمولات تھے بعینہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھی وہی معمولات تھے۔ آخرت کا تصور اور اپنے اعمال کی جواب دہی کا خیال ہر وقت ان کے ذہن پر طاری رہتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی اپنے ہاتھ سے عدل وانصاف کے دامن کو نہ چھوڑا۔ بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عدل وانصاف کا پیارا انداز اور آپ کے دور خلافت کی شرعی عدالت آئندہ آنے والے حکمرانوں کے لیے بہترین مشعل راہ ہے۔

صدیق اکبر کی شرعی عدالت

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے اسلامی چیف جسٹس ہیں جو لوگوں کے دینی ودنیوی معاملات میں ان کی شرعی رہنمائی کرتے نیز ان کے مختلف معاملات کے فیصلے بھی فرماتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فیصلہ کرنے کا انداز بہت ہی پیارا تھا۔

صدیق اکبر کے فیصلہ کرنے کا انداز

حضرت سیدنا میمون بن مہران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شرعی عدالت میں جب کوئی فریق اپنا مقدمہ لے کر آتا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فریقین کا موقف سننے کے بعد سب سے پہلے کتاب اللہ میں اس کا حکم تلاش کرتے، اگر کوئی حکم مل جاتا تو اسی کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔ ورنہ احادیث مبارکہ

میں اس کا حکم تلاش کرتے، اگر احادیث میں کوئی حکم مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے ورنہ اجماع سے استدلال کرنے کے لیے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشاورت فرماتے اور پوچھتے کہ مجھے یہ مسئلہ درپیش ہے کیا آپ میں سے کسی کو معلوم ہے کہ اس کے متعلق پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ بعض اوقات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس لوگوں کا ایک قافلہ آتا اور عرض کرتا کہ اس معاملے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس طرح فیصلہ فرمایا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر ارشاد فرماتے: ''تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جو نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کو یاد رکھتے ہیں۔ الغرض متعلقہ مسئلے میں کسی سے اگر کوئی بھی حدیث مل جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے اور اگر اس طرح مسئلہ حل نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو اکٹھا کرتے اور مشاورت سے جو بات طے ہو جاتی اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔''

(سنن الدارمی، باب الفتیا وما فیہ من الشدۃ، الحدیث: ۱۶۱، ج ۱، ص ۷۰)

رسول اللہ کی موجودگی میں فیصلہ کن رائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں بھی لوگوں سے خطاب کیا کرتے تھے اور مختلف مسائل پر اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے، اور کئی معاملات میں آپ کے قول پر ہی فیصلہ ہوتا تھا یعنی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی آپ ہی کے قول کی حمایت فرمایا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ غزوہ حنین کے موقع پر بھی پیش آیا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو ایک مشرک سے نبرد آزما تھا مسلمان کے پیچھے سے ایک دوسرے مشرک نے آکر اسے دھوکے سے قتل کرنا چاہا۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں پیچھے سے آنے والے دھوکے باز مشرک پر تیزی سے جھپٹا اور اس کی گردن کے قریب وار کیا جس سے اس کی ذرع کٹ گئی۔ **وَاَقْبَلَ عَلَیَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ** یعنی وہ مشرک میری طرف پلٹا

اور اس نے مجھے دبا کر اتنی زور سے بھینچا کہ مجھے اپنی موت کا خطرہ لاحق ہو گیا۔'' بہرحال جیسے ہی اس کی گرفت ڈھیلی پڑی تو میں نے اسے پرے دھکیل دیا اور اسے قتل کر دیا۔ اسی دوران مسلمانوں کے لشکر میں سراسیمگی پھیل گئی لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی جگہ ڈٹے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: ''**مَا بَالُ النَّاسِ** یعنی لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''**اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ** یعنی یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فیصلہ ہے۔'' بہرحال جنگ کے بعد تمام لوگ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جمع ہو گئے تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ** یعنی جو شخص اس بات کا ثبوت فراہم کر دے کہ فلاں کافر مقتول کو اس نے قتل کیا ہے تو مقتول کا ساز و سامان اسی کو ملے گا۔'' میں اپنے ہاتھوں قتل ہونے والے کافر پر کسی کی گواہی لینے کے لیے کھڑا ہوا اور کہا: ''**مَنْ يَشْهَدُ لِي؟** ہے کوئی جو میرے اس قتل کی گواہی دے۔'' لیکن کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، تو میں بیٹھ گیا۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ وہی ارشاد فرمایا تو میں پھر کھڑا ہوا لیکن اس بار بھی میری گواہی دینے کے لیے کوئی نہ اٹھا، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری بار پھر وہی ارشاد فرمایا تو میں ایک مرتبہ پھر اٹھا لیکن اس بار بھی کوئی گواہ نہ اٹھا۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''**مَا لَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ** یعنی اے ابو قتادہ! کیا بات ہے تم تیسری بار کھڑے ہو رہے ہو؟'' میں نے بارگاہ رسالت میں سارا ماجرا عرض کر دیا۔ میری گفتگو سن کر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا: ''ابو قتادہ سچ کہہ رہے ہیں اور جس شخص کو قتل کرنے کی بات کر رہے ہیں اس کا سامان اور اسلحہ میرے پاس ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ابو قتادہ کو اپنی طرف سے کچھ دے کر میری طرف سے راضی کر دیں اور یہ سامان مجھے دلوا دیں۔'' اس پر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فیصلہ کن لہجے میں فرمایا: ''**لَاهَا اللّٰهِ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيَكَ سَلَبَهُ** یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے شیروں میں

سے ایک ایسے شیر کو محروم کردیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کی حمایت اور تحفظ کی جنگ لڑا ہو۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**صَدَقَ یعنی ابوبکر نے سچ کہا۔**'' سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سامان کے عوض ایک باغ خریدا۔ یہ میری پہلی جائیداد تھی جو میں نے دورِ اسلام میں حاصل کی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، قول اللہ تعالی۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۳۲۲، ج۳، ص۱۱۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گفتگو کرنا اور قسم اٹھانے میں سبقت کرنا اور پھر اس سے بڑھ کر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آپ کی گفتگو کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کی کہی ہوئی بات کے مطابق فیصلہ صادر فرمانا درحقیقت آپ کا ہی شرف اور خصوصیت ہے۔

مسائل شرعیہ میں اجتہاد

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں ایک مقدمہ پیش ہوا آپ نے اس کا فیصلہ کرنے کے لیے **کتاب اللہ** میں اس کی اصل نہ پائی نہ ہی **رسول اللہ** کی سنت میں کوئی دلیل پائی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں، اگر یہ درست ہو تو **اللہ** کی طرف سے اور اگر یہ غلط ہو تو میری طرف سے ہوگا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر الغار والھجرۃ الی المدینۃ، ج۳، ص۱۳۲)

تقدیر کے معترض پر سرزنش

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں مسئلہ پوچھنے آیا اور اس نے تقدیر پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ''آپ کا کیا خیال ہے جب کوئی

بندہ زنا کرتا ہے تو کیا وہ بھی اس کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے دوبارہ کہا: ''جب یہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہی مجھ پر مقرر فرمایا تو پھر مجھے سزا کیوں دے گا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آگئے اور ارشاد فرمایا: ''اے بکواس کرنے والی کے بیٹے! اگر میرے پاس ابھی کوئی ہوتا تو میں اسے تیری ناک کاٹنے کا حکم دیتا۔'' (کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، الفصل السابع، فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۱۵۳۳، ج ۱، الجزء: ۱، ص ۱۷۶)

دماغ میں شیطان گھسا ہے

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے باپ کا انکار کر دیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس کے سر پر ضرب لگاؤ کیونکہ اس کے دماغ میں شیطان گھسا ہوا ہے۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الحدود، فی الراس یضرب فی العقوبۃ، الحدیث: ۱، ج ۶، ص ۵۹۱، تاریخ الخلفاء، ص ۷۶)

چور کے لیے قتل کا حکم

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں ایک چور لایا گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ عرض کی گئی: ''**یارسول اللّٰہ**! اس نے چوری کی ہے۔'' یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ بعد میں وہی شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں چوری کے الزام میں لایا گیا اور اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: ''تیرے لیے قتل کا حکم ہی بہتر تھا جو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیرے لیے جاری فرمایا تھا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

(مسند ابو یعلی، مسند ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، الحدیث: ۲۸، ج ۱، ص ۳۳ ملتقطا)

چور کی عبادت والی رات

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن قاسم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک یمنی شخص آیا جس کا (چوری کی سزا پانے کے سبب) ایک ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا، اس نے شکایت کی کہ یمن کے عامل نے (میرا ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ کر بلا وجہ) مجھ پر بہت ظلم کیا ہے۔'' حالانکہ وہ ساری ساری رات عبادت کرتا تھا۔ (اس کی عبادت و ریاضت کے سبب) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تیری رات تو چور کی رات کی طرح نہیں ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے زیورات گم ہو گئے سب لوگ تلاش کرنے لگے وہ شخص بھی سب کے ساتھ مل کر زیورات کی تلاش میں لگ گیا اور ساتھ ہی یہ دعا کرتا رہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے اپنی پکڑ میں لا جس نے نیک گھر والوں کے ساتھ زیادتی کی ہے۔'' تلاش بسیار کے بعد معلوم ہوا کہ وہ زیور فلاں سنار کے پاس ہیں، اس سنار سے پوچھ گچھ کی گئی کہ یہ زیورات اس کے پاس کہاں سے آئے؟ تو اس نے کہا کہ غالباً یہ زیورات ایک ہاتھ پاؤں سے معذور شخص میرے پاس لایا تھا۔ لوگوں نے فوراً اس شخص کو پکڑا اور تفتیش کرنے پر اس نے اقرار جرم کر لیا یا اس کے خلاف گواہ قائم ہوئے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! اس نے اپنی ذات کے لیے جو بد دعا کی وہ میرے نزدیک اس کی چوری کی سزا سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب السرقۃ، باب السارق یعود فیسرق ثانیا، الحدیث: ۱۷۲۶۳، ج۸، ص ۴۷۵)

باغ فَدَک اور صدیق اکبر

فدک کیا ہے؟

''فَدَک'' خیبر کا ایک علاقہ ہے اس میں کھجور کے باغات اور چشمے ہیں، یہ علاقہ کفار نے بغیر لڑائی کے مسلمانوں

کے حوالے کر دیا تھا۔اس کی آمدنی دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنے اہل وعیال ازواج مطہرات وغیرہ پر صرف فرماتے تھے اور تمام بنی ہاشم کو بھی اس کی آمدنی سے کچھ مرحمت فرماتے تھے، مہمان اور بادشاہوں کے سفراء کی مہمان نوازی بھی اس آمدنی سے ہوتی تھی، اس سے غریبوں اور یتیموں کی امداد بھی فرماتے تھے، جہاد کے سامان تلوار، اونٹ اور گھوڑے وغیرہ اس سے خریدے جاتے تھے اور اصحاب صفہ کی حاجتیں بھی اسی سے پوری فرماتے تھے۔(سنن ابی داود، کتاب الخراج والفیئ۔۔۔الخ، باب فی صفایا ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۹۶۳، ج۳، ص ۱۹۳، ۱۹۴ ملتقطاً، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۴۵، تاج العروس، ج ۷، ص ۲۹۲)

صدیق اکبر اور رسول اللہ کی اتباع

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا وصال ظاہری ہوا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے بھی باغ فدک سے حاصل ہونے والی آمدنی کو انہیں تمام مصارف میں خرچ کیا جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم خرچ فرمایا کرتے تھے، باغ فدک کی آمدنی خلفائے اربعہ کے زمانہ تک اسی طرح صرف ہوتی رہی۔

(سنن ابی داود، کتاب الخراج والفیء، باب فی صفایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۹۷۲، ج۳، ص۱۹۸)

بعد وصال رسول اللہ کا ترکہ

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی مقدس زندگی اس قدر پاکیزہ اور سادہ تھی کہ کچھ اپنے پاس رکھتے ہی نہ تھے بلکہ آپ کی بارگاہ میں جو بھی ہدیہ وغیرہ پیش کیا جاتا فوراً اسے اپنے اصحاب میں تقسیم فرما دیتے اور کاشانۂ اقدس میں کئی کئی دنوں تک چولہا تک نہ جلتا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اسی پاکیزہ حیات کو یوں بیان کرتے ہیں:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، عاشق اعلیٰ حضرت، مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں:

کبھی جو کی موٹی روٹی، تو کبھی کھجور پانی

تیرا ایسا سادہ کھانا، مدنی مدینے والے

حضرت سیدنا عمرو بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ وَسِلَاحَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَھَا صَدَقَۃً۔** یعنی دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم و دینار چھوڑا، نہ لونڈی و غلام، نہ اور کچھ، صرف اپنا سفید خچر، چند ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی اور وہ بھی عام مسلمانوں پر صدقہ فرما گئے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۷۳۹، ج۲، ص۲۳۱)

بہر حال آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ترکے میں تین چیزیں تھیں۔(۱) باغ فدک، خیبر کی زمینیں (۲) سواری کا ایک جانور (۳) اور چند ہتھیار۔

شہزادیٔ کونین اور میراث رسول اللہ

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی لاڈلی بیٹی حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مالِ فَیْ (باغِ فدک) عطا فرمایا تھا اس کو بطورِ میراث تقسیم فرمائیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بصد عجز واحترام ارشاد فرمایا: ''آپ کے باباجان **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: ''**لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ** یعنی ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم نے جو کچھ مال وغیرہ چھوڑا وہ مسلمانوں پر صدقہ ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب قرابۃ۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۷۱۱۔۳۷۱۲، ج ۲، ص ۵۳۸، ۵۳۷ و کتاب الفرائض، باب قول النبی لا نورث۔۔۔الخ، الحدیث: ۶۷۲۵۔۶۷۲۶، ج ۴، ص ۳۱۳ ملتقطاً)

شہزادیٔ کونین نے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اگرچہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفر وحضر کے ساتھی تھے، لیکن خاتونِ جنت حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی لختِ جگر تھیں، یقیناً وہ بھی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان پر مطلع تھیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟ علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس بات کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس حدیث پر مطلع تھیں لیکن آپ اس حدیث کو عام نہیں سمجھتی تھیں کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ترکے میں سے کسی چیز کا بھی کوئی وارث نہیں ہوگا، ان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ تھا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ترکے میں سے بعض چیزوں کا کوئی وارث نہیں ہوگا اور باقی چیزوں میں وراثت جاری ہوگی اور باغِ فدک اس مال میں

سے تھا جس میں وراثت جاری ہوگی اسی وجہ سے انہوں نے وراثت کو طلب فرمایا۔ جبکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم و دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس حدیث کو عموم پر محمول کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی مال میں وراثت جاری نہیں ہوسکتی تھی۔'' (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، الحدیث: ۳۰۹۴، ج۷، ص ۱۶۴)

شہزادیٔ کونین کے مطالبہ کی برکت

خاتون جنت حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے باغ فدک کے مطالبہ کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ یارِ غار، عاشق اکبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبانِ حق سے تا قیامت آنے والے مسلمانوں تک ایک اہم مسئلہ پہنچ گیا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

انبیاء کی میراث نہ ہونے کی حکمت

علامہ بدر الدین عینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی عمدۃ القاری میں ارشاد فرماتے ہیں: (۱) انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی میراث نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص ان کے متعلق **مَعَاذَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ یہ بدگمانی نہ کرے کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کے لیے مال جمع کیا ہے اور نبوت کا دعوی اور اشاعت دین کی تمام سعی حصول مال کے لیے تھی۔ (۲) ایک قول یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی تمام تر امت میں بمنزلہ باپ ہوتے ہیں اور ان کی تمام امت ان کے لیے بمنزلہ اولاد ہے اس لیے ان کا سارا مال ان کی تمام اولاد کے لیے صدقہ کر دیا جاتا ہے، اس لیے دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ** یعنی ہم نے جو کچھ مال وغیرہ چھوڑا وہ

مسلمانوں پر صدقہ ہے۔" (عمدۃ القاری، کتاب الفرض الخمس، باب فرض الخمس، ج ۲۲، ص ۲۱۰)

انبیاء کرام کی میراث علم ہے

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِیْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ یعنی انبیاء کرام (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پا لیا۔" (سنن الترمذی، کتاب العلم، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۴، ص ۳۱۲)

علماء انبیاء کے وارث ہیں

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔" (سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۲۳، ج ۱، ص ۱۴۶ ملتقطا)

صدیق اکبر کی شہزادیٔ کونین سے والہانہ محبت

جب خاتون جنت حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیمار ہوئیں تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف لائے اور ان سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: "اے فاطمہ! امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ سے ملنے تشریف لائے ہیں اور اجازت طلب فرما رہے ہیں؟" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: "کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دوں؟" فرمایا: "جی ہاں۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْہَا نے اجازت دے دی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے (اور پردے میں عیادت وغیرہ کی) پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی رضا حاصل کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: ''بخدا میرے ترکے سے میرا مکان، میرا مال، میرے اہل اور میرے رشتہ دار اور جو کچھ بھی ہے وہ سب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے لیے ہے اور اے اہل بیت! آپ کی رضا کے لیے ہے۔'' پھر حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی رضا طلب کرتے رہے حتی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا راضی ہوگئیں۔

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب قسم الفیء والغنیمۃ، باب بیان مصرف اربعۃ، الحدیث: ۱۲۷۳۵، ج۶، ص ۴۹۱)

شہزادیٔ کونین کا وصال

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے تقریباً چھ ماہ بعد ۳رمضان المبارک ۱۱ سن ہجری بمطابق ۲۲ نومبر ۶۳۳ء بروز منگل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وصال فرما گئیں۔ اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی عمر مبارک ۲۹ سال تھی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص ۶۰۶، تاریخ الخلفاء، ص ۵۷)

نماز جنازہ صدیق اکبر نے پڑھائی

حضرت سیدنا جعفر بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی، شہزادی کونین سیدتنا فاطمہ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا انتقال ہوا تو سیدنا صدیق اکبر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا آپ کی نماز جنازہ میں تشریف لائے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز پڑھانے کے لیے فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ہیں، میں آپ کی موجودگی میں نماز نہیں پڑھاؤں گا۔'' پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھے اور سیدہ فاطمۃ الزھراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی

نماز جنازہ پڑھائی۔ (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ۱۵۳، ج ۱۱، ص ۳۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خطبات صدیق اکبر

(1) نصیحتوں کے مدنی پھول

حضرت سیدنا موسیٰ بن عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اس پاک پروردگار کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، میں اس کی حمد کرتا اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں اور موت کے بعد کے معاملات میں ہم اسی سے عزت طلب کرتے ہیں، بے شک میری اور تمہاری موت قریب آچکی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے خاص بندے اور پیارے رسول ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا، ڈرسنانے والا اور چمکتا سورج بنا کر بھیجا تاکہ آپ زندوں کو ڈرائیں اور کافروں پر عذاب کی حجت قائم کریں اور جس نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کی وہ ہدایت پاگیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بالکل گمراہ ہوگیا۔ اے لوگو! میں تمہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے اور اس کی شریعت کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت کرتا ہوں جس کے سبب اس نے تمہیں ہدایت بخشی۔ بے شک کلمۂ اخلاص کے بعد اسلام کی سب سے بڑی ہدایت یہ ہے کہ تم اپنے اس نگران کی اطاعت کرو جسے تمہارے معاملات پر مقرر کیا گیا ہے تو جس نے **امر بالمعروف و نہی عن المُنکر** (نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) پر مامور شخص کی اطاعت کی وہ فلاح پاگیا، اور اس نے اپنا حق ادا کردیا اور نفسانی خواہشات سے بچو، جو نفسانی خواہشات، لالچ اور غصے سے بچا وہ کامیاب ہوگیا اور فخر سے بچو، کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوا اور مرنے کے بعد بھی

مٹی میں ہی چلا جائے گا کیڑے مکوڑے اسے کھا جائیں گے ایسے شخص کو فخر کرنے کی کیا ضرورت ہے، نیز آج وہ زندہ ہے تو کل مرجائے گا۔ دن بدن لمحہ بہ لمحہ نیک اعمال میں لگے رہو اور مظلوم کی بد دعا سے بچو، اپنے آپ کو مردہ تصور کرو اور صبر کرو کہ ہر عمل صبر کے ساتھ قائم ہے اور ڈرو کہ ڈرنا آخرت میں مفید ہے اور اچھے اعمال کرو کہ اعمال صالحہ مقبول ہیں۔ ہر اس چیز سے ڈرو جس کے عذاب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں ڈرایا ہے اور ہر اس نیک کام میں جلدی کرو جس کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم سے رحمت کا وعدہ کیا ہے۔ ان تمام باتوں کو خود بھی سمجھو اور دوسروں کو بھی سمجھاؤ، خود بھی ڈرو اور دوسروں کو بھی ڈراؤ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وہ ساری باتیں بیان کردی ہیں جن پر عمل کر کے سابقہ امتیں تباہ و برباد ہوئیں اور وہ تمام باتیں بھی بیان کردی ہیں جن پر عمل کر کے وہ نجات پاگئیں اور اس نے تمہارے لیے اپنی پاک کتاب میں حلال وحرام، پسندیدہ وناپسندیدہ تمام امور بیان کردیے ہیں، میں اپنے آپ کو اور تم سب لوگوں کو نصیحت کرنے میں کنجوسی نہیں کرتا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی حقیقی مددگار ہے، نیکی کرنے کی قوت اور برائی سے بچنے کی طاقت صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔ جو تم نے اخلاص کے ساتھ اعمال کیے وہ یقیناً رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت ہے اور تم نے اپنا حصہ محفوظ کرلیا ہے تو تم قابل رشک ہو اور جو تم نے نوافل ادا کیے ہیں انہیں نوافل ہی سمجھو کہ وہ تمہارے کام آئیں گے اور تمہارے جو دوست احباب اس دنیا سے جاچکے ہیں ان کے بارے میں غور وفکر کرو جو انہوں نے کمایا وہ پالیا جنہوں نے اچھے اعمال کیے وہ مرنے کے بعد خوش بخت ہوگئے اور جنہوں نے برے اعمال کیے وہ بدبخت ہوگئے۔ بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور مخلوق کے مابین کوئی ایسا نسب نہیں کہ جس کی وجہ سے **اللہ** اسے خیر عطا کرے۔ وہ برائی کو مٹا دیتا ہے جبکہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس خیر میں کوئی خیر نہیں جس کا انجام جہنم ہو اور اس شر میں کوئی شر نہیں جس کا انجام جنت ہو، بس مجھے تم سے یہی باتیں کہنی تھیں۔ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے پیارے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر درود بھیجو اور تم سب پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سلامتی ہو۔"

(کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب ابی بکر الصدیق ومواعظہ، الحدیث: ٤٤١٧٧، ج ٨، الجزء: ١٦، ص ٦٣)

(2) آسانیوں والے دروازے کا کشادہ ہونا

حضرت سیدنا محمد ابراہیم بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم تقوی و پرہیز گاری اختیار کرو تو کوئی بعید نہیں کہ تم پر آسانیوں کے دروازے کشادہ کردیے جائیں حتی کہ تم روٹی اور گھی سے سیراب ہوجاؤ۔'' (کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب ابی بکر الصدیق ومواعظه، الحدیث: ٤٤١٧٦، ج٨، الجزء: ١٦، ص ٦٣)

(3) حیا کے سبب سر ڈھانپ لینا

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں سایہ حاصل کرتا ہوں یہاں تک کہ میں جب کھلے میدان میں قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں تو اس وقت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرتے ہوئے اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔'' (کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب ابی بکر الصدیق ومواعظه، الحدیث: ٤٤١٧٤، ج٨، الجزء: ١٦، ص ٦٢)

حیا کے سبب پیٹھ دیوار سے لگانا

حضرت سیدنا عمرو بن دینار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم میں جب طہارت خانے میں جاتا ہوں تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے حیا کے سبب اپنی پیٹھ دیوار سے لگا لیتا ہوں اور اپنے سر کو ڈھانپ لیتا ہوں۔'' (کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب ابی بکر الصدیق ومواعظه، الحدیث: ٤٤١٧٥، ج٨، الجزء: ١٦، ص ٦٢)

(4) فکر آخرت سے بھرپور خطبہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عُکَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک طویل خطبہ دیا، حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی کہ تم اس ذات برحق کی ایسی حمد وثنا کرو جیسی حمد وثنا کرنے کا حق ہے اور یہ کہ تم خوف خدا کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت پر بھی نظر رکھو اور رب کی بارگاہ میں گڑگڑا کر مانگو کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا زکریا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے خاندان والوں کی تعریف کی ہے چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ﴾ (پ۱۷، الانبیاء: ۹۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔'' اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! اچھی طرح سمجھ لو اللّٰہ تعالٰی نے حق کے بدلے تمہاری جانوں کو گروی رکھ لیا ہے اور اس پر تم سے پکا وعدہ بھی لے لیا ہے اور تم سے آخرت کے بدلے دنیا کو خرید لیا ہے۔ یہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی کتاب ہے جس کا نور نہیں بجھتا، اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے، اس کے قول کی تصدیق کرو اور اس کی کتاب سے نصیحت حاصل کرو، تم اس نور سے تاریک دن کے لیے روشنی حاصل کرو، اس نے تمہیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور تم پر کِرَاماً کَاتِبِیْن فرشتوں کو مقرر فرما دیا ہے جو تمہارے اعمال سے باخبر ہیں۔ اے خدا کے بندو! خوب جان لو کہ تم صبح وشام موت کی طرف بڑھ رہے ہو تم سے موت کا علم پوشیدہ رکھا گیا ہے، اگر تم اپنے مقررہ اوقات کو رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے کاموں میں صرف کر سکتے ہو تو ضرور کرو، مگر اللّٰہ کے حکم کے بغیر تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ اور موت کے آنے سے قبل اپنے وقت کو اچھے کاموں میں صرف کر دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وقت تمہیں برے اعمال میں مصروف کر دے اور کئی قومیں ایسی تھیں جنہوں نے اپنے قیمتی وقت کو ضائع کیا اور اپنے مقصد کو بھول گئیں لہٰذا ایسے لوگوں کی پیروی سے بچو، جلدی کرو اور نجات پانے کی کوشش کرو، یقیناً تمہارے پیچھے بہت تیز رفتار موت لگی ہوئی ہے جو بہت جلد آ کر ہی رہے گی۔

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی الزھد وقصر الامل، فصل فیما بلغنا عن الصحابۃ۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۰۵۹۴، ج۷، ص ۳۶۴، المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانبیاء، الحدیث: ۳۴۹۹، ج۳، ص ۱۴۰)

(5) کہاں ہیں حسین چہروں والے؟

حضرت سیدنا ابو یحییٰ بن کثیر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَبِیۡر سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''کہاں ہیں وہ خوب صورت حسین چہروں والے جو اپنی جوانی سے لوگوں کو حیران کر دیا کرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ بادشاہ جنہوں نے شہر تعمیر کرائے اور قلعے بنائے؟ کہاں ہیں وہ جنہیں میدان جنگ میں فتح عطا کی جاتی تھی؟ ہاں ان کے اعضاء ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں حتی کہ زمانے نے انہیں بے نام ونشان بنا دیا ہے اب تو قبروں کے اندھیروں میں پڑے ہیں۔ اے لوگو! جلدی کرو جلدی کرو، نجات کی طرف بڑھو نجات کی طرف بڑھو۔''

(حلیۃ الاولیاء، ابوبکر الصدیق، الحدیث: ۷۴، ج۱، ص ۶۹)

(6) زمین پر رحمت الٰہی کا سایہ

ایک دفعہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''عدل وانصاف اور عاجزی کرنے والا بادشاہ زمین پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ (کی رحمت) کا سایہ اور اس کا نیزہ ہے پس جس نے بادشاہ کو اپنے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کے متعلق نصیحت کی (یعنی فائدہ مند بات بتائی) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا حشر اپنے سایہ رحمت میں فرمائے گا جس دن اس کے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اور جس نے بادشاہ کو اپنے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کے بارے میں دھوکا دیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو قیامت کے دن رسوا کرے گا۔'' (فضیلۃ العادلین لابی نعیم اصبھانی، الحدیث ۱۵، ص ۱۶)

وصیتِ خلافتِ عُمر فاروق اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد صدیق اکبر رَضِیَ

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کے معاملے میں مسلمانوں میں تھوڑے بہت اختلاف ہوئے لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے انتقال سے قبل مختلف اکابر صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کی مشاورت سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ منتخب فرمایا تاکہ ان کے انتقال کے بعد کسی قسم کا کوئی اختلاف پیدا نہ ہونے پائے اور مسلمان بغیر انتشار کے اپنے معاملات کو سنبھال لیں۔

خلافت کے معاملے میں مشاورت

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''آپ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ''حضور! جس مسئلے کے متعلق آپ مجھ سے دریافت فرما رہے ہیں اسے آپ بہتر جانتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''پھر بھی کچھ تو کہو۔'' عرض کیا: ''خدا کی قسم! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں جو (اپنے بعد خلیفہ بنانے کی) رائے قائم کی ہے وہ اس سے بھی کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہیں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو طلب فرمایا اور ان سے بھی یہی پوچھا کہ ''مجھے عمر فاروق کے بارے میں بتائیے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''حضور! آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کچھ کہو۔'' حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: '' **اَللّٰهُمَّ عِلْمِیْ بِهٖ اَنَّ سَرِیْرَتَهٗ خَیْرٌ مِّنْ عَلَانِیَتِهٖ وَاَنَّهٗ لَیْسَ فِیْنَا مِثْلُهٗ** حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں میرا علم یہی ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے کہیں بہتر ہے اور ہمارے درمیان ان کی مثل کوئی نہیں ہے۔'' سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیدنا اُسید بن حضیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ساتھ دیگر مہاجرین و انصار سے بھی مشورہ کیا۔ حضرت سیدنا اسید بن حضیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا:

''اَللّٰھُمَّ اَعْلَمُہُ الْخَیْرَ بَعْدَکَ، یَرْضٰی لِلرِّضَا وَیَسْخَطُ لِلسَّخَطِ الَّذِیْ یُسِرُّ خَیْرٌ مِّنَ الَّذِیْ یُعْلِنُ، وَلَنْ یَلِیَ ھٰذَا الْاَمْرَ اَحَدٌ اَقْوٰی عَلَیْہِ مِنْہُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے، میں آپ کے بعد انہیں سراپا خیر سمجھتا ہوں، وہ تو اچھے کام پر راضی اور برے کام پر ناراض ہوتے ہیں، جو وہ چھپا کر رکھتے ہیں، اس کی بانسبت کہیں بہتر ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بانسبت کوئی بھی امر خلافت پر زیادہ مضبوط اور قوت والا ہر گز نظر نہیں آئے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الامارۃ والخلافۃ، خلافۃ امیر المؤمنین عمر۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۴۱۷۱، ج۳، الجزء: ۵، ص ۲۲۹)

پروانۂ خلافت بنام سیدنا عمر فاروق اعظم

حضرت سیدنا محمد بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں صحابہ کا ایک قافلہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اس وقت آیا جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا جانشین بنانے کا تہیہ کرلیا تھا۔ چنانچہ کچھ افراد نے لب کشائی کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: ''اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جانشین بنانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ کیا جواب دیں گے؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے بٹھاؤ۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بٹھایا گیا۔ ارشاد فرمایا: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرا رہے ہو؟ وہ شخص ہلاک ہوا جس نے تم لوگوں کی حکومت حاصل کر کے ظلم کی پونجی کمائی۔ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہ عرض کروں گا: اے اللہ! میں تیری زمین پر آباد ساری مخلوق سے بہتر شخص کو اپنا خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ میری یہ بات دوسرے لوگوں تک پہنچا دو۔'' یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ گئے۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانشینی کا پروانہ درج ذیل الفاظ میں املا کروایا:

''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا! یہ وہ بات ہے جو ابوبکر نے دنیا سے جاتے ہوئے اور عالمِ آخرت میں قدم رکھتے ہوئے کہی تھی۔ ایسے پر خطر وقت میں کافر کلمہ پڑھ لیا کرتا ہے، بدکردار آدمی توبہ کر لیتا ہے اور جھوٹا

انسان بھی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو تم پر امیر بنایا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو! میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، دین اسلام، اپنی اور تمہاری ذات کے بارے میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اگر عمر نے عدل کیا اور یہی مجھے امید ہے۔ تو ہر آدمی کو اپنے نیک اعمال کی جزا ملتی ہے اور اگر ناانصافی کی تو ہر کسی کو گناہ کی سزا ملتی ہے۔ تاہم میں نے اپنی طرف سے بہتر کام کر دیا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پہنچتے ہیں۔ **وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔**'' (مصنف عبد الرزاق، کتاب المغازی، استخلاف ابی بکر عمر، الحدیث: ۹۸۲۷، ج ۵، ص ۳۱۱، تاریخ مدینۃ دمشق، عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان، ج ۳۰، ص ۴۱۱)

پھر اس حکم نامے کو حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لے کر باہر تشریف لے آئے۔ تمام لوگوں نے بیعت کی اور اس پر رضا اور رغبت کا اظہار کیا۔ بعد ازاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر نصیحتوں کے مدنی پھول ارشاد فرمائے۔

سیدنا عمر فاروق اعظم کو نصیحت

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سابط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وقت وصال آیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: ''اے عمر! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کام جو دن میں ہونے والے ہیں رات تک پیچھے نہیں کیے جاتے اور رات والے کام دن پر نہیں چھوڑے جاتے۔ نوافل تب ہی قبول ہوتے ہیں جب فرائض ادا کر دیئے جائیں۔ روزِ قیامت اسی شخص کی نیکیاں بھاری ہوں گی جو دنیا میں حق کی اتباع کرتا تھا۔ ایسے شخص کیلئے میزانِ عدل کا حق ہے کہ بھاری ثابت ہو اور جو حق سے عدول کرتا رہا اس کی نیکیاں ہلکی ہوں گی اور ایسے شخص کے لیے میزان کا حق ہے کہ ہلکا ثابت ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو نہایت اعلیٰ صفات کے ساتھ کیا اور ان کے گناہ

معاف کردیئے۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو (خوف خدا کے سبب) جنتی نہ ہونے سے ڈرتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو نہایت برے اعمال کے ساتھ کیا اور ان کے بہتر کاموں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو (رحمت الٰہی کے سبب) جہنمی نہ ہونے کی امید کرتا ہوں۔ اس لیے بندے کو خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہیے اس طرح کہ نہ رحمت پر کلی توکل کرے (کہ بالکل نیکیاں کرنا ہی چھوڑ دے) اور نہ ہی رحمت سے مایوس ہو (کہ لوازمات دنیا سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلے)۔ اے عمر! اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں محبوب نہ ہوگی۔ مگر اسے کوئی اپنے اختیار میں نہیں لاسکتا۔'' (معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ الصدیق، ج ۱، ص ۵۹، حلیۃ الاولیاء، ابوبکر الصدیق، الحدیث: ۸۳، ج ۱، ص ۷۱)

امید و خوف کے درمیان رہو

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اگر آپ نے میری وصیت یاد نہ رکھی تو کوئی چیز آپ کو موت سے زیادہ بُری نظر نہ آئے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نرمی کے ساتھ سختی بھی رکھ دی ہے تاکہ مومن امید اور خوف کے مابین رہے۔ میں جب اہل جنت کا ذکر کرتا ہوں تو خوف خداوندی کے سبب یہ خیال آتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں اور اہل جہنم کا تذکرہ کرکے رحمت الٰہی کے سبب یہی تصور کرتا ہوں کہ میں ان میں سے بھی نہیں ہوں۔ اس لیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا نہایت بہتر صفات کے ساتھ اور اہل جہنم کا بے حد بُرے اعمال کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ جنتیوں کے کچھ گناہ بھی تھے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مٹا دیئے اور جہنمیوں کے پاس نیکیاں بھی تھیں جو ضائع ہوگئیں۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۳۱۴)

سیدنا عمر فاروق اعظم کے حق میں دعا

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وصیتیں فرمانے کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عالم تنہائی

میں پروردگارِ عالم کے حضور دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھادیے اور یوں دعا کی: ''اے میرے پروردگار! میں نے ان لوگوں سے ان کی بہتری اور اصلاح کا ارادہ کیا ہے۔ اے میرے مالک! میں نے جب ان پر فتنہ وآزمائش کے سایہ فگن ہونے کا خوف کھایا تو ان میں یہی تدبیر قائم کرنے کی سعی جمیل کی جسے تو اوروں کی بہ نسبت بخوبی جاننے والا ہے۔ اے میری جان کے مالک! میں نے ان کے لیے اجتہادِ رائے کیا اور اپنی دانست کے مطابق ان پر انہیں میں سے بہتر، قوی اور نیکی پر حریص شخصیت کو نگران بنایا ہے۔ اے میری زیست (زندگی) کے مالک! تیرا امرِ یقینی میرے پاس آچکا۔ لہٰذا تو ان کے درمیان میرا جانشین مقرر فرمادے۔ یہ تیرے ہی تو بندے ہیں۔ ان کی پیشانیاں تیرے دستِ قدرت میں ہیں۔ اے اللہ ربّ العزت! ان کے حکمرانوں کی اصلاح فرما۔ اے ربّ العالمین! میرے وفا شعار دوست حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے خلفاء راشدین میں سے بنا اور آپ کی خاطر آپ کی رعیت کو درست فرما۔'' آمین

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۱۱ تا ۴۱۲)

فراستِ صدیق اکبر

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ''**اَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَۃٌ** یعنی تین شخصیات پختہ رائے اور فراست کے مالک ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں کہ آپ نے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی فراست کے ذریعے خلیفہ مقرر فرمایا۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، ماجاء فی خلافۃ عمر، الحدیث: ٣، ج ٨، ٥٧٥)

کامیاب اور مؤثر انتظامی ڈھانچہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک طرف عراق اور شام کے محاذ پر فوجیں بھیجنا تو دوسری طرف مالِ غنیمت کی تقسیم، بیت المال کی تنظیم، عمالِ حکومت کے تقرر اور وسیع علاقے تک پھیلی ہوئی سلطنت کے انتظامی امور میں انہماک۔ بالکل نئی سلطنت میں یہ تمام ہمہ وقتی کام اور ہر آن مصروفیت کے طالب تھے اور اس

سے بھی عجیب تر بات یہ تھی کہ حالات بھی بالکل نئے قالب میں ڈھل رہے تھے، پھر جن لوگوں سے سلسلہ جنگ شروع تھا، ایک تو ان کی تہذیب سے نا آشنائی، نہ ان کا ثقافت سے کوئی علاقہ، نہ ان کی تمدن سے واقفیت اور نہ ہی ان کی زبان سے شناسائی تھی کہ ان کے تمام امور بالکل نئے اور عربوں کی معاشرت سے قطعی مختلف ومتضاد تھے۔ ان حالات میں ملک کے انتظامی معاملات کو چلانا اور ان کو صحیح رخ پر رکھنا صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے زیرک وفہیم شخص کا کام ہی ہوسکتا تھا۔ یہ کام انہوں نے جتنی تھوڑی مدت میں سرانجام دیا کوئی بڑے سے بڑا شخص اس سے کہیں زیادہ مدت میں بھی سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔ اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پورے تیئیس سال **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ساتھ رہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وہ قربتیں نصیب ہوئیں جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئیں۔ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ان کی صحبت رفاقت کا زمانہ، عہد خلافت کے کارناموں سے کہیں زیادہ باعث برکت واہمیت ہے۔ خلافت کا تاج زریں بھی تو اسی رفاقت کی بنا پر آپ کے سر مبارک پر سجایا گیا تھا اور یہی وہ سوا دو سال کا مختصر ترین زمانہ تھا، جس میں اس تیئیس سالہ رفاقت کے ثمرات کا ظہور ہوا اور جس نے دنیا کی تاریخ کا رخ بالکل بدل دیا اور مسلمانوں کی ڈگمگاتی سواری کو لازوال ارتقاء کی ایک ایسی شاہراہ پر گامزن کردیا جس کو غیروں نے بھی معیار بنایا۔

آپ کی ذات بہت بڑا معجزہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دورِ حکومت بہت ہی قلیل مدت رہا ہے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اس دور حکومت میں انتخاب خلیفہ سے لے کر مختلف فتنوں کی سرکوبی، فتوحات شام وعراق، جمع قرآن وغیرہ بڑے بڑے معاملات کو جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ خود پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک بہت بڑا معجزہ تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کے جس پہلو پر بھی

نظر ڈالتے ہیں علم وحکمت کے بے شمار انمول مدنی پھول چننے کو ملتے ہیں، آپ ہی کے عہد میں اسلامی فوجی قوت میں بے حد اضافہ ہوا، اسلامی تہذیب کی نشوونما ہوئی اور کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کے دائرے وسیع سے وسیع تر ہوئے۔ آپ کی حیات طیبہ کے یہ وہ عظیم کارنامے ہیں جن سے غیروں کے علاوہ خود مسلمان بھی انتہائی متعجب تھے، جو کام سالوں میں ہونا مشکل تھا وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سعی مسلسل اور تدبیر ودانش مندی سے چند مہینوں میں تکمیل کی منزل کو پہنچ گیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کے ان ہی پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے دل بے ساختہ یہ پکار اٹھتا ہے کہ ایسی پیاری ہستی جو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی محسن بھی ہو، اپنے تو اپنے، غیر بھی جس کے اوصاف کی گواہی دیتے ہوں، ایسی ہستی کے وجود سے دنیا قیامت تک مستفیض ہوتی رہے۔ مگر آہ! مشیت الٰہی ہی کچھ ایسی ہے کہ ''**كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ**'' یعنی ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یقینا کائنات کو جس ہستی کی ضرورت ہے وہ نبیٔ کریم رؤف رّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی ہے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی دنیا سے وعدۂ الٰہی کے مطابق تشریف لے گئے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے ان کو بھی اس دنیا سے رخصت ہونا ہی تھا۔ معرکہ اجنادین جب وقوع پذیر ہو رہا تھا اس وقت آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور اس معرکے کی فتح کی خوشخبری جب قاصد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں لایا اس وقت آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ بالآخر آخری وصایا اور اپنے بعد مسلمانوں کے خلیفہ کی نامزدگی کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ عیسوی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

چھٹا باب

وِصالِ صدیقِ اکبر

مرض وفات، وصال ظاہری، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، وصیتیں وغیرہ

مرض وفات اور صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کس سبب سے ہوئی اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

(1) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کوئی قلبی مرض لاحق تھا اور اسی کے سبب آپ کا وصال ہوا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸)

(2) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مرض کی ابتداء سردی میں غسل کرنے کے باعث بخار کی شکل میں ہوئی جو پندرہ دن متواتر رہا اس دوران آپ نماز بھی نہ پڑھا سکے اور سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی جگہ امامت کے لیے مقرر فرمایا۔ لوگ آپ کی عیادت کے لیے آنے لگے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دن بدن بیمار ہوتے گئے آپ بیماری میں یہ آیت مبارکہ پڑھتے رہتے تھے: ﴿وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝﴾ (پ ۲۶، ق: ۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔'' (المعارف لابن قتیبۃ، ص ۷۴، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸)

(3) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کھانے میں زہر دیا گیا تھا۔ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا حارث بن کلدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خزیرہ (یعنی گوشت اور آٹے سے تیار کیا جانے والا) کھانا کھایا جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تحفہ کے طور پر کسی نے بھیجا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں علیل رہنے لگے اور سال گزرنے پر دونوں ایک ہی ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے۔'' (أسد الغابۃ، عبد اللّٰہ بن عثمان، وفاتہ، ج ۳، ص ۳۴۰)

تینوں اقوال میں مطابقت

ان اقوال میں تعارض یعنی ٹکراؤ نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے وفات شریف میں تینوں اسباب جمع ہوگئے ہوں۔

(نزھۃ القاری، ج ۲، ص ۸۷۷)

ہائے ذلیل دنیا

امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بروایت امام شعبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اِس دنیائے دُوں (یعنی ذلیل دنیا) سے ہم بھلا کیا توقع رکھیں کہ (اِس میں تو) رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی زہر دیا گیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ راشد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ٦٢)

دنیا کی محبت اندھی ہوتی ہے

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل رسالے ''عاشق اکبر'' صفحہ ۴۲ پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تحریر فرماتے ہیں:

''**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** واقعی دنیا کی محبت اندھی ہوتی ہے، اس ذلیل دنیا کی الفت کی وجہ سے ہی سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور عاشقِ اکبر سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زہر دیا گیا، جب کائنات کی سب سے بڑی ہستی یعنی ذات نبوی کو بھی ذلیل دنیا کے نامُراد کُتوں نے زہر دینے کی ناپاک سازش کی تو اب اور کون ہے جو اپنے آپ کو اس سے محفوظ سمجھے! لہٰذا بالخصوص نامور علماء ومشائخ اور مذہبی پیشواؤں کو زیادہ مُحتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ دیکھئے نا! اِسی کمینی دُنیا کے عشق میں مست ہو کر کسی نابکار نے سیدالاسخیا، راکب دوش مصطفٰے، نواسۂ رسول حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی کئی بار زہر دیا اور آخر زہر خُورانی ہی وفات کا باعث بنی۔ نیز حضرت سیدنا بشر بن براء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیدنا امام علی رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرتِ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات حسرت آیات کا سبب بھی زہر ہوا۔

آپ کی وفات کا سبب حقیقی

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه عشق رسولِ باکمال و بے مثال کی دولت لازوال سے کس قدر مالامال تھے، آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے شب وروز کے احوال، بی بی آمنہ کے لال، پیکرِ حسن و جمال صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے عشق بے مثال کا مَظْهَرِ اَتَمّ (یعنی کامل ترین اظہار) ہیں۔ اُمی نبی، رسول ہاشمی، مکی مدنی صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی مبارک زندگی میں سنجیدگی زیادہ غالب آ گئی اور (تقریباً ۲سال کچھ ماہ پر مشتمل) اپنی بقیہ زندگی کے لیل ونہار (یعنی دن رات) گزارنا انتہائی دشوار ہو گیا اور آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه یادِ سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میں بے قرار رہنے لگے، چنانچہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں: **كَانَ سَبَبُ مَوْتِ أَبِيْ بَكْرٍ مَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِسْمُهُ يَجْرِيْ حَتّٰى مَاتَ** حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی وفات کا سبب حقیقی نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا وصال ظاہری تھا۔ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد سے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا بدن مسلسل گھلنے لگا، اور بالآخر آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه بھی دنیا سے وصال فرما گئے۔''

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ذکر مرض ابی بکر، الحدیث: ۴۴۶۶، ج۴، ص۶)

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

صدیق اکبر کا غم مصطفےٰ

بارگاہِ الٰہی کے مقرب اور پیارے دربارِ رسالت کے چمکتے دمکتے ستارے، سلطانِ دوجہاں صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی آنکھوں کے تارے، دکھیاروں کے ٹوٹے دلوں کے سہارے حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے سرورِ کائنات، شہنشاہ موجودات صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ظاہری وفات کے موقع پر غمِ مصطفےٰ میں بے قرار ہو کر یہ

اشعار کہے:

لَمَّا رَاَیْتُ نَبِیَّنَا مُتَجَدِّلاً
ضَاقَتْ عَلَیَّ بِعَرْضِهِنَّ الدُّوْر

ترجمہ: ''جب میں نے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔''

فَارْتَاعَ قَلْبِیْ عِنْدَ ذَاکَ لِھُلْکِہٖ
وَالْعَظْمُ مِنِّیْ مَا حَیِیْتُ کَسِیْر

ترجمہ: ''اِس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات سے میرا دل لرز اٹھا اور زندگی بھر میری ہڈی شکستہ (یعنی ٹوٹی ہوئی) رہے گی۔''

یَا لَیْتَنِیْ مِنْ قَبْلِ مَھْلَکِ صَاحِبِیْ
غَیَّبْتُ فِیْ جَدْثٍ عَلَی صُخُوْر

ترجمہ: ''کاش! میں اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتقال سے پہلے چٹانوں پر قبر میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔''

(المواھب اللدنیة، المقصد العاشر، الفصل الاول، فی اتمامه۔۔۔ الخ، ج۳، ص ۳۹۴)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان ''دیوانِ سالک'' میں غمِ مصطفٰے میں اس طرح کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جنہیں خَلق کہتی ہے مصطفیٰ، مرا دل اُنہیں پہ نثار ہے
مِرے قلب میں ہیں وہ جلوہ گر کہ مدینہ جن کا دیار ہے
وہ جھلک دکھا کے چلے گئے مِرے دل کا چین بھی لے گئے
مِری روح ساتھ نہ کیوں گئی، مجھے اب تو زندگی بار ہے
وُہی موت ہے وُہی زندگی، جو خدا نصیب کرے مجھے

کہ مَرے تو اُن ہی کے نام پر، جو جیئے تو اُن پہ نثار ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کاش! ہمیں بھی غم مصطفےٰ نصیب ہو!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشق شاہ بحر وبر، راہ عشق ومحبت کے رہبر، عاشق اکبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی اُلفت وعقیدت کا اشعار میں کس قدر سوز ورقت کے ساتھ اظہار فرمایا ہے، کاش! سرورِ کائنات کے وزیر ودلبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غم مصطفےٰ میں بہنے والے پاکیزہ آنسوؤں کے صدقے ہمیں بھی غم مصطفےٰ میں رونے والی آنکھیں نصیب ہو جائیں۔

ہجر رسول میں ہمیں یا ربّ مصطفےٰ
اے کاش! پھوٹ پھوٹ کے رونا نصیب ہو

خواب میں دیدار مصطفےٰ

عارف باللہ حضرت علامہ امام عبد الرحمن جامی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے اپنی مشہور کتاب ''شواہد النبوۃ'' میں یارِ غار و یارِ مزار، عاشق شہنشاہ ابرار خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مبارک زندگی کے آخری ایام کا ایک ایمان افروز خواب نقل کیا ہے اس کا کچھ حصّہ بیان کیا جاتا ہے۔ چُنانچہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ رات کے آخری حصّے میں مجھے خواب میں دیدار مصطفےٰ کی سعادت نصیب ہوئی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو سفید کپڑے زیب بدن فرما رکھے تھے اور میں ان کپڑوں کے دونوں کناروں کو ملا رہا تھا، اچانک وہ دونوں کپڑے سبز ہونا اور چمکنا شروع ہو گئے، اُن کی درخشانی وتابانی (یعنی چمک دمک) آنکھوں کو خیرہ (یعنی چکا چوند) کرنے والی تھی، حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم'' کہہ کر مصافحہ (یعنی ہاتھ ملانے) سے مشرف فرمایا اور اپنا دست مقدس میرے سینۂ پُر درد پر رکھ دیا جس سے میرا اضطراب قلبی (یعنی دل کا بے قرار ہونا) دور ہو گیا پھر

فرمایا: ''اے ابوبکر! مجھے تم سے ملنے کا بہت اشتیاق (یعنی خواہش) ہے، کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میرے پاس آجاؤ؟'' میں خواب میں بہت رویا یہاں تک کہ میرے اہل خانہ کو بھی میرے رونے کی خبر ہوگئی جنہوں نے بیدار ہونے کے بعد مجھے خواب کی اس گریہ وزاری سے مطلع کیا۔ (شواهد النبوة للجامی، ص ۱۹۹)

اپنی وفات کی طرف اشارہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہوئے تو لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عیادت کے لیے آئے اور عرض کرنے لگے: ''کیا ہم آپ کے لیے طبیب نہ لائیں جو آپ کا معائنہ کرے؟'' آپ نے فرمایا: ''ایک طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔'' لوگوں نے پوچھا: ''اس نے آپ کے مرض کے بارے میں کیا کہا؟'' آپ نے فرمایا: ''وہ کہتا ہے: **اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ** یعنی میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔'' (اسد الغابة، عبد الله بن عثمان، زهده وتواضعه وانفاقه، ج ۳، ص ۳۳۲) مراد یہ تھی کہ حکیم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، اس کی مرضی کو کوئی نہیں ٹال سکتا، جو اس کی مشیت یعنی مرضی ہے وہ ضرور ہوگا، یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا توکل صادق تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رضائے حق پر راضی تھے۔

جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں؟
میں مریض مصطفےٰ ہوں مجھے چھیڑو نہ طبیبو!
مری زندگی جو چاہو مجھے لے چلو مدینہ

دل مرادنیا پہ شیدا ہوگیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشق ساقی کوثر، امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا صدیق اکبر واقعی محبوب رب اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عاشق اکبر ہیں۔ غم ہجر مصطفےٰ و عشق رسول مجتبیٰ میں بیمار ہوجانا آپ کے ''**عاشق اکبر**'' ہونے کی دلیل ہے۔ دل کی کڑھن اور جلن کا سبب صرف محبوب رب العباد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد اور ان کا فراق تھا اور

ایک ہم ہیں کہ ہمارا دل دنیا کی محبت، عارضی حُسن و جمال اور چند روزہ جاہ وجلال ہی کا شیدا ہے اور اسی کے لئے تڑپتا، ترستا اور نفسانی خواہشات پوری نہ ہونے پر حسرت و یاس سے آہیں بھرتا ہے۔

دل مِرا دنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا
کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا
عیب پوشِ خلق دامن سے ترے
سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غسل دینے کی وصیت

انتقال سے قبل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو آپ کی زوجہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا غسل دیں۔ لہٰذا آپ کی وصیت کے مطابق بعد انتقال آپ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے وصیت کے مطابق آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غسل دیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزند حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ایک روایت کے مطابق آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزند حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پانی ڈالا۔ کفن پہنانے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اسی مبارک چار پائی پر لٹایا گیا جس پر دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ چار پائی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی تھی۔ یہ ''صاج'' کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی جس پر روغن بھی کیا ہوا تھا۔ بعد میں جب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی میراث فروخت ہوئی تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے کسی نے اسے چار ہزار درہم میں خرید کر لوگوں کی زیارت کے لیے وقف کر دیا۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۴۴، ۴۳۸)

محبوب سے محبت کا انوکھا انداز

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ جب میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے: ''آج کون سا دن ہے؟'' ہم نے کہا: ''آج پیر ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال کس روز ہوا تھا؟'' ہم نے کہا: ''پیر کے روز۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ آج رات تک دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔'' (تاکہ میرے یوم وصال کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یوم وصال کے ساتھ موافقت ہو جائے) بوقت وصال آپ کے جسم مبارک پر ایک ہی کپڑا تھا جس میں سرخ مٹی کے دھبے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جب میں رحلت کر جاؤں تو یہ کپڑا دھو دینا اور دو کپڑے مزید ساتھ ملا کر کفن تیار کر لینا۔'' میں نے عرض کی: ''یہ تو پرانے کپڑے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''نئے کپڑے میت کے مقابلے میں زندہ کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔'' چنانچہ پیر کی رات آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، الحدیث: ١٣٨٧، ج ١، ص ٤٦٨ ملتقطا)

پسندیدہ دن اور راتیں

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جب وقت وفات آیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے استفسار فرمایا: ''آج کون سا دن ہے؟'' رفقاء نے جواب دیا: ''پیر کا دن۔'' تب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**فَاِنْ مِتُّ مِنْ لَیْلَتِي فَلَا تَنْتَظِرُوا بِي لِغَدٍ فَاِنَّ اَحَبَّ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِي اِلَيَّ اَقْرَبُھَا مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی اگر میں آج رات وفات پا جاؤں تو میری تدفین میں کل کا انتظار نہ کرنا۔ کیونکہ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ دن اور راتیں ہیں جو میرے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قربت میں گزریں۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ٤٥، ج ١، ص ٢٩، تاریخ الخلفاء، ص ٦٣)

پیارے آقا کے کفن سے مطابقت

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ ''تم نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے نیچے بچھے ہوئے کپڑے کو دیکھا جس میں زعفران یا مشق کے دھبے تھے، آپ نے فرمایا: ''اسے کفن میں رکھ لینا اور دو کپڑے مزید شامل کر لینا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۷)

صدیق اکبر کا کفن

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ چنانچہ حضرت قاسم بن محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کفن سفید اور رنگی ہوئی چادر کا تھا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۷)

سفر آخرت میں موافقت

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات زہر کے عود کرنے (یعنی لوٹ آنے) سے ہوئی۔ (جو زہر غزوۂ خیبر کے موقع پر زینب بنت حارث یہودیہ نے دیا تھا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۵۰) اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات اُس وقت سانپ کا زہر لوٹ آنے سے ہوئی، جس نے ہجرت کی رات غار میں آپ کو ڈسا تھا۔ حضرت صدیق کو **فَنَا فِی الرَّسُوْل** کا وہ درجہ حاصل ہے کہ آپ کی وفات بھی حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کا نمونہ ہے، پیر کے دن میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات اور پیر کا دن گزار کر شب میں حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے دن شب کو چراغ میں تیل نہ تھا، حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے وقت گھر میں کفن

کے لیے پیسے نہ تھے۔ یہ ہے فنا۔'' (مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۲۹۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ حضرات نے رسول انور، محبوب رب اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور محبوب حبیب داور، عاشق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آخرت کے سفر میں **موافقت** ملاحظہ فرمائی کہ شاہ جودونوال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھر بوقت وصال چراغ میں تیل نہ تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانثار صدیق خوش خصال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حال یہ تھا کہ بے وفا دنیا کی فانی دولت کے پیچھے بھاگنے کے بجائے سرمایہ عشق ومحبت کو سمیٹا، اپنے آپ کو تکلیفوں میں رکھنا گوارا کیا اور اسی حالت کو راحت ہر دوسرا (یعنی دونوں جہاں کا سکون) جانا۔

جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں؟

معلوم ہوا بارگاہ رب العزت میں صاحب قدرومنزلت وہ نہیں جس کے پاس مال ودولت کی کثرت ہے بلکہ صاحب شرافت وفضیلت اور زیادہ ذی عزت وہ ہے جو زیادہ تقوی و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال ہے جیسا کہ **اللّٰہ** کا عَزَّوَجَلَّ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ میں فرمان عزت نشان ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بیشک **اللّٰہ** کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔''

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نزع کے وقت آپ کی کیفیت

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری ہے، انہوں نے اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے کہا: ''آہ! جب ایک روز مجھ پر بھی یہی نزع کا عالم طاری ہوگا۔'' یہ کہتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے میری بیٹی! اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے **اللّٰہ** کا ارشاد ہے: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾

(پ۲۶، ق: ۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔'' (الرياض النضرة، ج۱، ص۱۵۰)

آخری کلمات طیبہ

حالت نزع میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے وہ یہ تھے: ''رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ یعنی اے پاک پروردگار! مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔'' اور کچھ دیر بعد ہی آپ دار الفنا سے دار البقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ (الرياض النضرة، ج۱، ص۲۵۸)

آپ کے والد کے تاثرات

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد گرامی حضرت سیدنا ابو قحافہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ میں بقید حیات تھے جب انہیں اس سانحے کی اطلاع ملی تو فرمانے لگے: ''بخدا یہ بہت بڑا نقصان ہے۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چھ ماہ اور کچھ دن زندہ رہے اور محرم الحرام کی چودہ تاریخ (بمطابق ۱۰ مارچ ۶۳۵ عیسوی) کو مکہ مکرمہ میں تقریباً ۹۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ (الرياض النضرة، ج۱، ص۲۶۲)

سیدنا علی المرتضیٰ کا تاریخی خطبہ

حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج و غم کے آثار تھے، ہر شخص شدّتِ غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا گیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے اور کہنے لگے: آج کے دن نبی آخر الزماں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہوگئے۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس کھڑے ہوگئے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہ ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہترین رفیق، اچھے محب، با اعتماد رفیق اور محبوب خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے راز داں تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں میں سب سے پہلے مؤمن، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے اور متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دین کے معاملات میں بہت زیادہ سخی اور **اللہ** کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے زیادہ قریبی دوست تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے لئے بہترین واسطہ تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اندازِ خیر خواہی، دعوت وتبلیغ کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح تھیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دینِ متین اور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہت زیادہ خدمت کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت کے شایانِ شان آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جزاء عطا فرمائے۔ جس وقت لوگوں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق فرمائی، حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر فرمان کو حق و سچ جانا اور ہر معاملے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق فرمائی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ کریم میں آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۳۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

(اس آیت میں **صَدَّقَ بِهٖ** سے مراد صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یا تمام مؤمنین ہیں) پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے مزید فرمایا: اے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! جس وقت لوگوں نے بخل کیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سخاوت کی، لوگوں نے مصائب وآلام میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رہے ۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ بابرکت سے بہت زیادہ فیضیاب ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان تو یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یارِ غار ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر سکینہ نازل فرمایا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نبیِ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہجرت فرمائی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رفیق وامین اور خلیفہ فی الدین تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافت کا حق ادا کیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مرتدوں سے جہاد کیا، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے، جب لوگوں میں اُداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوصلے بلند رہے۔ لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا، جب لوگوں میں کمزوری آئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو تقویت بخشی، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں سنبھالا۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمیشہ نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کی اتباع کی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ برحق تھے، منافقین وکفار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار ومنافقین کے لئے غیض وغضب کا پہاڑ تھے۔ لوگوں نے دینی اُمور میں سستی کی لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔ لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے علی الاعلان کلمہ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات ان کے لئے منارہ نور ثابت ہوئی۔ انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف رُخ کیا اور کامیاب ہوئے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے زیادہ ذہین وفطین، اعلیٰ کردار کے مالک، سچے، خاموش طبیعت، دور اَندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب لوگوں نے دین اسلام سے دوری اختیار کی تو سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نے اسلام قبول کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کے سردار تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح

شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے وہ لوگ تھک کر نڈھال ہو گئے تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں سہارا دیتے ہوئے وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لاد لیا۔ جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جس چیز سے لوگ بے خبر تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے جانتے تھے اور جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صبر سے کام لیا۔ جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عطا فرما دیتے۔ لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیروی کرتے رہے اور کامیابی کی طرف بڑھتے رہے۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مشوروں اور حکمت عملی کی وجہ سے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں عطا ہوئیں جو ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کافروں کے لئے دردناک عذاب اور مؤمنوں کے لئے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعہ تھے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف پرواز کر گئے۔ اور اپنے مقصود کو پالیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کبھی غلط نہ ہوئی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت نڈر تھے، کبھی بھی نہ گھبراتے گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکیں نہ ہی سخت گرج والی بجلیاں متزلزل کر سکیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بدن کے اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کے معاملے میں بہت زیادہ قوی و مضبوط تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے، لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رتبہ بہت بلند تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کی نظروں میں بھی بہت باعزت و باوقار تھے۔

حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کی۔ بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں پر بہت زیادہ شفیق و مہربان تھے، کمزور و ناتواں لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر ان کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان و شوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک کمزور ہوتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک امیر

وغریب سب برابر تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ صدق وسچائی کے پیکر تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فیصلہ اٹل ہوتا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت مضبوط رائے کے مالک اور حلیم وبردبار تھے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم سب سے سبقت لے گئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد والے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، (اے یارِ غار!) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شان سے اپنے اصلی وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رُلا رہا ہے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**

ہم ہر حال میں اپنے رب کے ہر فیصلے پر راضی ہیں، ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جدائی کا غم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا غم ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات اہل اسلام کے لئے عزت کا باعث بنی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سہارا اور جائے پناہ تھے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آخری آرام گاہ اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قرب میں بنائی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے اچھا اجر عطا فرمائے، اور ہمیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ اور گمراہی سے بچائے۔'' (آمین) لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا کلام خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زار وقطار رونا شروع کر دیا اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ''اے حیدرِ کرّار! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بالکل سچ فرمایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بالکل سچ فرمایا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۶۲ تا ۲۶۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر کی نمازِ جنازہ

چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ

حضرت ابو محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸)

نمازِ جنازہ کہاں ادا کی گئی؟

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نماز جنازہ کہاں ادا کی گئی؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر منور اور منبر کے درمیان۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸)

نمازِ جنازہ کس نے ادا کی؟

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی۔'' ارشاد فرمایا: ''حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۵۳، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸)

لحد میں کس نے اتارا؟

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین میں شریک تھا، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمانِ غنی، حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو لحد میں اتارا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۵۶)

صدیق اکبر کی تدفین

کس وقت تدفین کی گئی؟

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کورات ہی میں حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرے میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ٣، ص١٥٧، الریاض النضرۃ، ج ١، ص٢٥٨)

رسول اللہ کے پہلو میں تدفین

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو وصیت فرمائی کہ انہیں حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو مبارک میں دفن کیا جائے۔ پھر جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کھودی گئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر مبارک **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھے مبارک کے برابر رہا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی لحد حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر منور کے برابر ملا دی گئی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر انور میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب، حضرت سیدنا طلحہ، حضرت سیدنا عثمان، حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اترے تھے۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص٤٤٧، تاریخ الخلفاء، ص٦٥)

یا رسول اللہ!۔۔۔ابوبکر حاضر ہے

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کے آخری لحات میں آپ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے علی! جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے بھی اُسی مبارک برتن سے غسل دینا جس برتن سے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غسل دیا گیا تھا۔ پھر مجھے کفن دے کر نبیٔ کریم رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کی جانب لے جانا اور بارگاہ رسالت سے یوں اجازت طلب کرنا: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھٰذَا اَبُوْبَکْرٍ یَسْتَاْذِنُ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر سلام ہو، ابوبکر آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ اگر روضہ اقدس کا دروازہ کھلے تو مجھے اس میں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مسلمانوں کے قبرستان (جنۃ البقیع) میں دفن کر دینا۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ'' میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غسل وکفن کے معاملات سے فارغ ہونے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وصیت کے مطابق روضہ محبوب کے دروازے پر حاضر ہوا اور رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں یوں عرض کی: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابوبکر آپ سے اجازت کے طالب ہیں۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ جیسے ہی میرے الفاظ مکمل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ روضہ **رسول اللّٰہ** کا دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی: ''**اَدْخِلُوْا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ** یعنی محبوب کو محبوب سے ملا دو۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو میں دفنا دیا گیا۔ (الخصائص الکبری، باب حیاتہ فی قبرہ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۹۲، السیرۃ الحلبیۃ، باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۵۱۷، لسان المیزان، حرف العین المھملۃ، من اسمہ عبد الجلیل، ج ۴، ص ۲۲۱)

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

صدیق اکبر حیاتُ النبی کے قائل تھے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل رسالے ''**عاشقِ اکبر**'' صفحہ ۴۳ پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا، ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ

عَلَیۡہ مذکورہ بالا روایت کوذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** غور فرمایئے! اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول الله** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زندہ نہ جانتے تو ہرگز ایسی وصیّت نہ فرماتے کہ روضۂ اقدس کے سامنے میرا جنازہ رکھ کر نبی رحمت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِجازت طلب کی جائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیت کی اور صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے اسے عملی جامہ پہنایا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اور تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُم کا یہ عقیدہ تھا کہ محبوب پروردگار، شاہِ عالَم مدار، دوعالم کے مالِک ومختار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بعد وصال بھی قبر انور میں زندہ وحیات اور صاحب تصرفات واختیارات ہیں۔

تو زندہ ہے وَاللّٰه تو زِندہ ہے وَاللّٰه
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

عقیدہ حیاتُ الانبیاء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! بعطائے ربُّ الانام تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زندہ ہیں۔ چُنانچہ ''ابن ماجہ'' کی حدیثِ پاک میں ہے: ''**اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الۡاَرۡضِ اَنۡ تَاۡکُلَ اَجۡسَادَ الۡاَنۡۢبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرۡزَقُ** یعنی بے شک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے جسموں کو خراب کرے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں۔''
(سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، ذکر وفاتہ ودفنہ، الحدیث: ١٦٣٧، ج ٢ ص ٢٩١)

انبیاء کرام کی قبروں میں نماز

حدیث پاک میں ہے: ''**اَلۡاَنۡۢبِیَاءُ اَحۡیَاءٌ فِیۡ قُبُوۡرِہِمۡ یُصَلُّوۡنَ** یعنی انبیا کرام حیات ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔''
(مسند ابی یعلی، ما اسند ثابت البنانی عن انس، الحدیث: ٣٤١٢، ج ٣، ص ٢١٦)

گستاخِ رسول سے دُور رہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **متعلق** ہر مسلمان کا وہی عقیدہ ہونا ضروری ہے جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اسلاف عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا تھا، اگر **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ شیطان وسوسے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور عظمت وشان مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں طعنہ زنی کرتے ہوئے عقلی دلائل سے قائل کرنے کی ناپاک کوشش کرے تو اُس سے الگ تھلگ ہوجایئے جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''**ایمان کی پہچان**'' صفحہ ۵۸ پر اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن عاشقانِ رسول کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب وہ (یعنی گستاخانِ رسول) **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کریں اصلا (یعنی بالکل) تمہارے قلب میں ان (گستاخوں) کی عظمت، اُن کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً اُن (گستاخوں) سے الگ ہوجاؤ، اُن (لوگوں) کو دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُن (بدبختوں) کی صُورت، اُن کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رِشتے، عِلاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اُن کی مولویت، مشیخیت، بزرگی، فضیلت کو خطرے (یعنی خاطر) میں لاؤ۔ آخر یہ جو کچھ (رشتہ وتعلق) تھا، **محمدٌ رّسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی کی بِنا پر تھا، جب یہ شخص اُن ہی کی شان میں گُستاخ ہوا پھر ہمیں اُس سے کیا عِلاقہ (تعلق) رہا؟'' (ایمان کی پہچان، ص ۵۸)

اُنہیں جانا اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْد! میں دُنیا سے مسلمان گیا

اُف رے مُنکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گستاخ صحابہ سے دُور رہو

حضرت علّامہ جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''شرح الصُّدور'' میں نقل کرتے ہیں: ''ایک شخص کی موت کا وَقت قریب آ گیا تو اس سے کلمۂ طیبہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے پڑھنے پر قادر نہیں ہوں کیوں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست (یعنی اٹھنا بیٹھنا) رکھتا تھا جو مجھے سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بُرا بھلا کہنے کی تلقین کرتے تھے۔'' (شرح الصدور، باب مایقول الانسان فی مرض الموت، ص ۳۸)

قبر میں سیدنا ابوبکر و عمر کا وسیلہ کام آگیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے شیخین کریمین یعنی سیدنا صدیق و فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بلند شانیں معلوم ہوئیں، جب ان کی توہین کرنے والوں سے دوستی رکھنے کا یہ وبال کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہو رہا تھا تو پھر جو لوگ خود توہین کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا! لہٰذا شیخین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے گستاخوں سے دور و نُفُور رہنا ضروری ہے۔ صِرف عاشقانِ رسول و محبانِ صحابہ و اولیا کی صحبت اختیار کیجئے، ان عظیم ہستیوں کی اُلفت کا دِیا (یعنی چراغ) اپنے دل میں روشن کیجئے اور دونوں جہاں کی بھلائیوں کے حقدار بنئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی محبت قبر و حشر میں بے حد کارآمد ہے۔ چُنانچہ ایک شخص کا بیان ہے: ''میرے اُستاذ کے ایک ساتھی فوت ہوگئے۔ استاد صاحب نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''**مَافَعَلَ اللہُ بِکَ**؟ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ کیا؟'' جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرما دی۔'' پوچھا: ''منکر نکیر کے ساتھ کیسی رہی؟'' جواب دیا: اُنہوں نے مجھے بٹھا کر جب سُوالات شروع کئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے دل میں ڈالا اور میں نے فرشتوں سے کہہ دیا: ''سیدنا ابوبکر و فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے واسطے مجھے چھوڑ دیجئے۔'' یہ سُن کر ایک فرِشتے نے دوسرے سے کہا: ''اس نے بڑی بزرگ ہستیوں کا وسیلہ پیش کیا ہے لہٰذا اس کو چھوڑ دو۔'' چُنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور تشریف لے گئے۔ (شرح الصدور، حدیث عائشة، ص ۱۴۱)

واسطہ دیا جو آپ کا
میرے سارے کام ہو گئے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وقت وفات سیدنا صدیق اکبر کی عمر

دن کے حساب سے ۲۱ جمادی الاخری ۱۳ سن ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ عیسوی اور رات کے حساب سے ۲۲ جمادی الاخری بمطابق ۲۳ اگست پیر اور منگل کی درمیانی رات مغرب وعشاء کے درمیان آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ گویا نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خلیفہ بننے کے بعد جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر کو پہنچے تو آپ بھی دنیا سے تشریف لے گئے۔ (المعجم الکبیر، سن ابی بکر وخطبتہ، ج ۱، ص ۶۱، الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۵۱، السنن الکبری للبیھقی، کتاب الجنائز، باب غسل المراۃ زوجھا، الحدیث: ۶۶۶۳، ج ۳، ص ۵۵۷)

کلمہ طیبہ پڑھ کر جنت میں داخلہ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ دنیا میں اپنی زبان کے بارے میں ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال رکھا ہے تو موت کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نے اسی زبان کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھا پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔''

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، بیان منامات تکشف۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۲۶۴)

آپ کی مدت خلافت

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت عام الفیل کے تقریباً دو سال، چار ماہ بعد ہوئی اور آپ کی مدت خلافت دو سال

، تین ماہ اور دس دن تھی اور بقول بعض دو سال تین ماہ ۲۶ دن تھی اور بقول بعض دو سال تین ماہ اور سات دن تھی۔ حضرت ابن اسحاق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحلت سے ٹھیک دو سال تین ماہ اور بارہ دن اور بقول بعض دس یا بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۵۱، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۶۱)

اللہ آپ کو ہمیشہ سرخرو رکھے

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا اپنے والد گرامی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی قبر انوار کے قریب سے گزریں تو یوں عرض گزار ہوئیں: ''اے بابا جان! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہمیشہ سُرخرو رکھے اور آپ کی نیک کوششیں قبول فرمائے۔ آپ نے دنیا سے اعراض کر کے اسے ذلیل اور آخرت کی طرف رجوع کر کے اسے معزز بنا دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ کی کمی ایک بڑا صدمہ اور آپ کا دنیا سے جانا ایک عظیم حادثہ ہے۔ آپ کی جگہ ہدایت کے لیے قرآن موجود ہے یہی ہمارے لیے صبر کی بڑی وجہ ہے۔ اس لیے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے آپ کی وفات کے صدمہ کا اجر صبر کے ذریعے حاصل کروں گی اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہوں گی۔ **فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ۔** آپ کی جدائی ہمارے لیے باعثِ مسرت نہیں نہ ہمیں اس پر تقدیر سے کوئی گلہ ہے۔''

(معجم ابی یعلی، باب الالف، الحدیث: ۸۲، ج ۱، ص ۸۹)

روزِ محشر مزارات منورہ سے باہر آنے کا حسین منظر

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل کتاب ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' صفحہ ۱۶ پر امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملّت الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن بیان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضور اقدس صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے داہنے (یعنی سیدھے) دست اقدس میں حضرت صدیق رَضِیَ اللهُ

تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ لیا اور بائیں (یعنی الٹے) دست مبارک میں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ لیا اور فرمایا: ''**ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ** یعنی ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائے جائیں گے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۸۹، ج۵، ص۳۷۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۲۱، ص۲۹۷)

محبوب ربِّ عرش ہے اس سبز قبے میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

راہِ خدا میں آنے والی مشکلات کا سامنا کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے رہبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یقیناً عاشقِ اکبر ہیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے عشق کا اظہار عمل و کردار سے کیا اور جب عشق کی راہ، پُرخار اور سخت دُشوار گزار ہوئی تب بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جذبۂ عشقِ شہنشاہِ ابرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سرشار رہے، خطیبِ اوّل کا شرف پاتے ہوئے دین اسلام کی خاطر شدید تکالیف برداشت کرنے کے باوجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ راہ خدا میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس مشکلات بھری حیات میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ ''نیکی کی دعوت'' کی راہوں میں خواہ کیسے ہی مصائب کا سامنا ہو مگر پیچھے ہٹنا تو کجا اس کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائے۔

جب آقا آخری وقت آئے میرا مرا سر ہو ترا بابِ کرم ہو
سدا کرتا رہوں سنّت کی خدمت مرا جذبہ کسی صورت نہ کم ہو

غمِ دنیا میں نہیں غمِ مصطفےٰ میں روئیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عشق و محبّت بھری مبارک زندگی سے ہمیں یہ بھی درس ملتا ہے کہ ہماری آہیں اور سسکیاں دُنیا کی خاطر نہ ہوں، محبّتِ دنیا میں آنسو نہ بہیں، دنیوی جاہ و حشمت (یعنی شان و

شوکت) کے لئے سینے میں کسک پیدا نہ ہو بلکہ ہمارے دل کی حسرت، حُبِ نبی ہو، آنسو یادِ مصطفٰے میں بہیں، دُنیا کے دیوانے نہیں بلکہ شمع رسالت کے پروانے بنیں، اُنہی کی پسند پر اپنی پسند قربان کریں اور یہی خواہش ہو کہ کاش! میرا مال، میری جان محبوب رحمن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آن پر قربان ہوجائے، اُن سے نسبت رکھنے والی ہر چیز دلعزیز ہو، جو خوش بخت ایسی زندگی گزارنے میں کامیاب ہوگیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے لئے دُنیا مسخر اور مخلوق کو اُس کے تابع کردے گا، آسمانوں میں اُس کے چرچے ہوں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ خدا و مصطفٰے کا محبوب بن جائے گا۔

وہ کہ اُس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی
وہ کہ اُس در سے پھرا اللہ اُس سے پھر گیا

لیکن افسوس! صد افسوس! آج کے مسلمانوں کی اکثریت شاہ ابرار، دو عالم کے مالِک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنا معیار بنانے کے بجائے اغیار کے شعار اور فیشن پر نثار ہو کر ذلیل و خوار ہوتی جارہی ہے۔

کون ہے تارِکِ آئینِ رسولِ مُختار
مصلحت، وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شِعارِ اَغیار
ہو گئی کس کی نِگہ طرزِ سلَف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں، رُوح میں اِحساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

یہ کیسا عشق اور کیسی محبت ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو لوگ اپنے والدین سے محبت کرتے ہیں وہ اُن کا دل نہیں دُکھاتے، جنہیں اپنے

بچے سے محبت ہوتی ہے وہ اُسے ناراض نہیں ہونے دیتے، کوئی بھی اپنے دوست کو غمزدہ دیکھنا گوارا نہیں کرتا کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اُسے رنجیدہ نہیں کیا جاتا مگر آہ! آج کے اکثر مسلمان جو کہ عشقِ رسول کے دعویدار ہیں مگر اُن کے کام محبوب ربُّ الانام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شاد کرنے والے نہیں، سنو! سنو! رسول ذی وقار، دو عالم کے تاجدار، شہنشاہ ابرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''**جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ** یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (المعجم الکبیر، زیادہ بن علاقۃ عن المغیرۃ، الحدیث: ۱۰۱۲، ج ۲۰، ص ۴۲۰)

وہ کیسے عاشق رسول ہیں جو کہ نماز سے جی چُرا کر، نماز جان بوجھ کر قضا کر کے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلب پر انوار کے لئے تکلیف و آزار کا سبب بنتے ہیں۔ یہ کون سی محبت اور کیسا عشق ہے کہ رسول رفیع الشان، مدینے کے سلطان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ماہِ رمضان کے روزوں کی تاکید فرمائیں مگر خود کو عاشقان رسول میں کھپانے والے اِس حکم والا سے رُوگردانی کر کے ناراضیٔ مصطفےٰ کا سبب بنیں، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز تراویح کی تاکید فرمائیں مگر سُست و غافل اُمتیوں سے نہ پڑھی جائے، پڑھیں بھی تو رسماً ماہِ رمضان کے ابتدائی چند دن اور پھر یہ سمجھ بیٹھیں کہ پورے رمضانُ المبارک کی نماز تراویح ادا ہوگئی۔ پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمائیں:

''مونچھیں خوب پست (یعنی چھوٹی) کرو اور داڑھیوں کو مُعافی دو (یعنی بڑھاؤ) یہودیوں کی سی صورت نہ بناؤ۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الکراھۃ، باب حلق الشارب، الحدیث: ۶۴۲۴، ج ۴، ص ۲۸)

مگر عشق رسول کے دعوے دار اور فیشن کے پرستار دشمنان سرکار جیسا چہرہ بنائیں، کیا یہی عشق رسول ہے؟

سرکار کا عاشق بھی کیا داڑھی مُنڈاتا ہے؟
کیوں عِشق کا چہرے سے اِظہار نہیں ہوتا؟

فکر مدینہ کیجئے! یہ کیسا **عشق** اور کیسی **محبت** ہے؟ کہ محبوب خوش خصال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں جیسی شکل وصورت و چال ڈھال اپنانے میں فخر محسوس کیا جائے!

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدُّن میں ہُنود

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محسن وکریم اور شفیق ورحیم آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم توہمیں ہمیشہ یاد فرماتے رہے، بلکہ دنیا میں تشریف لاتے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدہ کیا۔اس وقت ہونٹوں پر یہ دُعا جاری تھی:

''**رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ** یعنی پروردگار!میری اُمّت مجھے ہبہ کردے۔'' (فتاوی رضویہ، ج۳۰، ص۷۱۷)

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ اُمت پہ لاکھوں سلام

تاقیامت''اُمتی اُمتی''فرمائیں گے

مدارج النبوۃ ج۲،صفحہ ۴۴۲ پر ہے: حضرت سیدنا **قُثَم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ شخص تھے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قبر انور میں اُتارنے کے بعد سب سے آخر میں باہر آئے تھے، چُنانچہ ان کا بیان ہے کہ میں ہی آخری شخص ہوں جس نے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رُوئے منور،قبر اطہر میں دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ سلطانِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لبہائے مبارکہ جنبش فرما رہے تھے (یعنی مبارک ہونٹ ہل رہے تھے) میں نے اپنے کانوں کو پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَہن (یعنی منہ) مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے تھے: ''**رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ**'' (یعنی پروردگار!میری اُمّت میری اُمّت) نیز فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''جب میری وفات ہوجائے گی تو اپنی قبر میں ہمیشہ پکارتا رہوں گا: **یارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ** یعنی اے پروردگار! میری اُمّت میری اُمّت۔ یہاں تک کہ دوسرا صُور پھونکا جائے۔''

(کنز العمال، کتاب القیامة، الشفاعة، الحدیث: ۳۹۱۰۸، ج۷، الجزء: ۱۴، ص۱۷۸، مدارج النبوۃ، ج۲، ص۴۴۲)

میرے آقا اعلیٰ حضرت اپنے لئے ایمان کی حفاظت کی خیرات طلب کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

جنہیں مَرقد میں تا حشر اُمّتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

محدثِ اعظم پاکستان کا فرمان

مُحدِّثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد فرمایا کرتے تھے کہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو ساری عمر ہمیں **اُمَّتِی اُمَّتِی** کہہ کر یاد فرماتے رہے، قبرِ انور میں بھی **اُمَّتِی اُمَّتِی** فرما رہے ہیں اور حشر تک فرماتے رہیں گے یہاں تک کہ محشر کے روز بھی **اُمَّتِی اُمَّتِی** فرمائیں گے۔ حق یہ ہے کہ اگر صرف ایک بار بھی **اُمَّتِی** فرما دیتے اور ہم ساری زندگی "**یانبی یانبی، یارسول اللّٰہ یاحبیب اللّٰہ**" کہتے رہیں تب بھی اُس ایک بار **اُمَّتِی** کہنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

جن کے لب پر رہا "**اُمَّتِی اُمَّتِی**"
یاد اُن کی نہ بھول اے نیازی کبھی
وہ کہیں **اُمَّتِی** تُو بھی کہہ **یانَبِی**
میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لیے

روزِ قیامت فکرِ امت کا انداز

حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے، حُضور شاہ خیر الانام صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سونے کے منبروں پر جلوہ گر ہوں گے، میرا منبر خالی ہوگا کیوں کہ میں اپنے رب کے حضور خاموش کھڑا ہوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو **اللّٰہ** مجھے جنت میں جانے کا حکم فرما دے اور میری اُمّت میرے بعد پریشان پھرتی رہے۔ **اللّٰہ** تعالیٰ فرمائے گا: اے محبوب! تیری اُمّت کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جو تیری چاہت ہے۔ میں عرض کروں گا: **اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ حِسَابَھُمْ** یعنی اے **اللّٰہ**! ان کا حساب جلدی لے لے (کہ میں ان کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں) یہ مسلسل عرض کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے دوزخ میں جانے والے میرے اُمّتیوں کی فہرست دے دی جائے گی (جو جہنّم میں داخل ہو چکے ہوں گے ان کی شفاعت کر کے میں انہیں نکالتا جاؤں گا) یوں عذابِ الٰہی

کے لیے میری اُمّت کا کوئی فرد نہ بچے گا۔" (کنز العمال، کتاب القیامۃ، الشفاعۃ، الحدیث: ۳۹۱۱۱، ج۷، الجزء: ۱۴، ص ۱۷۸)

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

اے عاشقانِ رسول! اُمت کے غمخوار آقا کے قدموں پر نثار ہوجائیے اور زندگی ان کی غلامی بلکہ ان کے غلاموں کی غلامی اور دعوتِ اسلامی اور اس کے مدنی قافلوں کے اندر سفر میں گزار کر مرنے کے بعد ان کی شفاعت کے حق دار ہو جائیے اور اپنا منہ بروزِ قیامت نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دکھانے کے قابل بنا لیجئے یعنی یہود و نصاریٰ کی سی شکل و صورت بنانی چھوڑ دیجئے، اپنے چہرے پر ایک مٹھی داڑھی سجا لیجئے، انگریزی بالوں کے بجائے زلفیں رکھ لیجئے اور ننگے سر گھومنے کے بجائے سبز عمامہ شریف کے ذریعے اپنا سر "سرسبز" کرلیجئے۔ بس اپنے ظاہر و باطن پر مدنی رنگ چڑھا لیجئے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رسالت، مجدددین وملت، حامی سنّت، ماحیٔ بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ہمیں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

کاش! ہم پکے عاشقِ رسول بن جائیں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قدموں کی دُھول کے صدقے کاش! ہم بھی سچے اور پکے عاشقِ رسول

بن جائیں۔کاش! ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، لینا دینا، جینا مرنا میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّتوں کے مطابق ہوجائے۔اے کاش!

فَنا اِتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذاتِ عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اُس کو ترا دیدار ہو جائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے اندر عشقِ حقیقی کی شمع روشن کرنے کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوجایئے اور اپنے یہاں ہونے والے ہفتہ وار دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں شرکت فرماتے رہیے اور مَدَنی انعامات پر عمل کر کے فکرِ مدینہ کرتے ہوئے روزانہ مدنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّہ دار اسلامی بھائی کو جمع کرواتے رہیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بیڑا پار ہوگا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا بچہ بچہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام صحابہ کرام، اہل بیت عظام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم، اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی غلامی پر نازاں ہے، جب یہ غلامانِ مصطفےٰ اِخلاص کے ساتھ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کر کے نیکی کی دعوت دیتے ہیں تو بسا اُوقات کُفّار دامنِ اسلام میں آجاتے ہیں۔چنانچہ خانپور (پنجاب) کے ایک مُبلّغ دعوتِ اسلامی کا بیان ہے کہ بابُ المدینہ کراچی سے سنتوں کی تربیّت حاصل کرنے کیلئے تشریف لائے ہوئے مدنی قافلے کے ساتھ مجھے بھی علاقائی دورہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ایک درزی کی دکان کے باہر لوگوں کو اکٹھا کر کے ہم "نیکی کی دعوت" دے رہے تھے۔جب بیان خَتم ہوا تو اسی دوکان کے ایک ملازم نوجوان نے کہا: "میں عیسائی ہوں۔آپ حضرات کی نیکی کی دعوت نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔مہربانی فرما کر مجھے اسلام میں داخل کر لیجئے۔" اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ مسلمان ہوگیا۔

مقبول جہاں بھر میں ہو دعوتِ اسلامی
صَدقہ تجھے اے ربّ غفار مدینے کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ساتواں باب

تفسیر و احادیث

آپ سے منقول تفسیر قرآن و مروی مختلف احادیث مبارکہ

صدیق اکبر اور قرآن پاک کی تفسیر

بیانِ تفسیر میں خوف خداوندی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ جاں نثار صحابی ہیں جو سفر وحضر ہر جگہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ساتھ ہی رہے اور یقیناً قرآن پاک کا نزول آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے ہی ہوا اور کسی آیت کے نزول کے بعد **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اس کی تفسیر بیان کرنا بھی آپ سے پوشیدہ نہیں تھا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خوف خدا کا ایسا غلبہ تھا کہ کبھی بھی بغیر علم کے قرآن پاک کی کسی بھی آیت کا معنی بیان کرنے سے سخت گھبراتے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام ابوقاسم بغوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کسی آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کون سی زمین مجھے جگہ دے گی یا کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا جب میں **کتاب اللہ** کی تفسیر میں وہ کہوں جو **اللہ تعالٰی** کی منشاء کے خلاف ہو۔''

بغیر علم کے تفسیر کرنا

حضرت سیدنا ابوعبیدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **اللہ تعالٰی** کے اس فرمان: ﴿وَ فَاکِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾﴾ (پ۳۰، العبس: ۳۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور میوے اور دوب (گھاس)۔'' کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھالے گی اگر میں **کتاب اللہ** میں وہ شے کہوں جو میں نہیں جانتا۔''

لفظ ''کَلَالَة'' کی تفسیر

امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور دیگر افراد نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ''کَلَالَة'' کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں اس کا معنی بیان کرتا ہوں، اگر درست ہوا تو اللہ تعالٰی کی طرف سے ہوگا اور اگر اس میں خطا ہوئی تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کَلَالَة اس شخص کو کہتے ہیں جس کی اولاد اور باپ نہ ہو۔''

دو آیتوں کی تفسیر

امام ابونعیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''حلیہ'' میں حضرت سیدنا اسود بن ہلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے رفقاء سے ان دونوں آیتوں کی تفسیر پوچھی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ (پ۲۴، حم السجدۃ: ۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔'' ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ﴾ (پ۷، الانعام: ۸۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی۔''

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رفقاء نے عرض کیا: ''پہلی آیت مبارکہ کی تفسیر یہ ہے کہ پھر جب انہوں نے ثابت قدمی دکھائی اور گناہ نہ کیے۔ دوسری آیت مبارکہ کی تفسیر یہ ہے کہ اور اپنے ایمان کو غلطی میں خلط ملط نہ کیا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے ان دونوں کی تفسیر کو غیر محل پر محمول کردیا۔'' پھر دونوں آیات کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدمی دکھلائی یعنی اس کے غیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہ کیا۔''

ایک اور آیت کریمہ کی تفسیر

حضرت **عبد اللہ** بن جریر طبری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی تفسیر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس آیت: ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ﴾ (پ۱۱، یونس:۲۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔'' کی تفسیر یوں نقل فرمائی: ''**اللہ تعالٰی** کے جمال جہاں آراء کی زیارت کرنا۔''

(ماخوذ از تاریخ الخلفاء، ص ۷۴)

ہر عمل کا بدلہ دیا جائے گا

حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا: **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس آیت کریمہ کے بعد ہم کسی اجر کی امید رکھیں؟ جبکہ ہمیں اپنے ہر عمل کا بدلہ دیا جائے گا: ﴿لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَ لَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖۙ﴾ (پ۵، النساء: ۱۲۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔'' تو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری مغفرت فرمائے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم تنگدستی میں مبتلا نہیں ہوتے؟'' میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں؟'' فرمایا: ''یہی وہ جزاء ہے جو تمہیں دی جاتی ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر... الخ، الرقم: ۵۲۶۶، ج ۴، ص ۱۴۴)

یا الٰہی! رحم فرما، خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے، واسطہ صدیق اکبر کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر سے مروی احادیث

حضرت امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشادفرماتے ہیں کہ: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے (کم وبیش) **142** احادیث روایت کی ہیں۔ حضور نبیٔ اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات گرامی کی صحبت اور دائمی رفاقت کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قلت روایت کا سبب یہ ہے کہ اِشاعت حدیث، سماعت حدیث، تحصیل حدیث اور حفظ حدیث میں تابعین کے کمال ذوق وشوق سے قبل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انتقال فرماگئے۔'' (تهذيب الاسماء واللغات للنووى، النوع الثانى الكنى، باب ابى بكر، ج ٢، ص ٤٧٣)

سنت رسول کے جید عالم

حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قضیہ بیعت کے وقت صراحت سے (کھل کر) بیان فرمادیا تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ آیات جو انصار کرام کے حق میں نازل ہوئیں یا رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی شان وعظمت کے بارے میں جو ذکر فرمادیا تھا، انہیں تفصیل سے بیان کردیا ہے۔ حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ وضاحتی بیان اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سنت رسول کے جید عالم اور قرآن پاک کا وسیع علم رکھنے والے تھے۔ (تاريخ الخلفاء، ص ٦٦)

آپ سے روایت کرنے والے صحابہ وصحابیات

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے صحابہ کرام وتابعین عظام دونوں طبقات نے احادیث روایت کی ہیں، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وصحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے اسماء یہ ہیں:

(1)......حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(2)......حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم

(3)......حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(4)......حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(5)......حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(6)......حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(7)......حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(8)......حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(9)......حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(10)......حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(11)......حضرت سیدنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(12)......حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(13)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(14)......حضرت سیدنا عقبہ بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(15)......حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(16)......حضرت سیدنا زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(17)......حضرت سیدنا عبد اللہ بن مغفل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(18)......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(19)......حضرت سیدنا عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(20)......حضرت سیدنا ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(21)......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(22)......حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(23)......حضرت سیدنا ابو طفیل لیثی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(24)......حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(25)......حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

(26)......حضرت سیدتنا عائشہ بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(27)......حضرت سیدتنا اسماء بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

تابعین میں سے درج ذیل حضرات نے آپ سے احادیث روایت کیں:

(1)......حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیدنا اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔

(2)......حضرت سیدنا واسط بجلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔ وغیرہ وغیرہ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۶)

آپ سے مروی احادیث مبارکہ

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے 19 حروف کی نسبت سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی انیس احادیث مبارکہ:

(1) جنت میں داخل نہ ہوں گے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خِبٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا بَخِیلٌ** یعنی دھوکا دینے والا، احسان جتلانے والا، بخل کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوں گے۔''

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی النفقۃ علی الاھل، الحدیث: ۱۹۷۰، ج۵، ص۳۸۸)

(2) مومن کو نقصان پہنچانے والا

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهٖ** یعنی جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا اس سے فریب کیا وہ لعنتی ہے۔''

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، الحدیث: ۱۹۴۸، ج۳، ص۳۷۸)

(3) نمازِ صبح پڑھنے والا اللہ کے ذمہ کرم پر

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِي عَهْدِهٖ فَمَنْ قَتَلَهٗ طَلَبَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يَكُبَّهٗ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ** یعنی جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم میں ہوتا ہے۔ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کیے ہوئے وعدے ختم نہ کرو جو اس وعدے کو ختم کرلے گا تو **اللہ** اس سے مطالبہ کرے گا حتی کہ اسے آگ میں اوندھے منہ گرا دے گا۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب المسلمون فی ذمۃ اللہ، الحدیث: ۳۹۴۵، ج۴، ص۳۲۵)

(4) مسواک کی فضیلت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ** یعنی مسواک منہ کو پاک وصاف کرنے والی اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۶۲، ج۱، ص۳۳)

(5) دو رکعت نماز صلوۃ التوبہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ لَهٗ** یعنی جو شخص کوئی گناہ کر بیٹھے بعد ازاں اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں پڑھ لے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے گناہ کو معاف

فرمادیتا ہے۔'' (مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۲، ج ۱، ص ۱۶)

(6) بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِیلٌ وَلَا خَبٌّ وَلَا خَائِنٌ وَلَا سَیِّئُ الْمَلَکَةِ** یعنی بخیل، بدخواہ خائن اور اپنے ماتحت سے برائی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(شعب الایمان، باب فی الجود والسخاء، الحدیث: ۱۰۸۶۲، ج ۷، ص ۴۳۱)

(7) جمعہ کی فضیلت

ایک اعرابی میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا ہے: ''**اَلْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ کَفَّارَاتٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِر** یعنی ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور پانچوں نمازیں ان کے مابین تمام صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے بعد یہ فرمایا: ''**اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ کَفَّارَةٌ وَ الْمَشْیُ اِلَی الْجُمُعَةِ کُلُّ قَدَمٍ مِنْهَا کَعَمَلِ عِشْرِیْنَ سَنَةٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ اُجِیْزَ بِعَمَلِ مِائَتَیْ سَنَةٍ** یعنی جمعے کے دن غسل کرنا بھی کفارہ ہے اور جمعہ کے لیے چلنے والے کو ہر قدم پر بیس سال کے اعمال صالحہ کے برابر ثواب ملتا ہے اور جب وہ جمعہ پڑھ کر فارغ ہو جاتا ہے تو اسے دو سو سال کے اعمال کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی الصلوات، فضل الجمعة، الحدیث: ۳۰۲۰، ج ۳، ص ۱۰۷)

(8) صبح وشام کا وظیفہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے ایسے کلمات سکھایئے جنہیں میں صبح وشام اور سوتے وقت پڑھوں۔'' تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! یہ پڑھا کرو: **اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَوْ قَالَ اللّٰھُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَ مَلِیکَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِی وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہٖ** یعنی اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے چھپے اور ظاہر کے جاننے والے یا یہ فرمایا کہ اے چھپے اور ظاہر کے جاننے والے اور آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، اے ہر شے کے رب اور اس کے مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نفس و شیطان کے شر اور شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۵۱، ج ۱، ص ۳۱)

(9) شیطان کی ہلاکت والے کلمات

حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**عَلَیْکُمْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَار فَاَکْثِرُوْا مِنْھُمَا فَاِنَّ اِبْلِیْسَ قَالَ: اَھْلَکْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوْبِ فَاَھْلَکُوْنِیْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَار فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ اَھْلَکْتُھُمْ بِالْاَھْوَاءِ وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ** یعنی تم پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار لازم ہے ان دونوں کی کثرت کیا کرو کیونکہ شیطان نے کہا ہے کہ میں لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کر کے ہلاک کرتا ہوں وہ لوگ مجھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار کے ذریعے ہلاک کرتے ہیں۔ لہٰذا جب میں نے یہ دیکھا تو انہیں خواہشات میں ڈال دیا اور وہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ گمان کرتے ہیں۔'' (مسند ابی یعلی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۳۱، ج ۱، ص ۷۷)

(10) اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا اَوْ رَدَّ عَلَیَّ شَیْئًا اَمَرْتُ بِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ** یعنی جس نے میری طرف دانستہ جھوٹ کی نسبت کی یا میرا حکم نہ مانا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔'' (المعجم الاوسط، من اسمہ ابراھیم، الحدیث: ۲۸۳۸، ج ۲، ص ۱۴۹)

(11) زبان کی تیزی کی شکایت

ایک بار حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''اے خلیفہ رسول اللّٰہ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِي الْمَوَارِدُ یہی زبان ہے جس نے مجھے آزمائشوں میں ڈال رکھا ہے، محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ اِلَّا وَهُوَ يَشْكُوْ ذَرْبَ اللِّسَانِ یعنی جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

(مسند ابی یعلی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۵، ج ۱، ص ۲۴)

(12) برائی کو دیکھ کر نہ روکنا

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم لوگ یہ آیت مبارکہ تو پڑھتے ہو لیکن اس کی حقیقی مراد نہیں سمجھتے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (پ ۷، المائدۃ: ۱۰۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرُوْهُ يُوْشِكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ یعنی بے شک لوگ جب کسی برائی کو دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان سب پر اپنا عذاب نازل فرمائے۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۵۳، ج ۱، ص ۳۱)

(13) راہِ خدا میں غبار آلود قدم

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُمَا اللّٰهُ عَلَى النَّارِ یعنی جس کے قدم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں غبار آلود ہوں تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔

(مسند البزار، مما روی عن ابن عمر، الحدیث: ۲۲، ج ۱، ص ۷۷)

(14) جھوٹ سے بچو

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلْإِيمَانِ یعنی اے لوگو! جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کو دور کر دیتا ہے۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۶، ج ۱، ص ۲۲)

(15) مصیبت زدہ عورت کو تسلی دینا

حضرت سیدنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے پروردگار سے عرض کی: ''اس شخص کی کیا جزا ہے جو ایسی عورت سے تعزیت کرے جس کا بچہ فوت ہو گیا ہو؟'' ارشاد فرمایا: ''أُظِلُّهُ فِي ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّيْ یعنی میں اُسے قیامت کے دن اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا جب میرے سایۂ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔''

(کنز العمال، کتاب الموت، الفصل الرابع فی التعزیة، الحدیث: ۴۲۶۰۲، ج ۸، الجزء: ۱۵، ص ۲۷۷)

(16) راہ خدا میں ننگے پاؤں چلنا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ گزرا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس جنازے میں شرکت کے لیے کھڑے ہو گئے، ہم سب بھی آپ کی اتباع میں کھڑے ہو گئے، پھر ہم سب نے نماز ادا کی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز کے بعد اپنے چپل اتار دیے۔ ہم نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! جب سب لوگوں نے اپنی چپلیں پہن لیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس وقت اپنی چپلیں اتار دیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''مَنْ مَشٰى حَافِيًا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ لَمْ يَسْأَلْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا افْتَرَضَ عَلَيْهِ یعنی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ننگے پاؤں چلے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے روز اس سے اس کے فرض کے متعلق کچھ دریافت نہ فرمائے گا۔''

(المعجم الاوسط، من اسمہ محمد، الحدیث: ۶۱۸۷، ج ۴، ص ۳۴۳)

(17) حدیث لکھنے کی فضیلت

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ کَتَبَ عَنِّيْ عِلْماً اَوْ حَدِيْثاً لَمْ يَزَلْ يُكْتَبُ لَهُ الْاَجْرُ مَابَقِيَ ذٰلِکَ الْعِلْمُ وَ الْحَدِيْثُ** یعنی جو میری طرف سے کوئی علم کی بات یا حدیث لکھے جب تک وہ علم یا حدیث باقی رہے گی اس وقت تک اس کے لیے اجر لکھا جاتا رہے گا۔''

(کنز العمال، کتاب العلم، الاکمال، الحدیث: ۲۸۹۴۷، ج۵، الجزء: ۱۰، ص۷۹)

(18) مسلمانوں پر نرمی کرنے والا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُظِلَّهُ اللّٰهُ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَجْعَلَهُ فِي ظِلِّهٖ فَلَا يَكُوْنَنَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ غَلِيْظًا، وَلْيَكُنْ بِهِمْ رَحِيْمًا** یعنی جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کی گرمی سے بچائے اور اسے اپنے سایہ کرم میں جگہ نصیب فرمائے تو وہ مسلمانوں پر سختی کرنے والا نہیں بلکہ ان پر رحم کرنے والا بنے۔''(شعب الایمان، باب فی ان یحب الرجل لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ، فصل فی انظار المعسر والرفق بالمعسر، الحدیث: ۱۱۲۶۰، ج۷، ص۵۳۸)

(19) میری مخلوق پر رحم کرو

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''**اِنْ كُنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ رَحْمَتِيْ فَارْحَمُوْا خَلْقِيْ** یعنی اے میرے بندو! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم پر رحم کروں تو میری مخلوق پر رحم کرو۔''

(مکارم الاخلاق للطبرانی، باب فضل الرحمۃ ورقۃ القلب، الحدیث: ۲۱، ص۳۲۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آٹھواں باب

خصوصیاتِ صدیق اکبر

صدیق اکبر کی آٹھ خصوصیات کا تفصیلی بیان

صدیق اکبر کی خصوصیات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خصوصیات سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی شخص کی ذات میں اس طرح پائی جائیں کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے میں نہ پائی جائیں۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چند خصوصیات پیش خدمت ہیں:

پہلی خصوصیت، نام صدیق

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے صرف آپ کا نام صدیق رکھا، آپ کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہ رکھا۔

دوسری خصوصیت، رفیق ہجرت

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ جب کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مکی کریم رؤف رّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رفیق ہجرت تھے۔

تیسری خصوصیت، یار غار

اسی ہجرت کے موقع پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہوئی کہ صرف آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یارِ غار رہے۔

چوتھی خصوصیت، مؤمنین کی موجودگی میں امامت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تمام مؤمنین کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ کسی صحابی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی۔

پانچویں خصوصیت، جبریل امین کی گفتگو سنتے

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر اوقات حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کی حضور نبیٔ کریم رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور سرگوشی سنا کرتے تھے لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا نہیں کرتے تھے۔

چھٹی خصوصیت، وزیر خاص

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس طرح وزیر خاص ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام اُمور میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ثانیٔ اسلام، ثانیٔ غار، غزوہ بدر کے دن ثانیٔ عریش (بغرض حفاظت تیار کی گئی جگہ) اور مزار پر انوار میں ثانیٔ قبر ہیں، حضور اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر کسی کو فوقیت اور فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۶)

ساتویں خصوصیت، آپ کی تعریف وتوصیف

حضور نبیٔ اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جتنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدح وتوصیف بیان فرمائی کسی اور صحابی کی نہیں کی۔

آٹھویں خصوصیت، آپ کی رضا

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ پورا عالم رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا چاہتا ہے اور آپ وہ عظیم صحابی ہیں جن کی رضا خود رب عَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، فصل فی تفضیلھم، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۵۳، ج۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۲۸، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۷۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نواں باب



اولیاتِ صدیق اکبر

صدیق اکبر کی انیس اولیات کا تفصیلی بیان

اوّلیات صدیق اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَوّلیات سے مراد ایسے امور ہیں جو کسی کی ذات سے سب سے پہلے صادر ہوں۔

''صدیق اکبر عاشق اکبر ہیں'' کے 19 حروف کی نسبت سے آپ سے متعلقہ انیس اَوّلیات:

(1) سب سے پہلے دوست

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام سے قبل بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوست تھے اور قبول اسلام کے بعد سب سے پہلا دوست ہونے کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

(2) سب سے پہلے مصدق

سب سے پہلے جس شخص نے سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کی یعنی آپ کو سچا ہی سمجھا وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (مصنف عبد الرزاق، کتاب المغازی، باب ماجاء فی حضر زمزم، ج ۵، ص ۲۲۲)

(3) سب سے پہلے مسلمان

سب سے پہلے بالغ مردوں میں اسلام قبول کرنے والے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۷۵۵، ج ۵، ص ۴۱۱)

(4) سب سے پہلے اظہار اسلام کرنے والے

اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کا اظہار کیا اور اس کو اعلانیہ سب کے سامنے بیان کیا جس کے سبب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت تکالیف بھی دی گئیں۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

(5) سب سے پہلے جامع قرآن

قرآن پاک کو سب سے پہلے جمع کرنے کا اعزاز بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو حاصل ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب فضائل القرآن، اول من جمع القرآن، الحدیث: ۱، ج ۷، ص ۱۹۶)

(6) سب سے پہلے مسمّٰی قرآن

قرآن پاک کو جمع کرکے سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی اس کو ''مُصْحَف'' کا نام دیا۔[1]

(الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۷۲، تاریخ الخلفاء، ص ۵۹)

(7) سب سے پہلے خلیفہ

اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ راشد بنائے جانے کا اعزاز بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو حاصل ہے۔

(8) سب سے پہلے خلیفہ پکارا گیا

حضرت سیدنا ابوبکر بن ابی ملیکہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یوں پکارا: ''یَا خَلِیْفَةَ اللّٰه! یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیفہ'' ارشاد فرمایا: ''میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوں اور اسی پہ راضی ہوں۔''

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۵۹، ج ۱، ص ۳۳)

(9) سب سے پہلے نفقہ کی تقرری

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رعایا نے خلافت کے معاملات میں مصروفیت کے سبب آپ کا نفقہ مقرر کیا۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۷۲، تاریخ الخلفاء، ص ۵۹)

(10) سب سے پہلے خطیب

جب آپ نے اپنے اسلام کو ظاہر فرمایا تو ایک خطبہ ارشاد فرمایا یوں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام کے سب سے پہلے خطیب بھی ہیں۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

---

(1)...... واضح رہے کہ یہ دو جلدوں کے مابین مصحف نہیں تھا بلکہ یہ وہ مختلف ومتفرق صحائف تھے جنہیں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختلف جگہوں اور مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے لے کر ایک جگہ جمع کروادیا تھا اور ان تمام کو آپ نے مصحف کا نام دیا۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب ''فیضان صدیق اکبر'' کا موضوع ''صدیق اکبر اور جمع قرآن'' ص 415 پر ملاحظہ کیجئے۔

(11) سب سے پہلے محافظ

ابتدائے اسلام میں سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشرکین مکہ کی طرف سے بہت تکالیف دی گئیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشرکین مکہ کے شر سے آپ کو بچایا یوں آپ کو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلے محافظ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ (نوادر الاصول للترمذی، الاصل الثانی عشر والمائتان، ج ۲، ص ۷۷۷)

(12) سب سے پہلے مقیم بیت المال

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نے بیت المال قائم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۰)

(13) سب سے پہلے عتیق لقب پانے والے

اسلام میں سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہی عتیق لقب عطا کیا گیا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۷۷)

(14) سب سے پہلے مبلغ اسلام

دو عالم کے مالک و مختار، مکّی مدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ فرمانے کا اعزاز بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو حاصل ہے کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا اور جس دن اسلام قبول فرمایا اسی دن اس کی تبلیغ بھی شروع فرما دی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۰، ص ۴۹)

(15) سب سے پہلے معین اسلام

جانی و مالی طور پر سب سے پہلے اسلام کی معاونت کرنے والے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں اسلام لاتے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چالیس ہزار درہم خرچ کر دیے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف العین، عبد اللہ بن ابی قحافۃ، ج ۱، ص ۹۴۳، تاریخ دمشق، ج ۳۰، ص ۶۶)

(16) سب سے پہلے امیر الحج

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے نبیِّ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حج کا امیر بنایا اور اسلام میں آپ ہی سب سے پہلے امیر الحج بنے ہیں۔

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۶۳)

(17) اپنے والد کی حیات ہی میں پہلے خلیفہ

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جو اپنے والد کی حیات ہی میں خلیفہ بنے اور خلافت کے امور کی باگ ڈور سنبھالی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۵، الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۷۲)

(18) حیات والد میں انتقال کرنے والے پہلے خلیفہ

اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کا انتقال ان کے والد کی حیات ہی میں ہوگیا۔ والد کی حیات ہی میں انتقال کرنے والے آپ پہلے خلیفہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۵)

(19) اسلام کی سب سے پہلی مسجد بنانے والے

کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو **اِبنِ دَغِنَہ** کے روکنے پر دوبارہ مکہ واپس تشریف لے آئے اور گھر میں عبادت کرنے لگے۔ بعد میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد قائم فرمائی اور اس میں عبادت وریاضت شروع فرمادی یہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر میں قائم فرمائی۔

(عمدۃ القاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر فی عھد النبی، الحدیث: ۲۲۹۷، ج ۸، ص ۶۶۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دسواں باب

افضلیتِ صدیق اکبر

آیات افضلیت، احادیث مبارکہ اور مختلف اقوال اسلاف

افضلیتِ صدیقِ اکبر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء و رسل بشر و رسل ملائکہ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا، ان کے بعد **عَشَرَۂ مُبَشَّرہ** کے بقیہ صحابہ کرام، ان کے بعد باقی اہل بدر، ان کے بعد باقی اہل اُحد، ان کے بعد باقی اہل بیعت رضوان، پھر تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔

صدیق، اولیں ہیں خلافت کے تاجدار
بعد ان کے عمر وعثمان وحیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شانِ سربلند
انبیاء کے بعد ان کا کوئی بھی ہمسر نہیں

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۶۷۶، ج۵، ص ۳۷۲)

مفتری کی سزا

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے کوئی دوسری بات کی تو وہ **مُفْتَرِی** یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی وہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا

ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، فضل الصدیق، الحدیث: ٣٥٦٢٢، ج٦، الجزء: ١٢، ص ٢٢٣، جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ١٠٥٨، ج١١، ص ٢١٩)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا اِصبغ بن نباتہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار کیا: ''اس امت میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟'' فرمایا: ''اس اُمت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر میں۔ (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) (الریاض النضرة، ج١، ص٥٧)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شمار کرتے ان کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، الحدیث: ٣٦٥٥، ج٢، ص ٥١٨، تاریخ مدینة دمشق، ج٣٠، ص ٣٤٦)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب میں بہت زیادہ میل جول رکھنے والے تھے اور ہماری تعداد بھی بہت زیادہ تھی اس وقت ہم مراتب صحابہ یوں بیان کیا کرتے تھے، اس امت میں نبیِّ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا

عمر فاروق اوران کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ افضل ہیں۔ پھر ہم خاموش ہو جاتے۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، جامع الخلفاء، الحدیث: ۳۶۷۱۷، ج۷، الجزء: ۱۳، ص ۱۰۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا محمد بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے والد گرامی یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے پوچھا: ''نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ابوبکر'' میں نے کہا: ''پھر کون؟'' فرمایا: ''عمر''۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے دوبارہ پوچھا کہ ''پھر کون؟'' تو شاید آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لے لیں گے، اس لیے میں نے فوراً کہا: ''حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سب سے افضل ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۶۷۱، ج۲، ص ۵۲۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا اصبغ بن نباتہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خدمت میں عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کیا: ''پھر کون؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کی: ''پھر کون؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کی: ''پھر کون؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں۔'' (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم)

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج۴۴، ص ۱۹۶)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے چل رہا تھا تو نبیوں کے سردار سرکار

والا تبار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابودرداء! تم اس کے آگے چل رہے ہوں جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے، نبیوں اور مرسلین کے بعد کسی پر نہ تو سورج طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا کہ وہ ابوبکر سے افضل ہو۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، بقیہ قولہ سر وابابکر ان یصلی، الرقم: ۱۳۵، ج ۱، ص ۱۵۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''نبی کے علاوہ تمام لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں۔''

(جمع الجوامع، الھمزۃ مع الباء، الحدیث: ۱۲۰، ج ۱، ص ۳۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۱۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام

ایک دن نبی اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر توجہ فرمائی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نظر نہ آئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام لے کر دو ۲ بار پکارا، پھر ارشاد فرمایا: ''بیشک روح القدس جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے تھوڑی دیر پہلے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکر صدیق ہیں۔''

(المعجم الاوسط، من اسمہ محمد، الحدیث: ۶۴۴۸، ج ۵، ص ۱۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ میں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''عائشہ'' میں نے کہا: ''مردوں میں؟'' فرمایا: ''ان کے والد'' یعنی ابوبکر صدیق۔ میں پوچھا: ''پھر کون؟'' ارشاد فرمایا: ''عمر بن خطاب۔'' (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم)

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا، الحدیث: ۳۶۶۲، ج ۲، ص ۵۱۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں:

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِي ثِقَةٍ فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلاَ

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلُهَا بَعْدَ النَّبِيِّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

ترجمہ: ''جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے، تو اپنے بھائی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کارناموں کو یاد کر جو نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ تقوی اور عدل والے اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔''

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، استنشادہ فی مدح الصدیق، الحدیث: ۴۴۷۰، ج ۴، ص ۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا ابوبکر بن عیاش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا: ''**وَاللّٰهِ مَا وَلَدَ لِآدَمَ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَفْضَلُ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ** یعنی انبیاء ومرسلین کے بعد حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔'' (فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، ومن فضائل عمر بن الخطاب من حدیث أبي بکر بن مالک۔۔۔الخ، الرقم: ۵۹۸، ج ۱، ص ۳۹۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی

حضرت امام ابن ہمام عمر بن محمود نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد افضل البشر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم ہیں۔'' (شرح العقائد النسفیۃ، ص ۳۱۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام لوگوں سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی ابن ابی طالب رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔'' (شرح الفقه الاكبر، ص ۲۱)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت اِمام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وتابعین عظام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام امت سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔''

(فتح الباری، كتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بكر بعد النبی، ج۸، ص۱۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ''انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟'' فرمایا: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔''

(الصواعق المحرقة، الباب الثالث، ص۵۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام طحاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام ابو جعفر طحاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''ہم **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت ثابت کرتے ہیں بایں طور کہ آپ کو تمام اُمت پر افضلیت وسبقت حاصل ہے، پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے خلافت ثابت کرتے ہیں۔''

(شرح العقيدة الطحاوية، ص ۴۷۱)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام ابوبکر باقلانی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''اہل سنت و جماعت اَسلاف کا حق پہنچاتے ہیں وہ اسلاف جن کو **اللہ تعالی** نے اپنے حبیب کے لیے منتخب فرمایا تھا وہ ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اوران میں جو اختلافات واقع ہوئے ہیں خواہ چھوٹوں میں یا بڑوں میں اہلسنت و جماعت ان اختلافات سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے مقدم سمجھتے ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق کو، پھر حضرت سیدنا عثمان کو پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کو اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب خلفاء راشدین ومہدیین ہیں اور نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اہلسنت و جماعت ان تمام احادیث کی تصدیق کرتے ہیں اوران پر دلالت کرنے والی اور شان خلفاء میں واردشدہ احادیث کو جھٹلاتے نہیں ہیں جو حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہیں۔'' (کتاب التمھید، ص ۲۹۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان شیخ تقی الدین رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''**اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الْاُمَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَسَائِرِ اُمَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَصْحَابِھِم** یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام اُمت محمدیہ سے اور تمام انبیاء کی ساری امتوں اوران کے اصحاب سے افضل ہیں، کیونکہ آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اس طرح لازم تھے جس طرح سایہ جسم کو لازم ہوتا ہے حتی کہ میثاق انبیاء میں اور اسی لیے آپ نے سب سے پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کی۔'' (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان حافظ ابن عبد البر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''حضور نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بعد جن صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو

چھوڑا اُن میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اس بات پر علماء کرام کی جماعت کا اجماع ہے اور اہل علم کے ایک بہت بڑے گروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔ (التمهيد لمافي الموطامن المعاني والمسانيد، حديث الرابع عشر، ج ۸، ص ۵۵۳)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ عبدالشکور سالمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

اِمامُ المتکلمین علامہ ابوشکور سالمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ انبیاء ورسل اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔“

(تمہید ابوشکور سالمی، ص ۳۶۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ”نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔“ (احياء العلوم، كتاب قواعد العقائد، الركن الرابع، الاصل السابع، ج ۱، ص ۱۵۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام کمال الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ”جان لو کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت سیدنا عمر، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔ اور اس پر احادیث سے بے شمار دلائل موجود ہیں جو مجموعی طور پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے

مقدم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت امام قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ تعالی** نے میرے صحابہ کو تمام جہانوں پر ماسوائے انبیاء ومرسلین کے منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے چار کو میرے لیے چن لیا ہے وہ چار ابوبکر، عمر، عثمان، علی ہیں اور ان کو **اللہ تعالی** نے میرا بہترین ساتھی بنایا اور میرے تمام صحابہ میں خیر ہے۔'' (الشفابتعریف حقوق المصطفی، ج ۲، ص ۵۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان غوث اعظم رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی غوث الاعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ''عشرہ مبشرہ میں سے **افضل** ترین چاروں خلفاء راشدین ہیں اور ان میں سب سے **افضل** حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اور پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور ان چاروں کے لیے نبی کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے **خلافت ثابت** ہے۔'' (الغنیۃ، العقائد والفرق الاسلامیۃ، ج ۱، ص ۱۵۷، ۱۵۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان حافظ ابن عساکر رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ تھے **اللہ تعالی** نے ان کے ذریعے دین کو غلبہ دیا اور انہیں مرتدین پر غالب کیا اور مسلمانوں نے ان کو خلافت میں اسی طرح مقدم کیا ہے جس طرح کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو غار میں مقدم کیا پھر امام برحق حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ تعالی** آپ کے چہرہ کو رونق بخشے

آپ کے قاتلین نے ظلم وتعدی سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا پھر حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد یہ ائمہ ہیں۔''

(تبیین کذب المفتری، باب ما وصف من مجانبتہ لأھل البدع، ص ۱۶۰)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام شرف الدین نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔'' (شرح صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، ج۸، الجزء: ۱۵، ص۱۴۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام محمد بن حسین بغوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم انبیاء ومرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں اور پھر ان چاروں میں افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب سے ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پہلے خلیفہ ہیں لہٰذا وہ سب سے افضل ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، ان کے بعد حضرت سیدنا علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم افضل ہیں۔''

(شرح السنۃ للبغوی، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج۱، ص۱۸۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''**اِنَّ الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ بَیْنَ اَھْلِ السُّنَّۃِ اَنَّ تَرْتِیْبَھُمْ فِی الْفَضْلِ کَتَرْتِیْبِھِمْ فِی الْخِلَافَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن** یعنی اہل سنت وجماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ خلفاء راشدین میں فضیلت اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت ہے۔'' (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے افضل ہیں کہ وہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم)

(فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب لو کنت متخذا خلیلا، تحت الحدیث: ۳۶۷۸، ج۷، ص۲۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡه

فرماتے ہیں: ''اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ ہیں، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم ہیں۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۳۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام عبد الوہاب شعرانی رَحۡمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡه

فرماتے ہیں: ''انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اُمت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ ہیں۔'' (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام فخر الدین رازی رَحۡمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡه

فرماتے ہیں: ''یہ آیت مبارکہ ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ﴾ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی امامت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ ان دونوں آیتوں کا معنی ہے کہ ''اے اللہ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا کہ جن پر تیرا انعام ہوا۔'' اور دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا: ﴿اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ﴾ (پ۵، النساء: ۶۹) یعنی اللہ نے نبیوں اور صدیقین پر انعام فرمایا۔ اور اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ صدیقین کے امام اور ان کے سردار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ ہی ہیں۔ تو اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وہ ہدایت طلب کریں جس پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اور تمام صدیقین تھے، کیونکہ اگر وہ ظالم ہوتے تو ان کی اقتداء جائز ہی نہ ہوتی لہٰذا ثابت ہوا کہ سورۃ الفاتحہ کی یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔''

(التفسیر الکبیر، الفاتحۃ: ۶، ۵، ج ۱، ص ۲۲۱)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام ابن حجر ہیتمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

علامہ ابن حجر ہیتمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''علماءِ اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس اُمت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(الصواعق المحرقۃ، الباب الثالث، ص۵۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان مجدد الف ثانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''خلفاءِ اربعہ کی افضلیت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے (یعنی امام برحق اور خلیفہ مطلق حضور خاتم النبیین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کے بعد حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُن کے بعد حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں) تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔''

(مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب۱۷، عقیدہ چہاردھم، ص۳۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے **اللہ** کے دین پر میرا مکمل اعتماد ہے کہ افضلیت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قطعی ہے اس لیے کہ نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بطریق نیابت امامت کا حکم دیا اور یہ بات دین سے معلوم ہے کہ جو اِمامت میں اولی ہے وہ افضل ہے حالانکہ وہاں حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے اور اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی۔ اس کے باوجود نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امامت کے لیے معین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ افضلیت صدیق اکبر نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم میں تھی یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ

اللهُ تَعَالٰی عَنْہ مصلی مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو آگے کیا تو نبی اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ابوبکر کے سوا کوئی اور امامت کرے **اللہ** اور سب مومن انکار کرتے ہیں۔''

(شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ قسطلانی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت علامہ احمد بن محمد بن ابوبکر بن عبد الملک قسطلانی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''**رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' (ارشاد الساری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عثمان بن عفان، تحت الحدیث: ۳۶۹۸، ج۸، ص ۲۱۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان میر سید عبد الواحد بلگرامی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کے بعد سیدنا عثمان ذو النورین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُن کے بعد سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْھُم ہیں۔'' (سبع سنابل، ص۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''خلفاء اربعہ کی افضلیت اُن کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق ہیں پھر سیدنا عمر فاروق پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔''

(تکمیل الایمان، ص ۱۰۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''اور **رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ

تَعَالٰی عَنْه ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم ہیں۔''

(تفہیمات الٰھیه، ج ۱، ص ۱۲۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ عبد العزیز پرہاروی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه

فرماتے ہیں: ''صوفیاء کرام کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ امت میں سیدنا ابوبکر صدیق پھر سیدنا عمر فاروق پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سب سے افضل ہیں۔'' (النبراس شرح شرح العقائد، ص ۴۹۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان پیر مہر علی شاہ گولڑوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه

فرماتے ہیں: '' آیت ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ الآیۃ (پ۲۶، الفتح: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''مُحَمَّد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔'' میں **اللہ تعالٰی** کی طرف سے خلفائے اربعہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ **وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ** سے خلیفۂ اول (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه مراد ہیں) **اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ** سے خلیفۂ ثانی (حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) **رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ** سے خلیفۂ ثالث (حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) اور **تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔۔۔اِلَخ** سے خلیفہ رابع (حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم) کے صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه، کفار پر شدت میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه، حلم وکرم میں حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه اور عبادت واخلاص میں حضرت سیدنا مولائے علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه خصوصی شان رکھتے تھے۔'' (مہر منیر، ص ۳۲۴، اللباب فی علوم الکتاب، الفتح: ۲۹، ج ۱۷، ص ۵۱۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان اعلی حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه

اعلی حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرات خلفاء اربعہ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، پھر ان

کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔" (فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۴۷۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان صدر الافاضل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: "اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہیں اُن کے بعد حضرت عمر اُن کے بعد حضرت عثمان اور اُن کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔" (سوانح کربلا، ص۳۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "بعد انبیاء و مرسلین، تمام مخلوقات الٰہی انس و جن و ملک (فرشتوں) سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔"

(بہار شریعت، ج۱، ص۲۴۱)

سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق کی افضلیت قطعی ہے

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "(حضرت سیدنا صدیق و عمر کی افضلیت پر) جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب ہے۔"

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ص۸۱)

جہاں نہایتیں و غایتیں ختم وہاں مقام صدیق شروع

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مراتب ولایت میں اور

خلق سے فنا اور حق میں بقاء کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع واعلی ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے **غیر اللہ** کا قصد کریں، لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے اور صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہوگئیں، اس لیے کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امام القوم سیدی محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام کے لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کمتر ہے اور ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان کوئی نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۶۸۳)

مسئلہ افضلیت باب عقائد سے ہے

اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: "بالجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف (ضعیف حدیثیں) سن سکیں بلکہ مواقف وشرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احاد صحاح (خبر واحد صحیح حدیثیں) بھی نامسموع۔" (فتاوی رضویہ، ج۵، ص۵۸۱)

صدیق اولین میں خلافت کے تاجدار
بعد ان کے عمر و عثمان وحیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شان سر بلند
انبیاء کے بعد ان کا کوئی ہمسر نہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر صوفیاء کی نظر میں

صوفی بننے کے لیے نقش صدیق کی اتباع

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''اگر کوئی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نقش قدم پر چلے کہ صفا صدیق کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل یہ ہے کہ دل اغیار سے منقطع ہو جائے اور اس کی فرع یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو جائے اور یہ دونوں صفتیں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہیں تو جو اس طریقے والے ہیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے امام ہیں۔'' (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص۸۰)

خوف و امید کی اعلیٰ مثال

حضرت سیدنا مطرف بن عبد اللہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر آسمان سے کوئی بہ آواز بلند صدا دے کہ جنت میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے فضل سے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا اور اگر آسمان سے یہ آواز آئے کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب اور عقاب کے سبب یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ بھی میں ہی نہ ہوں۔'' حضرت مطرف رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''بخدا! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور اس کی رحمت سے امید کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔'' (اللمع فی التصوف، ص۲۳۳)

صدیق اکبر جیسے بن جاؤ

حضرت سیدنا ابو العباس عطاء رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا: ﴿كُوْنُوْا

رَبّٰنِیّٖنَ﴾ (پ۳، اٰل عمران: ۷۹) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''اللہ والے ہوجاؤ۔'' کہ اس فرمان میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کن لوگوں جیسا ہونے کا حکم ارشاد فرما رہا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اس آیت میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ تم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے بن جاؤ، کیونکہ جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دنیا سے وصال ظاہری ہوا تو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شدت غم سے نڈھال تھے اور کچھ دیر کے لیے انہیں ایسا لگا جیسے اب دنیا سے اسلام کا نام ونشان ختم ہوجائے گا کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی صدمہ نہ تھا۔ ایسے کٹھن وقت میں صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ایسے تھے جنہوں نے نہایت ہی صبر وتحمل اور حوصلے سے کام لیتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو پایا اور باہر آکر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مجمع سے یہ خطاب فرمایا کہ: ''اگر تم لوگ اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوجا کرتے ہو تو سن لو کہ وہ وصال فرماگئے ہیں اور اگر تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو یقین رکھو کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہ آئے گی۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۵۴، ج۳، ص۱۵۸، عمدۃ القاری، ج۲۶، ص۳۶۷)

اس سے پتا چلا کہ ربانی یعنی اللہ والا وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے دل پر حوادثِ زمانہ کا کوئی اثر نہ ہوسکے یعنی اس کا دل اس کا اثر قبول نہ کرے خواہ پوری زمین اِدھر سے اُدھر ہی کیوں نہ ہوجائے۔ (اللمع فی التصوف، ص۲۳۴)

صوفیاء کی بولی بولنے والے پہلے شخص

حضرت سیدنا ابوبکر واسطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ: ''اس اُمت کی پہلی شخصیت جس نے اشارے میں صوفیاء کی بولی سے کام لیا وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ چنانچہ صوفیاء کرام نے اسی بولی سے ایسے ایسے لطائف اخذ کیے جس سے بڑے بڑے عقل مند حیرت زدہ ہوکر رہ گئے۔''

صوفیاء کی پہلی بولی صدیق اکبر نے بولی

حضرت شیخ ابونصر **عبد اللہ** بن علی سراج طوسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر واسطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان پر سب سے پہلے صوفیاء کی بولی ظاہر ہوئی تو یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راہ خدا میں مال پیش کرنے کی ترغیب دلائی تو مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسب استطاعت اپنا اپنا مال بارگاہ رسالت میں پیش کردیا اور اس وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر کا سارا سامان لاکر حضور نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کردیا تھا اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب پوچھا کہ: ''اے صدیق! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟'' اس پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صوفیاء کی وہ بولی بولتے ہوئے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! گھر والوں کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چھوڑ کر آیا ہوں۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص۳۸۰)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اس قول میں سب سے پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر فرمایا اور پھر ساتھ ہی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک لے دیا اور خدا کی قسم! عقیدۂ توحید رکھنے والوں کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انفرادیت بتانے کا اس سے بڑھ کر کوئی اور اشارہ ممکن ہی نہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی حیات طیبہ میں اور بھی ارشارات ملتے ہیں جن سے صوفیاء نے بہت لطیف مسائل نکالے ہیں۔ اہل تحقیق صوفیاء انہیں جانتے اور خوب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان صوفیاء کا ان اشارات سے تعلق بھی ہے اور انہوں نے ان کو اپنا بھی رکھا ہے۔

(اللمع فی التصوف، ص۲۳۴)

حیات صدیق اور اشارات صوفیاء

انہی اشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری پر جب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے دل لرز گئے اور انہیں آپ کے وصال اور دنیا سے پردہ فرمانے پر خدشہ محسوس ہوا کہ اسلام کہیں ختم ہی نہ ہو جائے تو اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا: ''اگر تم لوگ اپنے آقا حضرت **محمد مصطفےٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوجا کرتے ہو تو سن لو کہ وہ وصال فرما گئے ہیں اور اگر تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو یقین رکھو کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہ آئے گی۔'' اس میں نہایت باریک اشارہ یہ تھا کہ آپ توحید الٰہی پر ثابت قدم تھے اور یہی نہیں بلکہ آپ نے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بھی اس عقیدۂ توحید پر یقین مضبوط فرما دیا۔

صوفیاء کی بولی، دوسری مثال

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو صوفیاء کی بولی بولی انہیں بولیوں میں سے ایک بولی یہ بھی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہ الٰہی میں التجاء کرتے ہوئے عرض کی کہ: ''الٰہی! اگر آج یہ تیرے مٹھی بھر مخلص بندے شہید ہو گئے تو اس سرزمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ الٰہی! رحم فرما! کرم فرما! اور تو نے جس مدد کا وعدہ فرمایا تھا اسے پورا فرما۔'' تو اس وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے جنہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی تھی: ''یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بارگاہ الٰہی میں جو التجاء کر چکے وہ کافی ہے، اب بس کیجئے، اس سے زیادہ کچھ نہ کہیے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔'' **اللہ تعالی** نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد کا جو وعدہ فرمایا تھا اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: ﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ

الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ کُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ (پ۹، الانفال:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: ”جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔“

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الانفال، الحدیث: ۳۰۹۲، ج۵، ص۵۵)

اس آیت مبارکہ میں وعدۂ امداد الٰہی کی تصدیق تمام صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان میں سے صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ ہی نے کی تھی، دیگر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم اس وقت انتہائی پریشان ہو چکے تھے، وعدۂ امداد الٰہی کی اسی تصدیق قلبی سے آپ کے ایمان کی پختگی اور خصوصی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ (اللمع فی التصوف، ص۲۳۵)

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ نبی کریم رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ہر حالت اور کیفیت کے اعتبار سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے کامل واکمل تھے پھر کیا وجہ ہے کہ غزوۂ بدر کے دن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے قرار و بے چین تھے اور بارگاہ رب العٰلمین میں گریہ وزاری فرما رہے تھے، جبکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ بالکل مطمئن اور پرسکون تھے بلکہ خود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حوصلہ دیتے نظر آرہے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مقابلے میں معرفت الٰہی کے علوم یقیناً زیادہ جانتے اور قوی ایمان کے مالک تھے۔ جبکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ تمام صحابہ کرام رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن میں سب سے زیادہ علم والے اور قوی ایمان کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ وعدہ الٰہی پر حقیقی ایمان کی وجہ سے ثابت قدم تھے لیکن حضور نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چونکہ **اللہ تعالٰی** کی معرفت کا زیادہ علم رکھتے تھے کہ وہ رب عَزَّوَجَلَّ جبار وقہار

ہے، وہ **غنی** یعنی بے پرواہ ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں، جب چاہے، جیسے چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے قرار تھے۔ کیونکہ آپ کو **اللّٰہ تعالٰی** کے بارے میں وہ علم تھا جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور کسی دوسرے صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب شدید آندھی آتی تو باوجودیکہ آندھیاں آتی ہی رہتی تھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ مبارکہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا حالانکہ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کئی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہوتے تھے اور کسی کو کوئی پریشانی نہ ہوتی۔ پھر حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے خود یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ: ”جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں اس کا علم نہیں، اگر تم جان جاتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور تم بلند پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور وہاں بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر روتے رہتے نیز تمہیں اپنے بستروں پر بھی کبھی چین نہ آتا۔“ (اللمع فی التصوف، ص ٢٣٦)

صدیق اکبر کے تین الہام

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے اور مخصوص بندوں کے دل میں بعض اوقات سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے اِسے الہام کہتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ واحد صحابی تھے جو دوسرے صحابہ کے مقابلے میں الہام وفراست کی خصوصیت رکھتے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ تین ٣ موقعوں پر الہام وفراست کا ظہور ہوا۔

(1) مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد بعض قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے یہ رائے دی کہ زکوٰۃ روکنے والے مرتدوں سے ابھی جنگ نہ کی

جائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے جنگ کرنے پر فوراً تیار ہوگئے اور مانعینِ زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ: ''اگر انہوں نے رسی کا ایک ٹکڑا بھی دینے سے انکار کیا جو وہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہدِ مبارک میں بطورِ زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو میں اُن سے تلوار کے ذریعے جہاد کروں گا۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے درست ثابت ہوئی اور صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے مخالفت میں مشورہ دینے کے باوجود آپ کی رائے کو درست تسلیم کیا اور آپ کی رائے پر اکٹھے ہوگئے کیونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ آپ ہی کی رائے صحیح ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۲، ج ۱، ص ۳۱، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۴۷)

(2) جیشِ اسامہ کی روانگی

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار کی سرکوبی کے لیے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل ایک لشکر حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں روانہ فرمایا تھا جو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتقال کے بعد راستے میں شش وپنج کا شکار ہوگیا تھا۔ جب تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کو واپس بلانے پر اصرار کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ: ''جس کام کا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پختہ ارادہ فرمالیا تھا میں اسے ہرگز تبدیل نہیں کروں گا۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۸، ص ۶۲، الطبقات الکبری، الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین، ج ۴، ص ۵۰)

(3) قبلِ وصال بیٹی کی خوشخبری

آپ کی فراست کا تیسرا موقع وہ تھا جب بوقتِ وصال آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''اے عائشہ! میرے انتقال کے بعد مال وراثت کو اپنے دو بھائیوں اور دونوں بہنوں سب میں برابر برابر تقسیم کر دینا۔'' حالانکہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو دو بھائیوں اور

صرف ایک بہن کا پتہ تھا۔سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں **بنت خارجہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی تھیں جو اس وقت حاملہ تھیں اوراس حمل کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ بچی ہوگی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے الہام اور فراست کامل کے مطابق ویسا ہی ہوا کہ بچی کی پیدائش ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق، فصل فی مرضہ الخ، ص ۶۳، شرح الزرقانی علی المؤطا، ج ۴، ص ۶۱)

اسی لیے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد نور بار ہے کہ: ''**اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ** یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحجر، الحدیث: ۳۱۳۸، ج ۵، ص ۸۸)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایسے اور بھی کمالات موجود ہیں جن کا تعلق اہل حقائق اور اہل دل سے ہے۔

صحابہ کے مابین امتیاز صدیق اکبر

۞......حضرت سیدنا بکر بن **عبد اللہ** مزنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں اس لحاظ سے امتیاز نہیں رکھتے تھے کہ وہ روزے کثرت سے رکھتے اورنوافل زیادہ پڑھتے تھے بلکہ یہ توان کے دل میں ایک خاص راز تھا جس کی وجہ سے وہ امتیاز رکھتے تھے۔''

۞......کسی صوفی کا اس امتیاز میں یہ قول ملتا ہے کہ: ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل میں محبت خداوندی موجزن تھی اورخلوص دل رکھتے تھے۔''

۞......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہوجاتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں سے فرماتے: ''اے لوگو وہ آگ بجھادو جسے تم نے جلا رکھا ہے۔'' (یعنی نماز کا وقت ہوتے ہی جو

کام جیسا ہے ویسا ہی چھوڑ دو۔) (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۸)

کھاتے ہی فوراً قے کر دی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ شبہ والا کھانا کھالیا تھا لیکن علم ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً قے کر دی۔ پھر فرمایا: ''اگر یہ کھانا نکالنے میں میری جان بھی نکل جاتی تو میں اسے نکال کر ہی دم لیتا کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میں نے سن رکھا ہے کہ جس پیٹ میں حرام کا کھانا چلا جائے تو اس سے آگ ہی بہتر رہے گی۔'' (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الجاھلیۃ، الحدیث: ۳۸۴۲، ج ۲، ص ۵۷۱، منھاج العابدین، الفصل الخامس فی البطن وحفظہ، ص ۸۸)

کاش میں ایک سبزہ ہوتا

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عذاب الٰہی اور یوم حساب کے ڈر سے فرمایا کرتے تھے: ''کاش میں سبزہ ہوتا اور چوپائے مجھے کھا جاتے بلکہ میں پیدا ہی نہ ہوتا تو بہتر تھا۔'' (جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۷۳، ج ۱۱، ص ۴۱، الطبقات الکبری، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۸)

صدیق اکبر اور تین آیتیں

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن کریم کی تین آیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا:

پہلی آیت

اللہ تعالٰی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ

بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (پ ۱۱، یونس: ۱۰۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور اگر تجھے **اللہ** کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کو رد کرنے والا کوئی نہیں اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''اس آیت سے مجھے پتہ چل گیا کہ اگر **اللہ تعالٰی** میرا بھلا کرنا چاہے تو اس کے سوا اس بھلائی کو کوئی نہیں روک سکے گا، لیکن اگر اس کے حکم میں میرے لیے تکلیف لکھی ہے تو اسے بھی اسی کے سوا کوئی نہیں ٹال سکے گا۔''

دوسری آیت

اللہ تعالٰی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ۠﴾ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب میں نے یہ آیت پڑھ لی تو میں نے **اللہ تعالٰی** کے سوا ہر چیز کی یاد کو ترک کر دیا اور اسی کا ذکر کرنے لگا۔''

تیسری آیت

اللہ تعالٰی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾ (پ ۱۲، ھود: ۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق **اللہ** کے ذمۂ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب سے میں نے یہ آیت پڑھ لی ہے تو خدا کی قسم! میں نے روزی کی فکر کرنا چھوڑ دی۔''

(اللمع فی التصوف، ص ۲۳۹)

دنیاداروں کی مذمت میں صدیق اکبر کے اشعار

کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دنیا داروں کی مذمت میں چند اشعار فرمائے جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

''اے دنیا اور اس کی زیب وزینت اپنا کر ناز کرنے والے! سن لے کہ مٹی ہی مٹی کی شان ہے تو اس میں عظمت کیسی؟ کوئی شریف آدمی دیکھنا چاہو تو ایسے بادشاہ کی طرف دیکھا کرو جو مسکین نما لباس پہنا کرتا ہے۔ یہی وہ شخص ہوگا جو لوگوں پر مہربان ہوگا اور دین و دنیا میں یہی اصلاح کر سکے گا۔'' (اللمع فی التصوف، ص ۲۴۰)

صدیق اکبر سب سے بہترین راہنما

حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے توحید کا مفہوم سمجھانے کے لیے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فرمان سب سے بہترین راہنما ہے کہ: ''ذاتِ الٰہی کتنی ستھری ہے جس نے اپنی پہچان کا صرف ایک ہی بہتر طریقہ بتلادیا ہے کہ اس کی پہچان سے عاجز ہو جاؤ۔'' (اللمع فی التصوف، ص ۲۴۰)

صدیق اکبر مرید صادق ہیں

حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''دوسروں پر فضیلت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دلالت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں مرید صادق کی طرح ہونا ہے جبکہ شیخ کی معیت میں اس کی فتوحات کامل ہو جائیں اور اسی وجہ سے آپ مستحق خلافت ہوئے۔ پس حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واصل بحق نہیں ہوئے حتی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر طرح سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی

طرف متوجہ ہوگئے اور آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مشاہدہ ایک عبد مخلص کی صورت میں کیا جسے اللہ تعالی کی معیت میں اگرکوئی حرکت یا سکون ہے تو صرف اسی کی اجازت سے۔

صدیق اکبر کی فضیلت کی بالفعل دلیل

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت کی بالفعل دلیل وہ ہے جو کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب مال طلب فرمایا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سارا مال لاکر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کردیا۔ جبکہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر کا آدھا مال پیش کردیا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص۳۸۰)

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں کے مال میں ان کے لیے کوئی حد مقرر نہ فرمائی بلکہ دونوں پر یہ امر مخفی رکھا تاکہ ہر ایک عزم کے مطابق کام کرے۔ اگر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ دونوں کے لیے کوئی حد مقرر فرمائی ہوتی تو یہ اس سے آگے نہ بڑھتے اور یوں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت بھی سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ظاہر نہ ہوتی۔ پس آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس امر کو مبہم رکھنے میں صرف یہی ارادہ فرمایا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ظاہر کرکے بیان کردی جائے۔

قول صدیق میں انتہائی ادب

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس قول میں کہ ''گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا

ہوں‘‘ انتہائی ادب ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **اللہ تعالٰی** کے ساتھ ملایا۔

اور اگر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اس کے مال سے کوئی چیز لوٹا دی تو آپ نے اسے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست کرم سے قبول کیا ہوتا کیونکہ آپ نے رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اہل خانہ کی کفایت کرتے چھوڑا ہے۔ تو سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے مال میں فیصلہ نہیں کیا مگر اس کی حیثیت سے جسے مال کے مالک نے اپنا نائب بنایا ہو۔ پس اے بھائی! غور کر کہ مراتب امور کے متعلق سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عرفان کس قدر مضبوط ہے اور اسی وجہ سے آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت پائی۔ حالانکہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خیال تھا کہ آج وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سبقت لے جائیں گے تو جب یہ نصف مال لانے کا واقعہ رونما ہوا تو سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہنے لگے کہ آج کے بعد میں سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر سبقت حاصل نہیں کر سکوں گا اور یہ مقام انہیں سونپ دیا۔ پھر رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ان کے مال میں سے کوئی چیز واپس نہ کی اور یہ اس لیے تاکہ محبت میں سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سچائی پر جو کہ آپ کے علم میں ہے حاضرین کو متنبہ فرما دیں۔ پس اگر آپ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ان کے مال میں سے کچھ واپس کر دیتے تو سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یہ احتمال راہ پا سکتا تھا کہ آپ کے دل میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نرمی کا خیال آیا۔ اور آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اسے بدلہ کے طور پر اس لیے پیش کر دیا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ سارے کا سارا مال دینے میں اس کا نفس ہر طرح سے کھلا ہوا نہیں ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ایسا واقعہ گزرا کہ وہ ایک دفعہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں اپنا سارا مال لے آئے تو آپ نے اسے واپس کر دیا اور اگر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے

متعلق علم رکھتے کہ وہ اپنے لیے آپ کے ہوتے ہوئے کوئی ملکیت نہیں دیکھتے جیسے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے تو اس پر آپ واپس نہ کرتے۔

استحقاق امامت کا عرفان

جان لے کہ ایک شخص کے لیے استحقاق امامت چند امور کے ساتھ پہچانا جاتا ہے ایک یہ کہ ایسی شخصیت ظاہر کر کے مقرر کرے جس کا قول قبول کرنا واجب ہو۔ جیسے نبی یا امام عادل۔ ایک یہ کہ مسلمان اس کی امامت پر اجماع کریں اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بالاجماع سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ظاہر کرنے پر امام ہوئے۔ پھر سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، آپ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نص کے ساتھ۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس جماعت کی نص کے ساتھ جن کے درمیان باہمی مشورہ سے امر متعین کیا گیا۔ بے شک آپ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ اور معتبر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی المرتضی کی امامت پر اجماع کیا۔ پس یہ چاروں خلفاء راشدین ہیں۔ (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۹ ملخصا)

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیقِ اکبر کا

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیقِ اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیقِ اکبر کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گیارہواں باب

کراماتِ صدیق اکبر



صدیق اکبر کی گیارہ کرامات کا تفصیلی بیان

صدیق اکبر کی کرامات

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۴۶ صفحات پر مشتمل، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا **عبد المصطفی اعظمی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی کتاب "**کرامات صحابہ**" صفحہ ۵۶ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چند کرامات بتصرف پیش خدمت ہیں:

کھانے میں عظیم برکت

(1) حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہ رسالت کے تین مہمانوں کو اپنے گھر لائے اور خود دو عالم کے مالِک و مختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور گفتگو میں مصروف رہے یہاں تک کہ رات کا کھانا آپ نے دستر خوان نبوت پر کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد مکان پر واپس تشریف لائے۔ان کی زوجہ نے عرض کیا کہ "آپ اپنے گھر پر مہمانوں کو بلا کر کہاں غائب رہے؟" حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ "کیا اب تک تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟" عرض کیا: "میں نے کھانا پیش کیا مگر ان لوگوں نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔" یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا عبدالرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا پھر آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور سب مہمانوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ان مہمانوں کا بیان ہے کہ "**جب ہم کھانے کے برتن میں سے لقمہ اٹھاتے تھے تو جتنا کھانا ہاتھ میں آتا تھا اس سے کہیں زیادہ کھانا برتن میں نیچے سے ابھر کر بڑھ جاتا تھا اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو کھانا بجائے کم ہونے کے برتن میں پہلے سے زیادہ ہو گیا۔**" حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے متعجب ہو کر اپنی زوجہ سے فرمایا کہ "یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زائد نظر آتا ہے؟" انہوں نے قسم کھا کر عرض کیا: "واقعی

یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا بڑھ گیا ہے۔'' پھر آپ اس کھانے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو ناگہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربار رسالت میں اترا جس میں بارہ ۱۲ قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دیگر سوار بھی تھے۔ ان سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سردار اور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہو گیا لیکن پھر بھی اس برتن میں کھانا ختم نہیں ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ۳۵۸۱، ج ۲، ص ۴۹۵ مختصرا، حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۱۱)

بیٹی پیدا ہونے کی بشارت

(2) حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے مرض وفات میں اپنی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''**میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔**'' یہ سن کر حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا کہ ''ابا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی **اسماء** ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ ''میری زوجہ **بنت خارجہ** جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔''

(تاریخ الخلفاء، ص ۶۳، حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۲۱۱، المؤطا لِلامامِ مالک، کتاب الاقضیۃ، باب ما لا یجوز من النحل، الحدیث: ۱۵۰۳، ج ۲، ص ۲۷۰)

واقعی لڑکی پیدا ہوئی

اِس حدیث پاک کے تحت حضرتِ سیدنا علامہ محمد بن عبدالباقی زُرقانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی تحریر فرماتے ہیں: ''چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ''**اُمِّ کُلثوم**'' رکھا گیا۔''

(شرح الزرقانی علی المؤطا، کتاب الاقضیۃ، باب ما لا یجوز من النحل، ج ۴، ص ۶۱)

دو کرامتوں کا ثبوت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیث کے بارے میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے تحریر فرمایا کہ ''اس حدیث سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں: **اوّل:** یہ کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قبلِ وفات یہ علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں دنیا سے رحلت کروں گا اس لئے بوقت وصیت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ فرمایا کہ ''میرا مال آج میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔'' **دوم:** یہ کہ حاملہ کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی، اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بلا شبہ و بالیقین پیغمبر کے جانشین امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔''

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۶۱۲)

صدیق اکبر کو علمِ غیب تھا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث مذکورہ بالا اور علامہ تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ **مَا فِی الْاَرْحَام** یعنی جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اس کا علم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حاصل ہو گیا تھا۔ لہٰذا یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن مجید کی سورۂ لقمان میں جو ''یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ'' **ترجمۂ کنز الایمان:** جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔ (پ ۲۱، لقمن: ۳۴) آیا ہے یعنی خدا کے سوا کوئی اس بات کو نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ **بغیر خدا کے بتائے ہوئے کوئی اپنی عقل وفہم سے نہیں جان سکتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن اللہ تعالٰی کے بتا دینے سے دوسروں کو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے۔** چنانچہ حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وحی کے ذریعے اور اولیائے امت کشف و کرامت کے طور پر **اللہ تعالٰی** کے بتا دینے سے یہ جان لیتے ہیں کہ ماں کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ مگر **اللہ تعالٰی** کا علم ذاتی، ازلی وابدی

اور قدیم ہے اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاء عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا علم عطائی ہے۔ **اللہ اکبر!** کہاں **اللہ تعالٰی** کا علم اور کہاں بندوں کا علم؟ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔ چنانچہ،

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی **نعیم الدین** مراد آبادی رَحمَۃُ اللّٰہ اپنی مشہور زمانہ تفسیر ''**خزائن العرفان**'' پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن آیت ۳۴ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: ''(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ) جس کو چاہے اپنے اولیا اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں خبردار کرے۔ اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیّت **اللہ تبارک و تعالٰی** کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد ہوا ''عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ'' غرض یہ کہ بغیر **اللہ تعالٰی** کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور **اللہ تعالٰی** اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ کہ علمِ غیب **اللہ تعالٰی** کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم **اللہ تعالٰی** کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے اور کہاں مرے گا ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کو حضرت یحیٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان جملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنٰی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر **اللہ تعالٰی** کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنٰی لینا کہ **اللہ تعالٰی** کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔''

اولیائے کرام کو بھی علم غیب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے شک اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے آئندہ ہونے والی

اولاد کا پتا دے سکتے ہیں۔ چنانچہ،

بیٹا پیدا ہونے کی بشارت

حضرتِ شاہ ولی اللہ محدّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرتِ شاہ عبدالرحیم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَرِیْم فرماتے ہیں: میں ایک بار حضرتِ سیدنا خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَافِی کے مزارِ پرانوار کی زیارت کے لئے گیا۔ اُن کی روحِ مبارک ظاہر ہوئی اور فرمایا: ''**تمہارے یہاں فرزند پیدا ہوگا اُس کا نام قطبُ الدین احمد رکھنا۔**'' چونکہ زوجہ بڑھاپے کو پہنچ گئی تھیں اس لئے میں نے خیال کیا شاید اِس ارشاد سے مُراد بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہوگا۔ حضرتِ سیدنا خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَافِی میرے اِس دِلی خیال پر فوراً مطلع ہوگئے اور فرمایا: ''میری یہ مُراد نہیں ہے بلکہ وہ فرزند تمہاری صُلب سے ہوگا۔'' شاہ ولیُّ اللہ صاحب مزید فرماتے ہیں: ''والد ماجد نے ایک مدت کے بعد دوسری خاتون سے عقد یعنی نکاح فرمایا تو یہ کاتِبُ الحروف فقیر ولیُّ اللہ پیدا ہوا۔ شروع میں یہ واقعہ یاد نہ رہا تو ولیُّ اللہ نام رکھ دیا اور کچھ عرصہ کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام (حضرتِ سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَافِی کے فرمان کے مطابق) قطبُ الدین احمد رکھا۔'' (انفاس العارفین، ص ۹۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِیْن کے مزاراتِ طیبات پر حاضری دینے اور اُن سے فیض لینے کا بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وفات یافتہ اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِیْن بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے دلوں کا حال جانتے اور آئندہ کی خبریں بھی ارشاد فرما دیتے ہیں جیسا کہ حضرتِ سیدنا خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَافِی نے حضرتِ شاہ عبدالرحیم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الکَرِیْم کو بیٹے کی ولادت کی بشارت عنایت فرمائی۔

یہیں پاتے ہیں سارے اپنا مطلب
ہر اک کے واسطے یہ در کُھلا ہے

میں ڈَر ڈَر کیوں پھروں ڈُر ڈُر سنوں کیوں
مِرے آقا! مِرا کیا سر پِھرا ہے!

(فیضانِ سنت، ج ۱، ص ۴۷۹)

صدیق اکبر کی کرامات کے کیا کہنے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کرامات کے کیا کہنے! عشاق تو آج چودہ سو سال بعد بھی فیضان صدیق اکبر سے فیضیاب ہو رہے ہیں، چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کرامات کے ضمن میں شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مشہور زمانہ کتاب **''فیضان سنت''** جلد اول، باب **فیضان بسم اللہ** ص ۴۵ سے ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے:

صدیق اکبر نے مَدَنی آپریشن فرمادیا

ایک عاشقِ رسول کا بیان اپنے انداز والفاظ میں پیش خدمت ہے: ہمارا مدنی قافلہ ''ناکہ کھارڑی'' (بلوچستان، پاکستان) میں سنتوں کی تربیت کے لئے حاضر ہوا تھا، مدنی قافلے کے ایک مسافر کے سر میں چار چھوٹی چھوٹی گانٹھیں ہوگئی تھیں جن کے سبب اُن کو آدھا سیسی (یعنی آدھے سر) کا درد ہوا کرتا تھا۔ جب درد اُٹھتا تو درد کی طرف والے چہرے کا حصّہ سیاہ پڑ جاتا اور وہ تکلیف کے سبب اِس قدر تڑپتے کہ دیکھا نہ جاتا۔ ایک رات اِسی طرح وہ درد سے تڑپنے لگے، ہم نے گولیاں کِھلا کر اُن کو سلا دیا۔ صبح اُٹھے تو ہشاش بشاش تھے۔ اُنہوں بتایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر کرم ہوگیا، میرے خواب میں سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بمع چار یار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کرم فرمایا۔ سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری جانب اِشارہ کرتے ہوئے حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اِس کا درد ختم کردو۔'' چُنانچہ یارِ غار و یارِ مزار سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میرا اِس طرح مَدَنی

آپریشن کیا کہ میرا سَر کھول دیا اور میرے دِماغ میں سے چار کالے دانے نکالے اور فرمایا: ''بیٹا! اب تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔'' واقعی وہ اسلامی بھائی بالکل تندرُست ہو چکے تھے۔ سفر سے واپسی پر اُنہوں نے دوبارہ ''چیک اَپ'' کروایا۔ ڈاکٹر نے حیران ہوکر کہا: ''بھائی کمال ہے! تمہارے دِماغ کے چاروں دانے غائب ہو چکے ہیں'' اس پر اُس نے رورو کر مدنی قافلے میں سفر کی برکت اور خواب کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر بہت مُتاثر ہوا۔ اُس اَسپتال کے ڈاکٹروں سمیت وہاں موجود ۱۲ افراد نے ۱۲ دن کے مدنی قافلے میں سفر کی نیتیں لکھوائیں اور بعض ڈاکٹروں نے اپنے چہرے پر ہاتھوں ہاتھ سرورِ کائنات فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی نشانی یعنی داڑھی مُبارک سجانے کی نیت کی۔

ہے نبی کی نظر قافِلے والوں پر
آؤ سارے چلیں قافِلے میں چلو
سیکھنے سُنتیں قافِلے میں چلو
لُوٹنے رَحمتیں قافِلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نگاہِ کرامت کی نوری فراست

(3) خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات طیبہ کے بعد جو قبائلِ عرب مرتد ہوکر اسلام سے پھر گئے تھے ان میں سے ایک قبیلہ کندہ بھی تھا۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس قبیلہ والوں سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدین اسلام نے اس قبیلہ کے سردار اعظم اشعث بن قیس کو گرفتار کرلیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کو دربارِ خلافت میں پیش کیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے آتے ہی **اشعث بن قیس** نے باآواز بلند اپنے جرمِ ارتداد کا اقرار کرلیا اور پھر فوراً ہی توبہ کر کے صدق دل سے اسلام قبول کرلیا۔ امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خوش ہو کر اس کا قصور معاف کر دیا اور اپنی بہن حضرت ''اُمّ فروہ'' رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے اس کا نکاح کر کے اس کو اپنی قسم قسم کی عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز کر دیا۔ تمام حاضرین دربار حیران رہ گئے کہ مرتدین کا سردار جس نے مرتد ہو کر امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بغاوت اور جنگ کی اور بہت سے مجاہدین اِسلام کا خونِ ناحق کیا۔ ایسے خونخوار باغی اور اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس قدر کیوں نوازا؟ لیکن جب حضرت سیدنا اشعث بن قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صادق الاسلام ہو کر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں جنگ قادسیہ اور قلعہ مدائن وجلولاء ونہاوند کی لڑائیوں میں انہوں نے سرفروشی وجانبازی کے جو حیرت ناک مناظر پیش کئے انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **نگاہ کرامت کی نوری فراست** نے حضرت سیدنا اشعث بن قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات میں چھپے ہوئے کمالات کے جن انمول جوہروں کو برسوں پہلے دیکھ لیا تھا وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے تھے۔ یقیناً یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

(ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۴۵)

اسی لئے مشہور صحابی حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عام طور پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو فراست کے بلند ترین مقام پر پہنچی ہوئی تھیں جن میں سے ایک امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں کہ ان کی نگاہِ کرامت کی نوری فراست نے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کمالات کو دیکھ لیا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے بعد خلافت کے لیے منتخب فرمایا جس کو تمام دنیا کے مؤرخین اور دانشوروں نے بہترین قرار دیا۔ (ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۲۱)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار

(4) امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں انتہائی کمزور مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کا نعرہ بلند کیا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آیا کہ پورا قلعہ مسمار ہوکر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہوگیا۔ بلا شبہ یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ (ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۴۸ تا ۱۴۹)

خون میں پیشاب کرنے والا

(5) ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ ''اے امیر المؤمنین! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔'' آپ نے انتہائی غیظ وغضب اور جلال میں تڑپ کر فرمایا کہ ''تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتا ہے لہٰذا اس گناہ سے توبہ کر اور خبردار! آئندہ ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسا مت کرنا۔'' وہ شخص اس اپنے چھپے ہوئے گناہ پر نادم وشرمندہ ہوکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تائب ہوگیا۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۸۳)

سلام سے دروازہ کھل گیا

(6) جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ حجرہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا کہ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ** یہ عرض کرتے ہی روضہ منورہ کا بند دروازہ

یک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبرِ انور سے یہ غیبی آواز سنی: اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو۔ (التفسیر الکبیر، الکھف: ۹-۱۲، ج۷، ص ۴۳۳)

کشفِ مستقبل

(7) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کے لئے ایک لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا اور اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دست مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھا اور حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ہاتھ میں یہ نشانِ اسلام دے کر انہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ ابھی یہ لشکر مقام ''جرف'' میں خیمہ زن تھا اور اسلامی فوج کا اجتماع ہو ہی رہا تھا کہ وصال کی خبر پھیل گئی اور یہ لشکر مقامِ ''جرف'' سے مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ وصال کے بعد ہی بہت سے قبائل عرب مرتد اور اسلام سے منہ موڑ کر کافر ہو گئے نیز مسیلمہ کذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائل عرب میں ارتداد کی آگ بھڑکا دی اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔ اس انتشار کے دور میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ ''جیش اسامہ'' یعنی اسلام کا وہ لشکر جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیر قیادت روانہ فرمایا اور وہ واپس آ گیا ہے دوبارہ اس کو جہاد کے لیے روانہ کیا جائے۔ حضرات صحابہ کرام بارگاہ خلافت کے اس اعلان سے بہت پریشان ہو گئے اور کسی طرح بھی یہ معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسی خطرناک صورتحال میں جبکہ بہت سے قبائل اسلام سے منہ موڑ کر مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جھوٹے مدعیان نبوت نے جزیرۃ العرب میں لوٹ مار اور بغاوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اتنی بڑی اسلامی فوج کا جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزما صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ موجود ہیں ملک سے باہر بھیج دینا اور مدینہ منورہ کو بالکل اسلامی فوج سے خالی چھوڑ کر خطرات مول لینا کسی طرح بھی عقل سلیم

کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی ایک منتخب جماعت جس کے ایک فرد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ہیں، بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ''اے جانشین پیغمبر! ایسے مخدوش اور پرخطر ماحول میں جبکہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف مرتدین نے شورش پھیلا رکھی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پر حملہ کے خطرات درپیش ہیں۔ آپ حضرت اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کو روانگی سے روک دیں تاکہ اس فوج کی مدد سے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے اور ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔'' یہ سن کر آپ نے جوش غضب میں تڑپ کر فرمایا کہ ''خدا کی قسم! مجھے پرندے اچک لے جائیں یہ مجھے گوارا ہے لیکن میں اس فوج کو روانگی سے روک دوں جس کو اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روانہ فرمایا تھا یہ ہرگز ہرگز کسی حال میں بھی میرے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور اس میں ایک دن کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا۔'' چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کر دیا۔ خدا کی شان کہ جب جوش جہاد میں بھرا ہوا اسلامی فوج کا یہ سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا تو اطراف و جوانب کے تمام قبائل میں شوکت اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہو جانے والے قبائل یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، مسلمانوں کا یہ دل بادل لشکر دیکھ کر خوف و دہشت سے لرزہ براندام ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفۂ وقت کے پاس بہت بڑی فوج پہلے سے موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؟ اس خیال کے آتے ہی وہ جنگجو قبائل جنہوں نے مرتد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا خوف و دہشت سے سہم کر اپنا پروگرام ختم کر دیا بلکہ بہت سے پھر تائب ہو کر آغوش اسلام میں آ گئے اور مدینہ منورہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا اور حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لشکر مقام ''اُبنیٰ'' میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروف پیکار ہو گیا اور وہاں بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہو گیا اور حضرت سیدنا اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور اب تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم انصار و مہاجرین پر یہ راز منکشف ہو گیا کہ حضرت

اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کو روانہ کرنا عین مصلحت کے مطابق تھا کیونکہ اس لشکر نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کر دیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کر دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۰۹، ۴۱۱ ملخصا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک عظیم کرامت ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات آپ پر قبل از وقت منکشف ہو گئے اور آپ نے اس فوج کشی کے مبارک اقدام کو اس وقت اپنی نگاہ کرامت سے نتیجہ خیز دیکھ لیا تھا جبکہ وہاں تک دوسرے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا وہم و گمان بھی نہ پہنچا۔ (کرامات صحابہ، ص ۲۶)

مدفن کے بارے میں غیبی آواز

(8) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو شہدائے کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے اور بعض حضرات چاہتے تھے کہ آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں بنائی جائے، لیکن میری دلی خواہش یہی تھی کہ آپ میرے اسی حجرہ میں سپرد خاک کئے جائیں جس میں سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر منور ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور خواب میں یہ آواز میں نے سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ **ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْب** (یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو) خواب سے بیدار ہو کر میں نے لوگوں سے اس آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ یہ آواز ہم لوگوں نے بھی سنی ہے اور مسجد نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اندر بہت سے لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی ہے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کی قبر اطہر روضہ منورہ کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلوئے اقدس میں مدفون ہو کر اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قرب خاص سے سرفراز ہو گئے۔ (شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد و دلایلی...الخ، ص ۲۰۰)

صدیق اکبر کا گستاخ بندر بن گیا

(9) حضرت امام مستغفری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ تین آدمی ایک ساتھ یمن جارہے تھے ہمارا ایک ساتھی جو کوفی تھا وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وحضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی شان میں بدزبانی کررہا تھا، ہم لوگ اس کو بار بار منع کرتے تھے مگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آتا تھا، جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اس کو نماز فجر کے لیے جگایا، تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی یہ خواب دیکھا ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا کہ: **''اے فاسق! خداوند تعالیٰ نے تجھ کو ذلیل وخوار فرمادیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہوجائے گا۔''** اس کے بعد فوراً ہی اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہوگئے اور تھوڑی ہی دیر میں اس کی صورت بالکل ہی بندر جیسی ہوگئی۔ ہم لوگوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پکڑ کر اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو چند بندر وہاں جمع تھے۔ جب اس نے بندروں کے غول کو دیکھا تو رسی تڑوا کر یہ اونٹ کے پالان سے کود پڑا اور بندروں کے غول میں شامل ہوگیا۔ ہم لوگ حیران ہو کر تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے تا کہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ بندروں کا غول اس کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے تو ہم نے یہ دیکھا کہ یہ بندروں کے پاس بیٹھا ہوا ہم لوگوں کی طرف بڑی حسرت سے دیکھتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ گھڑی بھر کے بعد جب سب بندر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے تو یہ بھی ان بندروں کے ساتھ چلا گیا۔ (شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ، ص ۲۰۳)

صدیق اکبر کا گستاخ خنزیر بن گیا

(10) اسی طرح حضرت امام مستغفری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نے ایک مرد صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرات سیدنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو برا بھلا کہا کرتا تھا ہر چند ہم لوگوں نے اس کو منع کیا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا،

تنگ آکر ہم لوگوں نے اس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہوکر سفر کرو۔ چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہوگیا جب ہم لوگ منزل مقصود پر پہنچ گئے اور کام پورا کرکے وطن کی واپسی کا قصد کیا تو اس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا، جب ہم نے اس سے کہا کہ ''کیا تم اور تمہارا مولیٰ ہمارے قافلے کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟'' یہ سن کر غلام نے کہا کہ ''میرے مولیٰ کا حال تو بہت ہی برا ہے، ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیجئے۔'' غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا وہ شخص اداس ہوکر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بہت بڑی افتاد پڑگئی۔ پھر اس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھوں کو نکال کر دکھایا تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہوگئے تھے۔ آخر ہم لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کرلیا لیکن دوران سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہوکر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا مجبوراً ہم لوگ اس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلائلی...الخ، ص ۲۰۲)

صدیق اکبر کا گستاخ کتا بن گیا

(11) ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جس نے نماز کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حق میں بددعا کی۔ جب دوسرے سال میں نے اسی مسجد میں نماز پڑھی تو نماز کے بعد امام نے حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حق میں بہترین دعا مانگی، میں نے نمازیوں سے پوچھا کہ تمہارے پرانے امام کا کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ: ''آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو دیکھ لیجئے۔'' میں جب ان لوگوں کے ساتھ ایک مکان میں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی کہ ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم وہی امام ہو جو حضرات شیخین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے لئے بددعا کیا کرتا تھا؟'' تو اس نے سر ہلا کر جواب دیا کہ ''ہاں۔''

(شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد و دلایلی...الخ، ۲۰۶)

اللہ اکبر! سبحان اللہ! کیا عظیم شان ہے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی! بالخصوص یارِ غار رسول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی۔ کسی مداح صحابہ نے کیا خوب کہا ہے:

بیچ میں شمع تھی اور چاروں طرف پروانے
ہر کوئی اس کے لئے جان جلانے والا
دعویٰ الفت احمد تو سبھی کرتے ہیں
کوئی نکلے تو ذرا رنج اٹھانے والا
کام الفت کے تھے وہ جن کو صحابہ نے کیا
کیا نہیں یاد تمہیں "غار" میں جانے والا

نصیحت کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آخر الذکر مذکورہ بالا تین روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی مقدس شان میں بدگوئی اور بدزبانی کا انجام کتنا خطرناک وعبرتناک ہے؟ ایسے لوگ جو شیخین کریمین کے بارے میں بدگوئی کرتے ہیں ایسوں کے لیے یہ روایات تازیانہ عبرت ہیں کہ وہ لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہلاکتوں اور بربادیوں کے سمندر میں طغیانی آئے اور عذاب الٰہی کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ان ظالموں کو بہا کر نیست ونابود کردے **اللہ** کریم ہم سب کو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وتمام **اللہ** والوں کی محبت میں ہی ایمان وعافیت کے ساتھ شہادت کی موت عطا فرمائے اوران تمام کی گستاخی اور گستاخوں کے شر سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آپ کے متعلق نازل ہونے والی آیات مبارکہ

''واہ کیا شان ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کی'' کے بتیس حروف کی نسبت سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق قرآن پاک کی ۳۲ آیات مبارکہ:

آیت (1)......تصدیق کرنے والے

﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۳۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔''

مفسر شہیر امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی مشہور تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''اس آیت مبارکہ میں ''**سچ لانے والے**'' سے مراد نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ ہے اور ''**تصدیق کرنے والے**'' سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات بابرکت ہے۔'' (التفسیر الکبیر، الزمر: ۳۳، ج ۹، ص ۴۵۲)

آیت (2)......یار غار

﴿ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ﴾ (پ ۱۰، التوبۃ: ۴۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک **اللّٰہ** ہمارے ساتھ ہے تو **اللّٰہ** نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔ اس آیت مبارکہ میں ''**ثَانِیَ اثْنَیْنِ**'' اور ''**لِصَاحِبِه**'' میں صاحب سے مراد بالاتفاق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات بابرکت ہے، اور حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''**سَکِیْنَتَه عَلَیْه**'' میں ''**عَلَیْه**'' کی ''ہ'' ضمیر سے مراد بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں کیونکہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبھی سکینہ

زائل ہی نہیں ہوا۔ جب کفار مکہ کے شر کی وجہ سے سرکار دوعالم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو راستے میں تین دن غارِ ثور میں قیام فرمایا، چونکہ کفار مکہ ان کے تعاقب میں تھے غار کے باہر جب صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفار کی موجودگی کو محسوس کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پریشان ہوگئے اس وقت نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔'' وہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یوں مدد فرمائی کہ کفار اندھے ہوگئے اور آپ دونوں کو نہ دیکھ سکے، اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ کافر جیسے ہی غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دیے ہوئے ہیں اور مکڑی نے جالا بنایا ہوا ہے۔ اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ دونوں کہیں اور تشریف لے گئے ہیں۔ (تفسیر البیضاوی، البراءۃ: ۴۰، ج۳، ص۱۴۲ ملخصا، تاریخ الخلفاء، ص۳۶)

آیت (3)...... بارگاہ رسالت کے مشیر

﴿فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَ شَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۵۹) ترجمۂ کنز الایمان: ''تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔''

سیدنا امام جلال الدین سیوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔'' (تفسیر الدر المنثور، آل عمران: ۹۵، ج۲، ص۳۵۹)

آیت (4)......خوف خدا

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (پ۲۷، الرحمن: ۴۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔'' (۱) حضرت عبد اللہ بن شوذب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔'' (۲) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک روز قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کاش! میں کوئی سبزہ ہوتا جسے چوپائے کھا جاتے۔ کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔'' پس یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر الدر المنثور، الرحمن: ۴۶، ج۷، ص۷۰۶)

آیت (5)......رضائے الٰہی کے طالب

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی ۝﴾ (پ۳۰، اللیل: ۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔''

صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ان آیات مبارکہ (سورۃ اللیل کی ایک تا دس) کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُمیّہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت صدیق اَتْقٰی (سب سے بڑے پرہیزگار) ہیں اور دوسرا اُمیّہ اَشْقٰی (بڑا بدبخت)۔ اُمیّہ بن خلف حضرت بلال کو جو اس کی مِلک میں تھے دِین سے منحرف کرنے (یعنی منہ پھیرنے) کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیکھا کہ اُمیّہ نے حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر ان کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں بھی کلمۂ ایمان ان کی زبان پر جاری ہے۔ آپ نے اُمیّہ سے فرمایا: ''اے بدنصیب! ایک خدا پرست پر یہ سختیاں۔'' اس نے کہا: ''آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو خرید لیجئے۔'' آپ نے گراں قیمت پر ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی اس میں بیان فرمایا گیا کہ تمہاری کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

کی کوشش اور اُمیہ کی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور اُمیہ حق کی دشمنی میں اندھا۔"

آیت (6)......سب سے بڑے پرہیزگار

﴿وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴾ (پ۳۰، اللیل:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: "اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔"

اس آیت میں "اَتْقٰی" (سب سے بڑا پرہیزگار) سے مراد سیدنا صدیق اکبر ہیں۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں: "مفسرین کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔"

(التفسیر الکبیر، اللیل:۱۷، ج۱۱، ص۱۸۷)

آیت (7)......وسیلۂ رسول اللہ

﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: "وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔"

صدر الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی "تفسیر خزائن العرفان" میں اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ جب آیت "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ" نازل ہوئی تو حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیازمندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت(8)......نیک ایمان والے

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَمَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ﴾(پ ۲۸، التحریم: ۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں ''صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْن'' (نیک ایمان والے) سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔ (تفسیر الدرالمنثور، التحریم: ۴، ج۸، ص ۲۲۳)

آیت(9)......رضائے الٰہی

﴿وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ یَرْضٰى ﴿۲۱﴾﴾

(پ۳۰، اللیل: ۱۹ تا ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔''

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفّار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور ظاہر فرمادیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فعل محض **اللہ تعالی** کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت (10)......آپس میں بھائی بھائی

﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ﴾ (پ۱۴، الحجر: ۴۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔''

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''یہ آیت مبارکہ بنو ہاشم، بنو تمیم، بنو عدی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں نازل ہوئی۔'' حضرت سیدنا ابوجعفر امام باقر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ حضرت سیدنا علی بن حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جو یہ بات منقول ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں نازل ہوئی درست ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ آیت انہیں کی بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی تو پھر کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟'' پوچھا گیا کہ اس میں تو ان کے کینے کا ذکر ہے حالانکہ ان کے دلوں میں تو ایک دوسرے کے لیے کوئی کینہ نہیں ہے؟ فرمایا: ''اس کینے سے مراد زمانہ جاہلیت والا کینہ ہے جو ان کے قبائل بنوعدی، بنو تمیم، بنو ہاشم میں پایا جاتا تھا جب یہ تمام لوگ اسلام لے آئے، تو کینہ ختم ہوگیا اور آپس میں شیر وشکر ہو گئے، نیز ان کے مابین اس قدر الفت ومحبت پیدا ہوگئی کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں درد ہوا تو حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اپنے ہاتھ کو گرم کرکے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو کو ٹکور کرنے لگے۔ رب تعالی کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔'' (تفسیر الدر المنثور، الحجر: ۴۷، ج۵، ص۸۴۔۸۵)

آیت (11)......دعائے صدیق

﴿وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًاؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًاؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةًۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ

اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾﴾ (پ ۲۶، الاحقاف: ۱۵، ۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح (نیکی) رکھ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنّت والوں میں سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا۔''

یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ کی عمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دو سال کم تھی، جب حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت اختیار کی، اس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر شریف بیس سال کی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالٰی سے یہ دعا کی۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۲۶)

آیت (12)......راہ خدا میں تکالیف

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (پ ۲۴، حم السجدۃ: ۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنّت پر جس کا تمہیں

وعدہ دیا جاتا تھا۔“

امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی ”تفسیر کبیر“ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے راہ خدا میں بہت تکلیفیں اٹھائیں لیکن دین اسلام پر صبر واستقامت کے ساتھ کاربند رہے۔ (التفسیر الکبیر، فصلت: ۳۰، ج ۹، ص ۵۶۰)

آیت (13)......اتباع کا حکم

﴿وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ﴾ (پ ۲۱، لقمن: ۱۵) ترجمۂ کنز الایمان: ”اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔“

مفسر قرآن علامہ محمود بن **عبد اللہ** حسینی آلوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس آیت مبارکہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ ”یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی۔“ حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اس آیت میں **مَنْ اَنَابَ** سے مراد صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اس لیے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان لائے تو چونکہ آپ نامی گرامی تاجر تھے اس وقت کے سیاسی حلقوں میں آپ کا بہت اثر ورسوخ تھا، نیز اس وقت کے مشہور وغیر مشہور چھوٹے بڑے تمام تاجروں میں آپ کی ایک امتیازی حیثیت تھی، اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان لانے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح بہت تیزی سے پھیل گئی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریبی تاجر دوست عبد الرحمن بن عوف، سعید بن زید، عثمان بن عفان، طلحہ بن **عبید اللہ**، زبیر بن عوام وغیرہ بہت حیران ہوئے اور اس حیرت انگیز خبر کی تصدیق کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بے یقینی کی کیفیت میں آپ سے پوچھنے لگے: ”اے ابوبکر! یہ ہم نے کیا سنا ہے آپ (حضرت) **محمد بن عبد اللہ** (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لے آئے ہیں؟“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں اپنے قبول اسلام کا واقعہ

سنا دیا۔ بس یہ سننا تھا کہ سبھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے، اس وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا اور حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خطاب فرمایا گیا کہ اے سعد! تمہاری سعادت مندی اسی میں ہے کہ اس شخصیت (یعنی صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی پیروی کرو۔ (روح المعانی، لقمٰن: ۱۵، الجزء: ۲۱، ص ۱۱۸)

آیت (14)...... فضیلت والے

﴿وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﳚ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

(پ ۱۸، النور: ۲۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور **اللہ** کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ **اللہ** تمہاری بخشش کرے اور **اللہ** بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازِل ہوئی، جب اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا پر **عبد اللہ** بن ابی وغیرہ منافقین نے تہمت لگائی تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہایت ہی مغموم ہوئے، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی بہت رنجیدہ ہوئیں، لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دکھی ہونے کا بہت افسوس تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھانجے حضرت سیدنا مسطح بن اثاثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُمّ المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ موافقت کی تھی اور چونکہ وہ بچپن سے ہی آپ کی پرورش میں تھے اور ان کا ہر چھوٹا بڑا خرچہ آپ برداشت کرتے تھے اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قسم کھائی کہ مسطح کے ساتھ پہلے جیسا سلوک نہ رکھیں گے اس پر یہ آیت نازِل ہوئی، جب یہ آیت سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پڑھی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''بے شک میری آرزو ہے کہ **اللہ** میری مغفرت کرے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی نہ روکوں گا۔'' چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرما دیا۔

اس آیت سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان ومرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ **اللہ تعالی** نے آپ کو **اُولُو الْفَضْل** (فضیلت والا) فرمایا۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۲۵۳، تفسیر الدرالمنثور، النور: ۲۲، ج ۲، ص ۱۶۲-۱۶۳)

آیت (15)......اوصاف حمیدہ

﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (پ ۲۳، الزمر: ۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔''

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ شیخین کریمین یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کے حق میں نازل ہوئی۔ (تفسیر الخازن، الزمر: ۹، ج ۴، ص ۵۰، تفسیر معالم التنزیل، الزمر: ۹، ج ۴، ص ۶۳)

آیت (16)......امان سے آنے والا

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَاؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾ (پ ۲۴، حم السجدہ: ۴۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں ہم سے چھپے نہیں تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا، یا جو قیامت میں امان سے آئے گا، جو جی میں آئے کرو بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں ''**قیامت میں امان سے آنے والا**'' سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه

ہیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر الدر المنثور، فصلت: ۴۰، ج۷، ص ۳۳۰)

آیت (17)......راہ خدا میں خرچ کرنے والا

﴿لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْاؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠﴾ (پ۲۷، الحدید: ۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں ”**فتح مکہ سے قبل خرچ کرنے والے**“ سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے درمیان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے، اور آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے، اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک ایسا عباء زیب تن فرمایا ہوا تھا جس میں ببول کے کانٹے بطور بٹن کے لگائے ہوئے تھے، اسی وقت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور عرض کیا: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے ایسی عباء زیب تن کر رکھی ہے جس کے گریبان پر (بٹنوں کے بجائے) ببول کے کانٹے لگائے ہوئے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! صدیق نے فتح مکہ سے قبل اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ یہ سن کر جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! رب عَزَّوَجَلَّ انہیں سلام ارشاد فرما رہا ہے اور یہ بھی ارشاد فرما رہا ہے کہ ابوبکر اپنی اس موجودہ حالت پر مجھ سے راضی ہیں یا ناراض؟ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو

سلام ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی پوچھا ہے کہ آپ اپنے موجودہ حال میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہیں یا ناراض؟'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر رقت طاری ہوگئی اور عرض کیا: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوسکتا ہوں؟ ہرگز نہیں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر، الحدید: ۱۰، ج۸، ص۴۸)

آیت (18)......غیرت ایمانی

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں **اللہ** اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے **اللہ** اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں **اللہ** نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں **اللہ** ان سے راضی اور وہ **اللہ** سے راضی یہ **اللہ** کی جماعت ہے سنتا ہے **اللہ** ہی کی جماعت کامیاب ہے۔''

یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی، حضرت سیدنا ابن جریج رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد حضرت سیدنا ابوقحافہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زمانۂ جاہلیت میں ایک بار سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جاگرے۔ بعد میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو سارا ماجرا سنایا تو آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا واقعی تم نے ایسا کیا؟'' عرض کیا: ''جی ہاں!'' فرمایا: ''آئندہ ایسا نہ کرنا۔'' عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں ان کا سرقلم کر دیتا۔'' اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(روح المعانی، المجادلۃ: ۲۲، الجزء: ۲۸، ص ۳۲۳)

آیت (19)......حکم الٰہی

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ (پ۵، النساء: ۳۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنادیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا انہیں اُن کا حصہ دو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔''

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کے بیٹے عبد الرحمن نے جب اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے قسم اٹھائی کہ اسے وراثت سے محروم کردیں گے۔ بعد میں وہ اسلام لے آئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کو (یہ آیت مبارکہ نازل کرکے) حکم دیا کہ اب انہیں ان کا حصہ دے دیں۔

(تفسیر الدر المنثور، النساء: ۳۳، ج ۲، ص ۵۱۱)

آیت (20)......اللہ کے پیارے

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىِٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (پ۶، المائدۃ: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا

مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم وحضرت سیدنا حسن وقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں جن لوگوں کے اوصاف بیان ہوئے وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه اور ان کے اصحاب ہیں جنھوں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے بعد مرتد ہونے اور زکوۃ سے منکر ہونے والوں سے جہاد کیا۔

(تفسیر الدر المنثور، المائدۃ: ۵۴، ج۳، ص ۱۰۲، تفسیر خزائن العرفان، ص ۲۲۶)

آیت (21)...... چالیس ہزار دینار صدقہ

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیگ (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔''

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے چالیس ہزار دینار اس طرح صدقہ کیے کہ دن میں دس ہزار، رات میں دس ہزار، چھپا کر دس ہزار اور اعلانیہ دس ہزار تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر روح المعانی، البقرۃ: ۲۷۴، ج۳، ص ۶۶، تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۶)

آیت (22)......علم والے

﴿اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ﴾ (پ ۲۲، فاطر: ۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بیشک اللہ بخشنے والا عزت والا۔''

علامہ محمود بن عبد اللہ حسینی آلوسی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی تفسیر روح المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اقوال کے مطابق یہ آیت کریمہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے بارے میں نازل ہوئی کہ آپ پر خشیت الٰہی

کا غلبہ تھا۔ (تفسیر روح المعانی، فاطر: ۲۸، الجزء: ۲۲، ص ۴۹۹)

آیت (23)......اہل بیت سے محبت

﴿ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾

(پ ۲۵، الشوری: ۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں بیشک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔''

یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اہل بیت سے بہت گہری محبت رکھتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی، الشوری: ۲۳، الجزء: ۲۵، ص ۴۷)

آیت (24)......نیکیوں کی قبولیت

﴿اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ﴾ (پ ۲۶، الاحقاف: ۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنّت والوں میں سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا۔''

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر الدر المنثور، الاحقاف: ۱۶، ج ۷، ص ۴۴۱)

آیت (25)......رب کی رحمت

﴿وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ

اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾(پ ۷، الانعام: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمۂ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت عطا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضی، بلال، سالم بن ابوعبیدہ، مصعب بن عمیر، حمزہ، جعفر، عثمان بن مظعون، عمار بن یاسر، ارقم بن ابوالارقم، ابوسلمہ بن عبدالاسد ان تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر الخازن، الانعام: ۵۴، ج ۲، ص ۲۰)

آیت (26)......ایمان والوں کا اجر

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾(پ ۱۵، الکھف: ۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔''

یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے بارے میں نازل ہوئی، ان چاروں کی موجودگی میں ایک اعرابی نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''اپنی قوم کو بتادو کہ یہ آیت مبارکہ ان چاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' (تفسیر المحرر الوجیز، الکھف: ۳۰، ج ۳، ص ۵۱۵)

آیت (27)......تواضع کرنے والے

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِؕ

﴿فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْاؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ﴾(پ۱۷، الحج: ۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنادو ان تواضع والوں کو۔''

یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان غنی وعلی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر المحرر الوجیز، الحج: ۳۴، ج۴، ص ۱۲۲)

آیت (28)......عقل والوں کو نصیحت

﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

(پ۱۳، ابراھیم: ۵۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لئے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس لئے کہ عقل والے نصیحت مانیں۔''

یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر النکت والعیون، ابراھیم: ۵۲، ج۲، ص ۳۳۹)

آیت (29)......آواز پست کرنے والے

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾(پ۲۶، الحجرات، ۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ﴾ الآیۃ۔ (پ۲۶، الحجرات: ۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو

اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اوران کے حضور بات چلّا کر نہ کہو۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط لازم کرلی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۴۸، تفسیر البحر المحیط، الحجرات: ۳، ۲، ج۸، ص ۱۰۶)

آیت (30)......اسلام کی دعوت

﴿قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَ لَا یَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ۪ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَاؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰىؕ وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (پ۷، الانعام: ۷۱) ترجمۂ کنزالایمان: "تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور الٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی اس کی طرح جسے شیطانوں نے زمین میں راہ بھلادی حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت، ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لئے گردن رکھ دیں جو رب ہے سارے جہان کا۔"

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کی زوجہ نے اپنے بیٹے کو اسلام کی دعوت دی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر النکت والعیون، الانعام: ۷۱، ج۱، ص ۴۱۷)

آیت (31)......ہمت والے کام

﴿وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَاۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۝ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ۝ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ

النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾﴾ (پ۲۵، الشوری: ۴۰تا۴۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں، مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔''

یہ چاروں آیات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

(تفسیر النکت والعیون، الشوری: ۴۰تا۴۳، ج۴، ص۷۴)

آیت (32)......اطمینان والی جان

﴿یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾﴾ (پ۳۰، الفجر: ۲۷تا۳۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنّت میں آ۔''

یہ آیات بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئیں، حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب آخری آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہ رسالت میں ہی موجود تھے آپ نے یہ آیت سنتے ہی عرض کیا: ''یا رسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کتنی پیاری بات ہے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب (موت کے وقت) یہ بات تمہیں کہی جائے گی۔''

(تفسیر النکت والعیون، الفجر: ۲۷تا۳۰، ج۴، ص۴۱۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بارہواں باب

احادیثِ فضائل

صدیق اکبر کی فضیلت پر کم وبیش ۲۰۰ احادیث مبارکہ

احادیث فضائل باب (1)

فضائل صدیق اکبر بزبان محبوب صدیق اکبر

بارگاہِ رسالت میں مقام ومرتبہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ساتھ کھڑے تھے اتنے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ فرمایا پھر گلے لگا کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے منہ کو چوم لیا اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوالحسن! میرے نزدیک ابوبکر کا وہی مقام ہے جو اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۸۵)

ستاروں کے مثل نیکیاں

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک بار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سر مبارک میری گود میں تھا اور رات روشن تھی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہوں گی؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جی ہاں! وہ عمر ہیں، جن کی نیکیاں ان ستاروں جتنی ہیں۔'' حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر میرے والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نیکیاں کس درجہ میں ہیں؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہیں۔''

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، الفصل الثالث، الحدیث: ۶۰۶۸، ج ۳، ص ۳۴۹)

اُمُّ المؤمنین اور عقیدۂ علم غیب مصطفٰے

حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''(جس وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سر اقدس سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَاکی گود میں تھا اس وقت) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی گود عرش معلٰی سے افضل ہوگئی ہوگی کہ وہ صاحب قرآن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحل بنی۔(اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے سوال سے معلوم ہورہا ہے کہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور زمین کے ہر کونہ اور تا قیامت اپنے ہر امتی کے ہر عمل کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں دن کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی، دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا عقیدہ۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ ہے حضور انور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا علم کہ نہ یہ فرمایا کہ جبریل امین (عَلَیْہِ السَّلَام) کو آنے دو پوچھ کر بتائیں گے، نہ یہ کہ قلم دوات کاغذ لاؤ ٹوٹل لگا کر کہیں گے، نہ یہ کہ ذرا مجھے سوچ کر حساب لگا لینے دو بلا تامل فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) وہ ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمانوں کے تاروں کے برابر ہیں، یہ ہے حضور کا علم غیب کلی۔'' (مرآۃ المناجیح، ج۸، ص ۳۹۱)

بارگاہ رسالت میں صدیق اکبر کی اہمیت

حضرت سیدنا عبد **اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جنگ اُحد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے) مقابلے کے لئے للکارا تو رسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اجازت عطا فرمائیں، میں ان کے اوّل دستے میں گھس جاؤں گا۔'' تو نبیٔ کریم رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! ابھی تو ہمیں تمہاری ذات سے بہت سے فائدے اٹھانے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نزدیک تمہاری حیثیت بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہے۔'' (روح البیان، المجادلۃ: ۲۲، ج ۹، ص ۴۱۳، روح المعانی، الجزء: ۲۸، المجادلۃ: ۲۲، ص ۳۲۳، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۸۵، ۱۸۶)

صدیق اکبر اور جنت

جنت کے تمام دروازوں سے بلاوا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز دو دو کر کے خرچ کی اسے جنت کے دروازوں سے اس طرح آواز آئے گی: ''اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے۔'' پس نمازی کو **باب الصلوۃ** سے، اہل جہاد کو **باب الجہاد** سے، صدقات وخیرات کرنے والے کو **باب الصدقۃ** سے اور روزہ دار کو **باب الریان** سے بلایا جائے گا۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کسی کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے اس کی ضرورت تو نہیں (کیونکہ مقصود تو جنت میں داخلہ ہے اور وہ کسی ایک دروازے سے بھی پورا ہو جائے گا) لیکن کیا ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں ان دروازوں سے بلایا جائے گا؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! ہاں! اور یقیناً تم ان ہی لوگوں میں سے ہو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، الریان للصائمین، الحدیث: ۱۸۹۷، ج ۱، ص ۶۲۵)

صدیق اکبر کی جنت میں انبیاء کرام کی معیت

حضرت سیدنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''فرشتے ابوبکر صدیق کو روز قیامت لائیں گے، اور انبیاء وصدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔''

(کنز العمال، فضل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۲۶۲۴، ج ۶، الجزء: ۱۱، ص ۲۵۵)

صدیق اکبر اور جنتی موٹے تازے پرندے

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''بے شک جنت میں کچھ پرندے بختی اونٹوں کی طرح بڑے اور موٹے تازے ہوں گے اور (جس طرح اونٹ درختوں سے چرتے ہیں ویسے ہی وہ پرندے) جنتی درختوں سے چرتے ہوں گے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ تو موٹے تازے پرندے ہوں گے۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''ہاں! ان کو کھانے والا ابھی ان کی طرح آسودہ (یعنی موٹا تازہ) ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ تم ان موٹے تازے جنتی پرندے کھانے والوں میں سے ہو۔''

(مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۳۳۱۰، ج ۴، ص ۴۴۱)

صدیق اکبر اور جنتی درخت ''طوبیٰ''

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ بارگاہ رسالت میں ''طوبیٰ'' کا ذکر ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اے ابوبکر! طوبیٰ کو جانتے ہو؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''یہ ایک جنتی درخت ہے جس کی لمبائی چوڑائی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے البتہ اس کی ایک ٹہنی کے سائے میں ایک گھڑسوار ستر ۷۰

سال تک بھاگ سکتا ہے اور اس کے پتے ریشمی حلوں کی مانند ہیں۔ ان درختوں پر بختی اونٹوں جیسے بڑے اور موٹے تازے پرندے بیٹھتے ہوں گے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وہاں اتنے بڑے اور موٹے تازے پرندے ہوں گے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو انہیں کھائے گا وہ بھی ان کی طرح آسودہ (یعنی موٹا تازہ) ہو جائے گا اور اے ابوبکر! اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو تم انہی میں سے ہو گے۔'' (تفسیر ابن کثیر، الواقعۃ: ۱۷، ج۸، ص ۱۳)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''جنت کے کھانے اس سے بھی زیادہ لذیذ ہیں یعنی یہ پرندے تو دیکھنے کی نعمت ہے اگر وہاں کے کھانے دیکھو تو وہ ان سے کہیں زیادہ اچھے ہیں۔'' (مراۃ المناجیح، ج۷، ص ۴۹۹)

صدیق اکبر کا جنت میں بلند و بالا محل

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک بلند و بالا محل دیکھا جس پر ریشم کے پردے لگے ہوئے تھے، میں نے کہا: 'جبریل! یہ کس کے لئے ہے؟' انہوں نے عرض کیا: '**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آپ کے غلام و عاشق صادق سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص ۱۸۳)

صدیق اکبر کے لیے گلاب جیسی چار سو حُوریں

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ تعالٰی** نے کچھ جنتی حوروں کو پھولوں سے پیدا فرمایا ہے اور انہیں گلابی حوریں کہا جاتا ہے، ان سے صرف نبی یا صدیق یا شہید ہی نکاح کر سکتے ہیں اور ابوبکر کو ایسی چار سو ۴۰۰ حوریں دی جائیں گی۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص ۱۸۴)

صدیق اکبر کا جنت میں پُرتپاک استقبال

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہوگا کہ تمام جنت والے اسے پکار پکار کر کہیں گے: مرحبا! مرحبا! یہاں تشریف لایئے، یہاں تشریف لایئے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بڑے تعجب سے پوچھا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم بھی اس شخص کو دیکھ سکیں گے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اے ابوبکر! وہ جنتی شخص تم ہی تو ہو۔''

(صحیح ابن حبان، اخبارہ عن مناقب الصحابۃ، ذکر ترحیب اھل الجنۃ بابی بکر، الحدیث: ۶۸۲۸، ج۶، الجزء: ۹، ص۷)

تمام آسمانوں میں آپ کا نام

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی پس میرا جس آسمان سے گزر ہوا میں نے وہاں اپنا نام لکھا ہوا پایا اور اپنے بعد ابوبکر کا نام بھی لکھا ہوا پایا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب ماجاء فی ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۴۲۹۶، ج۹، ص۱۹، تاریخ الخلفاء، ص۳۳)

نورانی قلم سے لکھا ہوا نام

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''میں نے شبِ معراج عرشِ اعظم کے گرد سبز جواہر پر نورانی قلم سے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ** لکھا دیکھا۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۶۷)

نورانی جھنڈے پر آپ کا نام

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**اللہ تعالٰی** کا ایک نورانی جھنڈا ہے جس پر لکھا ہے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْق۔**'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۶۸)

تینوں احادیث میں مطابقت

مذکورہ تینوں احادیث میں حقیقتاً کوئی تعارض (ٹکراؤ) نہیں۔ ممکن ہے دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نام کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا نام ہر آسمان پر بھی ہو اور عرش اعظم کے ارد گرد جواہر اور نورانی جھنڈے پر بھی ہو۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۶۷)

محسن کائنات کے محسن

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے، مگر ابوبکر کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ **اللہ تعالٰی** روزِ قیامت انہیں عطا فرمائے گا۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۸۱، ج ۵، ص ۳۷۴)

نور سے معمور دل

حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کے بھائی حضرت سیدنا عقیل بن ابی طالب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے مابین شکر رنجی (ناراضی) ہوگئی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه ان کی نبیٔ کریم رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے نسبی قرابت کی وجہ سے روگردانی فرماتے رہے، البتہ

تمام ماجرا بارگاہ رسالت میں بیان کر دیا۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے تمام صورت حال دریافت فرمانے کے بعد لوگوں میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں اور ابوبکر کا کیا موازنہ؟ خدا کی قسم! تم میں سے ہر ایک کے دل پر اندھیرا ہے، سوائے ابوبکر صدیق کے کہ اس کا **دل نور سے معمور** ہے۔ خدا کی قسم! تم لوگوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے میں مجھے جھٹلایا، مگر صدیق نے میری تصدیق کی، تم نے اپنے مال روک لیے اس نے میری خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیا، اور تم نے مجھے ذلت دینے کی کوشش کی لیکن ابوبکر نے میری مدد اور میری اتباع کی۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، حرف العین، ج۳۰، ص۱۱۰)

صدیق اکبر کے لیے رسول اللہ کی حمایت

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں ایک بار دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا، اچانک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھٹنوں تک دامن اٹھائے حاضر خدمت ہوئے۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! کیا تمہارے دوست اور تمہارے مابین کسی بات پر جھگڑا ہوا ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غمگین لہجے میں عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ شکررنجی (ناراضی) ہوگئی تھی، میں نے ان سے کچھ سخت کلامی کردی، پھر میں نے نادم ہوکر ان سے معافی بھی مانگی مگر انہوں نے معاف نہیں کیا۔ اس لیے میں آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار فرمایا: ''ابوبکر **اللہ** تمہیں معاف کرے۔'' اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی ندامت ہوئی تو وہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ وہ تو بارگاہ رسالت میں گئے ہوئے ہیں، حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی وہیں پہنچ گئے، جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں پہنچے انہیں دیکھ کر نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ انور پر جلال کے آثار ظاہر ہوگئے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دیکھ کر ڈر گئے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر عاجزانہ عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عمر کے ساتھ سخت کلامی میں نے کی تھی۔'' دوبارہ یہی کہا تو سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالی نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا تو تم نے مجھے جھٹلایا، مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی، پھر اس نے اپنا جان و مال سب کچھ مجھ پر فدا کر دیا تو کیا تم میرے دوست کے معاملے کو میری وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ یہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کسی نے ایذا نہ دی۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، الحدیث: ۳۶۶۱، ج ۲، ص ۵۱۹)

جان و مال سے سرکار کی مدد

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے، اللہ اس پر رحم فرمائے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے بہتر جزا دے کہ اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۱)

سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے

دو عالم کے مالِک و مختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کی صحبت اور مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا وہ ابوبکر بن ابی قحافہ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت قائم ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۴، ج ۲، ص ۵۹۱)

حدیث پاک کی شرح

حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''خلیل یا تو بنا ہے ''خُلَّتْ'' سے بمعنیٰ ''دلی دوست'' جس کی محبت دل کی گہرائی میں اتر جائے، حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ایسا

محبوب صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔ یا بنا ہے ''خَلَّتْ'' سے بمعنی ''حاجت'' یعنی وہ دوست جس پر توکل کیا جائے اور ضرورت کے وقت اس سے مشکل کشائی اور حاجت روائی کرائی جائے حضور انور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ایسا کارساز حاجت روا محبوب سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ ورنہ اصل محبت حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو جناب صدیق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے بہت ہی ہے۔ (اس فرمان ''لیکن اسلامی اخوت قائم ہے'' سے مراد یہ ہے کہ) ہم مطلقاً محبت کی نفی نہیں کر رہے ہیں محتاجی، حاجت روائی کی نفی ہے، یا جگری ودلی محبت کی جو صرف ایک سے ہی ہو سکتی ہے ایمانی محبت ان سے علی وجہ الکمال ہے۔'' (مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۳۴۶)

صدیق اکبر کا نورانی دروازہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''مسجد نبوی میں ابوبکر صدیق کے سوا سب لوگوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے اپنی جان ومال کے ذریعے سب سے زیادہ میری مدد کی ہو۔'' بعض لوگوں نے کہا کہ آپ نے اپنے دوست کے سوا سب کے دروازے بند کرا دیئے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ بات پہنچی تو ارشاد فرمایا: ''میں نے لوگوں کے دروازوں پر تاریکی اور ابوبکر کے دروازے پر نور دیکھا اور لوگوں کی یہ تاریکی ہر آنے والے دن بڑھتی جائے گی۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۵۶۸۱، ج۶، الجزء: ۱۲، ص۲۳۵)

شان صدیق اکبر

حضرت علامہ محب طبری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''مسجد نبوی کی دیواروں میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اپنے اپنے گھروں کے قریب دروازے بنا رکھے تھے جن سے روشنی بھی آتی تھی اور نماز باجماعت کے لیے

جلد از جلد پہنچنے کی سہولت بھی تھی ، بعد میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ تمام دروازے بند کرادیئے تاکہ مسجد کا ایک ہی راستہ متعین ہوجائے اور تقدس بھی برقرار رہے، البتہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دروازہ قائم رہنے دیا گیا اور یہ حکم سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے آخری ایام میں فرمایا تھا، اس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت و امامت کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ امام کے مکان کا دروازہ مسجد ہی میں کھلا کرتا ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص۱۲۸)

سب سے بڑھ کر امن دینے والے

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مرضِ وفات میں اپنا سر باندھے مسجد میں تشریف لائے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کسی شخص نے ابو قحافہ کے بیٹے سے بڑھ کر اپنی جان و مال سے مجھے امن نہیں دیا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلامی محبت اور بھائی چارہ افضل ہے۔ مسجد کا ہر دروازہ بند کردو مگر ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، الحدیث: ۴۶۷، ج ۱، ص۱۷۷)

سب سے زیادہ احسان

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر سے بڑھ کر کسی نے مجھ پر احسان نہیں کیا، انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔'' (المعجم الاوسط، من اسمہ علی، الحدیث: ۳۸۳۵، ج ۳، ص ۵۰)

امت محمدیہ پر تین چیزوں کا وجوب

حضرت سیدنا سہل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں جس نے اپنی دوستی اور مال کے ذریعے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کیے وہ ابوبکر صدیق ہیں، پس ان سے محبت رکھنا، ان کا شکریہ ادا کرنا اور ان کی حفاظت کرنا میری امت پر واجب ہے۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۹)

رضوان اکبر کی دعا

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار ثور تشریف لے جانے لگے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اونٹنی پیش کرتے ہوئے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس پر سوار ہوجائیے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوار ہوگئے پھر آپ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں رضوان اکبر عطا فرمائے۔'' عرض کیا: ''وہ کیا ہے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اللہ تعالٰی** تمام بندوں پر عام تجلی اور تم پر خاص تجلی فرمائے گا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۶)

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

جان و مال سب کچھ فدا

صاحب مرویات کثیرہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ** یعنی مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر صدیق کے مال نے فائدہ پہنچایا۔'' یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے اور عرض کیا: ''**ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ** یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری جان اور میرے مال کے مالک آپ ہی تو ہیں۔'' (سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، الحدیث: ۹۴، ج ۱، ص ۷۲)

وُہی آنکھ اُن کا جو منہ تکے، وُہی لب کہ مَحو ہوں نعت میں
وُہی سر جو اُن کے لئے جُھکے، وُہی دل جو اُن پہ نثار ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس روایت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مبارک عقیدہ بھی یہی تھا کہ ہم دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام ہیں اور غلام کے تمام مال و مَنال کا مالِک اُس کا آقا ہی ہوتا ہے، ہم غلاموں کا تو اپنا ہے ہی کیا؟

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اپنے مال جیسا تصرف

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر کے مال جیسا نفع مجھے کسی مال سے حاصل نہیں ہوا۔'' اور دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مال میں اپنے مال جیسا تصرف فرمایا کرتے تھے۔

(المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب اصحاب النبی، الحدیث: ۲۰۴۸۳، ج ۱۰، ص ۲۲۲)

خدا چاہتا ہے رضائے صدیق

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر تھا وہاں سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسا چوغہ پہنے تشریف فرما تھے جس میں بٹنوں کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے۔ اتنے میں جبریل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آج ابوبکر نے ایسا چوغہ کیوں پہنا ہوا ہے؟'' فرمایا: ''اے جبریل! اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے

پہلے مجھ پر قربان کر دیا ہے۔'' جبریل نے عرض کیا: ''اللہ آپ پر سلام بھیجتا ہے، اور فرماتا ہے ان سے پوچھئے کہ وہ اللہ سے راضی ہیں یا ناراض؟'' نبی اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ابوبکر! اللہ تمہیں سلام ارشاد فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھ سے راضی ہو یا نہیں؟'' سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''میں اپنے پروردگار سے ناراض کیسے ہوسکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۷۱)

محبوب حبیب خدا

حضرت سیدنا ابوعثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں آپ کو سب سے بڑھ کر کون محبوب ہے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عائشہ'' انہوں نے دوبارہ عرض کیا: ''مردوں میں سے کون ہے؟'' فرمایا: ''عائشہ کے والد۔'' (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ ذات السلاسل، الحدیث: ۴۳۵۸، ج ۳، ص ۱۲۶ مختصرا)

سب سے زیادہ مہربان

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیق ہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل، الحدیث: ۳۸۱۵، ج ۵، ص ۴۳۵ ملتقطا)

انسانوں میں سب سے افضل

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے ابودرداء! تم اس شخص

کے آگے چلتے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے، انبیاء و مرسلین کے بعد کسی انسان پر آفتاب نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا کہ جو ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔‘‘ (حلیة الاولیاء، ذکر من تابعی المدینة۔۔۔الخ، باب عطاء بن ابی رباح، الحدیث: ۴۳۱۵، ج۳، ص ۳۷۳)

روزِ محشر شفاعت صدیق اکبر

حضرت سیدنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا: ’’ابھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے بعد ساری امت سے افضل ہے، وہ روز قیامت انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی طرح شفاعت کرے گا۔‘‘ حضرت سیدنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آگئے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُٹھے اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان کے ساتھ معانقہ بھی کیا۔‘‘

(تاریخ مدینة دمشق، ج۳۰، ص۱۵۵)

ابوبکر پر کسی کو فضیلت نہ دو

حضرت سیدنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم مہاجرین و انصار حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دروازہ کے پاس بیٹھے کسی بات پر بحث کر رہے تھے (غالباً مسجد میں آپ کے دروازے کے قریب بیٹھے تھے کیونکہ آپ کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا) دوران بحث آوازیں بلند ہوگئیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ’’کس بات پہ بحث کر رہے ہو؟‘‘ ہم نے عرض کیا: ’’**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! فضیلت پر بحث ہو رہی تھی۔‘‘ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’ابوبکر پر کسی کو فضیلت مت دو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہے۔‘‘ (الریاض النضرة، ج۱، ص۱۳۷)

عرب کے دانشوروں کا سردار

حضرت سیدنا اسماعیل بن ابی خالد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ

اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر کہا: ''اے سردارِ عرب۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور تمہارے والد ابوبکر عرب کے دانشوروں کے سردار ہیں۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ماذکر فی ابی بکر، الحدیث: ۲۷، ج۷، ص ۴۷۴)

قیامت تک ثواب کے حقدار

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے قیامت تک اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے والوں کا ثواب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے عطا کیا اور میری بعثت سے قیامت تک ایمان لانے والوں کا ثواب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے عطا فرمایا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۱۱۸)

تقدیم صدیق اکبر من جانب رب اکبر

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: ''میں نے بارگاہ الٰہی میں تین بار تمہیں مقدم کرنے کا سوال کیا، مگر بارگاہ الٰہی سے ابوبکر ہی کو مقدم کرنے کا حکم آیا۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۲۶۳۴، ج۶، الجزء: ۱۱، ص۲۵۵)

عدالت صدیق اکبر بتائید حبیب اکبر

حضرت سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں ہم حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمراہی میں جہاد کے لیے نکلے، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو مسلمان منتشر ہو گئے، میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر حاوی دیکھا تو میں گھوم کر اس کی پشت کی جانب سے حملہ آور ہوا اور اس کے کندھے پر بھرپور ضرب

لگائی جس سے اس کی ذرع کٹ گئی، وہ پلٹ کر مجھ پر حملہ آور ہوا، لیکن میری زوردار ضرب نے اسے موت کے قریب کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس گہرے زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ پھر میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچا اور ان سے پوچھا کہ آج لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم۔'' پھر مسلمان فتح یاب ہو کر واپس لوٹے تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی کافر کو (مقابلہ کرتے ہوئے خود) قتل کیا اسے مقتول کا مال و اسلحہ دے دیا جائے جبکہ وہ قتل پر گواہی لائے۔'' حضرت سیدنا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے بھی چونکہ ایک کافر کو قتل کیا تھا لہٰذا میں نے کھڑے ہو کر کہا: میرے قتل کرنے پر کوئی گواہی دینے والا ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ وہی ارشاد فرمایا تو میں پھر اٹھا اور کہا: میرے قتل کرنے پر کوئی گواہی دینے والا ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری بار وہی ارشاد فرمایا تو میں ایک بار پھر کھڑا ہو گیا لیکن میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو قتادہ! کیا بات ہے؟'' میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سارا ماجرہ پیش کر دیا۔ اچانک ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان کی گواہی میں دیتا ہوں اور انہوں نے جس کافر کو قتل کیا تھا اس کا سارا سامان میرے ہی پاس ہے اور میں چاہتا ہوں وہ میرے ہی پاس ہے لہٰذا آپ مجھے اس سے دلوا دیجئے۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شیروں میں سے ایک ایسے شیر کے ساتھ جو میدان جنگ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی خاطر لڑا ہو یہ زیادتی کر سکتا ہوں کہ اس کا مال تمہیں دے دوں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابو بکر نے سچ کہا ہے، لہٰذا ابو قتادہ کا مال اسے واپس دے دو۔'' یہ سن کر اس نے میرا مال مجھے واپس کر دیا۔ چنانچہ میں نے وہ مال بیچ کر بنو سلمہ کا ایک باغ خرید لیا اور اسلام میں یہ سب سے پہلا مالِ غنیمت تھا جو مجھے ہی ملا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالی، الحدیث: ۴۳۲۱، ج۳، ص ۱۱۲)

سب سے پہلے دخولِ جنت کی سعادت

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری یہ خواہش ہے کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ابوبکر! میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے شخص تم ہی ہوگے۔'' (سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی خلفاء، الحدیث: ۴۶۵۲، ج۴، ص ۲۸۰)

آپ کے اُخروی انعامات

بروزِ قیامت بارگاہِ رسالت میں پہلے حاضری

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بروزِ قیامت میرے پاس سب سے پہلے ابوبکر صدیق آئیں گے۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص ۱۶۴)

بروزِ قیامت حبیب وخلیل کی قربت

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''روزِ قیامت عرشِ اعظم کے سامنے میرے اور حضرت ابرٰہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے ایک منبر نصب کیا جائے گا اور ابوبکر کے لئے ایک کرسی نصب کی جائے گی جس پر یہ بیٹھیں گے اور ایک منادی یوں نداء کرے گا: ''**یَا لَکَ مِنْ صِدِّیْقٍ بَیْنَ خَلِیْلٍ وَحَبِیْبٍ** یعنی صدیق کی عظمت کے کیا کہنے! کہ وہ **خلیل اللہ** اور **حبیب اللہ** کے مابین

تشریف فرما ہیں۔" (لسان المیزان، من اسمه محمد، ج ۵، ص ۲۸۲، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۱۵۸)

روزِ قیامت صدیق اکبر کا حساب نہیں ہوگا

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں نے شب معراج جبریل سے پوچھا: کیا میری امت کا حساب ہوگا؟ تو جبریل نے عرض کی: **یا رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا باقی تمام کا حساب ہوگا اور روز قیامت حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا جائے گا: اے ابوبکر! جنت میں داخل ہوجاؤ! وہ کہیں گے: جب تک مجھ سے محبت رکھنے والے جنت میں نہیں چلے جاتے میں جنت میں داخل نہیں ہوں گا۔" (تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ محمد واسم ابیہ جعفر، ج ۲، ص ۱۱۷، العلل المتناهیة، باب فی فضل ابی بکر الصدیق، ج ۱، ص ۱۹۰، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۱۵۳)

صدیق اکبر پر رب کی خصوصی تجلی

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے ابوبکر! **اللہ تعالٰی** روزِ قیامت مخلوق پر عام تجلی فرمائے گا اور تم پر خاص تجلی فرمائے گا۔" (لسان المیزان، من اسمه بنوس وبهرام، الرقم: ۱۷۸۳، ج ۲، ص ۱۱۴، اللآلی المصنوعة، مناقب الخلفاء الاربعة، ج ۱، ص ۲۶۲)

صدیق اکبر پر رب کا خصوصی کرم

حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "روزِ قیامت منادی ندا کرے گا: **اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن** کہاں ہیں؟ پوچھا جائے گا: وہ کون ہیں؟ ندا کرنے والا کہے گا: ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہاں ہیں؟ پھر **اللہ تعالٰی** لوگوں کے لئے عام اور ابوبکر کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔" (اللآلی المصنوعة، مناقب الخلفاء الاربعة، ج ۱، ص ۲۶۴ ملتقطا، الریاض النضرة، ج ۱، ص ۱۶۵)

صدیق اکبر کے لیے خصوصی دعا

حضرت سیدنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے کہ بنی عبد القیس کا وفد آ گیا، ان میں سے ایک شخص نے یاوا گوئی شروع کر دی۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''ابو بکر! تم نے یہ باتیں سنیں؟'' عرض کیا: ''جی ہاں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''انہیں جواب دو۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں زبردست جواب دیا۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے ابو بکر! **اللّٰہ** تمہیں رضوان اکبر دے گا۔'' عرض کیا گیا: ''**یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! رضوان اکبر سے کیا مراد ہے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اللّٰہ تعالٰی** دوسرے لوگوں پر عام اور تم پر خاص تجلی فرمائے گا۔'' (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب یتجلی اللہ لعبادہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۵۲۰، ج۴، ص۲۷، حلیۃ الاولیاء، محمد بن سوقۃ، الرقم: ۷۱۳۳، ج۵، ص۱۲)

حوض کوثر کے ساتھی

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''**اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ** یعنی اے ابو بکر! تم سفر ہجرت میں غار میں میرے ساتھی تھے لہٰذا حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۰، ج۵، ص۳۷۸)

جنت میں رفاقت کی دعا

حضرت سیدنا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے **اللّٰہ**! میں نے غار میں

صدیق کو اپنا رفیق بنایا تھا، تو اسے جنت میں میرا رفیق بنادے۔‘‘

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال، المحمدون، ج ۱، ص ۶۳۲، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۱۵۱، لسان المیزان، حرف المیم، ج ۵، ص ۴۱۸)

جنت میں رفاقت

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’**لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ اَبُوْبَکْر** ہر نبی کا ایک رفیق تھا اور جنت میں میرا رفیق ابوبکر ہوگا۔‘‘ (الریاض النضرة، ج ۱، ص ۱۶۴، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۱۵۰)

اُمورِ خیر میں سب سے آگے

صدیق اکبر کے لیے جنت کی بشارت

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’آج روزہ کس نے رکھا ہے؟‘‘ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ’’یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے۔‘‘ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ پوچھا: ’’آج جنازہ میں کس نے شرکت کی ہے؟‘‘ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ’’میں نے۔‘‘ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بار پھر پوچھا: ’’مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟‘‘ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ’’میں نے۔‘‘ یہ سن کر رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’جس شخص میں یہ نیک اعمال اکٹھے ہوجائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔‘‘ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب من جمع الصدقة۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۰۲۸، ص ۵۱۳)

صبح ہی صبح نیکیوں میں سبقت

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ فجر سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا: ''آج کس نے روزہ رکھا ہے؟'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے روزہ کی نیت نہیں کی اور نہ ہی ایسا ارادہ ہے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! رات کو فقط میرا ارادہ تھا اور صبح میں روزے سے تھا۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابھی تو ہم نماز سے فارغ ہوئے ہیں اور مسجد سے باہر بھی نہیں نکلے، مریض کی عیادت کیسے کرتے؟'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یانبی اللہ**! میرے بھائی حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہیں، آج مزاج پرسی کے لئے میں پہلے ان کے گھر گیا اور وہیں سے مسجد آگیا۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج راہِ خدا میں صدقہ کس نے دیا ہے؟'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ**! نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد سے اب تک ہم آپ کی بارگاہ میں موجود ہیں، اس صورت میں ہمارا صدقہ کرنا کیسے ممکن ہے؟'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عیادت کر کے مسجد پہنچا تو ایک سائل سوال کر رہا تھا، میرے ساتھ میرا پوتا (یا بیٹا) بھی تھا جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا میں نے اس سے لے کر وہ سائل کو دے دیا۔'' یہ سن کر رسول اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دو ۲ بار فرمایا: ''تمہیں جنت کی بشارت ہو۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دل سے ایک حسرت بھری آہ نکالی (کہ افسوس! میں یہ اعمال نہ کرسکا) تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی حسرت دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ**! عمر پر بھی رحمت نازل فرما۔'' یہ پیاری دعا سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خوشی سے جھوم اٹھے اور ارشاد فرمایا: ''میں نے جب کبھی کسی بھلائی میں ابوبکر سے بڑھنا چاہا تو وہ مجھ سے آگے نکل گئے۔''

(سنن ابی داود، کتاب الزکوۃ، المسالۃ فی المساجد، الحدیث: ۱۶۷۰، ج ۲، ص ۱۷۷، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۷۵)

صدیق اکبر کی معرفت

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن آپ کے گرد جمع تھے۔ اتنے میں حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور بیٹھنے کیلئے کوئی جگہ تلاش کرنے لگے، نبیِ کریم رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے چہرے ملاحظہ فرمائے کہ حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کون جگہ دیتا ہے؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیدھی جانب تشریف فرما تھے، اس لیے انہوں نے ایک طرف ہو کر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے جگہ بنائی اور ان سے کہا: ''اے ابوالحسن! یہاں تشریف رکھیے۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عمل دیکھ کر محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یا ابا بکر! **یَعْرِفُ الْفَضْلَ لِذَوِی الْفَضْلِ اَھْلُ الْفَضْلِ** یعنی اے ابوبکر! اہل فضل کی فضیلت کو اہل فضل ہی جانتے ہیں۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۴۲، ص ۳۶۵، اللآلی المصنوعۃ، مناقب الخلفاء الاربعۃ، ج ۱، ص ۳۳۲)

قرابت مصطفٰے کی وجہ سے فضلیت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ: ''روزِ قیامت میرے نسبی اور سسرالی رشتے کے سوا ہر قسم کا نسبی اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کے ساتھ سسرالی رشتہ ہے۔) (الریاض النضرۃ،ج ۱،ص ۱۸۵)

صدیق کا پلڑا بھاری ہوگیا

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذی وقار ہے: ''میں نے ایک ترازو دیکھا جو آسمان سے لٹکایا گیا، اس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا تو میرا پلڑا بھاری ہوگیا۔ پھر ایک پلڑے میں میری امت کو اور دوسرے پلڑے میں ابوبکر صدیق کو رکھا گیا تو ابوبکر کا پلڑا بھاری ہوگیا۔''

(مسند امام احمد، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۹۵، ج۸، ص ۲۸۹۔۲۹۰ ملتقطا)

صدیق اکبر کی شفاعت، شفاعت انبیاء کی مثل

حضرت سیدنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''ابھی تم پر وہ شخص ظاہر ہوگا کہ **اللّٰہ تعالٰی** نے میرے بعد اس کے علاوہ کسی کو افضل نہ بنایا اور اس کی شفاعت، شفاعتِ انبیاء کے مانند ہوگی۔'' راوی کہتے ہیں کہ ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نظر آئے، دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوگئے اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیار کیا اور گلے لگایا۔''

(تاریخ بغداد، محمد بن عباس ابوبکر القاص، الرقم: ۱۴۵۷، ج۳، ص ۳۲۰)

صدیق اکبر کی طرف سے کوئی برائی نہ پہنچی

حضرت سیدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ جب دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہوکر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: ''اے لوگوں ابوبکر ایسی شخصیت ہیں ان کی طرف سے مجھے کبھی کوئی برائی نہ پہنچی۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، فصل فی تفصیلھم، فصل فی الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۴۰، ج۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۲۶)

انصار ومہاجرین کے سردار

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک روز **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبر پر جلوہ افروز ہوکر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: ''میں تمہیں اپنے اصحاب میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جب کہ تم جانتے ہو کہ میری اور میرے اہلبیت کی اور میرے اصحاب کی محبت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری امت پر قیامت تک فرض کردی ہے۔'' پھر استفسار فرمایا: ''ابوبکر کہاں ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! میرے قریب آؤ۔'' پھر آپ نے انہیں سینے سے لگایا اوران کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ہم نے دیکھا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک رخساروں پرآنسومبارک بہہ رہے تھے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑ کر با آواز بلند فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ یہ ابوبکر صدیق ہے یہ مہاجرین اور انصار کا سردار ہے یہ میرا ساتھی ہے، اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب تمام لوگوں نے میری تکذیب کی اوراس وقت مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھ سے منہ پھیرلیا، اور بلال کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا، پس اس سے بغض رکھنے والے پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔'' (الریاض النضرۃ،ج ۱،ص ۴۸)

صدیق کے لیے جنت سے صدائے مرحبا

حضرت سیدنا ابن ابی اوفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے اصحاب محمد! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے رات کو مجھے (جنت میں) تمہارے گھر دکھائے۔تمہارے گھر میرے گھر سے قریب ہیں۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی طرف نظر رحمت کی اور فرمایا: ''اے علی کیا تو اس پر خوش ہے کہ تیرا گھر

میرے گھر کے ساتھ اس طرح ہو جس طرح دو بھائیوں کے گھر ملے ہوئے ہوتے ہیں۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''جی ہاں یارسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں خوش ہوں۔'' پھر سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے۔ تو آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف نظر رحمت کی اور فرمایا: ''میں اس شخص کا اور اس کے باپ کا اور اسکی ماں کا نام جانتا ہوں کہ جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو جنت کا ہر بالا خانہ اور حجرہ مرحبا مرحبا کہے گا اور وہ ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۱۰۳، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۴۳)

صدیق اکبر کے لیے رسول اللہ کی دعا

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''الٰہی! تو نے میری امت کے لیے میرے صحابہ میں برکت فرمائی، پس ان کی برکت سلب نہ فرمانا اور انہیں ابوبکر پر جمع کر دینا اور وہ اس کے حکم سے منتشر نہ ہوں اور ابوبکر تیرے حکم پر اپنے حکم کو ترجیح نہ دے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۸، ص ۳۹۱، جمع الجوامع، حرف الھمزۃ، الحدیث: ۴۱۹۲، ج ۲، ص ۹۹، الریاض النضرۃ، ج ۱ ص ۴۲)

صدیق بمنزلہ قمیص ہے

حضرت سیدنا زید بن اوفی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''فلاں کہاں ہے؟'' میں نے آپ کے اصحاب کے چہروں پر نظر کی تو اس مطلوبہ صحابی کو نہ پایا اور اٹھ کر ان کی طرف گیا یہاں تک کہ جب وہ پیارے آقا کے پاس پہنچے تو آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: میں تم سے جو بات کرتا ہوں اسے یاد کرلو اسے کبھی نہ بھلانا اور اس کے ساتھ تمہارے بعد والے بیان کریں، بے شک اللہ تعالی نے اپنی مخلوق سے مجھے چن لیا ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ﴾ (پ۱۷، الحج: ۷۵) ترجمۂ کنز الایمان:

''اللہ چُن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے۔'' اور میں نے تم میں سے جسے پسند کیا اسے چن لیا اور تمہارے درمیان بھائی چارہ مقرر کرتا ہوں جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ پس اے ابوبکر! اٹھ کر میرے سامنے آجاؤ، بے شک مجھے تم سے ایک خاص ہمدردی ہے جس کے بدلے اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جزا عطا فرمائے گا، اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو تجھے بناتا اور تمہاری مجھ سے قربت ایسی ہے جیسے جسم سے قمیص کی۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۴)

صدیق اکبر تکبر نہیں کرتے

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا روزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر میں اپنے تہبند کا خیال نہ رکھوں تو وہ ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے۔'' تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب لو کنت متخذا خلیلا، الحدیث: ۳۶۶۵، ج ۲، ص ۵۲۰)

بَیاں ہو کس زَباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

یا الٰہی! رَحم فرما! خادمِ صدیق اکبر ہوں
تِری رَحمت کے صدقے، واسطہ صدیق اکبر کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب(2)

فضائل سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم

سیدنا ابوبکر وعمر جنتیوں کے سردار

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''ایک بار میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا، حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا تشریف لائے تو نبی اکرم رسول محتشم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر وعمر اول وآخرین میں سوائے انبیاء ومرسلین کے تمام جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی! تم ان دونوں کو نہ بتانا۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنهما، الحدیث: ۳۶۸۵، ج۵، ص۳۷۶، المعجم الاوسط، من اسمه مقدام، الحدیث: ۸۸۰۸، ج۶، ص۲۹۱)

ایک اہم مدنی پھول

مذکورہ بالا حدیث میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو بتانے سے کیوں منع فرمایا، اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یعنی اے علی! مجھ سے پہلے ان دونوں کو نہ بتانا کیوں کہ میرا بتانا ان کے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔''

(فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الهمزة، ج۱، ص۱۱۷)

سیدنا ابوبکر وعمر کی محبت، جنت کی ضمانت

ایک بار حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کا سہارا لیے ہوئے دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ

الکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: ''**یَا عَلِی اَتُحِبُّ ھٰذَیْنِ الشَّیْخَیْن** یعنی اے علی! کیا تم ان دونوں سے محبت کرتے ہو؟'' عرض کی: ''جی ہاں **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔'' فرمایا: ''**اَحِبَّھُمَا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ** یعنی ان سے محبت قائم رکھو، جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ۳۶۱۱۱، ج۷، الجزء: ۱۳، ص۸)

سیدنا ابو بکر و عمر کا جنت میں داخلہ

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج دنیا مقابلے کا دن ہے جس کا انجام جنت یا جہنم ہے اور کل قیامت انجام کا دن ہے، پس جہنم میں جانے والا ہلاک ہو گیا۔ میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا، میرے بعد ابو بکر، ان کے بعد عمر فاروق، ان کے بعد باقی تمام لوگ ہماری پیروی کرتے ہوئے داخل جنت ہوں گے، جو پہلے آئے گا وہ پہلے داخل ہوگا اور جو بعد میں آئے گا وہ بعد میں۔'' (المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، الحدیث: ۲۰۵، ج۱، ص۱۸۳، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۱۴، ص۱۳۳)

سیدنا ابو بکر و عمر کے ساتھ سیدنا جبرئیل و میکائیل

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) اور ایک کے ساتھ میکائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) ہیں۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ما ذکر ابی بکر، الحدیث: ۳۲، ج۷، ص۴۷۵، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۴۴، ص۷۱)

سب سے افضل صدیق اکبر ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ بہتر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(مصنف ابی شیبة، کتاب الفضائل، ماذکر فی ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۲۸، ج۷، ص ۴۷۵)

سیدنا ابوبکر وعمر کی اطاعت میں ہدایت

حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد ابوبکر پھر عمر کی اطاعت کرو ہدایت پا جاؤ گے اور ان دونوں کی اقتداء کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۲۲۶)

خدا کی طرف رجوع کرنے والے

حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بڑے دردمند، نرم دل اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دین کی خیر خواہی کرنے والے تھے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی خیر خواہی کی۔''

(نوادر الاصول، الاصل الثالث والاربعون، الرقم: ۲۶۳، ج ۱، ص ۱۷۵، تاریخ مدینة دمشق، ج ۳۰، ص ۳۷۹)

سیدنا ابوبکر وعمر کی محشر میں رفاقت مصطفٰے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، پھر ابوبکر کی اور پھر عمر کی، اس کے بعد میں جنت البقیع میں آؤں گا، وہاں لوگ قبروں سے اٹھیں گے، پھر ہم اہلِ مکہ کا انتظار کریں گے، حتی کہ دونوں حرموں کے مابین لوگ جمع ہو جائیں گے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص عمر بن خطاب، الحدیث: ۳۷۱۲، ج ۵، ص ۳۸۸)

الزام تراشوں والی سزا

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے فرمایا: ''جو مجھے حضرت ابوبکر وعمر سے افضل کہے گا تو میں اس کو مُفتری کی (یعنی تہمت لگانے والے کو دی جانے والی) سزا دوں گا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۳۸۳)

سیدنا ابوبکر وعمر سب سے بہترین شخصیت

حضرت سیدنا ابوجحیفہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخصیت سیدنا ابوبکر اور ان کے بعد سیدنا عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ہیں۔''

(مسند امام احمد، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۳۶، ج ۱، ص ۲۲۷ ملتقطا)

مولا علی کا یہ فرمان حد تواتر تک پہنچا ہوا ہے

علامہ ذہبی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''مولا علی شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کا یہ قول حد تواتر تک پہنچا ہوا ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ روافض پر لعنت فرمائے کتنے جاہل لوگ ہیں۔''

(تاریخ الخلفاء، ص ۳۴)

مہاجرین وانصار پر ظلم وناانصافی

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے سیدنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے صحابہ میں سے کسی کو فضیلت دی اس نے مہاجرین وانصار پر ظلم وناانصافی کی۔''

(المعجم الاوسط، من اسمه احمد، الحدیث: ۸۳۲، ج ۱، ص ۲۴۲ ملتقطا)

سیدنا ابوبکر و عمر امت میں سب سے افضل و بہترین

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المؤمنین امام المتقین **عبد اللہ** بن عثمان ابوبکر صدیق اکبر اور جناب امیر المؤمنین امام العادلین ابوحفص عمر بن خطاب فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا جناب مولی المؤمنین امام الواصلین ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضی **اسد اللہ** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم بلکہ تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے افضل و بہترین امت ہونا عقیدہ اجماعیہ ہے۔

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ص ۶۷)

سیدنا ابوبکر و عمر کے ذریعے تائید

حضرت سیدنا ابو اروی دوسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ''میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تشریف لائے تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَیَّدَنِیْ بِکُمَا** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے تم دونوں کے ذریعے میری تائید فرمائی۔''

(معرفۃ الصحابۃ، ابواروی دوسی، الرقم: ۶۷۳۵، ج ۴، ص ۴۳۷)

سیدنا ابوبکر و عمر کے ایمان کی گواہی

حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبد الرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک چرواہا اپنی بکریوں میں موجود تھا کہ ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور اس ریوڑ سے ایک بکری پکڑ کر چلتا بنا، چرواہے نے اس کا پیچھا کر کے اسے چھڑا لیا،

بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے چرواہے ذرا بتاؤ **یوم السبع** یعنی درندوں کے دن ان بکریوں کی حفاظت کون کرے گا، یہ وہی دن ہوگا جس دن میرے سوا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ اسی اثنا میں ایک شخص بیل ہانکے اس پر کچھ لادے جا رہا تھا، بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''میں تو اس بوجھ کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔'' لوگ کہنے لگے: ''**سبحان اللہ** بیل بھی گفتگو کرتا ہے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے ساتھ اس واقعہ کی تصدیق ابوبکر و عمر بھی کرتے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، الحدیث: ۳۶۶۳، ج ۲، ص ۵۱۹)

سیدنا ابوبکر و عمر اسلام کے ماں باپ ہیں

حضرت سیدنا ابو اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''جانتے ہو ابوبکر و عمر کون ہیں یہ اسلام کے پدر و مادر (ماں باپ) ہیں۔'' حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں اُس سے بری و بیزار ہوں جو حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا ذکر بدی کے ساتھ کرے۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۹۶)

سیدنا انس کی سیدنا ابوبکر و عمر سے محبت

حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: ''قیامت کب قائم ہوگی؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' تو اس نے عرض کی! تیاری تو کچھ نہیں کی، مگر میں **اللہ** اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہوں۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہوگے۔'' حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی جتنی خوشی شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان سے ہوئی ''تم

جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہو گے۔'' حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں میں سید عالم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت سیدنا ابو بکر اور حضرت سیدنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ ان سے محبت کرنے کی وجہ سے میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔ الخ، الحدیث: ٣٦٨٨، ج ٢، ص ٥٢٧)

سیدنا ابو بکر وعمر بلند و بالا مرتبے والے ہیں

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلند و بالا درجے والوں کو کم مرتبہ والے ایسے دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق پر چمکتے ستارے کو دیکھتے ہو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان بلند و بالا مرتبہ والوں میں سے ہیں۔'' (سنن ابن ماجة، کتاب السنة، فضل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ٩٦، ج ١، ص ٧٣، سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ٣٦٧٨، ج ٥، ص ٣٧٢)

سیدنا ابو بکر وعمر پر رسول اللہ کی نگاہِ کرم

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مہاجرین وانصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاس تشریف فرما ہوتے تو صرف حضرت سیدنا ابو بکر صدیق وسیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخ زیبا کی زیارت کرتے رہتے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان پر نگاہ کرم ڈالتے۔ یہ دونوں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تبسم اور مسکراہٹ کا تبادلہ فرماتے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ٣٦٨٨، ج ٥، ص ٣٧٧)

سیدنا ابوبکر و عمر قیامت کے دن رسول اللہ کے ساتھ

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وحضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ہمراہ مسجد میں اس طرح تشریف لائے کہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے دائیں جانب اور سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے بائیں جانب تھے اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دونوں کے ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۸۹، ج۵، ص۳۷۸)

بروز قیامت سب سے پہلے قبر سے نکلنے والے

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کل بروز قیامت سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور پھر ابوبکر و عمر نکلیں گے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، الحدیث: ۳۷۱۲، ج۵، ص۳۸۸)

سیدنا ابوبکر و عمر رسول اللہ کے کان اور آنکھ

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن حنطب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''**هٰذَانِ السَّمْعُ وَ الْبَصَرُ** یعنی یہ دونوں میرے کان اور آنکھیں ہیں۔''

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، نزول جبریل۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۴۸۹، ج۴، ص۱۴)

سیدنا ابوبکر و عمر خاص الخاص وفادار ساتھی

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

فرمایا: ''بلاشبہ ہر نبی کے لیے اس کی امت میں خاص الخاص رفیق ہوتے ہیں، یقیناً میرے صحابہ کرام میں سے خاص الخاص وفادار ساتھی ابوبکر وعمر ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل ابوبکر الصدیق، الحدیث: ۳۲۶۵۲، ج ۶، الجزء: ۱۱، ص ۲۵۷)

سیدنا ابوبکر وعمر رسول اللہ کے زمینی وزیر

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کے دو دو وزیر ہیں، دو آسمان میں اور دو زمین میں۔ آسمان میں میرے دو وزیر جبرئیل ومیکائیل (عَلَیْہِمَا السَّلَام) ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر وعمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) ہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر کلیھما، الحدیث: ۳۷۰۰، ج ۵، ص ۳۸۲)

سیدنا ابوبکر وعمر پر کوئی حکمرانی نہیں کرے گا

حضرت سیدنا بسطام بن مسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد کوئی بھی تم دونوں پر حکمرانی نہیں کرے گا۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ماذکر فی ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۳، ج ۷، ص ۴۷۵)

سیدنا ابوبکر وعمر کی محبت ایمان ہے

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے۔

(مسند الفردوس، باب الحاء، الرقم: ۲۵۴۱، ج ۱، ص ۳۴۶، تاریخ الخلفاء، ص ۵۰)

سیدنا ابوبکر وعمر کے مقام کی معرفت سنت ہے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور

حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت اوران کے مقام ومرتبہ کو پہچانا سنت میں سے ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۲۷۰۱، ج ۶، الجزء: ۱۱، ص ۲۶۱)

سیدنا ابوبکر وعمر سے امت کی محبت

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مرفوعا روایت ہے کہ ''میں اپنی امت سے یہ امید رکھتا ہوں کہ یہ ابوبکر وعمر سے محبت رکھے گی جس طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سے محبت کرے گی۔''

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۲۶۹۹، ج ۶، الجزء: ۱۱، ص ۲۶۱)

سیدنا ابوبکر وعمر جنتی ہیں

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی تم پر ایک جنتی شخص ظاہر ہوگا'' تو تھوڑی دیر بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''ابھی ایک اور جنتی شخص ظاہر ہوگا۔'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، الحدیث: ۳۷۱۴، ج ۵، ص ۳۸۸)

سیدنا ابوبکر وعمر کی ہر اچھے کام میں سبقت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ساتھ میرے قریب سے گزرے تو ارشاد فرمایا: ''اے ام عبد دعا مانگ کہ تیری دعا قبول کی جائے گی۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور میں نے دعا کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی لیکن سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھ سے سبقت لے گئے کیونکہ ہر نیکی

کے کام میں وہ مجھ سے سبقت لے جاتے تھے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''میں ہمیشہ یوں دعا مانگتا ہوں: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْاَلُکَ نَعِیمًا لَا یَبِیْدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ فِي اَعْلَی الْجَنَّۃِ جَنَّۃِ الْخُلْدِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے لازوال نعمت، نہ ختم ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سب سے اعلیٰ جنت خلد میں رفاقت مانگتا ہوں۔'' (مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۶۲، ج ۲، ص ۳۱)

سیدنا ابوبکر و عمر کی اقتداء کی وصیت

حضرت سیدنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد دو افراد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا۔''

(سنن ابن ماجة، کتاب السنة، فضل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۹۷، ج ۱، ص ۷۴)

سیدنا ابوبکر و عمر کی مثال فرشتوں میں

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: جنگ بدر کے روز دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا کہ ''اے ابوبکر! تمہاری مثال فرشتوں میں میکائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) کی طرح ہے اور اے عمر! تمہاری مثال فرشتوں میں جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) کی طرح ہے۔'' (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ۲۵۸، ج ۱۱، ص ۵۸)

سیدنا ابوبکر و عمر دین اسلام کے سمع و بصر

حضرت سیدنا میمون بن مہران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک آدمی کو کسی اہم کام کے لیے بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک جانب سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسری جانب سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے تو ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ ان دونوں کو نہیں بھیجتے۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں ان دونوں میں سے کسی ایک کو کیسے بھیجوں یہ دونوں دین کے لیے اس طرح ہیں جیسے سر کے لیے کان اور آنکھ۔'' (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ۲۵۰، ج ۱۱، ص ۵۷)

سیدنا ابو بکر و عمر سے بغض و محبت کا صلہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص ابو بکر اور عمر سے محبت کرتا ہے آسمان دنیا میں اس کے لیے اسی ۸۰ ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور جو شخص ان دونوں سے بغض رکھتا ہے تو دوسرے آسمان پر موجود اسی ہزار فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، باب ذکر ماسرق العدوی، ج ۳، ص ۱۹۹، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۱۴۸)

سیدنا ابو بکر و عمر کے گستاخ کا عبرتناک انجام

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۴۱۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''عیون الحکایات'' صفحہ ۲۴۶ پر ہے: حضرت سیدنا خلف بن تمیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ابو الحصیب بشیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بتایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے کافی مال دار تھا۔ مجھے ہر طرح کی آسائشیں میسر تھیں اور میں اکثر ایران کے شہروں میں رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میرے ایک مزدور نے مجھے خبر دی کہ فلاں مسافر خانے میں ایک شخص مر گیا ہے، وہاں اس کا کوئی بھی وارث نہیں، اب اس کی لاش بے گور وکفن پڑی ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو میں مسافر خانے پہنچا، وہاں میں نے ایک شخص کو مردہ حالت میں پایا، اس کے پیٹ پر کچی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک چادر اس پر ڈال دی، اس کے پاس اس کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا: یہ شخص بہت عبادت گزار اور نیک تھا لیکن آج اسے کفن بھی میسر نہیں اور ہمارے پاس اتنی رقم بھی نہیں کہ اس کی تجہیز و تکفین کر سکیں۔ جب میں نے

یہ سنا تو اُجرت دے کر ایک شخص کو کفن لینے کے لئے اور ایک کو قبر کھودنے کے لئے بھیجا اور ہم اس کے لئے کچی اینٹیں تیار کرنے لگے پھر میں نے پانی گرم کیا تاکہ اسے غسل دیں۔ ابھی ہم لوگ انہیں کاموں میں مشغول تھے کہ یکایک وہ مردہ اُٹھ بیٹھا، اینٹیں اس کے پیٹ سے گر گئیں پھر وہ بڑی بھیانک آواز میں چیخنے لگا: ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! جب اس کے ساتھیوں نے یہ خوفناک منظر دیکھا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کا بازو پکڑ کر ہلایا۔ پھر اس سے پوچھا: تُو کون ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگا: میں کوفہ کا رہائشی تھا اور بدقسمتی سے مجھے ایسے برے لوگوں کی صحبت ملی جو حضرت سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ ان کی صحبتِ بد کی وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ مل کر شیخین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو گالیاں دیا کرتا اور ان سے نفرت کرتا تھا۔ سیدنا ابو الخصیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں، میں نے اس کی یہ بات سن کر اِستغفار پڑھا اور کہا: اے بدبخت! پھر تو تجھے سخت سزا ملنی چاہیے اور تُو مرنے کے بعد زندہ کیسے ہو گیا؟ تو اُس نے جواب دیا: میرے نیک اعمال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی گستاخی کی وجہ سے مجھے مرنے کے بعد گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا گیا اور وہاں مجھے میرا ٹھکانا دکھایا گیا، وہاں کی آگ بہت بھڑک رہی تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا: عنقریب تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ تُو اپنے بدعقیدہ ساتھیوں کو اپنے دردناک انجام کی خبر دے اور انہیں بتائے کہ جو کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں سے دشمنی رکھتا ہے اس کا آخرت میں کیسا دردناک انجام ہوتا ہے، جب تُو ان کو اپنے بارے میں بتا دے گا تو پھر دوبارہ تجھے تیرے اصلی ٹھکانے (یعنی جہنم) میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ خبر دینے کے لئے مجھے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تاکہ میری اس حالت سے گستاخانِ صحابہ کرام عبرت حاصل کریں اور اپنی گستاخیوں سے باز آجائیں ورنہ جو کوئی ان حضرات کی شان میں گستاخی کریگا اس کا انجام بھی میری طرح ہوگا۔ اِتنا کہنے کے بعد وہ شخص دوبارہ مردہ حالت میں ہو گیا۔ میں نے بھی اور دیگر لوگوں نے بھی اس کی یہ عبرتناک باتیں سنیں، اتنی ہی دیر میں مزدور کفن خرید لایا، میں نے وہ کفن لیا اور کہا: میں ایسے بدنصیب شخص کی ہرگز تجہیز و تکفین نہیں

کروں گا جو شیخین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا گستاخ ہو،تم اپنے ساتھی کو سنبھالو میں اس کے پاس ٹھہرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔اِس کے بعد میں وہاں سے واپس چلا آیا پھر مجھے بتایا گیا کہ اس کے بدعقیدہ ساتھیوں نے ہی اسے غسل وکفن دیا اوران چند بندوں ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی،ان کے علاوہ کسی نے بھی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی،اس کے بدعقیدہ ساتھیوں کی بدبختی دیکھو کہ وہ پھر بھی لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟ حضرت سیدنا خلف بن تمیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوالحصیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: کیاتم اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے اپنی آنکھوں سے اس بدبخت کودوبارہ زندہ ہوتے دیکھا اوراپنے کانوں سے اس کی باتیں سنیں۔یہ سن کرحضرت سیدنا خلف بن تمیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اب میں بھی اس بے ادب وگستاخ شخص کی اس بدترین حالت کی خبرلوگوں کوضرور دوں گا۔

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رکھے اورتمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سچی محبت عطا فرمائے،ان کی خوب خوب تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

صحابہ کا گدا ہوں اور اہل بیت کا خادم
یہ سب ہے آپ ہی کی تو عنایت یا رسول اللہ!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب (3)

فضائل خلفاء راشدین

خلفاء راشدین اور علم کا شہر

خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُهَا وَعُمَرُ حِیْطَانُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِیٌّ بَابُهَا** یعنی میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد، عمر اس کی دیوار، عثمان اس کی چھت اور علی المرتضی اس کا دروازہ ہیں۔'' (تاریخ مدینة دمشق، ج ۹، ص ۲۰)

خلفاء راشدین کی اصحاب کہف سے ملاقات

ایک دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اصحاب کہف سے ملاقات کی آرزو کی تو اسی وقت حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْهِ السَّلَام نازل ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ انہیں دنیا میں ظاہراً نہیں دیکھ پائیں گے، البتہ اپنے اکابر صحابہ میں چار صحابیوں کو ان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ آپ کا پیغام اُن تک پہنچائیں اور انہیں آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔'' نبیٔ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے جبریل! اس کی کیا صورت ہوگی، میں اپنے صحابہ کو ان کے پاس کیسے بھیجوں اور ان کے پاس جانے کا حکم کس کو دوں؟'' سیدنا جبریل عَلَیْهِ السَّلَام نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ایسا کریں آپ اپنی چادر مبارک کو بچھائیں اور ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، دوسری طرف حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، تیسری طرف حضرت علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم اور چوتھی طرف حضرت ابو ذر غفاری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم کو بٹھا دیجئے۔ پھر اس ہوا کو بلائیں جسے **اللہ تعالی** نے حضرت سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام کے لیے مسخر فرمایا تھا، کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے

اسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کرے آپ اُس ہوا سے ارشاد فرمائیے کہ اِن چاروں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کو اٹھائے اور اس غار تک لے جائے جہاں اصحاب کہف آرام فرما ہیں۔'' چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ویسا ہی فرمایا۔تو ہوا نے آپ کی چادر مبارک کو اٹھایا، چاروں صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان اس پر آرام وسکون سے بیٹھے رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چادر آنکھوں سے اوجھل ہوگئی یہاں تک کہ اصحاب کہف کے غار کے پاس ہوا نے چادر کو زمین پر رکھ دیا۔صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے غار کے قریب پہنچ کر منہ سے پتھر ہٹایا اور جیسے ہی روشنی اندر پہنچی تو اَصحاب کہف کے اُس عاشق کتے نے جو اُن کے ساتھ ہی آرام کررہا تھا ہلکی سی آواز نکالی، گویا اس نے غار میں داخل ہونے والوں کو بغیر اجازت داخلے سے خبردار کیا۔خطرے کی بو سونگ کر فوراً حملہ کرنے کے لیے باہر آیا لیکن جب اولیاء اللہ کے اس عاشق نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِن پیارے عشاق کو دیکھا تو اِن کے قدموں کے بوسے لینے لگا اور بڑے پیار سے اپنی دم ہلانے لگا اور پھر سر کے اشارے سے اندر آنے کو کہا۔ چاروں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم غار کے اندر گئے اور سوئے ہوئے اصحاب کہف کو یوں سلام کیا: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔**'' **اللہ تعالی** نے اپنے کرم سے اصحاب کہف کو بیدار فرمایا اور انہوں نے بھی جواباً سلام کیا۔ چاروں صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے اپنا تعارف کروایا اور فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے نبی حضرت **محمد بن عبد اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ لوگوں کو سلام ارشاد فرمایا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''ہماری طرف سے بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت **محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جب تک زمین وآسمان ہیں سلامتی نازل ہو اور آپ سب پر بھی۔'' پھر سب لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔اصحاب کہف سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لے آئے اور دین اسلام کو قبول کیا اور عرض کیا کہ: ''ہماری طرف سے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام پیش کیجئے گا۔'' پھر وہ اپنی اپنی جگہوں پر دوبارہ لیٹ گئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر حضرت امام مہدی عَلَیۡہِ السَّلَام کے ظاہر ہونے تک نیند طاری فرمادی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام مہدی عَلَیۡہِ السَّلَام جب ظہور فرمائیں گے تو انہیں سلام کریں گے

اور ایک بار پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو بیدار فرمائے گا اور اس کے بعد قیامت تک کے لیے سو جائیں گے۔ بہر حال چاروں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان چادر پر اپنی اپنی جگہ دوبارہ بیٹھ گئے اور ہوا انہیں بارگاہ رسالت میں پہنچانے کے لیے چادر کو لے کر چل پڑی۔ اُدھر حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوگئے اور ان چاروں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ جو ہوا سب کچھ بیان کر دیا اور جب چاروں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے استفسار کیا کہ ''اصحاب کہف سے ملاقات کیسی رہی اور انہوں نے کیا کہا؟'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر ہم نے انہیں دین اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور دین اسلام میں داخل ہوگئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی۔ اور **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہوں نے آپ کو سلام بھی عرض کیا ہے۔'' یہ سن کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت خوش ہوئے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور بارگاہ الٰہی میں یوں دعا فرمائی: ''**یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن!** میرے، میرے رشتہ داروں، میرے دوستوں، میرے بھائیوں، میرے محبین کے مابین کبھی جدائی نہ ڈالنا اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے، میرے اہل بیت سے محبت کرتا ہے، ان کا حامی ہے، اور جو میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے ان سب کی مغفرت فرما۔''

(تفسیر الثعلبی، پ ۱۵، الکھف: ۱۲، ج ۱، ص ۱۳۹۲، روح البیان، پ ۱۵، الکھف: ۲۱، ج ۵، ص ۲۳۱)

خلفاء راشدین اور نبوت کی خلافت

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں، میں وہ واحد شخص تھا جو دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خلوتوں کا عاشق تھا اور جب بھی مجھے موقع ملتا فوراً پہنچ جاتا اور علم دین حاصل کرتا۔ ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے تشریف فرما ہیں تو میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خلوت کو غنیمت جانا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگیا تا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم سے کچھ سیکھ لوں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب عطا فرمایا۔ پھر مجھے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! تجھے کون سی چیز میرے پاس لائی؟'' میں نے عرض کیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت۔'' میں آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ ۞...... اتنے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر خدمت ہوئے انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب عطا فرمایا اور ان سے بھی استفسار فرمایا: ''اے ابوبکر! تجھے کون سی چیز میرے پاس لائی؟'' صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض گزار ہوئے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ ۞......اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے اور بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دائیں جانب بیٹھ گئے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا اور ان سے بھی پوچھا کہ: ''اے عمر! تمہیں کون سی چیز میرے پاس لائی؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی عرض کیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت۔'' ۞...... پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا اور ان سے بھی پوچھا کہ: ''اے عثمان! تمہیں کون سی چیز میرے پاس لائی؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی عرض کیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت۔''

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: اس وقت حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھوں میں سات ۷ یا نو ۹ کنکریاں تھیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنی ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں اور ان کنکریوں کی تسبیح کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح مجھے سنائی دے رہی تھی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کنکریاں زمین پر رکھ دیں تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں۔

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ کنکریاں دوبارہ اٹھائیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پہ ڈال دیں، جیسے ہی وہ کنکریاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں گئیں پھر تسبیح پڑھنا شروع ہوگئیں اور ان کی تسبیح کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی اور جوں ہی انہیں زمین پر رکھا تو وہ پھر خاموش ہوگئیں۔

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ کنکریاں دوبارہ اٹھائیں اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پہ ڈال دیں، جیسے ہی وہ کنکریاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں گئیں پھر تسبیح پڑھنا شروع ہوگئیں اور ان کی تسبیح کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی اور جیسے ہی انہیں زمین پر رکھا تو وہ پھر خاموش ہو گئیں۔

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ کنکریاں دوبارہ اٹھائیں اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پہ ڈال دیں، جیسے ہی وہ کنکریاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں گئیں پھر تسبیح پڑھنا شروع ہوگئیں اور ان کی تسبیح کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی اور جوں ہی انہیں زمین پر رکھا تو وہ پھر خاموش ہوگئیں۔تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**هٰذِهٖ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ** یعنی یہ نبوت کی خلافت ہے۔''

حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم میں سے ہر ایک شخص کے ہاتھ پر وہ کنکریاں رکھیں لیکن انہوں نے تسبیح نہ پڑھی۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، المعجزات ودلائل النبوۃ، الحدیث: ۳۵۴۰۴، ج۶، الجزء: ۱۲، ص ۱۷۴، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۹، ص ۱۱۷)

خلفاء راشدین اور حوض کوثر

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''میرے حوض کے چار کونے ہیں: پہلے کونے پر ابوبکر، دوسرے پر عمر، تیسرے پر عثمان اور چوتھے پر علی ہوں گے۔ پس ۞......جو ابوبکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے اس کو ابوبکر سیراب نہیں کریں گے۔ ۞......اور جو عمر سے محبت رکھے اور عثمان سے بغض رکھے اس کو عمر سیراب نہیں کریں گے۔ ۞......اور جو

عثمان سے محبت کرے اور علی سے بغض رکھے اس کو عثمان حوض سے نہیں پلائیں گے۔ ❁......اور جو علی سے محبت کرے مگر عثمان سے بغض رکھے اس کو علی سیراب نہیں کریں گے۔ تو جس نے ابوبکر سے محبت کی اس نے دین متین کو قائم کیا اور جس نے عمر سے محبت کی وہ ایمان والوں میں لکھا جائے گا اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ نورِ مبین سے منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی تو اس نے بھلائی کا کام کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھلائی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور جس نے ان تمام کے متعلق اچھا عقیدہ رکھا وہ مؤمن ہے۔'' (العلل المتناهية لابن الجوزی، حديث فی فضل الاربعة، الحديث: ٣٠٨، ج ١، ص ٢٥٣)

خلفاء راشدین اور استقبال نبوی

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم حضور **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن**، جنابِ **رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اجتماعِ پاک میں بیٹھے ہوئے تھے تو ❁......حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنے مال کے ساتھ غمگساری کرنے والے اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینے والے کو خوش آمدید!'' ❁......پھر حضرتِ سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضرِ خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے کو مرحبا! اس شخص کو خوش آمدید جس کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دین کو کامل کیا اور مسلمانوں کو عزت بخشی۔'' ❁......پھر حضرتِ سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''میرے داماد اور میری دو بیٹیوں کے شوہر کو خوش آمدید! جس میں میرا نور جمع ہوا، جو اپنی زندگی میں سعادت مند اور موت میں شہید ہے، اس کے قاتل کے لئے نارِ جہنم کی بربادی ہے۔'' ❁......پھر حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: میرے چچازاد بھائی کو خوش آمدید! مجھے اور اسے ایک نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ (پھر فرمایا:) اے گروہِ مسلمین! اِن تمام کی محبت مؤمن کے دل میں ہی اکٹھی ہو سکتی ہے اور منافق کے دل میں یکجا نہیں ہو سکتی۔ جو اِن کو محبوب بنالے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کو محبوب بنا لیتا ہے اور جو اِن سے بغض رکھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے ناپسند فرماتا ہے۔

(مسند الفردوس، باب الخاء، الحديث: ٢٧٧٦، ج ١، ص ٣٧٤ مختصرا، الروض الفائق، المجلس الثالث والخمسون، فی مناقب الخلفاء، ص ٣١٢)

خلفاءِ راشدین اور انسانی چہرے والا جانور

حضرتِ سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: میں نے مکہ مکرمہ میں ایک نو مسلم کو (جو پہلے نصرانی تھا) طواف کرتے ہوئے دیکھا جو اسقف کے نام سے مشہور تھا، میں نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کیا؟ اس نے کہا: میں نے اُس سے بہتر چیز اختیار کی۔ میں نے پوچھا: یہ سب کیسے ہوا؟ تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا، تھوڑی دور پہنچنے کے بعد کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر لٹک گیا، سمندر کی موجیں مجھے دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ کسی جزیرے میں ڈال دیا، اس میں کثیر درخت تھے جن کے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم تھے۔ اور ایک صاف وشفاف نہر تھی۔ میں نے اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور کہا: اب میں یہ پھل کھاؤں گا اور نہر سے پانی پیوں گا جب تک کہ کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جب رات ہوئی تو میں جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ کر کسی ٹہنی پر سو گیا، رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں نے سطحِ آب پر ایک جانور کو بزبانِ فصیح تسبیح کرتے ہوئے دیکھا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے: اللہ عزیز وجبار کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور چنے ہوئے نبی ہیں۔ ابوبکر ان کے غار کے رفیق ہیں، عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے، عثمان گھر میں شہید اور علی کفار پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تلوار ہیں، ان سے بغض رکھنے والوں پر عزیز وجبار کی لعنت ہو، ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

وہ جانور یہی کلمات بار بار دہراتا رہا، طلوعِ فجر کے بعد اس نے پھر چند کلمات کہے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کا وعدہ و وعید سچے ہیں اور محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، ہدایت دینے والے اور راہنمائی فرمانے والے۔ ابوبکر کو صحیح رائے کی توفیق دی گئی، عمر بن خطاب کفار پر آہنی جنگلے کی طرح (سخت) ہیں، عثمان فضیلت والے شہید ہیں اور علی بن ابی طالب زبردست قوت والے ہیں۔ ان سے بغض

رکھنے والوں پر ربِّ مجید کی لعنت ہو۔" جب وہ جانور خشکی پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ جیسا، چہرہ انسان جیسا، ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور دم مچھلی کی دم جیسی ہے، میں ہلاکت کے خوف سے بھاگنے ہی والا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: رک جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ میرے رکنے کے بعد اس نے مجھ سے میرے دین کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جواب دیا: نصرانیت۔ اس نے کہا: اے نقصان اٹھانے والے! بربادی ہے تیرے لئے، دینِ اسلام اختیار کر لے کہ تُو مؤمنین جنات کی قوم میں پہنچ چکا ہے، ان سے سوائے مسلمان کے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ میں نے پوچھا: اسلام کیسے لاؤں؟ اس نے بتایا: اس بات کی گواہی دے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور **محمدِ مصطفےٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔ چنانچہ، میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: **تیرا اسلام کامل تب ہو گا جب تو خلفاء اربعہ سے راضی رہے گا۔** میں نے کہا: تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا: ہماری ایک قوم نبیٔ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محفل میں حاضر ہوئی، انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جب قیامت کا دن ہو گا تو جنت لائی جائے گی، وہ عرض کرے گی: یا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے کونوں کو مضبوط کرے گا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: میں نے تیرے کونوں کو خلفاء اَربعہ سے مضبوط کر دیا ہے اور تجھے حَسَن و حُسین سے زینت بخشی ہے۔ پھر اُس جانور نے مجھ سے پوچھا: تم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: تو پھر یہاں کھڑے رہو، ایک کشتی کا یہاں سے گزر ہو گا۔ میں وہاں کھڑا رہا۔ وہ جانور سمندر میں اتر کر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر ایک کشتی گزری جس میں چند افراد سوار تھے۔ میرے اشارہ کرنے پر انہوں نے مجھے بھی سوار کر لیا۔ اس میں بارہ نصرانی تھے۔ جب میں نے اُن کو اپنا واقعہ بتایا تو سب کے سب دائرۂ اِسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ اِن لوگوں کا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ضرور کوئی راز ہے کہ ان کی برکت سے مجھے اسلام کی دولت ملی اور بلند مقام نصیب ہوا۔

(الروض الفائق، المجلس الثالث والخمسون، فی مناقب الخلفاء، ص ۳۱۵)

خلفاء راشدین کی محبت صرف قلب مومن میں

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر، عمر، عثمان، علی ان چاروں کی محبت صرف قلب مومن میں ہی جمع ہو سکتی ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، الخلفاء مجتمعۃ، الحدیث: ۳۳۱۰۱، ج۶، الجزء: ۱۱، ص۲۹۳)

خلفاء راشدین پر رب العلمین رحم فرمائے

حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ابوبکر پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی، مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے مدینہ پاک لے گئے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عمر پر رحم فرمائے، وہ حق بولتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عثمان غنی پر رحم فرمائے، ملائکہ ان سے حیا کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ علی پر رحم فرمائے، یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! علی جہاں چلے حق کو اس کے ساتھ چلا دے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۷۳۴، ج۵، ص۳۹۷)

تمام صحابہ میں خلفاء راشدین کی فضیلت

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے صحابۂ کرام کو تمام مخلوق پر فضیلت دی سوائے انبیاء و مرسلین کے، پھر میرے صحابہ میں سے چار ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کو چن لیا۔ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم)

(المجروحین لابن حبان، عبداللہ بن صالح کاتب اللیث المصری، الرقم: ۵۶۸، ج۱، ص۵۳۵ ملتقطا)

خلفاء راشدین کی محبت فرض ہے

نبیِٔ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق نشان ہے: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر ابوبکر، عمر،

عثمان اور علی کی محبت کو فرض کر دیا ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو تم پر فرض کیا ہے تو جوان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی نماز قبول فرمائے گا، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ اور نہ ہی حج اور اسے قبر سے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

(مسند الفردوس، باب الالف، الحدیث: ۶۱۹، ج ۱، ص ۱۰۱)

خلفاء راشدین سے محبت کرنے والے

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے ان چاروں صحابہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی سے محبت کرنے والے **اللہ** کے دوست ہیں اور ان سے بغض اور نفرت رکھنے والے **اللہ** کے دشمن ہیں۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۴۸)

یعنی اس اَفْضَلُ الْخَلْق بَعْدَ الرُّسُل
ثَانِي اثْنَيْن ہجرت پہ لاکھوں سلام

اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنُ سَیِّدُ الْمُتَّقِیْن
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

روزِ قیامت خلفاء راشدین کی حکومت

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن عرش کے نیچے منادی ندا کرے گا: اصحاب **محمد** کہاں ہیں، پھر ابوبکر و عمر، اور عثمان و علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم آئیں گے۔

۞......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے کہا جائے گا جنت کے دروازے پر ٹھہر جائیں اور جسے چاہیں **اللہ** کی رحمت سے داخل کریں اور جسے چاہیں **اللہ** کے علم کے ساتھ بلائیں۔

۞......اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے کہا جائے گا میزان کے پاس ٹھہر جائیں جسے چاہیں **اللہ**

کی رحمت کے ساتھ بھاری کریں اور جسے چاہیں **اللہ تعالی** کے علم کے ساتھ ہلکا کریں۔

۞......اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے دو حلے آئیں گے اور انہیں کہا جائے گا دونوں پہن لیں۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے دونوں کو تیرے لیے اس وقت بنایا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔

۞......اور حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عصائے مزین عطا کیا جائے گا، جو اس درخت سے بنایا گیا ہوگا جو **اللہ تعالی** نے اپنے دست قدرت سے جنت میں لگایا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۴۴، ص ۱۹۱، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۴)

خلفاءِ راشدین کی محبت ضروری ہے

حضرت سیدنا ایوب سختیانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جس شخص نے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے اپنا راستہ روشن کر لیا اور جس نے سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نور سے چمک گیا اور جس نے سیدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے مضبوط گرہ کو تھام لیا اور جو شخص دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کے لیے اچھا عقیدہ رکھتا ہے اور ان کے لیے اچھی بات ہی کہتا ہے وہ نفاق سے محفوظ ہے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۴۲، ص ۵۳۰)

خلافت کسے ملے گی؟

حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ آپ نے مجھ سے یہ عہد نہ لے لیا کہ میرا امر میرے بعد ابو بکر کو ملے گا پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر میری طرف آئے گا اور لوگ مجھ پر جمع نہیں ہوں گے۔ اور آپ ہی سے روایت ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس وقت تک وصال نہ فرمایا جب تک کہ مجھ پر یہ راز ظاہر نہ فرما دیا کہ میرے بعد میری ولایت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ملے گی۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۵)

صدیق اولیں ہیں خلافت کے تاجدار

بعد ان کے عمر وعثمان وحیدر ہیں بالیقین

خلفاء راشدین سورۃ العصر کی تفسیر

حضرت سیدنا ابی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''میں نے بارگاہ رسالت میں سورۂ عصر پڑھی اور عرض کی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس سورت کی تفسیر کیا ہے تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وَالْعَصْرِ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دن کے آخر کے ساتھ قسم ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد عمر اور وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے مراد عثمان، اور وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔''

(الجامع لاحکام القران، سورۃ العصر، ج ۱۰، ص ۱۳۱، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۷)

رسول اللہ کے وزراء ومشیر

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم رحمت دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! مجھے اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے کہ ابوبکر کو وزیر، عمر کو مشیر، عثمان کو سہارا اور تجھے اپنا مدد گار بناؤں، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم چاروں کے متعلق اُمُّ الْکِتَاب میں وعدہ لیا ہے، کہ تم سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور فاجر ہی بغض رکھے گا۔ تم میری نبوت کے خلفاء ہو، میرے ذمہ کی بیعت لینے والے ہو اور میری امت پر حجت ہو، میری امت کے لوگ نہ تم سے مقاطعہ (قطع تعلق) کریں نہ تم سے منہ پھیریں۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۴۷)

خلفاء راشدین کی موافقت رسول

روایت ہے کہ جب پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزوں سے محبت

ہے تو ۞......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ انور کی زیارت کرنا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خرچ کرنے کے لیے مال جمع کرنا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف آپ کی قرابت کے ساتھ توسل حاصل کرنا۔'' ۞......حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور برہنہ کو کپڑے پہنانا۔'' ۞......حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے دنیا سے تین چیزیں پسند کی ہیں، گرمی میں روزے رکھنا، مہمان کو کھانا کھلانا اور آپ کے سامنے تلوار کی ضرب لگانا۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب النکاح، الرغبۃ فی النکاح، الحدیث: ۱۳۴۵۳، ج۷، ص۱۲۵، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۶۰)

خلفاء راشدین اور جنت کی خوشخبری

حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو۔'' حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھول دیا اور دیکھا کہ آنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بیان کی۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو۔'' میں نے دیکھا تو وہ حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو بھی جنت کی بشارت دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور آنے والے کو مصیبتوں کی بناء پر جنت کی بشارت دے دو۔'' میں نے جا

کر دیکھا تو وہ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور ان کو بھی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان سنا کر جنت کی بشارت دے دی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دعا کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو مجھے صبر عطا فرما، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو ہی مدد فرمانے والا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، الحدیث: ٣٦٩٣، ج ٢، ص ٥٢٩)

فضائل خلفاء راشدین بزبان سید المرسلین

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے، حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تمہیں کیا ہے کہ میرے صحابہ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہو، جانتے نہیں کہ میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کی محبت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس امت پر قیامت تک فرض فرمادی ہے۔''

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر کہاں ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں یہاں موجود ہوں۔'' فرمایا: ''میرے قریب آجاؤ۔'' جیسے ہی سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قریب آئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنے سینے سے چمٹالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان ماتھے کا بوسہ لیا۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دیکھا کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمان مبارک سے آنسو چھلک رہے تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھام کر باآواز بلند ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! یہ ابوبکر صدیق ہے، تمام مہاجرین وانصار کا سردار اور میرا ساتھی ہے۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی، لوگوں نے مجھ سے صرف نظر کیا تو اس نے مجھے پناہ دی اور بلال کو میری رضا کے لیے اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا۔ اس سے دشمنی رکھنے والے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور تمام جہان کی لعنت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے بری ہے اور جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے وہ ابوبکر صدیق کی عداوت سے باز آجائے، یہ باتیں دوسروں تک بھی پہنچا دو۔ یہ کہہ کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر! بیٹھ جاؤ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے بارے میں بہتر جانتا ہے۔''

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عمر بن خطاب کہاں ہیں؟'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی سے سامنے آئے اور عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''اے عمر! قریب آجاؤ'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قریب آئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر باآواز بلند ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! یہ عمر بن خطاب ہے، تمام مہاجرین وانصار کا سردار ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، اس کے دل زبان اور ہاتھ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حق بات اتارتا ہے اگرچہ اس کا کوئی حمایتی نہ ہو، یہ حق بات کہنے سے نہیں رکتا خواہ سچی بات کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔ اَحکام خداوندی کی بجا آوری میں کسی انسان کی ملامت گری کو خاطر میں نہیں لاتا، شیطان اس کی شخصیت سے بھاگتا ہے۔ یاد رکھو! عمر تو جنتیوں کا نور ہے، اس کے دشمن پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور تمام جہان والوں کی لعنت ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اُس سے بری اور میں بھی اُس سے بری ہوں۔''

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عثمان بن عفان کہاں ہیں؟'' تو حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً سامنے آئے اور عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں بھی قریب بلا کر سینے سے لگایا تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! یہ عثمان بن عفان ہے، مہاجرین وانصار کا سردار ہے، انہی کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا سہارا اور داماد بناؤں۔ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اِسی سے نکاح

کر دیتا، اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں، اس کے دشمن پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور تمام جہان والوں کی لعنت ہے۔''

۞......پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہے؟'' تو حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم جلدی سے سامنے تشریف لائے اور عرض کیا: ''**یا رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! میرے قریب آؤ۔'' جیسے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم قریب آئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں بھی اپنے سینے سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دیکھا کہ اب بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اِس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے ارشاد فرمایا: ''مومنو! یہ مہاجرین وانصار کا سردار ہے میرا بھائی میرے چچا کا بیٹا اور میرا داماد ہے، میرے گوشت، خون اور بالوں کا حصہ ہے، حسن وحسین کا والد ہے جو نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ یہ مشکل کشا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شیر ہے اور دشمنانِ خدا کے لیے لٹکتی تلوار ہے۔ اس کے دشمن پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اُس سے بری اور میں بھی اُس سے بری ہوں۔ جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے وہ علی کی عداوت سے باز رہے۔ جو لوگ موجود ہیں وہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچا دیں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے ابو الحسن! بیٹھ جاؤ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے بارے میں بہتر جانتا ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۴۸)

خلفاء راشدین کی محبت پر موت

حضرت سیدنا محمد بن وزیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میں نے خواب میں دیکھا تو قریب ہو کر عرض کیا: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ**'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں جواب ارشاد فرمایا: ''**وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِیْر**۔ تمہاری کوئی حاجت ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''جی ہاں! **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے اہل وعیال زیادہ ہیں اور میرا مال بہت تھوڑا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے چند دعائیں ارشاد فرمادیں جنہیں میں سفر وحضر میں ہر وقت پڑھتا رہوں اور ان دعاؤں کے ذریعے اپنے کاموں پر مدد طلب کروں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹھ جاؤ اور یہ تین دعائیں ہیں جنہیں ہر مشکل کے وقت اور ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔ وہ دعائیں یہ ہیں: ❁ ''**یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ** یعنی اے ہمیشہ سے احسان فرمانے والے۔ ❁ **وَیَا مَنْ اِحْسَانُہٗ فَوْقَ کُلِّ اِحْسَانٍ** یعنی اے احسان پر احسان فرمانے والے۔ ❁ **وَیَا مَالِکَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ** یعنی اے دنیا وآخرت کے مالک۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسلام اور سنت پر مرنے کی کوشش کرو۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت پر مرنے کی کوشش کرو کیونکہ ایسی موت کے بعد جہنم نزدیک نہیں آتی۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۰)

خلفاء راشدین انبیاء کرام کی مثل

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں مختلف انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام میں سے ہر نبی جیسا ایک شخص (یعنی اس نبی کی صفات کا مظہر) ضرور موجود ہے۔ ابوبکر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل ہے، عمر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح ہے، عثمان حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل ہے، اور علی بن ابی طالب میری مانند ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۰)

خلفاء راشدین کی ایک ہی مٹی سے پیدائش

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر وعمر ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور عثمان وعلی ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۱)

خلفاءِ راشدین کے دخولِ جنت کا مبارک منظر

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ دایاں ہاتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں اور بایاں ہاتھ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں تھا، حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے تھے اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے آپ کی چادرِ مبارک کا پلو پکڑ رکھا تھا، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! ہم پانچوں یونہی جنت میں داخل ہوں گے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، عبداللہ بن خراش، ج۵، ص۳۵۱)

خلفاءِ راشدین کا نام عرشِ اعظم پر

حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ عرش پر کیا لکھا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں نہیں۔'' فرمایا: ''عرش پر لکھا ہے: ''**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْر الصِّدِّیْق عُمَر الْفَارُوْق عُثْمَان الشَّھِیْد عَلِی الرضا** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، ابوبکر ''صدیق'' ہیں، عمر ''فاروق'' ہیں، عثمان ''شہید'' ہیں اور علی ''رضا'' ہیں۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۹، ص۲۹۷)

خلفاءِ راشدین کا نام لواءُ الحمد پر

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا گیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لواءُ الحمد کیا ہے؟'' فرمایا: ''اس

کے تین حصے ہیں اور ہر حصہ آسمان وزمین کے درمیان ہے: پہلے پر **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم** اور سورۂ فاتحہ لکھی ہے۔ جبکہ دوسرے پر **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ** اور تیسرے پر ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضی لکھا ہوا ہے۔" (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۴)

خلفاء راشدین کی پیدائش

حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ دوعالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ہم پانچوں حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام کی پیدائش سے پہلے عرش اعظم کی دائیں جانب انوار کی شکل میں تھے۔ جب حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام پیدا ہوئے تو ہمیں ان کی پشت میں ٹھہرا دیا گیا۔ پھر ہم پشت در پشت منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حضرت **عبد اللہ** کی پشت میں، ابوبکر کو ابو قحافہ کی پشت میں، عمر کو خطاب کی پشت میں، عثمان کو عفان کی پشت میں اور علی کو ابو طالب کی پشت میں ٹھہرایا۔ پھر انہیں میرا صحابی بنا دیا گیا اور ابوبکر کو میرا صدیق، عمر کو فاروق، عثمان کو ذوالنورین اور علی کو میرا وصی بنا دیا گیا۔ تو ان پر سب وشتم مجھ پر سب وشتم ہے اور مجھ پر سب وشتم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر سب وشتم ہے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو سب وشتم کرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکے گا۔"

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۱)

خلفاء راشدین زمانہ نبوی کے مفتی

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ، حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات طیبہ میں فتوی دیا کرتے تھے۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۳۹)

خلفاءِ راشدین کے اوصاف بزبان عبد اللہ بن عباس

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان پر رحم فرمائے کہ وہ تو قرآن کی تلاوت کرنے والے، گناہوں سے نفرت کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے روکنے والے، رضائے الٰہی کے لیے صبر کرنے والے، بے حیائی سے دور رہنے والے، رات بھر عبادت کرنے والے، دن بھر روزہ رکھنے والے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کی معرفت رکھنے والے، ربّ العٰلمین کا خوف رکھنے والے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حرام کردہ اُمور سے دوری اختیار کرنے والے اور ہلاکت خیز اعمال سے اعراض کرنے والے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو تقوی وقناعت میں اپنے ساتھیوں پر سبقت لے گئے، اُن کی امانت داری اور نیک نامی بے مثال تھی۔ جو ایسی عظیم ہستی پر اعتراض کرے اُس پر خدا عَزَّوَجَلَّ کی قیامت تک لعنت ہو۔ پوچھا گیا کہ: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مہر والی انگوٹھی پر کونسی عبارت نقش تھی؟'' فرمایا: ''**عَبْدٌ ذَلِيْلٌ لِرَبٍّ جَلِيْلٍ** یعنی عزت والے رب کا حقیر بندہ۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ابو حفص عمر بن خطاب پر رحم فرمائے، آپ اسلام کے علم بردار، یتیموں کے ملجاء، ایمان ویقین کے مرکز، احسان کی انتہاء، کمزوروں کے میزبان، بادشاہوں کے لئے دلیل راہ، دین حق کا قلعہ اور مؤمنوں کے دستگیر تھے۔ آپ نے دین کو خوب واضح کردیا اور مختلف ممالک فتح کرکے چپے چپے پر ذکر خدا جاری کردیا۔ مشکل وقت ہو یا آسان، آپ ہر وقت **اللہ** کا شکر ادا کرتے تھے، آپ سے بغض رکھنے والے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ روز قیامت عذاب میں مبتلاء فرمائے گا۔ پوچھا گیا کہ ''حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مہر والی انگوٹھی پر کونسی عبارت نقش تھی؟'' فرمایا: ''**اَللّٰهُ الْمُعِيْنُ لِمَنْ صَبَرَ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''سیدنا

عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ابوعمر عثمان بن عفان پر رحم فرمائے کہ آپ نیک لوگوں سے بہتر، سب سے زیادہ معزز، کثرت سے استغفار کرنے والے، راتوں کو شب بیداری فرمانے والے، دوزخ کا ذکر چھڑ جانے پر کثرت سے گریہ زاری کرنے والے، شب وروز مفید کاموں میں مشغول رہنے والے، ہر عظمت وبزرگی کے خواہاں، آخرت میں نجات دلانے والے، ہر اچھے عمل کے شیدائی، ہر ہلاکت خیز عمل سے دور بھاگنے والے، وفادار، باکردار، پاک باز، تنگدست اسلامی لشکر کے سرپرست، رومہ کے کنویں کو وقف فرمانے والے اور داماد رسول تھے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کے قاتلوں کو قیامت تک دردناک عذاب میں مبتلا رکھے۔ پوچھا گیا کہ ''حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مہر والی انگوٹھی پر کونسی عبارت نقش تھی؟'' فرمایا: ''**اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ سَعِیْداً وَاَمِتْنِیْ شَھِیْداً** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے سعادت کے ساتھ زندہ رکھ اور شہادت کی موت عطا فرما اور خدا کی قسم! واقعی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سعادت کے ساتھ دنیا میں رہے اور شہادت کے ساتھ تشریف لے گئے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ابوالحسن علی المرتضی پر رحمت نازل فرمائے، آپ ہدایت کا مینار، تقوے کی کان، عقل کا پہاڑ، دانائی کا محور، مجسم فیاضی، انسانی علوم کی انتہاء، اندھیروں میں چمکتے نور، دین متین کے داعی، خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے، سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار، دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد شہادت فاروق اعظم پر قائم ہونے والی مجلس کے اراکین میں سب سے زیادہ معزز، صاحب قبلتین، حسنین کریمین کے والد اور خیر النساء سیدہ فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے شوہر ہیں، آپ سے بہتر کوئی آدمی نہ میری آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا، آپ جنگ وقتال کے ماہر اور ہم پلہ دشمنوں کے لیے ہلاکت تھے، آپ سے بغض رکھنے والے پر **اللہ** اور اس کی

تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت ہو۔'' پوچھا گیا کہ: ''حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مہر والی انگوٹھی پر کونسی عبارت نقش تھی؟'' فرمایا: ''اَللّٰہُ الْمَلِکُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بادشاہ ہے۔''

(المعجم الکبیر، من مناقب عبد اللہ بن عباس، الحدیث: ۱۰۵۸۹، ج۱۰، ص۲۳۸، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۵۷)

خلفاء راشدین کی افضلیت

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انبیاء ومرسلین کے سوا تمام جہانوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے صحابہ کو عظمت عطا فرمائی، پھر ان صحابہ میں سے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کو افضلیت سے عطا فرمائی اور میرے تمام صحابہ کو پوری امت میں افضلیت عطا فرمائی اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنایا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۹، ص۱۱۳)

بے گماں شمعِ نبوت کے ہیں آئینے چار
یعنی عثمان و عمر، حیدر و اکبر صدیق
سارے اصحابِ نبی تارے ہیں اُمت کے لیے
ان ستاروں میں بنے مہر منور صدیق
علم میں، زھد میں بے شبہ تو سب سے بڑھ کر
کہ امامت سے تری کھل گئے جوہر صدیق
اس امامت سے کھلا تم امام اکبر
تھی یہی رمز نبی کہتے ہیں حیدر صدیق

(دیوان سالک از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب (4)

فضائل عشرہ مبشرہ

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن حمید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک مجلس میں انہیں یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبیٔ اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''دس آدمی جنتی ہیں، ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمن بن عوف، ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔'' حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نو ۹ افراد کے نام بتا کر دسویں پر خاموش ہوگئے، لوگوں نے کہا: ''اے ابوالاعور! ہم آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ دسواں کون ہے؟'' فرمایا: ''تم نے مجھے قسم دی ہے تو سنو دسواں فرد ابوالاعور ہے۔'' (ابوالاعور حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ہے۔)

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ۳۷۶۹، ج۵، ص۴۱۶)

عشرہ مبشرہ محبوب حبیب خدا

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟'' فرمایا: ''عائشہ۔'' میں نے عرض کی: ''مردوں میں؟'' فرمایا: ''ابوبکر۔'' میں نے عرض کی: ''ان کے بعد کون؟'' فرمایا: عمر۔'' میں نے کہا: ''پھر کون؟'' فرمایا: ''عثمان۔'' میں نے کہا: ''پھر کون؟'' فرمایا: ''علی بن ابی طالب۔'' حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ پھر میں خاموش ہوگیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے **عبد اللّٰہ**! جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔'' میں نے عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سیدنا علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟'' فرمایا: ''طلحہ، پھر زبیر، پھر سعد بن ابی وقاص، پھر سعید بن زید، پھر

عبدالرحمن بن عوف اور پھر ابوعبیدہ بن جراح۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳)

اے حراء ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں

حضرت سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ''میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں آدمی کے بارے میں بھی گواہی دوں تو گناہ گار نہ ہوں گا۔'' پوچھا گیا: ''وہ کیسے؟'' فرمایا: ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ کوہ حراء پر تھے تو وہ ہلنے لگا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے حراء ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کھڑے ہیں۔'' پوچھا گیا: ''حراء پر اس وقت کون کون تھے؟'' فرمایا: ''حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیدنا طلحہ بن عبید **اللہ**، حضرت سیدنا زبیر بن عوام، حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص اور حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔'' پوچھا گیا: ''یہ تو نو ہیں، دسویں کون ہیں؟'' فرمایا: ''میں۔'' (یعنی حضرت سیدنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ)

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی الاعور سعید بن زید، الحدیث: ۳۷۷۸، ج ۵، ص ۴۲۰)

عشرہ مبشرہ سے بغض کا انجام

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ! اگر تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو یہاں تک کہ تم کمان کی طرح ہو جاؤ اور خاموشی اختیار کرو یہاں تک کہ تم کیلوں کی طرح ہو جاؤ اور تم نماز پڑھو یہاں تک کہ تم سے سوار ٹھہر جائے اور تم اصحاب عشرہ (مبشرہ) سے بغض بھی رکھو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اوندھے منہ ضرور جہنم میں گرائے گا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴)

عشرہ مبشرہ کے نور سے پیدا ہونے والا پرندہ

مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عالم اَرواح میں عشرہ مبشرہ کی اَرواح کو جمع فرمایا اور ان کے نور سے ایک پرندہ پیدا فرمایا جو جنت ہی میں رہتا ہے۔ گویا عشرہ مبشرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کو دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے ہی عالم اَرواح میں اکٹھا کر دیا گیا تھا اور جب یہ نفوس قدسیہ دنیا میں تشریف لائے تو عالم اَرواح کی طرح یہاں بھی اکٹھے ہو گئے۔ نسب میں بھی، دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت میں بھی، رشتہ مواخات میں بھی، پھر جنت میں بھی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اکٹھے ہی ہوں گے۔ تو خوش بخت ہے وہ انسان جس نے ان سے محبت کی، ان میں سے کسی ایک میں فرق نہ کیا اور ان کے راستے پر چلا۔ نیز بد بخت ہے وہ انسان جو ان کے باہمی اختلافات میں الجھا رہا، کسی ایک میں فرق کرنے کا خطرہ مول لیا اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے کسی کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ اللہ ہی کو حمد ہے جس نے ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھا اور آئندہ کے لیے بھی دعا ہے کہ یہ کرم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳)

عشرہ مبشرہ قرآن کی تفسیر

حضرت سیدنا امام جعفر بن محمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما اپنے جد اعلی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت کرتے ہیں کہ ’’ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان عالیشان: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ الآیۃ (پ۲٦، الفتح: ۲۹) میں: ۞وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کی تفسیر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ ۞اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّار کی تفسیر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ ۞رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کی تفسیر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ ۞ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کی تفسیر علی بن ابی طالب (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہیں۔ ۞یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا کی تفسیر حضرت طلحہ اور زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔ ۞سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کی تفسیر حضرت عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔ ۞ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۔۔۔ اِلَخ کی تفسیر وہ مؤمنین ہیں جو ان سے محبت کرتے ہیں۔

۞ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّار کے مصداق وہ لوگ ہیں جو ان نفوس قدسیہ سے بغض رکھتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔"

(فضائل الصحابۃ للامام احمد، ومن فضائل عمر بن الخطاب، الرقم: ۶۹۰، ج ۱، ص ۴۳۴)

عشرہ مبشرہ کے جنت میں رفقاء انبیاء کرام

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک بار حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: "اے عائشہ! تمہیں ایک بشارت نہ دوں؟" عرض کیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں نہیں۔" فرمایا: "تمہارے والد ابوبکر جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ عمر جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ عثمان جنتی ہیں اور جنت میں ان کا رفیق میں خود ہوں گا۔ علی جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت یحیٰی عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ طلحہ جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ زبیر جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق سلیمان بن دواد عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ سعید بن زید جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔" پھر ارشاد فرمایا: "اے عائشہ! میں سید المرسلین ہوں، تمہارے والد افضل الصدیقین ہیں اور تم اُمّ المؤمنین ہو۔"

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۵)

عشرہ مبشرہ کی جداگانہ صفات

حضرت سیدنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "میری ساری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہیں۔ دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمر ہیں۔ حیا میں سب سے بڑھ کر عثمان اور سب سے زیادہ قوت فیصلہ کے مالک علی ابن ابی طالب ہیں۔ ہر نبی کے

حواری (مددگار) تھے اور میرے حواری طلحہ وزبیر ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جہاں ہوں گے حق ان کے ساتھ ہوگا، سعید بن زید محبوبانِ خدا میں سے ہیں۔ عبد الرحمن بن عوف **اللہ** کے تاجروں میں سے ہیں، ابو عبیدہ بن جراح **اللہ** اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ ہر نبی کا محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز امیر معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ ان سب سے محبت کرنے والا نجات پا گیا اور بغض رکھنے والا تباہ ہو گیا۔''

(سنن ابن ماجة، کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب الرسول، الحدیث: ۱۵۴، ج ۱، ص ۱۰۲)

عشرہ مبشرہ قرآنی آیت کی تفسیر

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤىۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ (پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۱) ترجمۂ کنز الایمان: ''بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔'' پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''میں انہیں میں سے ہوں، سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، اور طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبد الرحمن، ابو عبیدہ بن جراح رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن انہیں میں سے ہیں۔''

(تفسیر البیضاوی، الانبیاء: ۱۰۱، ج ۴، ص ۱۱۰)

عشرہ مبشرہ کے لیے رضائے مصطفٰے کا پروانہ

حضرت سیدنا سہل بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حدیبیہ سے لوٹے تو ممبر پر تشریف لا کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اے لوگو! عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن مالک، عبد الرحمن بن عوف اور اوّل مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں اور اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لو۔''

(معرفة الصحابة لابی نعیم، باب السین، سھل بن مالک، ج ۲، ص ۴۴۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب(5)

فضائل صدیق اکبر مع دیگر صحابہ کرام

صحابہ کے لیے رحمت کی دعا

حضرت سیدنا ابو یخامر سکسکی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ❁......الٰہی ابوبکر پر رحمت بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے ❁......الٰہی عمر پر رحمت بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے ❁......الٰہی عثمان پر رحمت بھیج بیشک وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے ❁......الٰہی ابوعبیدہ بن جراح پر رحمت بھیج پس وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے ❁......الٰہی عمرو بن عاص پر درود بھیج کیونکہ وہ تیرا اور تیرے رسول کا محب ہے۔ (کنز العمال، فضائل الصحابة مجتمعة، الحدیث: ۳۳۶۸۰، ج ۶، الجزء: ۱۱، ص ۳۴۵، الریاض النضرة، ج ۱، ص ۴۱، تاریخ مدینة دمشق، ج ۴۶، ص ۱۳۶)

اوصاف صحابہ بزبان محبوب صحابہ

حضرت سیدنا شداد بن اوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر میری اُمّت میں سے زیادہ مہربان اور رحیم ہیں، عمر سب سے زیادہ اجر والے اور سب سے زیادہ عادل ہیں، عثمان سب سے زیادہ باحیا اور معزز ہیں، علی سب سے زیادہ چست اور بہادر ہیں، **عبد اللّٰہ** بن مسعود سب سے زیادہ نیکوکار ہیں، ابوذر سب سے زیادہ زہد وتقوی والے اور صدقہ کرنے والے ہیں، ابودرداء سب سے زیادہ منصف (انصاف فرمانے والے) اور متقی (پرہیزگار) ہیں اور معاویہ سب سے زیادہ حلیم (بردبار) اور سخی ہیں۔''

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، فضائل الصحابة مجتمعة، الحدیث: ۳۳۶۶۶، ج ۶، الجزء: ۱۱، ص ۳۴۳)

صحابہ کرام کے لیے برکت کی دعا

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے ابوبکر کو برکت عطا فرمائی یہ برکت اس سے جدا نہ فرمانا، اور لوگ ابوبکر کی محبت پر جمع ہو گئے ہیں ان کو کبھی بھی ابوبکر کی نفرت پر منتشر نہ فرمانا کہ ابوبکر تیری رضا کو اپنی رضا پر ترجیح دیتا ہے۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! عمر بن خطاب کو عزت عطا فرما، عثمان بن عفان کو صبر عطا فرما، علی بن ابی طالب کی موافقت فرما، زبیر بن عوام کو ثابت قدمی عطا فرما، طلحہ بن عبید اللہ کی مغفرت فرما، سعد بن ابی وقاص کو سلامتی عطا فرما، عبد الرحمن بن عوف کو ذخیرۂ خیر عطا فرما۔'' (اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳۹۲)

چودہ رقیب مصطفےٰ

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی یا محافظ عطا کیے گئے اور مجھے چودہ۔'' ہم نے عرض کیا: ''وہ کون ہیں؟'' حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں خود، میرے دونوں بیٹے یعنی حسنین کریمین، حضرت جعفر، حضرت امیر حمزہ، حضرت سیدنا ابوبکر، حضرت سیدنا عمر، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت مقداد، حضرت حذیفہ، حضرت عمار اور حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم)

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اھل بیت النبی، الحدیث: ۳۸۱۰، ج ۵، ص ۴۳۳)

صحابہ کرام سے رسول اللہ کی رضا

حضرت سیدنا سہل بن یوسف بن سہل بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حجۃ الوداع سے لوٹے تو ممبر پر تشریف لائے اور

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا، اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اے لوگو! عمر، عثمان علی، طلحہ، زبیر، سعد بن مالک، عبدالرحمن بن عوف، اور اول مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں، اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لو۔''

(المعجم الکبیر، باب السین، سھل بن مالک بن اخی، الحدیث: ٥٦٤٠، ج٦، ص١٠٤)

صحابہ کرام کے اوصاف حمیدہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری ساری اُمت میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں، دین میں سب سے زیادہ پختہ عمر، حیاء میں سب سے سچے عثمان، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب، فرائض کو سب سے زیادہ جاننے اور عمل کرنے والے زید بن ثابت، حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔ یاد رکھو ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔''

(سنن ابن ماجۃ، فضائل خباب رضی اللہ عنہ، الحدیث: ١٥٤، ج١، ص١٠٢)

صحابہ کرام بہترین انسان ہیں

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوبکر بہترین انسان ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن جراح، اسید بن حضیر، ثابت بن قیس بن شماس، معاذ بن جبل اور معاذ بن عمرو بن جموح یہ سب بھی اچھے انسان ہیں۔'' (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم)

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، الحدیث: ٣٨٢٠، ج٥، ص٤٣٧)

صحابہ میں سب سے زیادہ محبوب

حضرت سیدنا عبد اللہ بن شقیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو صحابہ میں سب سے زیادہ

کون محبوب تھا؟ فرمایا: ''سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ ''میں نے پوچھا: ''ان کے بعد کون محبوب تھا؟'' فرمایا: ''سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ ''میں نے پوچھا: ''ان کے بعد؟'' فرمایا: ''حضرت ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ ''فرماتے ہیں میں نے پوچھا: ''ان کے بعد کون؟ لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا خاموش رہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ٣٦٧٧، ج٥، ص ٣٧٢)

صحابہ کرام کے جنتی گھر

حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن ابی اوفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھیو! آج رات میں نے جنت میں تمہارے گھروں اور اپنے گھر کے قرب کو دیکھا ہے۔'' یہ کہہ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

۞...... ''اے علی کیا تم یہ پسند کرو گے کہ جنت میں تمہارا گھر میرے گھر کے سامنے ہو جیسے دو بھائیوں کے گھر باہم مقابل ہوتے ہیں؟'' عرض کیا: ''**یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

۞...... ''میں ایک ایسے شخص کا نام اور اس کے والدین کا نام بھی جانتا ہوں جب وہ جنت میں آئے گا تو وہاں کا ہر مکان اور ہر ہر قطرہ مرحبا مرحبا پکار اٹھے گا۔'' حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کرنے لگے: ''**یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایسا شخص تو انتہائی کامیاب ہے۔'' فرمایا: ''وہ ابوبکر ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف التفات فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞...... ''اے ابوحفص! میں نے جنت میں سفید جوہر سے بنا ایک محل دیکھا جس پر سفید موتی جڑے تھے۔'' میں

نے مالک جنت رضوان سے پوچھا: ''یہ محل کس کے لیے ہے؟'' کہنے لگے: ''ایک قریشی جوان کے لیے۔'' میں نے سمجھا کہ شاید یہ میرا ہے وہ خود ہی بول اٹھے: ''یہ عمر بن خطاب کا ہے۔'' پھر میں نے اس کے اندر جانا چاہا تو اے عمر! مجھے تیری غیرت یاد آ گئی۔'' سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سن کر آب دیدہ ہو گئے، عرض کرنے لگے: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مجھے آپ پر غیرت آئے گی۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف رخ انور کیا اور ارشاد فرمایا:

۞...... ''ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور اے عثمان! میرے جنت کے رفیق تم ہو۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف کی طرف نظر کرم فرمائی اور ارشاد فرمایا:

۞...... ''اے ابن عوف! کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں تمام صحابہ سے دیر کے ساتھ آتے دیکھا ہے؟'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھ سے حساب ہوتا رہا کہ فلاں مال تمہیں کہاں سے ملا؟ کہاں خرچ کیا؟ بلکہ مجھے تو گمان گزرا کہ شاید آپ کو نہ دیکھ پاؤں گا۔'' پھر عرض کیا: ''میرے سو اونٹ مصر سے مال تجارت سے لدے ہوئے آئے ہیں، جنہیں میں مدینہ کے یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں، شاید کہ اسی سبب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرا حساب آسان فرما دے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا طلحہ اور زبیر کی طرف دیکھا تو فرمایا:

۞...... ''ہر نبی کے حواری و مددگار ہوتے ہیں اور میرے حواری تم دونوں ہو۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۴۳)

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق
سروری جس پہ کرے ناز وہ سرور صدیق
چمنستان نبوت کی بہار اوّل
گلشن دیں کے بنے پہلے گل تر صدیق

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب(6)

فضائل صدیق اکبر بزبان جبریل امین

اُمت میں سب سے افضل

حضرت سیدنا ابو البختری طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو فرماتے سنا کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سے استفسار فرمایا کہ ''اے جبریل! ہجرت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟'' تو سیدنا جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''ہجرت میں آپ کے ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہوں گے جو آپ کے بعد آپ کی اُمت کے معاملات سنبھالیں گے اور وہ اُمت میں سب سے افضل اور امت کے لیے سب سے زیادہ مصلح وخیر خواہ ہیں۔'' (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ١٦٠، ج ١١، ص ٣٩)

آسمانوں میں حلیم

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار بارگاہ رسالت میں سیدنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر تھے کہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے تو سیدنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے انہیں دیکھ کر عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر صدیق ہیں۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرئیل! کیا آپ لوگ بھی انہیں جانتے ہیں؟'' سیدنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا: ''اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں اور آسمانوں میں ان کا نام حلیم (یعنی بردبار) ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ١، ص ٨٢)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب (7)

فضائل صدیق اکبر بزبان صدیق اکبر

میں خلیفۂ رسولِ خدا ہوں

حضرت ابن ابی ملیکہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یوں پکارا: ''اے خلیفۂ خدا!'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''میں خلیفۂ خدا نہیں بلکہ خلیفۂ رسولِ خدا ہوں اور میں اسی پر راضی ہوں۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۹۴)

سرکار کے قرابت داروں سے محبت

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''نبیٔ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اقارب مجھے اپنے اقارب سے زیادہ عزیز ہیں۔''
(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر، الحدیث: ۴۰۳٦، ج ۳، ص ۲۹)

قرآن مجید سن کر آپ کا رونا

حضرت سیدنا عمرو بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے فرمایا: ''سورۂ توبہ کی تلاوت کون کرے گا؟'' ایک شخص نے کہا: ''میں کروں گا۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''پڑھو۔'' جب تلاوت کرنے والا اس آیت پر پہنچا: ﴿اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ﴾ (پ ۱۰، التوبۃ: ۴۰) ترجمۂ کنز الایمان: ''جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' تو امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے اور روتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میں ہی ان کا ساتھی ہوں۔'' (الدر المنثور، التوبۃ: ۴۰، ج ۴، ص ۲۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب(8)

فضائل صدیق اکبر بزبان فاروق اعظم

محبوبِ حبیبِ خدا

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔'' (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ٣٦٧٦، ج ٥، ص ٣٧٢)

شان صدیق اکبر بزبان فاروق اعظم

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک شخص نے کہا: ''میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تم نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''اگر تم ان کی زیارت کا اقرار کرتے تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔'' پھر فرمایا: ''تم نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زیارت کی ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''اگر تم ہاں کہتے تو میں تمہیں سخت ترین سزا دیتا۔'' (کیونکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے بہتر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور تم مجھے افضل کہہ رہے ہو۔) (الریاض النضرۃ، ج ١، ص ١٣٧)

کٹھن وقت میں غیبی مدد

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: جنگ بدر کے روز دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ مشرکین

ایک ہزار اور مسلمان تقریباً تین سو ستره (بروایات دیگر تین سو تیره) ہیں، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور رب عَزَّوَجَلَّ سے گریہ وزاری کرتے ہوئے یوں دعا کرنے لگے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو زمین میں تا قیامت تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔'' آپ یونہی دیر تک دعا کرتے رہے حتی کہ آپ کی چادر کندھے سے ڈھلک کر نیچے تشریف لے آئی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر مبارک کو اٹھا کر آپ کے کندھے پر رکھا اور آپ کا دامن تھام کر یوں عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ بہت دعا کر چکے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنا وعدہ ابھی پورا فرمائے گا۔'' پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الانفال، الحدیث: ۳۰۹۲، ج۵، ص۵۵، مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم، الحدیث: ۱۷۶۳، ص۹۶۹)

آپ کا ایمان سب سے افضل

حضرت سیدنا ہزیل بن شرحبیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان کو سارے اہل زمین کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔''

(جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۰۳۵، ج۱۱، ص۲۱۸)

صدیق اکبر کے سینے کا بال ہوتا

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے کاش میں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے کا بال ہوتا۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۳۴۳)

ساری مخلوق کے سردار

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آزاد کروایا۔''

(جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۰۵۱، ج ۱۱، ص ۲۱۹)

نیک کاموں میں سب پر سبقت

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نیک کاموں میں کوئی بھی سبقت نہیں لے جاسکا آپ تمام لوگوں پر سبقت لے گئے۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۱۶، ج ۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۲۳، جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۰۵۲، ج ۱۱، ص ۲۱۹)

سیدنا بلال تو صدیق اکبر کی ایک نیکی ہیں

حضرت سیدنا یحییٰ بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**سَیِّدُنَا بِلَال حَسَنَۃٌ مِّنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْر** یعنی سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک نیکی ہیں۔''

(معرفۃ الصحابۃ، من اسمہ بلال، الحدیث: ۱۱۳۱ ج ۱، ص ۳۳۴، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۰، ص ۴۷۳)

افضل ترین شخصیت

حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، جو شخص ان پر کسی کو فضیلت دے وہ مفتری یعنی تہمت لگانے والا ہے اور اس کو تہمت لگانے والے کی سزا ہی دی جائے گی۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۲۲، ج۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۲۳، جمع الجوامع، مسند عمر بن خطاب، الحدیث: ۱۰۵۸، ج۱۱، ص ۲۱۹)

جنت میں صدیق اکبر

حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کچھ لوگوں نے خبر دی کہ "بہت سے لوگ اس بات پر جمع ہو گئے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے افضل ہیں۔" یہ سنتے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آگئے اور ان لوگوں کو بلا کر فرمایا: "اے شریر قوم! اے شریر گروہ! اے گھوڑوں کے سردار!" لوگوں نے متعجب ہو کر پوچھا: "اے امیر المومنین! آپ ہم پر کیوں جلال فرماتے ہیں ہم سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔" لوگوں نے تین بار یہی الفاظ دہرائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "تم لوگ مجھے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر کیوں فضیلت دیتے ہو؟ قسم ہے اس رب کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری یہ خواہش ہے جنت میں ایسی جگہ رہو کہ آپ کا دیدار کرتا رہوں۔"

(جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۰۵۹، ج۱۱، ص ۲۱۹)

رُسُل اور اَنبیا کے بعد جو اَفضل ہو عالَم سے
یہ عالَم میں ہے کس کا مرتبہ، صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دُشمن اور وہ دُشمن علی کا ہے
جو دُشمن عقل کا دُشمن ہوا صدیق اکبر کا

گدا صِدّیقِ اَکبَر کا، خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے ہوں میں گدا، صدیق اکبر کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب(9)

فضیلت صدیق اکبر بزبان عثمان غنی

خلافت کے حق دار صدیق اکبر ہیں

حضرت سیدنا حمران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمام لوگوں میں خلافت کے حق دار سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں، بیشک وہ صدیق اور ثانی اثنین ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھی ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، الباب الاول فی خلافۃ الخلفاء، الحدیث: ۱۴۱۳۸، ج۳، الجزء: ۵، ص ۲۶۰)

ہیں وزیرِ احمدِ مختار، یارِ مصطفےٰ
اہل حق کے قافلہ سالار، یارِ مصطفےٰ
ہیں صحابہ کے امام و پیشوا و مقتدیٰ
سرورِ عالم کے یارِ غار، یارِ مصطفےٰ
حضرتِ فاروق اعظم کے رفیق و غمگسار
حیدر و عثمان کے دلدار، یارِ مصطفےٰ
مظہر شان رسالت پیکر صدق و وفا
واہ کیا ہیں صاحب کردار، یارِ مصطفےٰ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب (10)

فضائل صدیق اکبر بزبان علی شیر خدا

صدیق اکبر سب سے زیادہ بہادر ہیں

حضرت سیدنا محمد بن عقیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک دفعہ استفسار فرمایا: ''بتاؤ! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''حضور آپ ہی ہیں۔'' فرمایا: ''میں تو اپنے برابر والے سے لڑتا ہوں اس طرح میں صرف بہادر ہوا نہ کہ سب سے زیادہ بہادر۔ میں تو سب سے زیادہ بہادر کا پوچھ رہا ہوں کہ وہ کون ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''حضور آپ ہی ارشاد فرمایئے۔'' فرمایا: ''غزوہ بدر کے روز ہم نے دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اور نگہداشت کے لیے ایک سائبان بنایا اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان میں نگہبانی کے فرائض کون سرانجام دے گا تاکہ کوئی کافر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کر کے تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا، صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے آگے تشریف لائے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کھڑے ہوگئے اور پھر ہم نے دیکھا کہ کسی کافر کو یہ جرأت نہ ہوسکی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی پھٹکے اور بالفرض کسی نے ایسی جرأت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش بھی کی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منہ کی کھائی، اس لیے ہم میں سب سے زیادہ بہادر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۸۵، ج ۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۳۵)

آل فرعون کے مومن سے بہتر

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ کفار قریش نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گھیر رکھا ہے اور آپ کو مختلف قسم کی تکلیفیں دے

رہے ہیں، ایک شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دَست درازی کر رہا ہے تو دوسرا نہایت ہی سختی سے زدوکوب کر رہا ہے اور یہ بدگوئی بھی کرتا جا رہا ہے کہ تو ہی ہے جس نے تمام خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا بنالیا ہے۔ خدا کی قسم! اس وقت پیارے آقا دو عالم کے مالک ومختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب سوائے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کوئی نہ گیا، آپ ایک قریشی کو پیٹتے اور دوسرے کو دھکا دیتے، تیسرے پر دباؤ ڈالتے ہوئے سب کو پیچھے ہٹانے لگے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے جاتے: ''افسوس ہے تم پر کہ تم ایسی شخصیت کو شہید کرنا چاہتے ہو جس کا کہنا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔'' یہ کہنے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے اوپر سے چادر اٹھائی اور زاروقطار رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ؟'' تمام لوگ خاموش رہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟'' پھر فرمایا: ''خدا کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کا ایک لمحہ آل فرعون کے مومن جیسے شخص کے ہزاروں لمحات سے بہتر ہے، ارے وہ شخص تو اپنے ایمان کو چھپایا کرتا تھا اور یہ پاکیزہ ہستی اپنے ایمان کا اعلانیہ اظہار کرتی تھی۔''

(مسند البزار، مما روی محمد بن عقیل عن علی، ج۳، ص ۱۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۸)

آل فرعون کے مومن کا تذکرہ

مذکورہ بالا حدیث میں حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے آل فرعون کے جس مومن کا ذکر فرمایا ہے وہ قبطی قوم کا ایک فرد تھا جو حضرت سیدنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لا چکا تھا لیکن اس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا، اپنی قوم کو اپنے ایمان سے آگاہ نہیں کیا تھا اس نے جب سنا کہ فرعون اور اس کے رفقاء حضرت سیدنا موسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو اس نے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کی تلقین شروع کی، پہلے تو اس نے انہیں جھڑکا کہ ''تم موسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درپے کیوں ہو اس نے تمہارا کیا جرم کیا ہے؟ اس نے کون سی قانون شکنی کی ہے؟ محض اس لیے تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے: میرا پروردگار اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور

اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل ومعجزات سے ثابت کردی ہے تمہارا معاشرہ تو بڑا ترقی یافتہ ہے تم ان کے ذاتی عقیدے میں کیوں دخل دیتے ہو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اگر بالفرض وہ غلط ہے تو خود ہی اپنے انجام تک پہنچ جائے گا ہمیں اپنے ہاتھ اس کے خون سے رنگنے کی کیا ضرورت ہے۔'' اس مومن کا ذکر پارہ ۲۴، سورۂ مؤمن، آیت نمبر ۲۸ میں یوں کیا گیا ہے: ﴿وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ''اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو۔''

صدیق اکبر کا دل بہت مضبوط ہے

حضرت سیدنا ابو شریحہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا دل بہت مضبوط ہے۔''

(الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۹)

سب سے زیادہ رحم دل

ایک بار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو دیکھ کر فرمایا: ''جو شخص کسی ایسے انسان کو دیکھنا چاہتا ہے کہ جو نبی اکرم رسول محتشم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا سب سے قریبی رشتے دار ہو، سب سے زیادہ خصائص نبوت سے فیضیاب ہوا ہو اور رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا محبوب ترین ہو تو وہ علی المرتضی کو دیکھ لے۔'' جب حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے یہ سنا

تو ارشاد فرمایا: ''ابوبکر نے میرے بارے میں اگر یہ کہا ہے تو یاد رکھو! وہ انسانوں میں سب سے زیادہ رحم دل، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یارِ غار اور اپنے مال سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۰)

سب سے بہتر شخص

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر جب ایسا قاتلانہ حملہ ہوا کہ آپ قریب الوصال ہو گئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے احباب نے آپ سے پوچھا کہ: ''کیا آپ کسی کو اپنا جانشین نہیں بنائیں گے؟'' فرمایا: ''نہیں، کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا، ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہی سوال کیا تھا کہ: **یارسول اللہ** ! کیا آپ کسی کو اپنا جانشین نہیں بنائیں گے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری بہتری چاہے گا تو تم میں سب سے بہتر شخص کو حاکم بنادے گا۔ جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہم میں سب سے بہتر شخصیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہمارا حاکم بنادیا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۰، ص ۲۹۰)

صحابہ میں سب سے افضل

حضرت سیدنا موسیٰ بن شداد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''ہم سب صحابہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے افضل ہیں۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳۸)

رب کا عطا کردہ نام

حضرت سیدنا حکیم بن سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر

خدا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی زبان پر حضرت سیدنا ابو بکر کا نام صدیق رکھا۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص ٧٦)

آسمان سے نازل ہونے والا نام

حضرت سیدنا ابو یحیی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْه سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالٰی نے سیدنا ابو بکر کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔''

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، الاحادیث المشعرۃ بتسمیۃ ابی بکر، الحدیث: ٤٤٦١، ج ٤، ص ٤)

صدیق اکبر کے لیے دعائے رحمت

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے روایت ہے، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ابو بکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور مجھے دار الہجرت تک پہنچایا نیز اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ٣٧٣٤، ج ٥، ص ٣٩٨)

ہر نیک کام میں سبقت

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے جس کام میں بھی سبقت کا ارادہ کیا اس میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه مجھ سے سبقت لے گئے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جامع فی فضلہ، الحدیث: ١٤٣٣٢، ج ٩، ص ٢٩)

حجت و دلیل

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''قیامت میں آنے والے حکمرانوں اور والیوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا کو حجت اور دلیل بنایا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم یہ دونوں سب پر سبقت لے گئے ہیں اور ان دونوں نے بعد میں آنے والوں کو (اخلاص وتقویٰ کے اعتبار سے) مشکل میں ڈال دیا۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ٣٦١٥٠، ج٧، الجزء: ١٣، ص ١٣)

صاحب صحیفہ سے زیادہ محبوب

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد آپ کے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کے جسد مبارک کو ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک کوئی اس شخصیت سے بڑھ کر پسندیدہ نہیں جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے نیک اعمال نامے کے ساتھ ملاقات کی ہو۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ٤٥)

صدیق اکبر سے محبت کا انعام

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی، قیامت کے دن وہ ان ہی کے ساتھ کھڑا ہوگا اور جہاں وہ تشریف لے جائیں گے وہ بھی ان ہی کے ساتھ ساتھ جائے گا۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ٣٦٠٩٦، ج٧، الجزء: ١٣، ص٢، تاریخ مدینة دمشق، ج٣٩، ص١٢٨)

تمام نیکیوں میں سے ایک نیکی

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''میں تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تمام نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی ہوں۔'' (تاریخ مدینة دمشق، ج٣٠، ص٣٨٣، کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ٣٥٦٣١، ج٦، الجزء: ١٢، ص ٢٢٤)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

محبت علی اور بغض شیخین جمع نہیں ہو سکتے

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی بارگاہ میں حضرت سیدنا جحیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے اور آپ کو یوں مخاطب کیا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد تمام لوگوں میں بہتر!'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ٹھہرا ے ابو جحیفہ! حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے بہترین شخصیات ابوبکر و عمر ہیں، کسی مومن کے دل میں میری محبت اور حضرت سیدنا ابوبکر و عمر کا بغض جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی میری دشمنی اور حضرت سیدنا ابوبکر و عمر کی محبت جمع ہو سکتی ہے۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۴۵، کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ٣٦١٣٦، ج ٧، الجزء: ١٣، ص ١١، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص ٣٥٦)

چار باتوں میں سبقت

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان چار باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے: (١) انہوں نے مجھ سے پہلے اظہار اسلام کیا۔ (٢) مجھ سے پہلے ہجرت کی۔ (٣) سیّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یار غار ہونے کا شرف پایا۔ (۴) اور سب سے پہلے نماز قائم فرمائی۔'' (الریاض النضرۃ، ج ١، ص ٨٩، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص ٢٩١)

صدیق اکبر کی امامت پر رضامندی

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امامت پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ''جب رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دینی معاملات میں ان سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا تو ہم دنیاوی معاملات میں بھی ان سے راضی ہو گئے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص ٢٦٥، کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ٣٥٦٦٥، ج ٦، الجزء: ١٢، ص ٢٣٠)

مسجد نبوی میں داخل ہونے میں پہل

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے چھ روز بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم قبر انور کی زیارت کے لیے مسجد نبوی حاضر ہوئے۔ مسجد کے باہر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: ''اے خلیفۂ رسول اللہ! آگے بڑھیے۔'' (یعنی مسجد میں پہلے آپ داخل ہوں) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میں نے یہ سنا ہے کہ علی کا مقام میرے ہاں ایسا ہے جیسا اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے جواباً عرض کیا: ''میں بھی ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا، جس کے متعلق میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر ایک نے میری تکذیب کی سوائے ابوبکر صدیق کے اور صبح ہر شخص کے دروازہ پر اندھیرا ہوتا ہے سوائے ابوبکر صدیق کے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''کیا واقعی آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہی فرماتے سنا ہے؟'' عرض کیا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے مسجد میں داخل ہو گئے۔ (الریاض النضرۃ، ج ١، ص ١٢٤)

نہایت عظیم شخصیت

حضرت سیدنا نزال بن سبرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عرض کیا کہ: ''اے امیر المومنین! آپ ہمیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کا

نام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام اور پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے رکھا۔ وہ دینی معاملات میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ تھے۔ پس جس شخص سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے دینی معاملات میں راضی ہوئے ہم اس سے دنیاوی معاملات میں راضی ہوگئے۔"

(کنز العمال، فضائل الصحابۃ، جامع الخلفاء، الحدیث: ۳۶۶۹۴، ج۷، الجزء: ۱۳، ص ۱۳)

خلافت دنیا سے ختم ہوگئی

حضرت سیدنا اسید بن صفوان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہوا تو اہل مدینہ رو رو کے نڈھال ہوگئے اور اس طرح بے چین و پریشان ہوگئے جیسے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے وقت لوگ بے چین اور غم سے نڈھال تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم روتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا: "آج خلافتِ نبوت دنیا سے ختم ہوگئی۔"

(اسد الغابۃ، اسید بن صفوان، ج۱، ص ۱۴۱)

گستاخ صدیق کو ملک بدر کردیا

عبد اللہ بن اسود حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا، حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اسے قتل کرنے کے لئے تلوار منگائی۔ لیکن لوگوں نے اس کی اصلاح کی امید دلائی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا ارادہ تبدیل فرما کر اسے ملک بدر کرنے کا حکم دیا، اور ارشاد فرمایا: "میں جس شہر میں ہوں اس شہر میں یہ نہیں ٹھہر سکتا پس اسے جلاوطن کر کے شام بھیج دیا گیا۔"

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخن، الحدیث: ۳۶۱۵۱، ج۷، الجزء: ۱۳، ص ۱۳)

بہتان لگانے والے کی سزا

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص مجھے سیدنا ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہُما پر فضیلت دے گا میں اس کو مُفْتَرِی (یعنی بہتان لگانے والے) کی سزا دوں گا۔"

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، عبد اللہ بن ابی قحافۃ، ج ٣، ص ٩٩، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٤٤، ص ٣٦٥)

زانی کی سزا

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: "جو مجھے سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت دے گا میں اسے زانی کی حد لگاؤں گا۔" (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ٣٦١٤٧، ج ٧، الجزء: ١٣، ص ١٣)

تیری گردن اڑا دیتا

ایک شخص حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ "آپ تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "کیا تو نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی ہے؟" اس نے کہا: "نہیں۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "تو نے حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زیارت کی ہے؟" اس نے کہا: "نہیں۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "اگر تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھنے کا اقرار کرتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا اور اگر تو سیدنا ابوبکر و عمر کی زیارت کا اقرار کرتا تو میں تجھے کوڑے لگاتا۔" (کیونکہ ان کی زیارت کرنے کے بعد تو کوئی بھی ان کے غیر کو ان سے افضل نہیں کہہ سکتا اور اگر کوئی کہے تو یقیناً وہ بغض کی وجہ سے ہی کہے گا اور ان سے بغض رکھنے والے کی یہی سزا ہے)

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ٣٦١٤٨، ج ٧، الجزء: ١٣، ص ١٣)

آخری زمانے کے شریر لوگ

حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: "عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ہماری محبت کا دعویٰ کریں گے اور ہمارے گروہ میں ہونا ظاہر کریں گے، وہ لوگ **اللہ** کے شریر بندوں میں سے ہیں جو حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو برا کہتے ہیں۔"

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٢٦، ص ٣٤٣، کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الحدیث: ٣٦٠٩٨، ج ٧، الجزء: ١٣، ص ٦ ملتقطا)

شہزادیٔ کونین کی نماز جنازہ

حضرت سیدنا جعفر بن محمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی، شہزادیٔ کونین سیدتنا فاطمہ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا انتقال ہوا تو سیدنا صدیق ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا آپ کی نماز جنازہ میں تشریف لائے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز پڑھانے کے لیے فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اے امیر المومنین! آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ہیں، میں آپ کی موجودگی میں نماز نہیں پڑھاؤں گا۔'' پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھے اور سیدہ فاطمۃ الزھراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ١٥٣، ج ١١، ص ٣٨)

سب سے زیادہ معزز شخصیت

حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''اس امت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز شخص سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ان کا رتبہ سب سے زیادہ بلند ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلے قرآن مجید فرقان حمید کو جمع کرنا شروع کیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین کو اس کی قدیم حسن وخوبیوں کے ساتھ قائم فرمایا۔'' (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ١٥٧، ج ١١، ص ٣٩)

فضائل صدیق اکبر بزبانِ مولیٰ علی

حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال

ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج وغم کے آثار تھے، ہر شخص شدّتِ غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا گیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے، اور کہنے لگے: آج کے دن نبی آخر الزماں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہو گئے۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، آپ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہترین رفیق، اچھے محب، با اعتماد رفیق اور محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رازداں تھے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں میں سب سے پہلے مؤمن، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے اور متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دین کے معاملات میں بہت زیادہ سخی اور **اللّٰہ** کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے زیادہ قریبی دوست تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے لئے بہترین واسطہ تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اندازِ خیر خواہی، اسلام کی دعوت دینے کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح تھیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دینِ متین اور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہت زیادہ خدمت کی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت کے شایانِ شان آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جزاء عطا فرمائے۔ جس وقت لوگوں نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

تصدیق فرمائی، حضور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر فرمان کو حق و سچ جانا اور ہر معاملے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق فرمائی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ کریم میں آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۳۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

اس آیت میں **صَدَّقَ بِهٖ** سے مراد صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یا تمام مؤمنین ہیں۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے مزید فرمایا: اے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! جس وقت لوگوں نے بخل کیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سخاوت کی، لوگوں نے مصائب و آلام میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ بابرکت سے بہت زیادہ فیضیاب ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان تو یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یارِ غار ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر سکینہ نازل فرمایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہجرت فرمائی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رفیق و امین اور خلیفہ فی الدین تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافت کا حق ادا کیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مرتدین سے جہاد کیا، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے، جب لوگوں میں اُداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوصلے بلند رہے۔ لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا، جب لوگوں میں کمزوری آئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو تقویت بخشی، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں سنبھالا۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمیشہ نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کی اتباع کی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ برحق تھے، منافقین و کفار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوصلوں

کو پست نہ کر سکے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی ، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار ومنافقین کے لئے غیض وغضب کا پہاڑ تھے۔لوگوں نے دینی اُمور میں سستی کی لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے علی الاعلان کلمہ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات ان کے لئے منارہ نور ثابت ہوئی۔انہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف رُخ کیا اور کامیاب ہوئے ،آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے زیادہ ذہین وفطین، اعلیٰ کردار کے مالک، سچے، خاموش طبیعت، دور اَندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب لوگوں نے دین اسلام سے دوری اختیار کی تو سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نے اسلام قبول کیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کے سردار تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے وہ لوگ تھک کر نڈھال ہوگئے تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں سہارا دے کر وہ بوجھ بھی اپنے کندھوں پر لادلیا۔ جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جس چیز سے لوگ بے خبر تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے جانتے تھے اور جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صبر سے کام لیا۔ جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عطا فرما دیتے۔لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیروی کر کے کامیابی کی طرف بڑھتے رہے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مشوروں اور حکمت عملی کی وجہ سے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں عطا ہوئیں جو ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کافروں کے لئے دردناک عذاب اور مؤمنوں کے لئے رحمت ،شفقت اور محفوظ قلعہ تھے۔خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف پرواز کر گئے اور اپنے مقصود کو پالیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کبھی غلط نہ ہوئی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت نڈر تھے، کبھی بھی نہ گھبراتے گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکیں نہ ہی سخت گرج والی بجلیاں متزلزل کرسکیں۔آپ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بدن کے اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کے معاملے میں بہت زیادہ قوی ومضبوط تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے، لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رتبہ بہت بلند تھا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کی نظروں میں بھی بہت باعزت وباوقار تھے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کیا۔ بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں پر بہت زیادہ شفیق ومہربان تھے، کمزور وناتواں لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر ان کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان وشوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک کمزور ہوتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک امیر وغریب سب برابر تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ صدق وسچائی کے پیکر تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فیصلہ اٹل ہوتا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت مضبوط رائے کے مالک اور حلیم وبردبار تھے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم سب سے سبقت لے گئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد والے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، (اے یارِ غار!) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شان سے اپنے اصلی وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رُلا رہا ہے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**

ہم ہر حال میں اپنے رب کے ہر فیصلے پر راضی ہیں، ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اے صدیق

اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ! رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جدائی کا غم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا غم ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات اہل اسلام کے لئے عزت کا باعث بنی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سہارا اور جائے پناہ تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آخری آرام گاہ اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قرب میں بنائی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے اچھا اجر عطا فرمائے اور ہمیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور گمراہی سے بچائے۔ (آمین) لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا کلام خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا، اے حیدرِ کرّار! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بالکل سچ فرمایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بالکل سچ فرمایا۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۶۲)

پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ

ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ملاقات ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟'' سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ پل صراط سے وہ ہی گزرے گا جس کو علی المرتضیٰ تحریری اجازت نامہ دیں گے۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مسکرا دیئے اور عرض کرنے لگے: ''کیا میں آپ کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے آپ کے لیے بیان کردہ خوشخبری نہ سناؤں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پل صراط سے گزرنے کا تحریری اجازت نامہ صرف اسی کو ملے گا جو ابوبکر صدیق سے محبت کرنے والا ہوگا۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۰۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

احادیث فضائل باب (11)

فضائل صدیق اکبر بزبان صحابہ کرام

مقام صدیق بزبان حسان بن ثابت

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے حسان! کیا تم نے بھی میرے صدیق کے بارے میں کچھ مدح سرائی کی ہے؟'' عرض کیا: ''جی ہاں **یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' فرمایا: ''مجھے سناؤ۔'' حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شان صدیق اکبر میں ایک رباعی عرض کی:

وَثَانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمَنِيفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَاعَدَ الْجَبَلا

ترجمہ: اے ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ اس بابرکت غارِ ثور میں ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ'' یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا۔

وَكَانَ حُبَّ رَسُولِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا
مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ بَدَلاً

ترجمہ: اور آپ ہی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا۔ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں، پھر ارشاد فرمایا: ''اے حسان! تو نے سچ کہا ابوبکر ایسے ہی ہیں۔''

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ابوبکر الصدیق ابن ابی قحافۃ، الحدیث: ۴۴۶۹، ج ۴، ص ۷، جمع الجوامع، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۹۳۶۱، ج ۱۴، ص ۶۱)

ہر جگہ سرکار کی معیت

حضرت سیدنا قاسم بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی حیاتِ طیبہ میں جہاں بھی ہوتے وہیں حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔'' حضرت سیدنا قاسم بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اس بات پر قسم نہ اٹھانا'' اس نے پوچھا: ''کیوں؟'' فرمایا: ''کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد ہے: ''**ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ** یعنی غارِ ثور ایک ایسی جگہ ہے جہاں حضرت علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نہ تھے بلکہ وہاں صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی حاضرِ خدمت تھے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۵)

حقوق العباد کی ادائیگی

حضرت سیدنا ربیعہ اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے درمیان کسی بات پر بحث ہوگئی، بحث مباحثہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے ایسا لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے ربیعہ! تم بھی مجھے ایسا ہی لفظ کہہ لو تا کہ بدلہ ہو جائے۔'' میں نے کہا: ''نہیں! میں نہیں کہوں گا۔'' سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوبارہ فرمایا: ''تم ویسا ہی لفظ کہو! ورنہ میں نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں چلا جاؤں گا۔'' میں نے کہا: ''بہر حال میں آپ کو ایسا لفظ نہیں کہہ سکتا۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے افسوس سے زمین پر پاؤں مارا اور بارگاہِ امام الانبیاء میں حاضر ہونے کے لیے چل دیے، میں نے ان کی اتباع کی اور پیچھے پیچھے چل دیا۔ جب میرے قبیلے کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ میرا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا ہے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں چلے گئے ہیں تو وہ لوگ

دوڑے دوڑے میری مدد کو آئے اور کہنے لگے: ''ابوبکر سے تمہارا کس بات پر جھگڑا ہوا ہے اور وہ کس معاملے میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد لینے گئے ہیں؟'' میں نے ان کے تیور دیکھ کر کہا: ''تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ صدیق اکبر ہیں، یہ **ثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَار** ہیں، خبردار! جو تم نے اس معاملہ میں میری مدد کرنے کی کوشش کی، تمہاری مددان کی ناراضی کا سبب بن جائے گی اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ناراضی نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی ہے اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا سبب ہے اور اگر رب عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔'' انہوں نے کہا: ''پھر ہم کیا کریں؟'' میں نے کہا: ''تم لوگ واپس پلٹ جاؤ۔'' تو وہ چلے گئے۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے ہی بارگاہ رسالت میں پہنچے، میں بھی پیچھے پہنچ گیا۔ انہوں نے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ساری روداد سنائی، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور ارشاد فرمایا: ربیعہ! تمہارا صدیق سے کیا تنازع ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہوں نے مجھے ایک ناگوار لفظ کہا اور پھر بولے تم بھی مجھے ایسا ہی کہہ لو تاکہ بدلہ ہو جائے، تو میں نے انکار کر دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے ربیعہ! اب صدیق سے کوئی بات نہ کہنا، بس اتنا کہہ دو کہ اے ابوبکر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری بخشش کرے۔'' میں نے کہا: ''اے ابوبکر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی بخشش کرے۔'' یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

(مسند امام احمد، حدیث ربیعۃ بن کعب اسلمی، الحدیث: ۱۶۵۷۷، ج۵، ص ۵۶۹ تا ۵۷۱)

سارا مال راہ خدا میں لٹا دیا

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لائے اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے، آپ نے وہ سارے راہِ خدا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خرچ کر دیئے۔

(الاستیعاب، عبد اللہ بن ابی قحافۃ، الرقم: ۱۶۵۱، ج۳ ص ۹۴، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص ۶۶)

پانچ یا چھ ہزار درھم خرچ کیے

حضرت سیدتنا اسماء بنتِ ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہمارے والد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ سے مدینہ ہجرت کے لیے جانے لگے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا کل مال یعنی پانچ یا چھ ہزار درہم ساتھ لے لیے، ہمارے دادا ابوقحافہ ہمارے گھر آئے ان کی نظر جاتی رہی تھی اور ابھی وہ داخل اسلام نہیں ہوئے تھے کہنے لگے: ''خدا کی قسم! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر سارا مال ساتھ لے گیا ہے؟'' میں نے کہا: ''نہیں! وہ تو ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔'' حضرت سیدتنا اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: ''میں نے کچھ پتھر جمع کیے، انہیں مکان کے ایک کونے میں رکھ کر اوپر موٹا کپڑا ڈال دیا، جیسا کہ میرے والد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کیا کرتے تھے، پھر میں دادا جان کو پکڑ کر وہاں لائی اور ان کا ہاتھ وہاں رکھوایا۔'' وہ بولے: ''اگر وہ اتنا سارا مال تمہاری خاطر چھوڑ گیا ہے تو پھر کوئی خطرے کی بات نہیں۔'' جب کہ حقیقتاً سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کچھ بھی نہیں چھوڑ کر گئے تھے، صرف دادا جان کو یوں مطمئن کر دیا گیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ھجرۃ الرسول، ابوقحافۃ واسماء بعد ھجرۃ ابی بکر، الجزء الاول، ص ۴۴۱)

مسکراہٹ رسول میں شرکت صدیق اکبر

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ کفار کی عورتیں (معافی مانگنے کے لیے) آپ کے گھوڑے کے منہ کے آگے دوپٹے کر رہی ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر مسکرانے لگے (گویا آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی خوشی میں شریک کیا)۔

(المستدرک علی الصحیحین، معرفۃ الصحابۃ، الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام، الحدیث: ۴۴۹۹، ج۴، ص ۱۹)

جنتیوں میں اضافے کی درخواست

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے اس بات پر وعدہ فرما لیا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ مسلمان بلاحساب جنت میں جائیں گے۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اِن میں اضافہ فرمادیجئے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری امت کے گنہگاروں کو یوں ایک چلو بھر جنت میں ڈال دے گا۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دوبارہ اضافہ کی درخواست کرنے والے تھے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''ابوبکر بس کرو۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو جنت میں بھیج دے تو تمہارا کیا نقصان ہے۔'' حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو ساری مخلوق کو جنت میں بھیج سکتا ہے۔'' نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عمر نے سچ کہا۔'' (المعجم الاوسط، من اسمہ الحسن، الحدیث: ۳۴۰۰، ج ۲، ص ۳۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عقیدہ ہے کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کائنات کے مالک و مختار ہیں یہاں تک کہ جنت کے بھی، اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چاہیں تو جنتیوں میں اضافہ ہوسکتا ہے، جبھی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنتیوں میں اضافے کی درخواست پیش کی۔ ۞ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عرض کو قبول فرمایا اور انکار نہ فرمایا، یہ بھی بارگاہ رسالت میں آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ ۞ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سب مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں کہ ان کی جنت میں جانے کے خواہش مند ہیں۔

خلافت کی اہلیت

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''اے لوگو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے حکومتی معاملات

میں ایسے شخص کو نگران بنایا ہے جو تم میں سب سے بہتر، رسول اللہ کا ساتھی، غارِ ثور میں خدمت کر کے ثَانِیَ اثْنَیْن کا لقب پانے والا اور تم سب سے بڑھ کر خلافت کا اہل ہے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ١، ص ١٣٧)

سب سے بہتر آدمی

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''بہتر شخص کو امام بنایا کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے بعد ہم میں سب سے بہتر آدمی (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو امام بنا کر گئے۔'' (الاستیعاب، عبد اللہ بن ابی قحافۃ، ج ٣، ص ٩٧)

رعایا کے لیے مہربان اور رحم دل

حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب منصب خلافت سنبھالا تو بہترین خلیفہ واقع ہوئے اور وہ رعایا کے لیے بے حد مہربان اور بہت نرم دل تھے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج ٣٠، ص ٣٨٦)

سب سے بڑھ کر صدیق اکبر

حضرت سیدنا لیث بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کی نظر میں سب سے بڑھ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔'' (الریاض النضرۃ، ج ١، ص ١٣٨)

صدیق اکبر کی ثابت قدمی

حضرت سیدنا حکیم بن حزام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں لڑائی شروع ہوئی تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہاتھ اٹھا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہوئے وعدہ پیش کیا اور عرض کیا: ''اے اللہ! اگر مشرکین اس جماعت پر غالب آ گئے تو پھر تیرا دین قائم نہ رہے گا۔'' تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ

تَعَالٰی عَنْه عرض کرنے لگے: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا، اور یقینا آپ کا چہرہ کھل اُٹھے گا۔'' تو اسی وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دشمن کی فوج کے گرد ایک ہزار فرشتوں کی قطار اتاری۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ابوبکر! تمہیں مبارک ہو، جبریل آسمان وزمین کے درمیان اپنے گھوڑے کو لگام سے پکڑے کھینچ کر لا رہے ہیں، جبریل نے زرد رنگ کا عمامہ سر پر باندھ رکھا ہے، وہ آسمان سے اترے، آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، پھر سامنے آ گئے اور کہہ رہے ہیں: تمہارے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد آ پہنچی۔'' (الریاض النضرۃ، ج ا، ص ۱۴۰)

راہ خدا کے غبار آلود قدم

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے حضرت سیدنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کو ملک شام کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور انہیں رخصت کرنے کے لیے دو میل تک ساتھ چلے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه سے عرض کی گئی: ''اے خلیفۂ رسول خدا! اب آپ واپس چلے جائیے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''میں نے سیّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے جس کے قدم راہِ خدا میں غبار آلود ہوں اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتا ہے۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۶۵، ص ۲۴۷، کنز العمال، کتاب الجہاد، فصل فی احکام المتفرقۃ، الحدیث: ۱۱۴۰۷، ج ۲، الجزء: ۴، ص ۲۰۴)

رسول اللہ کے حواری یعنی مددگار

حضرت سیدنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کا بیان ہے کہ قریش میں بارہ صحابہ کرام حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حواری ہیں جن کے نام نامی یہ ہیں: (۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (۲) حضرت سیدنا عمر فاروق (۳) حضرت سیدنا عثمان غنی (۴) حضرت سیدنا علی المرتضی (۵) حضرت سیدنا حمزہ (۶) حضرت سیدنا جعفر (۷) حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح (۸) حضرت سیدنا عثمان بن مظعون (۹) حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف (۱۰) حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص (۱۱)

حضرت سیدنا طلحہ بن **عبید اللہ** (۱۲) حضرت سیدنا زبیر بن العوام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن ۔ (ان مخلص جاں نثاروں نے ہر موقع پر دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت وحمایت کا بے مثال ریکارڈ قائم کر دیا۔) (معالم التنزیل للبغوی، آل عمران: ۵۲، ج ۱، ص ۲۳٦)

حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد ہم جس مقام پر کھڑے تھے، وہ نہایت خطرناک مقام تھا، **اللہ تعالی** اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذریعے سے ہماری مدد نہ فرماتا تو ہم ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتے۔ ہم تمام مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ زکوٰۃ کے اونٹ وصول کرنے کے لیے ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہیے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف رہنا چاہیے اور ہمارے شب وروز اسی کام میں بسر ہونے چاہیے۔ لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے منکرین زکوٰۃ سے لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔''

امیر المومنین کا انداز فیصلہ

حضرت سیدنا میمون بن مہران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: خلافت صدیقی میں جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں کوئی مقدمہ لایا جاتا تو سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کا حل **کتاب اللہ** میں تلاش کرتے، اگر قرآن مجید میں اس مسئلہ کا حل انہیں مل جاتا تو اسی کے مطابق فیصلہ فرما دیتے اور اگر قرآن مجید میں اس مسئلہ کا حل نہ پاتے تو سنت رسول میں اس کا حل تلاش کرتے، اگر سنت نبوی میں اس کا حکم مل جاتا تو اس کے مطابق اس مقدمے کا فیصلہ فرما دیتے اور اگر سنت رسول میں بھی کوئی حکم نہ پاتے تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بتاتے کہ میرے پاس اس طرح کا مسئلہ آیا ہے جس کا حکم میں نے قرآن وسنت میں نہ پایا کیا آپ میں سے کوئی جانتا ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مسئلہ میں کوئی حکم ارشاد فرمایا ہو۔ بسا اوقات کوئی صحابی آپ کے سامنے بیان کر دیتا

کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس معاملے میں یہ فیصلہ فرمایا تھا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی کے موافق اس مقدمے کا فیصلہ فرمادیتے اور یوں گویا ہوتے: ''تمام تعریفیں اس رب عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس نے ہم میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے ہمارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کو اچھی طرح یاد کرلیا۔'' اور اگر اس طرح بھی مسئلہ کا حل معلوم نہ ہوتا تو مسلمانوں کے سرداروں اور علماء کو بلاتے اور ان سے مشورہ کرتے جب ان تمام کی رائے کسی حکم پر جمع ہوتی تو اسی پر فیصلہ فرمادیتے۔ (سنن دارمی، باب الفتیا وما فیہ من الشدۃ، الحدیث: ١٦١، ج ١، ص ٧٠)

سارا مال بیت المال میں جمع کروادیا

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے تمام دراہم و دنانیر مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادیئے۔''

(جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ٣٢٢، ج ١١، ص ٧٥)

کوئی درہم و دینار نہ چھوڑا

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ آپ نے نہ کوئی درہم چھوڑا نہ کوئی دینار۔'' (جمع الجوامع، مسند ابی بکر، الحدیث: ٣٢٣، ج ١١، ص ٧٥)

اللہ تَعَالٰی اور تمام فرشتوں کی لعنت

حضرت سیدنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جو شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

(الریاض النضرۃ، ج ١، ص ٢٨)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اقوال فضائل باب(12)

فضائل صدیق اکبر بزبان اسلاف کرام

شان صدیق اکبر بزبان امام جعفر

حضرت سیدنا امام جعفر صادق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْخَالِق سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں ان کے متعلق کوئی بہتر بات ہی کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے والد حضرت امام باقر سے انہوں نے امام زین العابدین سے اور انہوں نے امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: میں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''کسی انسان پر آج تک نہ آفتاب طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا کہ وہ ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔'' اس کے بعد امام جعفر صادق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْخَالِق نے فرمایا: ''اگر میں نے روایت میں غلط بیانی کی ہو تو مجھے کل بروز قیامت سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت حاصل نہ ہو اور (میں ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل کیوں نہ بیان کروں کہ) میں تو خود روزِ قیامت صدیق کی شفاعت کا طلب گار رہوں۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۳٦)

دل صدیق مشاہدہ ربوبیت سے پُر تھا

حضرت سیدنا مفضل بن عمر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''بے شک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا ہوا تھا اور **اللہ تعالی** کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا، وہ **لا الہ الا اللہ** کا ورد کثرت سے کیا کرتے تھے۔'' (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۵۹)

تمام اہلبیت کی سیدنا ابوبکر و عمر سے محبت

۞......حضرت سیدنا ابوجعفر امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم فرماتے ہیں: ''جو شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت سے ناواقف ہے وہ سنت سے ناواقف ہے۔'' ۞......اور آپ ہی سے روایت ہے جب اِن سے شیخین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان دونوں کے لیے استغفار کرتا ہوں اور میں نے اہلبیت میں کسی کو نہیں دیکھا جو ان سے محبت نہ رکھتا ہو۔'' ۞......اور آپ ہی سے روایت ہے کہ جس نے ان دونوں یعنی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے بارے میں شک کیا انہوں نے سنت میں شک کیا اور سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کا بغض منافقت ہے اور انصار کا بغض منافقت ہے، بے شک بنی ہاشم بنی عدی اور بنی تیم کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں کینہ تھا پس جب اسلام لائے تو ان کے درمیان محبت قائم ہوگئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کینہ کو ان کے دلوں سے کھینچ لیا، یہاں تک کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں درد کی شکایت ہوئی تو حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا ہاتھ آگ سے گرم کر کے انکے پہلو کو سینک دیا اور ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ﴾ (پ۱۴، الحجر: ۴۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔''

(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۶۷)

دشمن شیخین سے براءت کا اظہار

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''جو ان دونوں سے بری ہے میں اس سے بری ہوں۔'' (یعنی جسے ان دونوں کی پرواہ نہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں) مزید فرمایا: ''اگر ایسا نہ ہو تو میں اسلام سے نکل جاؤں اور مجھے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔'' (الریاض النضرۃ،ج ۱، ص ۶۹)

دونوں افضل اور دونوں کے لیے مغفرت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن امام حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں افضل ہیں اور میں دونوں کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا گو ہوں۔'' مزید فرمایا: ''اگر میں اپنے دل کی بات کے خلاف کہوں تو مجھے حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نہ پہنچے۔'' (الریاض النضرۃ،ج ۱، ص ۶۹)

مقام صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو حفص عمر بن علی دمشقی

صاحب تفسیر اللباب حضرت علامہ ابو حفص عمر بن علی دمشقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ (پ ۱، الفاتحۃ: ۶) ترجمۂ کنز الایمان: ''راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔'' یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ (پ ۵، النسآء: ۶۹) ترجمۂ کنز الایمان: ''تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔''

اور صدیقین کے سردار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں لہٰذا اب آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ہدایت کو طلب کرنے کا حکم دیا ہے جس پر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(اللباب فی العلوم الکتاب،ج ۱، ص ۲۱۹)

مقام صدیق اکبر بزبان سیدنا مبارک بن فضالہ

حضرت سیدنا مبارک بن فضالہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیدنا حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت نمبر ۲۹ میں) ''وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ'' سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار'' سے مراد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' سے مراد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، ''تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا'' سے مراد حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(اللباب فی علوم الکتاب، پ ۲۶، الفتح: ۲۹، ج ۱۷، ص ۵۱۷)

مقام صدیق اکبر بزبان سیدنا محمود بن عبد اللہ آلوسی

صاحب تفسیر روح المعانی حضرت سیدنا شہاب الدین محمود بن عبد اللہ حسینی آلوسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: حضرت سیدنا شیخ خالد نقشبندی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ایک روز کاملین کے مراتب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ۞ ''مدارِ نبوت کے قطب دو عالم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ ۞ مدار صدیقیت کے قطب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ ۞ مدارِ شہادت کے قطب حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ ۞ مدار ولایت کے قطب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔'' بعض لوگوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھا کہ ''یہ اِن درجات میں سے کس درجے پر فائز ہیں؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ۞ ''چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رتبہ شہادت اور اور رتبہ ولایت دونوں سے حصہ پایا ہے لہٰذا عارفین کے نزدیک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ذوالنورین ہیں۔''

(روح المعانی، النساء: ۶۹، ج ۵، ص ۱۰۰)

مقام صدیق اکبر بزبان سیدنا امام ضحاک

سیدنا اِمام ضحاک عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ''صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْن'' کا مصداق مؤمنین میں سب سے زیادہ پسندیدہ ترین شخصیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(تفسیر الطبری، التحریم: ۴، ج ۱۲، ص ۱۵۴)

مقام صدیق اکبر بزبان سیدنا عبد العزیز بن یحییٰ

فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی شفقت ونرمی کی وجہ سے ''اَلْاَوَّاہ'' (یعنی رحم دل، نرم دل) کہلاتے تھے۔'' (الجامع لاحکام القرآن، التوبۃ:۱۱۴، ج ۴، ص ۱۵۹)

مقام صدیق اکبر بزبان داتا گنج بخش علی ہجویری

مخدوم الاولیاء، سلطان الاصفیاء، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدح سرائی کچھ یوں فرماتے ہیں: شیخ الاسلام بعد انبیاء خیر الانام، خلیفہ پیغمبر وامام، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عثمان صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، آپ کی کرامات مشہور ہیں اور احکام ومعاملات میں آپ کے قوی دلائل ہیں اور مسائل وحقائق تصوف میں مشہور۔ اس وجہ سے مشائخ کرام آپ کو پیشوا اور اہل مشاہدہ مانتے ہیں اس لیے کہ صاحب مشاہدہ جو ہوتا ہے اس کا حال دوسروں پر بہت کم منکشف (ظاہر) ہوتا ہے اور حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کی (دشمنان خدا پر) سخت گیری کی وجہ سے پیشوا مجاہدین مانتے ہیں۔ احادیث میں آیا ہے اور علماء میں مشہور ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کے وقت نماز میں قرآن کریم آہستہ آہستہ تلاوت فرماتے اور جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نماز پڑھتے تو قرآن کریم با آواز بلند پڑھتے۔ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت فرمایا کہ: ''تم آہستہ تلاوت کیوں کرتے ہو؟'' عرض کیا: ''حضور اس لیے آہستہ پڑھتا ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ جس کی مناجات کر رہا ہوں وہ مجھ سے غائب نہیں اور اس کی سماعت ایسی ہے کہ اس کے لیے دور ونزدیک اور آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنا برابر ہے۔'' اور جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا تو عرض کیا: ''میں سوتے ہوئے لوگوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔''

یہ شانِ مجاہدات کا مظاہرہ تھا اور وہ شانِ مشاہدات کا اور یہ امر ظاہر ہے کہ مشاہدہ کے اندر مجاہدہ اس طرح ہے جیسے قطرہ دریا میں اور یہی وجہ تھی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! تم ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔'' جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی جلیل القدر ہستی جن سے عزت ووقار اسلام ترقی پر آیا وہ صدیق اکبر کے مقابلہ میں ایک نیکی کے برابر ہیں تو غور کرو کہ دنیا کے لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقابلہ میں کس درجہ میں ہوں گے۔ پھر باوجود اس شان کے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہمارا گھر فانی ہے ہمارے حالات پرائے ہیں اور ہماری گنتی کے سانس ہیں اور ہماری سستی بدستور موجود ہے۔'' تو یاد رکھو! سرائے فانی میں دل لگانا، بڑی بڑی بلڈنگیں اور عمارتیں بنانا جہالت کے مقتضیات (تقاضوں) سے ہے اور اپنے حالات وکوائف پر بھروسہ کرنا حماقت وبے وقوفی ہے اور چند سانس کے بھروسے پر دل لگالینا محض غفلت ہے اور اپنی کاہلی اور سستی کو دین کہنا خیانت مجرمانہ ہے جو محرومی اور نقصان ہے۔

(کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من الصحابۃ، ص ۶۷)

مقام صدیق اکبر بزبان سیدی اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت، امامِ عشق ومحبت الحاج القاری الحافظ شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نقل فرماتے ہیں: حضرتِ سیدنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے ''مفاتیح الغیب'' میں فرمایا کہ ''**سُوْرَۃُ وَالَّیل** حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سورۃ ہے اور **سُوْرَۃُ وَالضُّحٰی** امام الانبیاء حضرتِ سیدنا محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سورۃ ہے۔

وصفِ رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں
شرحِ والشمس وضحٰی کرتے ہیں
اُن کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں
جن کو محمود کہا کرتے ہیں

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلسنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن حضرتِ سیدنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الہَادِی کے اِس قولِ مبارک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سورۃ کو ''**لیل**'' کا نام دینا اور مصطفےٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سورۃ کا نام ''**ضُحٰی**'' رکھنا گویا اِس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صدیق کا نور اور اُن کی ہدایت اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف اُن کا ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل اور اُس کی رضا طلب کی جاتی ہے اور صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی راحت اور اُن کے اُنس وسُکون اور اِطمینانِ نفس کی وجہ ہیں اور اُن کے محرم راز اور اُن کے خاص معاملات سے وابستہ رہنے والے، اِس لئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ﴿وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا﴾ اور رات کو پردہ پوش کیا۔ (پ۳۰، النبا: ۱۰) اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ﴿جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اُس کا فضل ڈھونڈو اور اس لیے کہ تم حق مانو۔ (پ۲۰، القصص: ۷۳) اور یہ اِس بات کی طرف تلمیح یعنی اِشارہ ہے کہ دِین کا نظام اِن دونوں محبوبِ ربِ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے قائم ہے جیسے کہ دنیا کا نظام دن رات سے قائم ہے تو اگر دن نہ ہو تو کچھ نظر نہ آئے اور رات نہ ہو تو سکون حاصل نہ ہو۔'' (فتاوی رضویۃ، ج۲۸، ص۶۷۹۔۶۸۱)

خاص اُس سابقِ سیرِ قربِ خدا
اَوحَدِ کامِلیّت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفےٰ، مایۂ اِصطفا
عِزّ و نازِ خِلافت پہ لاکھوں سلام

اَصدَقُ الصّادِقِین، سیِّدُ المُتَّقِین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مقام صدیق اکبر بزبان برادر اعلیٰ حضرت

بَرادرِ اعلیٰ حضرت، استاذ زمن، حضرت مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان اپنے مجموعۂ کلام ''ذوقِ نعت'' میں اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الاَنْبِیَاء، محبوبِ حبیبِ خدا، صاحبِ صدق وصفا، حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی شانِ صداقت نشان میں یوں رطب اللسان ہیں:

بَیاں ہو کس زَباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا
رُسُل اور اَنبیا کے بعد جو اَفضل ہو عالَم سے
یہ عالَم میں ہے کس کا مرتبہ، صدیق اکبر کا
علی ہیں اس کے دُشمن اور وہ دُشمن علی کا ہے
جو دُشمن عقل کا دُشمن ہوا صدیق اکبر کا

مقام صدیق اکبر بزبان حکیم الامت

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ میں چار ۴ صفات بیان ہوئی ہیں: حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ رہنا، کفار پر سخت ہونا آپس میں رحیم وکریم ہونا، رکوع وسجدہ زیادہ کرنا یعنی عابد ہونا، یہ چاروں صفت اللہ کے فضل سے تمام صحابہ کے اندر موجود ہیں، مگر چار خلفاء میں ایک ایک وصف کمال درجے کا ہے۔صدیق میں ساتھ رہنا، عمر فاروق میں کافروں پر سخت رہنا، عثمان غنی میں رحیم ہونا، مولی علی میں عبادت وزہد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم۔گویا کہ شمع نبوت کی لالٹین کے چار شیشے ہیں علیحدہ علیحدہ رنگ والے۔اگر نور نبوت دیکھنا ہے تو ان رنگ برنگے شیشوں کے ذریعہ سے دیکھو۔جو شخص ان شیشوں سے علیحدہ ہے وہ نورِ مصطفےٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دور ہے کیونکر ممکن تھا کہ رب العٰلمین اپنے نبی کے ساتھ کے لیے ایسے لوگوں کو خاص کرتا جو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایماندار بھی نہ ہوں اور پھول کے پاس رہ کر مٹی بھی مہک جاتی ہے۔آسمان کا سورج جس گندی زمین پر روشنی ڈال دے وہ پاک ہوجاویں تو کس طرح

ہوسکتا ہے کہ حضور کے پاس رہنے والے خوشبو دار نہ ہو جاویں اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جو کہ دونوں جہان کے سورج حقیقی ہیں، اس سورج کے پاس بیٹھنے والے کیونکر گندے رہ سکتے ہیں، اگر مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ یہ حضرات دیندار نہ تھے تو قرآن کے پہنچانے والے مخلوق تک اور احادیث کے سنانے والے دین کی تبلیغ کرنے والے غرضیکہ چمن مصطفےٰ کی نگہبانی کرنے والے تو یہ ہی حضرات ہیں تو کیا قرآن اور اسلام مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ برے لوگوں کے ہاتھوں میں پھلا پھولا۔ جس آنکھ نے ایک بار بھی جلوۂ مصطفےٰ دیکھ لیا، اس کا درجہ دنیا بھر کے غوث وقطب سے بڑھ گیا، تو جو حضرات سایہ کی طرح ہمیشہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ رہے وہ کیا شان رکھتے ہوں گے۔'' (شان حبیب الرحمن، ص ۲۱۸)

مقامِ صدیق اکبر بزبان امیر اہلسنت

شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانئ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ امیر المؤمنین محبوبِ حبیب خدا، صاحبِ صدق وصفا، حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں:

یقیناً مَنبعِ خوفِ خدا صِدّیق اکبر ہیں
حقیقی عاشقِ خیرُ الوریٰ صدّیق اکبر ہیں

جو یارِ غار محبوبِ خدا صدّیق اکبر ہیں
وُہی یارِ مزارِ مصطفےٰ صدّیق اکبر ہیں

امیر المؤمنیں ہیں آپ امامُ المسلمیں ہیں آپ
نبی نے جنّتی جن کو کہا صدّیق اکبر ہیں

سبھی عُلَمائے اُمّت کے، امام و پیشوا ہیں آپ
بلا شک پیشوائے اَصفیا صدّیق اکبر ہیں

نہ ڈر عطّار آفت سے خدا کی خاص رحمت سے
نبی والی ترے، مُشکل کُشا صدّیق اکبر ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حیات صدیق اکبر تاریخ کے آئینے میں

۵۷۳ عیسوی ۴۸ سال قبل ہجرت	سیدنا صدیق اکبر عام الفیل کے ڈھائی سال بعد پیدا ہوئے۔
۱ بعثت نبوی بمطابق ۶۰۹ عیسوی	سیدنا صدیق اکبر نے اسلام قبول فرمایا۔
۱ بعثت نبوی بمطابق ۶۰۹ عیسوی	خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دینا شروع کردی۔
۱۱ بعثت نبوی بمطابق ۶۱۹ عیسوی	اعلانیہ طور پر اسلام کی دعوت دینا شروع کردی۔
۵ بعثت نبوی بمطابق ۶۱۳ عیسوی	ہجرت حبشہ کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔
۱۴ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۲ عیسوی	ہجرت مدینہ کے لیے رسول اللہ کی معیت میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔
۱۴ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۲ عیسوی	سفر ہجرت کے دوران غار ثور میں قیام
۱۴ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۲ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں مدینہ منورہ میں داخلہ
۲ ہجری بمطابق ۶۲۳ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں غزوۂ بدر میں شرکت
۳ ہجری بمطابق ۶۲۴ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں غزوۂ احد میں شرکت
۶ ہجری بمطابق ۶۲۷ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں صلح حدیبیہ و بیعت رضوان میں شرکت
۷ ہجری بمطابق ۶۲۸ عیسوی	رسول اللہ کے حکم سے بنی فزارہ کے خلاف جہاد فرمایا۔
۸ ہجری بمطابق ۶۲۹ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں غزوۂ فتح مکہ میں شرکت
۹ ہجری بمطابق ۶۳۰ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت

۹ ہجری بمطابق ۶۳۰ عیسوی	رسول اللہ نے آپ کو امیر الحج مقرر فرمایا۔
۱۰ ہجری بمطابق ۶۳۱ عیسوی	رسول اللہ کی معیت میں حجۃ الوداع میں شرکت
۱۱ ہجری بمطابق ۶۳۲ عیسوی	رسول اللہ نے آپ کو نماز کی امامت کا حکم ارشاد فرمایا۔
۱۱ ہجری بمطابق ۶۳۲ عیسوی	رسول اللہ کا وصال ظاہری، صدیق اکبر کے لیے سب سے عظیم سانحہ
۱۱ ہجری بمطابق ۶۳۲ عیسوی	خلافت کے لیے صدیق اکبر کی بیعت خاصہ وبیعت عامہ کی گئی۔
۱۱ ہجری بمطابق ۶۳۲ عیسوی	لشکر اسامہ بن زید کی روانگی کا پہلا جنگی حکم ارشاد فرمایا۔
۱۱ ہجری بمطابق ۶۳۲ عیسوی	مانعین زکوۃ ومرتدین قبائل کے خلاف جہاد
۱۱ ہجری بمطابق ۶۳۲ عیسوی	مختلف مصاحف قرآن کو ایک ہی جگہ جمع فرما کر ''مصحف'' نام ارشاد فرمایا۔
۱۲ ہجری بمطابق ۶۳۳ عیسوی	مانعین زکوۃ ومرتدین قبائل کے خلاف جہاد کی تکمیل
۱۳ ہجری بمطابق ۶۳۴ عیسوی	عراق وشام کے مختلف علاقوں میں اسلام کی ترویج اوران کی فتوحات
۱۳ ہجری بمطابق ۶۳۴ عیسوی	۲۱ جمادی الاخری بروز پیر بمطابق ۲۲ اگست دنیا سے وصال ظاہری

مذکورہ تمام تواریخ مختلف کتب معتبرہ اور (**Hijri Date Converter**) کی مدد سے لی گئی ہیں، چونکہ ہجری اور عیسوی سال کے ایام مختلف ہوتے ہیں اسی سبب سے تاریخوں میں بعض اوقات شدید اختلاف بھی واقع ہوجاتا ہے، اس لیے مذکورہ تمام تواریخ میں کمی بیشی ممکن ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ

تفصیلی فہرست

ماخذومراجع

نمبرشمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف/متوفی	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلام الٰہی	مکتبۃ المدینہ کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
3	المحرر الوجیز	قاضی ابو محمد بن غالب بن عطیہ اندلسی، متوفی ۵۴۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
4	تفسیر البغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
5	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث بیروت
6	الجامع لاحکام القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت
7	تفسیر البیضاوی	امام ناصر الدین عبد اللہ بن عمر شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر بیروت
8	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
9	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
10	اللباب فی علوم الکتاب	ابو حفص عمر بن علی ابن عادل حنبلی، متوفی ۸۸۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
11	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
12	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ
13	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث بیروت
14	النکت والعیون	ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البغدادی، متوفی ۴۵۰ھ	المکتبۃ الشاملہ
15	تفسیر الثعلبی	امام ابو اسحٰق احمد المعروف امام ثعلبی، متوفی ۴۲۷ھ	المکتبۃ الشاملہ
16	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
17	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
18	صحیح مسلم	امام ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی عرب شریف
19	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ بیروت
20	سنن أبی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث بیروت
21	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت
22	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
23	الموطا	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ بیروت
24	مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
25	مصنف ابن ابی شیبۃ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت
26	مسند امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت

27	نوادر الاصول	ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری
28	مسند البزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ
29	سنن الدارمي	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت
30	السنن الکبری	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
31	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
32	شرح معاني الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
33	مشکل الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
34	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث بیروت
35	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث بیروت
36	معجم ابی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	المکتبۃ الشاملہ
37	الکامل في ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
38	المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ بیروت
39	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
40	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
41	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
42	معرفۃ السنن والآثار	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
43	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
44	فردوس الاخبار	حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت
45	شرح السنة	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
46	تاریخ مدینہ دمشق	امام علی بن حسن المعروف ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت
47	العلل المتناهية	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
48	جامع الاصول	امام مبارک بن محمد شیبانی المعروف بابن اثیر جزری، متوفی ۶۰۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
49	الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
50	المجروحین	امام حافظ محمد بن حبان، متوفی ۳۵۴ھ	دار الصمیعی ریاض
51	صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
52	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
53	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیتمی، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت
54	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
55	المطالب العالیة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت

56	المقاصد الحسنة	شیخ محمد عبد الرحمٰن سخاوی، متوفی ۹۰۲ھ	دار الکتاب العربی بیروت
57	اللآلی المصنوعة	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
58	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
59	جامع الاحادیث	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
60	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
61	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
62	التمهید	امام یوسف بن عبد اللہ محمد بن عبد البر، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
63	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
64	عمدة القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت
65	ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر بیروت
66	مرقاة المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت
67	مرآة المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی
68	نزهة القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کراچی
69	کشف المشکل	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	المکتبۃ الشاملہ
70	مشکل الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
71	مکارم الاخلاق	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قُرشی، متوفی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
72	اتحاف الخیرة المهرة	امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل بوصیری، متوفی ۸۴۰ھ	مکتبۃ الرشد ریاض
73	شرح العقیدة الطحاویة	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	المکتب الاسلامی بیروت
74	شرح العقائد النسفیة	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی، متوفی ۷۹۳ھ	کراچی
75	الیواقیت والجواهر	عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
76	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
77	شرح الفقه الأکبر	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	کراچی
78	تکمیل الإیمان	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مکتبہ اعلیٰ حضرت
79	النبراس	علامہ محمد عبد العزیز فَرہاری، متوفی ۱۲۳۹ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
80	مطلع القمرین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مخطوطہ
81	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت
82	الفتاوی الهندیة	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	دار الفکر بیروت
83	الفتاوی الرضویة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
84	بهار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ کراچی

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
85	مکاشفۃ القلوب	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
86	منہاج العابدین	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
87	الزھد	امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید
88	اللمع فی التصوف	ابونصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی، متوفی ۳۷۸ھ	کوئٹہ
89	إحیاء علوم الدین	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت
90	سبع سنابل	میر عبد الواحد بلگرامی، متوفی ۱۰۱۷ھ	مکتبہ قادریہ لاہور
91	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، متوفی ۱۰۳۴ھ	مکتبۃ القدوس کوئٹہ
92	السیرۃ النبویۃ لابن ھشام	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
93	دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
94	الشفا بتعریف حقوق المصطفی	قاضی ابوفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
95	الروض الانف	امام ابوقاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ خثعمی سہیلی، متوفی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
96	البدایۃ والنھایۃ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر بیروت
97	الخصائص الکبری	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
98	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
99	المواھب اللدنیۃ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
100	معارج النبوۃ	مولانا معین الدین کاشفی ہروی، ۹۰۷ھ	نوریہ رضویہ لاہور
101	شواھد النبوۃ	مولانا عبد الرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ	استنبول ترکی
102	مدارج النبوۃ	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور
103	شرح المواھب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
104	حجۃ اللہ علی العالمین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند
105	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
106	الکامل فی التاریخ	ابوالحسن علی بن محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
107	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابوعمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
108	معرفۃ الصحابۃ	امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
109	صفۃ الصفوۃ	امام ابوفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
110	تاریخ الاسلام	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتاب العربی
111	کتاب المغازی	علامہ محمد بن عمر بن واقدی، متوفی ۲۰۷ھ	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات
112	الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ	امام شیخ ابوجعفر احمد طبری، متوفی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
113	تھذیب التھذیب	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الفکر بیروت

114	الاصابة فی تمییز الصحابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
115	اسد الغابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
116	تھذیب الاسماء	امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دارالفکر بیروت
117	میزان الاعتدال	امام محمد بن احمد بن عثمان ذھبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر بیروت
118	لسان المیزان	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالفکر بیروت
119	ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	کراچی
120	همعات	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	لاہور
121	انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	گجرات
122	لسان المیزان	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	داراحیاء التراث بیروت
123	المعارف لابن قتیبه	ابومحمد عبد اللہ بن مسلم، متوفی ۲۷۶ھ	کراچی
124	المنتظم فی تاریخ الملوک والامم	امام ابوفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبہ دارالباز مکۃ المکرمۃ
125	سیر اعلام النبلاء	امام محمد بن احمد بن عثمان ذھبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر بیروت
126	الروض الفائق	شیخ شعیب حریفیش، متوفی ۸۱۰ھ	کوئٹہ
127	نزھة المجالس	علامہ عبدالرحمن بن عبدالسلام صفوری شافعی، متوفی ۸۹۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
128	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
129	سبل الهدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
130	فضائل دعا	والد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان، متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
131	تمهید الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
132	ملفوظات اعلی حضرت	مولانا مصطفےٰ رضا خان، متوفی ۱۴۰۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
133	مهر منیر	سوانح حیات پیر مہر علی شاہ گولڑوی، متوفی ۱۳۵۶ھ	لاہور
134	رسائل نعیمیة	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
135	نیکی کی دعوت	امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
136	فیضان سنت	امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
137	تاج العروس من جواهر القاموس	ابوفیض محمد بن محمد بن عبدالرزاق حسینی	المکتبۃ الشاملہ
138	التعریفات	سید شریف علی بن محمد بن علی جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ	دارالمنار للطباعۃ والنشر
139	اُردو لغت	ادارہ ترقی اُردو بورڈ	ترقی اُردو لغت بورڈ کراچی

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ226 کُتُب ورسائل

﴿ شعبہ کتب اعلی حضرت ﴾

اُردو کُتُب

01......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء)(کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم)(کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِيْدفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد)(کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوق)(کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(مکمل چار حصے)(کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)(کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ(تصورِ شیخ)(اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة)(کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز(حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي)(کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال)(کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات:31)

14......ایمان کی پہچان(حاشیہ تمہیدِ ایمان)(کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَة(کل صفحات:46)

16......کنز الایمان مع خزائن العرفان(کل صفحات:1185)

عربی کُتُب

17، 18، 19، 20، 21......جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰى رَدِّالْمُحْتَار(المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس)(کل صفحات: 483،650،713،672،570)

22......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِی عَلٰى صَحِيْحِ الْبُخَارِی(کل صفحات:458)

23......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم(کل صفحات:74)

24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة(کل صفحات:62)

25......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة(کل صفحات:93)

26......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی(کل صفحات:46)

27......تَمۡهِیۡدُ الۡاِیۡمَان (کل صفحات:77)

28......اَجۡلَی الۡاِعۡلَام (کل صفحات:70)

29......اِقَامَةُ الۡقِیَامَة (کل صفحات:60)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......جد الممتار جلد ۵،۶،۷

شعبہ تراجم کتب

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلۡیَةُ الۡاَوۡلِیَاء وَطَبَقَاتُ الۡاَصۡفِیَاء) پہلی جلد (کل صفحات:896)

02......مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلۡبَاهِرفِیۡ حُکۡمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ بِالۡبَاطِنِ وَالظَّاهِر) (کل صفحات:112)

03......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمۡهِیۡدُ الۡفَرۡش فِی الۡخِصَالِ الۡمُوۡجِبَةِ لِظِلِّ الۡعَرۡش) (کل صفحات:28)

04......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُالۡعُیُوۡن وَمُفَرِّحُ الۡقَلۡبِ الۡمَحۡزُوۡن) (کل صفحات:142)

05......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلۡمَوَاعِظ فِی الۡاَحَادِیۡثِ الۡقُدۡسِیَّة) (کل صفحات:54)

06......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلۡمَتۡجَرُ الرَّابِح فِیۡ ثَوَابِ الۡعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات:743)

07...... امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی وصیتیں (وَصَایَااِمَامِ اَعۡظَم عَلَیۡهِ الرَّحۡمَة) (کل صفحات:46)

08......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِرعَنۡ اقۡتِرَافِ الۡکَبَائِر) (کل صفحات:853)

09......نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلۡاَمۡرُبِالۡمَعۡرُوۡف وَالنَّهۡیُ عَنِ الۡمُنۡکَر) (کل صفحات:98)

10......فیضانِ مزاراتِ اولیاء (کَشۡفُ النُّوۡرعَنۡ اَصۡحَابِ الۡقُبُوۡر) (کل صفحات:144)

11......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهۡدوَقَصۡرُالۡاَمَل) (کل صفحات:85)

12......راہِ علم (تَعۡلِیۡمُ الۡمُتَعَلِّم طَرِیۡقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

13......عُیُوۡنُ الۡحِکَایَات (مترجم حصہ اول) (کل صفحات:412)

14......عُیُوۡنُ الۡحِکَایَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

15......احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الۡاِحۡیَاء) (کل صفحات:641)

16......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوۡضُ الۡفَائِق) (کل صفحات:649)

17......اچھے برے عمل (رِسَالَةُالۡمُذَاکَرَة) (کل صفحات:122)

18......شکر کے فضائل (اَلشُّکۡرُلِلّٰه عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

19......حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الۡاَخۡلَاق) (کل صفحات:102)

20......آنسوؤں کا دریا (بَحۡرُالدُّمُوۡع) (کل صفحات:300)

21......آدابِ دین (اَلۡاَدَبُ فِی الدِّیۡن) (کل صفحات:63)

22......شاہراہِ اولیا (مِنۡهَاجُ الۡعَارِفِیۡن) (کل صفحات:36)

23......بیٹے کو نصیحت (اَیُّهَاالۡوَلَد) (کل صفحات:64)

24......اَلدَّعۡوَة اِلَی الۡفِکۡر (کل صفحات:148)

25......اصلاحِ اعمال جلد اول (اَلۡحَدِیۡقَةُالنَّدِیَّة شَرۡحُ طَرِیۡقَةِ الۡمُحَمَّدِیَّة) (کل صفحات:866)

26......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلددوم)(اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر) (کل صفحات:1012)

27......عاشقانِ حدیث کی حکایات(اَلرِّحْلَة فِي طَلَبِ الْحَدِيْث) (کل صفحات:105)

28......احیاء العلوم جلداول(احیاء علوم الدین) (کل صفحات:1124)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......اللہ والوں کی باتیں جلد2

02......قوت القلوب جلداول

شعبہ درسی کتب

01......مراح الارواح مع حاشية ضياء الاصباح(کل صفحات:241)

02......الاربعين النووية في الأحاديث النبوية(کل صفحات:155)

03......اتقان الفراسة شرح ديوان الحماسه(کل صفحات:325)

04......اصول الشاشي مع احسن الحواشي(کل صفحات:299)

05......نور الايضاح مع حاشية النور والضياء(کل صفحات:392)

06......شرح العقائد مع حاشية جمع الفرائد(کل صفحات:384)

07......الفرح الكامل على شرح مئة عامل(کل صفحات:158)

08 ......عناية النحو في شرح هداية النحو(کل صفحات:280)

09......صرف بهائي مع حاشية صرف بنائي(کل صفحات:55)

10......دروس البلاغة مع شموس البراعة(کل صفحات:241)

11......مقدمة الشيخ مع التحفة المرضية(کل صفحات:119)

12......نزهة النظر شرح نخبة الفكر(کل صفحات:175)

13......نحو مير مع حاشية نحو منير(کل صفحات:203)

14......تلخيص اصول الشاشي(کل صفحات:144)

15......نصاب النحو (کل صفحات:288)

16......نصاب اصولِ حديث(کل صفحات:95)

17......نصاب التجويد (کل صفحات:79)

18......المحادثة العربية(کل صفحات:101)

19......تعریفاتِ نحوية (کل صفحات:45)

20......خاصيات ابواب(کل صفحات:141)

21......شرح مئة عامل (کل صفحات:44)

22......نصاب الصرف(کل صفحات:343)

23......نصاب المنطق (کل صفحات:168)

24......انوار الحدیث (کل صفحات:466)
25......نصاب الادب (کل صفحات:184)
26......تفسیر الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین (کل صفحات:364)

شعبہ تخریج

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا عشق رسول (کل صفحات:274)
02......بہار شریعت، جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات:1360)
03......بہار شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات:1304)
04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ (کل صفحات:59)
05......عجائب القران مع غرائب القران (کل صفحات:422)
06......گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات:244)
07......بہار شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات 312)
08......تحقیقات (کل صفحات:142)
09...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
10......جنتی زیور (کل صفحات:679)
11......علم القرآن (کل صفحات:244)
12......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
13......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
14......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
15......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
16......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
17......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
18 تا 24......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
25......حق و باطل کا فرق (کل صفحات:50)
26......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
27......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
28......کراماتِ صحابہ (کل صفحات:346)
29......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
30......سیرت مصطفٰی (کل صفحات:875)
31......آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)
32......بہار شریعت جلد سوم (کل صفحات : 1332)
33......جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ (کل صفحات:470)
34......فیضانِ نماز (کل صفحات:49)
35......19 دُرود و سلام (کل صفحات:16)
36......سورۂ یٰسٓ شریف اور اس کے فضائل (کل صفحات:16)

شعبہ فیضان صحابہ

01......حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:56)
02......حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:72)
03......حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:89)

04......حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:60)

05......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:132)

06......فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ

عنقریب آنے والی کُتُب

01......فیضان فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ

شعبہ اصلاحی کُتُب

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حالات (کل صفحات:106)

02......تکبر (کل صفحات:97)

03......فرامین مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:87)

04......بدگمانی (کل صفحات:57)

05......قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات:115)

06......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)

07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49)

08......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)

09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)

10......ریاکاری (کل صفحات:170)

11......قوم جِنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262)

12......عشر کے احکام (کل صفحات:48)

13......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)

14......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)

15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)

16......تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187)

17......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:63)

18......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)

19......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)

20......مفتیٔ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)

21......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)

22......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)

23......نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات:39)

24......خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ (کل صفحات:160)

25......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)

26......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

27......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)

28......نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات:696)

29......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)

30......ضیائے صدقات (کل صفحات: 408)

31......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)

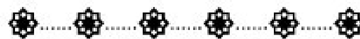
32......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43)

33......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

عنقریب آنے والی کُتُب

شعبہ امیر اہلسنت

عنقریب آنے والی کُتُب



مرتبہ صدیق اکبر کا

بَیاں ہو کس زَباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

یا الٰہی! رَحم فرما! خادِمِ صدیق اکبر ہوں
تری رَحمت کے صدقے، واسِطہ صدیق اکبر کا

رُسُل اور اَنبیاکے بعد جو اَفضل ہو عالَم سے
یہ عالَم میں ہے کس کا مرتبہ، صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا، خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے ہوں میں گدا، صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قُوت ہے ضعیفوں کو قَوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اَقوِیا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسِل سِلسِلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دُشمن اور وہ دُشمن علی کا ہے
جو دُشمن عقل کا دُشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اِس مَحَبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

(ذوقِ نعت، ص ۵۳)

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق
سروری جس پہ کرے ناز وہ سرور صدیق

چمنستانِ نبوت کی بہارِ اوّل
گلشنِ دیں کے بنے پہلے گلِ تر صدیق

بے گماں شمع نبوت کے ہیں آئینے چار
یعنی عثمان وعمر، حیدر واکبر صدیق

سارے اصحاب نبی تارے ہیں امت کے لیے
ان ستاروں میں بنے مہرِ منور صدیق

ثانی اثنین ہیں ابوبکر خدا میرا گواہ
حق مقدم کرے پھر کیوں ہوں مؤخر صدیق

زیست میں موت میں اور صبر میں ثانی ہی رہی
ثانی اثنین کے اس طرح ہیں مظہر صدیق

والذین معه کے ہیں یہ فردِ کامل
حشر تک پائے نبی پر ہیں دھرے سر صدیق

بال بچوں کے لیے گھر میں خدا کو چھوڑیں
مصطفےٰ پر کریں گھر بار نچھاور صدیق

تو ہے آزاد سقر(جہنم) سے تیرے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندۂ بے زر صدیق

(رسائل نعیمیہ، دیوان سالک از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی، ص ۲۶)

منبعِ خوفِ خدا صدیق اکبر ہیں

یقینا مَنبعِ خوفِ خدا صدیق اکبر ہیں
حقیقی عاشقِ خیرُ الوریٰ صدیق اکبر ہیں

بلا شک پیکرِ صبر و رِضا صدیق اکبر ہیں
یقینا مخزنِ صِدق و وفا صدیق اکبر ہیں

نہایت مُتّقی و پارسا صدیق اکبر ہیں
تقی ہیں بلکہ شاہِ اَتقیا صدیق اکبر ہیں

جو یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر ہیں
وُہی یارِ مزارِ مصطفٰے صدیق اکبر ہیں

طبیبِ ہر مریضِ لادوا صدیق اکبر ہیں
غریبوں بے کسوں کا آسرا صدیق اکبر ہیں

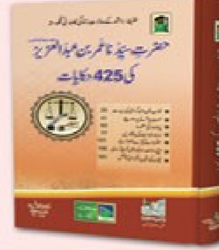
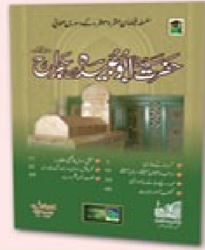
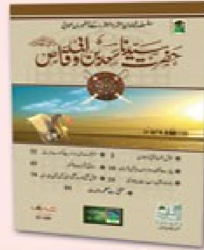
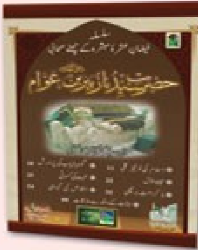
امیرالمؤمنیں ہیں آپ امامُ المسلمیں ہیں آپ
نبی نے جنّتی جن کو کہا صدیق اکبر ہیں

سبھی اَصحاب سے بڑھ کر مقرّب ذات ہے انکی
رفیقِ سرورِ اَرض و سما صدیق اکبر ہیں

عمر سے بھی وہ افضل ہیں وہ عثماں سے بھی اعلیٰ ہیں
یقینا پیشوائے مُرتَضٰی صدیق اکبر ہیں

نہ ڈر عطّار آفت سے خدا کی خاص رحمت سے
نبی والی ترے، مُشکل کُشا صدیق اکبر ہیں

(وسائلِ بخشش، ص ۴۹۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَ نی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافِلوں** میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) ضیا مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net